اشاریہ اردو جرائد

جلد دوم

۲۰۱۴ءتا ۲۰۱۵ء

مدیر: نجیبہ عارف

نائب مدیر: شیراز فضل داد

معاون مدیران: بی بی امینہ، نعیمہ بی بی

مرکزِ اشاریہ سازی

شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۶ء

بسم الله الرحمن الرحيم

اشاریہ اردو جرائد

جلد دوم

۲۰۱۴ء تا ۲۰۱۵ء

مدیر: نجیبہ عارف

نائب مدیر: شیراز فضل داد

معاون مدیران: بی بی امینہ، نعیمہ بی بی

مرکزِ اشاریہ سازی

شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

۲۰۱۶ء

مجلس ادارت

سرپرست اعلیٰ: پروفیسر معصوم یاسین زئی، امیرِ جامعہ

سرپرست: پروفیسر احمد یوسف اے۔ الدریویش، صدرِ جامعہ

نگران: پروفیسر منور اقبال گوندل، ڈین کلیۂ زبان وادب

مدیر: نجیبہ عارف، صدر شعبۂ اُردو (خواتین)

نائب مدیر: شیراز فضل داد، لیکچرار شعبۂ اُردو

معاون مدیران: بی بی امینہ، نعیمہ بی بی

مجلس مشاورت (بہ اعتبار حروفِ تہجی)

انوار احمد (یونی ورسٹی آف گجرات)	سویامانے یاسر (جاپان)
خالد سنجرانی (گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور)	شمیم حنفی (بھارت)
خلیل طوق اَر (ترکی)	عطا خورشید (بھارت)
ڈینئیلا بریڈی (اٹلی)	فاطمہ حسن (معتمد اعزازی، انجمن ترقی اردو، پاکستان)
روبینہ شہناز (نمل، اسلام آباد)	معین الدین عقیل (کراچی)

ترتیب و تزئین: مختار احمد

سرورق: زاہدہ حسن

خطاطی: جہانگیر شاہ

نوٹ: مدیران کرام سے درخواست ہے کہ اپنے جریدے کے اگلے شمارے کی اشاعت کے فوراً بعد اس کے پانچ نسخے اور مطلوبہ مواد کی سافٹ اور ہارڈ نقول مدیر، نائب مدیر کے نام ارسال فرمائیں۔

رابطے کے لیے: مختار احمد، مرکز اشاریہ سازی، شعبۂ اُردو، خواتین کیمپس، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد، ٹیلی فون: ۰۵۱-۹۰۱۹۸۶۹، ۰۵۱-۹۰۱۹۸۵۹، برقی پتا، iouj@iiu.edu.pk

فہرست

۱۔۔۔۔۔۔الماس (شش ماہی)

شمارہ ۱۴ (۲۰۱۲ـ۲۰۱۳) ۱۱

شمارہ ۱۵ (۲۰۱۳ـ۲۰۱۴) ۲۰

شمارہ ۱۶ (۲۰۱۴ـ۲۰۱۵) ۲۹

۲۔۔۔۔۔۔اورئینٹل کالج میگزین (سہ ماہی)

جلد ۸۹، شمارہ: ۱ (۲۰۱۴) ۴۰

جلد ۸۹، شمارہ: ۲ (۲۰۱۴) ۴۴

جلد ۸۹، شمارہ: ۳ (۲۰۱۴) ۴۸

جلد ۸۹، شمارہ: ۴ (۲۰۱۴) ۵۲

جلد ۹۰، شمارہ: ۱ (۲۰۱۵) ۵۷

جلد ۹۰، شمارہ: ۲ (۲۰۱۵) ۶۱

جلد ۹۰، شمارہ: ۳ (۲۰۱۵) ۶۵

جلد ۹۰، شمارہ: ۴ (۲۰۱۵) ۷۰

۳۔۔۔۔۔۔بازیافت (شش ماہی)

شمارہ ۲۴ (۲۰۱۴) ۷۵

شمارہ ۲۵ (۲۰۱۴) ۸۳

شمارہ ۲۶ (۲۰۱۵) ۹۰

شمارہ ۲۷ (۲۰۱۵) ۱۰۲

۴۔۔۔۔۔۔بنیاد (سالانہ)

شمارہ ۵ (۲۰۱۴) ۱۰۶

شمارہ ۶ (۲۰۱۵) ۱۱۶

۵۔۔۔۔۔۔تحقیق (شش ماہی)

شمارہ ۲۵ (۲۰۱۳) ۱۲۶

شمارہ	۲۶(۲۰۱۳)	۱۳۵
شمارہ	۲۷(۲۰۱۴)	۱۳۸
شمارہ	۲۸(۲۰۱۴)	۱۴۲
شمارہ	۲۹(۲۰۱۵)	۱۴۶
شمارہ	۳۰(۲۰۱۵)	۱۵۱

۶ــــــــ تحقیق نامہ (شش ماہی)

شمارہ	۱۴(۲۰۱۴)	۱۵۵
شمارہ	۱۵(۲۰۱۴)	۱۵۹
شمارہ	۱۶(۲۰۱۵)	۱۶۵
شمارہ	۱۷(۲۰۱۵)	۱۶۹

۷ــــــــ تخلیقی ادب (سالانہ)

شمارہ	۱۰(۲۰۱۳)	۱۷۷
شمارہ	۱۱(۲۰۱۴)	۱۸۴

۸ــــــــ جرنل آف ریسرچ (شش ماہی)

شمارہ	۲۳(۲۰۱۳)	۱۹۳
شمارہ	۲۴(۲۰۱۳)	۱۹۸
شمارہ	۲۵(۲۰۱۴)	۲۰۲
شمارہ	۲۶(۲۰۱۴)	۲۰۸
شمارہ	۲۷(۲۰۱۵)	۲۱۳
شمارہ	۲۸(۲۰۱۵)	۲۱۹

۹ــــــــ خیابان (شش ماہی)

شمارہ	۲۵(۲۰۱۱)	۲۲۶
شمارہ	۲۶(۲۰۱۱)	۲۳۱
شمارہ	۲۷(۲۰۱۲)	۲۳۶
شمارہ	۲۸(۲۰۱۳)	۲۴۱
شمارہ	۲۹(۲۰۱۳)	۲۴۷
شمارہ	۳۰(۲۰۱۴)	۲۵۵

شمارہ	۳۱(۲۰۱۴)	۲۶۳
شمارہ	۳۲(۲۰۱۵)	۲۷۱
۱۰ــــــــــدریافت (شش ماہی)		
	شمارہ۱۳(۲۰۱۴)	۲۷۷
شمارہ	۱۴(۲۰۱۵)	۲۸۵
۱۱ــــــــــزبان وادب (شش ماہی)		
	شمارہ۹ (۲۰۱۱)	۲۹۳
شمارہ	۱۰(۲۰۱۲)	۲۹۶
شمارہ	۱۱(۲۰۱۲)	۳۰۴
شمارہ	۱۲(۲۰۱۳)	۳۰۸
شمارہ	۱۳(۲۰۱۳)	۳۱۱
شمارہ	۱۴(۲۰۱۴)	۳۱۴
شمارہ	۱۵(۲۰۱۴)	۳۲۰
شمارہ	۱۶(۲۰۱۵)	۳۲۵
شمارہ	۱۷(۲۰۱۵)	۳۳۰
۱۲ــــــــــمعیار (شش ماہی)		
	شمارہ۱۱ (۲۰۱۴)	۳۳۴
شمارہ	۱۲(۲۰۱۴)	۳۴۰
شمارہ	۱۳(۲۰۱۵)	۳۴۴
شمارہ	۱۴(۲۰۱۵)	۳۴۹
۱۳ــــــــــموضوعاتی اشاریہ		۳۵۷
۱۴ــــــــــمصنف وار اشاریہ		۳۸۳

پیش لفظ

اشاریہ اُردو جرائد کی دوسری جلد پیشِ خدمت ہے۔ یوں تو یہ جلد ۱۵۔۲۰۱۴ میں شائع ہونے والے تحقیقی مجلات کے مشمولات پر مشتمل ہے لیکن اس میں ان تمام مجلات کا اشاریہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو تاخیر سے شائع ہونے یا کسی اور سبب سے جلد اوّل میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔ یوں کل ۵۸ تحقیقی مجلات کا اشاریہ تیار کیا گیا ہے تاکہ طالب علموں اور محققین کو ان تحقیقی مجلات میں موجود مواد تک رسائی کی سہولت بہم پہنچائی جاسکے۔

اس اشاریے کی پیش کش میں گزشتہ طریقِ کار کو بحال رکھا گیا ہے یعنی اولاً تمام مجلات کے مدیران کرام سے گزارش کی گئی کہ وہ اپنے اپنے مجلے میں شائع شدہ مقالات کی تفصیل فراہم کریں۔ بعض مجلات کے مدیران نے وقت اور افرادی قوت کی عدم دستیابی کے باعث درخواست کی کہ ان کی مدد کے طور پر یہ ذمہ داری ہم خود ہی ادا کرلیں۔ اس مقصد کے لیے ہم نے دو معاون مدیران سے مدد حاصل کی جنھوں نے مذکورہ مجلات کا اشاریہ خود تیار کیا۔ تاہم بیشتر مدیران نے مطلوبہ معلومات فراہم کر دیں لیکن ان معلومات کی تصدیق اور جانچ پرکھ کا کام بھی خاصا دِقت طلب تھا۔ اس سلسلے میں جو عمومی مشکلات در پیش آئیں، ان کی تفصیل درج کرنے کے بجائے، چند گزارشات بطور تجویز پیش کی جاتی ہیں تاکہ آئندہ مجلات کی ترتیب وتدوین میں ان نکات کو پیشِ نظر رکھا جائے۔

تمام مدیران کرام سے درخواست ہے کہ وہ مقالہ نگاروں کو اس امر کا پابند کریں کہ وہ اپنے مقالے کے ساتھ اس کا خلاصہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں خود تیار کر کے بھیجیں جس کے الفاظ کی تعداد مقررہ حد (ترجیحی طور پر ۱۰۰ سے ۱۲۰ الفاظ) کے اندر ہو۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مقالہ نگار خود سب سے بہتر جانتا ہے کہ اس کے مقالے کا مرکزی قضیہ کیا ہے اس لیے وہی اس کا بہترین خلاصہ تیار کر سکتا ہے۔ پھر اس مشق سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ نوجوان محققین کو یہ سوچنے کی عادت پڑے گی کہ وہ دراصل کس موضوع پر کیا بنیادی بات کہنا چاہتے ہیں۔ یوں تحقیقی مقالات محض خیالات و نکات کا بے ترتیب ڈھیر نظر آنے کے بجائے مرتب فکر اور منظم اظہار کی صورت اختیار کریں گے۔ بالکل یہی کلیہ کلیدی الفاظ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ کلیدی الفاظ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب متن کو آن لائن فراہم کیا جائے تو ان کلیدی الفاظ کے ذریعے متن تک رسائی ممکن اور سہل ہو جائے۔ اسی لیے مقالہ نگار کا نام بھی کلیدی الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مقالے میں بیان کردہ اہم ترین نکات کو، جن میں اعلام و اماکن بھی شامل ہو سکتے ہیں، کلیدی الفاظ کے طور پر منتخب کیا جاسکتا ہے۔ ہر مقالے کے لیے کلیدی الفاظ کی تعداد مقرر ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر پانچ سے سات الفاظ۔

بعض مجلات کے اشاریوں میں تمام مقالات کا اندارج نہیں ہوتا۔ بالخصوص انگریزی مقالات تو بیشتر اشاریوں میں نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ اگر شامل بھی کیے جائیں تو ان کے عنوانات کا اردو ترجمہ درج نہیں کیا جاتا۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ کئی مجلات میں فہرست میں درج نام، مقالے کی پیشانی پر درج نام سے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات، مقالہ نگاروں کے نام خلط ملط ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات ان کے عنوان اور ملخص میں مطابقت نہیں ہوتی۔ اکثر اوقات مقالے کے صفحات نمبر درست یا مکمل نہیں نکلتے۔ ان تمام دشواریوں سے نپٹنے کے لیے ضروری ہے کہ اشاریے کے ساتھ ہر مجلے کے پانچ پانچ شمارے بھی ارسال کیے جائیں۔ بعض مجلات کے شمارے حاصل کرنے میں بہت وقت صرف ہوتا ہے جس کے نتیجے میں اشاریہ سازی کا کام غیر ضروری تاخیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ تمام مدیران کرام سے درخواست ہے کہ مجلہ شائع ہوتے ہی اس کے پانچ نسخے مجلس اشاریہ اُردو جرائد کو ارسال کر دیں۔

اس سال ہم نے یہ اشاریہ مائیکروسافٹ ورڈ میں تیار کیا ہے تاکہ اسے بہتر طور پر آن لائن فراہم کیا جاسکے۔ نیز اس جلد کے مشمولات پر ملکی اور غیر ملکی ماہرین کی آرا بھی حاصل کی گئی ہیں اور ممکن حد تک ان پر عمل درآمد کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں چند ایک امور کے بارے میں ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

اشاریہ اُردو جرائد، علمی دنیا میں مروج دیگر اشاریوں سے کچھ مختلف ہے۔ عام طور پر ایسے اشاریوں کو موضوع وار ترتیب دیا جاتا ہے تاکہ محققین بہ آسانی اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کر سکیں؛ لیکن ہمارے مرتبہ اشاریے کو مجلہ وار ترتیب دیا گیا ہے۔ اس ترتیب کا ایک خاص مقصد ہے کیوں کہ یہ اشاریہ ہائر ایجو کیشن کمیشن کی ایک خاص ضرورت کی تکمیل کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ مجلہ وار ترتیب سے اس اشاریے کو ایک ایسی مفید جہت حاصل ہو گئی ہے جو ہماری نظر میں بہت اہم ہے اور پاکستان کی جامعات میں اردو زبان و ادب کے شعبے میں تحقیق کے معیار کو بلند تر کرنے میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس اشاریے میں چونکہ صرف ہائر ایجو کیشن کمیشن سے منظور شدہ مجلات کا اشاریہ تیار کیا جاتا ہے اس لیے اس اشاریے کی مدد سے ہم ہر مجلے کی تحقیقی ترجیحات، معیار اور پیش کش کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور یوں ایک طرح سے جامعات میں ہونے والی تحقیق کی سمت اور رفتار کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اس اشاریے کی مدد سے ہم اردو زبان و ادب کے شعبے میں ہونے والی علمی پیش رفت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور یہ بھی جان سکتے ہیں کہ شعبہ ہائے اردو میں ہونے والی تحقیق کا رُخ کس جانب ہے؟ کون کون سے پہلو ہنوز تشنہ ہیں اور کن پہلوؤں میں محققین کی دلچسپی روز افزوں ہے۔ ہمارے خیال میں یہ زیرِ نظر اشاریے کی ایک اضافی جہت ہے جو اسے صرف محققین اور طلبہ کی ضرورت کی تکمیل کا ذریعہ ہی نہیں بناتی بلکہ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے معیار و مقدار کی مقیاس بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ تاہم طلبہ اور محققین کی سہولت کے لیے ہم نے اس اشاریے کے آخر میں اس کے مصنف وار اور موضوع وار اشاریے بھی بنا دیے ہیں۔ مصنف وار اشاریے میں تمام مقالہ نگاروں کے نام الف بائی ترتیب سے لکھ دیے گئے ہیں اور ہر نام کے سامنے متعلقہ صفحات کے نمبر درج کیے گئے ہیں۔ موضوع وار اشاریے کو مختلف عنوانات کے تحت ترتیب دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، افسانوی ادب، تاریخ، تنقید وغیرہ۔ یہ عنوانات بھی الف بائی ترتیب سے درج ہیں اور ان کے تحت دیے گئے تمام مقالات کے عنوانات بھی الف بائی ترتیب سے ہی درج کیے گئے ہیں۔ ان اشاریوں کی مدد سے محققین بہ آسانی اپنے مطلوبہ مواد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اس اشاریے کی تکمیل میں جہاں ہمیں اپنی جامعہ کے ریکٹر، پروفیسر معصوم یاسین زئی، صدرِ جامعہ پروفیسر احمد یوسف اے۔ الدریویش اور نائب صدور، پروفیسر محمد بشیر خان، پروفیسر محمد منیر اور پروفیسر اقدس نوید ملک کی علمی و اخلاقی سرپرستی اور تعاون حاصل رہا، وہاں ڈین کلیۂ زبان و ادب پروفیسر منور اقبال گوندل کی شفقت اور رہنمائی بھی میسر آئی۔ ہم ہائر ایجو کیشن کمیشن کے اکیڈیمک ونگ کے بطور خاص شکر گزار ہیں جنھوں نے از خود اس اشاریے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اسے درجہ Y کے مجلے کے مساوی فنڈ فراہم کیے جس کی بدولت اس جلد کی اشاعت اور دیگر لوازمات کی فراہمی سہل ہو گئی۔ ہم ان ملکی و غیر ملکی ماہرین کے بھی از حد ممنون ہیں جنھوں نے اشاریے پر نہایت عمدہ اور صائب آرا دیں اور اس کی مزید بہتری کے لیے مفید مشورے بھی دیے۔ تمام مجلات کے مدیران کرام کا خصوصی شکریہ واجب ہے جن کے تعاون سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ امید ہے آئندہ بھی یہ تعاون جاری رہے گا اور بروقت مطلوبہ مواد پہنچتا رہے گا۔

اشاریے کی ترتیب و تزئین میں نائب مدیر محترمہ شیراز فضل داد اور معاون مدیران محترمہ بی بی امینہ اور محترمہ نعیمہ بی بی کی مسلسل محنت اور عرق ریزی شامل رہی۔ مختار احمد صاحب اور عاصمہ نذیر کی تکنیکی معاونت نے بہت سے مشکل مراحل کو آسان کر دیا۔ دیگر تمام ہم کاروں کا خلوص بھی ہمیں مسلسل میسر رہا۔ ان سب کے لیے ہم تہہ دل سے دعا گو ہیں۔

سجدۂ شکر اس ذات کے لیے، جس نے انسان کو قلم سے علم عطا کیا اور درود و سلام اس ہستیؐ پر جو علم و نور کا منبع ہے۔ اس سلسلۂ نور کے سبھی چراغوں کو ہمارا سلام!

نجیبہ عارف

الماس: ۱۴ (۲۰۱۲ء۔۲۰۱۳ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبہ اُردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیرپور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ارم، صائمہ	ڈپٹی نذیر احمد کے ناول اور ذات پات کا مسئلہ	۲۱۴ تا ۲۲۳	انیسویں صدی کے اہم ترین ادیبوں میں ڈپٹی نذیر احمد کا نام سرفہرست ہے۔ ناول نگاری میں اولیت کا تاج ان کے سر پر سجایا جاسکے یا نہیں یہ امتیاز کسی صورت ان سے نہیں چھینا جاسکتا کہ انھوں نے اردو ناول نگاری کا ڈھانچہ اس طور پر واضح کیا کہ ایک طویل عرصے تک انھیں ناول نگاری کا امام تصور کیا جاتا رہا۔ اس مقالے میں اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ہندوستانی معاشرے میں موجود ذات پات کی بنیاد پر طبقاتی تقسیم ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔	ڈپٹی نذیر احمد، اردو ناول، ذات پات، فسانۂ مبتلا، توبۃ النصوح، صائمہ ارم
اسلم، فوزیہ	منٹو پر مغرب کے نفسیاتی و تکنیکی اثرات	۳۴ تا ۳۹	سعادت حسن منٹو نے اردو افسانے کو نئے موضوعات، نئے فنی زاویے، نئی تکنیک اور ادب کو نیا زاویۂ نظر دیا۔ پیشِ نظر مقالے میں سعادت حسن منٹو پر روس اور مغرب کے نام ور افسانہ نگاور ڈی۔ ایچ۔ لارنس، موپساں، ٹالسٹائی، فرائیڈ اور ہیگل کے نفسیاتی اور تکنیکی اثرات کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	سعادت حسن منٹو، فرائیڈ، ہیگل، موپساں، فوزیہ اسلم
اعجاز، سمیرا	منیر نیازی کی غزل کا علامتی نظام	۳۶۰ تا ۳۷۹	منیر نیازی کی شعری انفرادیت ان کے اسلوب اور طرزِ ادا میں ہے جس کا تعلق ان کے زرخیز تخیل اور عمیق مشاہدے کے ساتھ ہے۔ رومانوی لب ولہجہ، عصری وسیاسی شعور اور تجسس ان کی شاعری میں ایک جہانِ تازہ کی بنیاد رکھتا ہے جس کے نتیجے میں ان کا علامتی واستعاراتی نظام ظہور پذیر ہوتا ہے جو پوری طرح خود کفیل ہے۔ اس مقالے میں منیر نیازی کی غزل میں موجود علامتی نظام کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	منیر نیازی، اردو غزل، علامتی نظام، سمیرا اعجاز
امجد، رشید	منٹو کا فنی شعور	۱۹ تا ۳۳	سعادت حسن منٹو کا ابتدائی دور کا کام ترقی پسند ادیبوں کے نظریات سے متاثر نظر آتا ہے لیکن بعدازاں بیسویں صدی کے نو آبادیاتی، سماجی اور سیاسی حالات کے پروردہ اور نمائندہ ہونے کی وجہ سے منٹو کے افسانے اس عہد کی مکمل تصویر کشی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان میں نہ صرف عالمی رجحانات کا عکس نظر آتا ہے بلکہ قومی سطح پر زندگی اپنی تمام تر ہمہ گیریت کے ساتھ جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔ پیش نظر مقالہ منٹو کے ادبی فنی شعور کے جائزے پر مشتمل ہے کہ منٹو کا تصورِ فن کیا ہے؟ وہ آرٹ کو کیا سمجھتے ہیں اور اس کے بارے میں کیا شعور رکھتے ہیں؟	سعادت حسن منٹو، فنی شعور، اردو افسانہ، ترقی پسند، منٹو کا تصور فن، رشید امجد
امین، خالد	سلیم احمد: ہماری تہذیبی شناخت کا ایک منفرد زاویہ	۴۰۱ تا ۴۱۷	سلیم احمد عہد حاضر کے ایک منفرد شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کے تین بنیادی عناصر ہیں۔ پہلا فرد اور اس کی ذات۔ دوسرا معاشرہ اور اس میں مروج اقدار و روایات اور تیسرا شعری روایات اور ان سے انحراف۔ اس مقالے میں سلیم احمد کی	سلیم احمد، تہذیبی شناخت، آزاد

			شاعری کو مروجہ اقدار و روایات کے آئینے میں پرکھا گیا ہے اور تہذیبی حوالوں سے ان کی شعری خوبیوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔	نظم، مشرق ہار گیا، خالد امین
بلوچ، عبدالغفور	ہندو اور سکھوں کی نعتیہ شاعری: اسباب، محرکات و اثرات کا علمی اور تحقیقی جائزہ	۲۲۴ تا ۲۳۳	نعت حضور اکرمؐ کے شمائل و محاسن کا ذکر جمیل، آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ اور اسوۂ حسنہ کا منظوم بیان اور آپؐ کی ذاتِ گرامی سے عقیدت و محبت کا مظہر ہے۔ پیشِ نظر مقالہ اردو نعتیہ شاعری کے باب میں ہندو اور سکھ شعرا کی خدمات کے بنیادی اسباب، محرکات اور اثرات کے علمی اور تحقیقی جائزے پر مبنی ہے۔	نعتیہ شاعری، معراج نامہ، امر چند قیس جالندھری، عبدالغفور بلوچ
بھٹی، مزمل	فتح محمد ملک بطور اقبال شناس	۲۹۴ تا ۳۲۳	پروفیسر فتح محمد ملک اردو کے مایہ ناز نقاد اور اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کے معروف اسکالر ہیں۔ آپ کو اقبالیات اور سماجی نقطۂ نظر کے حوالے سے بین الاقوامی سطح پر مانا جاتا ہے۔ آپ علامہ اقبال چیئر ہائیڈل برگ یونی ورسٹی (جرمنی) میں دس سال تک ۸۸۔۱۹۸۴ء اور ۹۷۔۱۹۹۲ء تک اردو ثقافت اسلام و اقبالیات اور تصوف کے بارے میں لیکچر دیتے رہے ہیں۔ اقبالیات پر آپ کی اب تک باقاعدہ دو کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں جبکہ اقبالیات کے موضوع پر مختلف ادبی رسائل و جرائد اور اخبارات میں آپ کے بہت سے مضامین و مقالات شائع ہوئے ہیں۔ اس مقالے میں فتح محمد ملک کے اقبالیات کے موضوع پر تحقیقی و تنقیدی کام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فتح محمد ملک، علامہ محمد اقبال، اقبال شناسی، اقبالیات، مزمل بھٹی،
بی بی، رخسانہ	"کئی چاند تھے سرِ آسماں" میں کارفرما تاریخی تصورات	۴۷۳ تا ۴۹۹	"کئی چاند تھے سرِ آسماں" اردو کا ایک تاریخی دستاویزی ناول ہے۔ اس ناول میں تاریخ فہمی اپنے عروج پر ہے۔ یہ ناول نیم دستاویزی و نیم تاریخی ہے۔ تہذیبی اعتبار سے یہ ناول اٹھارویں اور انیسویں صدی کی برصغیر کی مٹتی ہوئی تہذیب کے حوالے سے ہے۔ اس کے سیاق و سباق میں ہندوستان کا ایک مخصوص عہد موجود ہے۔ اس مقالے میں "کئی چاند تھے سرِ آسماں" میں کارفرما تاریخی تصورات کا جائزہ لیا گیا ہے اور ناول میں موجود واقعات کی تاریخی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔	شمس الرحمٰن فاروقی، کئی چاند تھے سرِ آسماں، اردو ناول، رخسانہ بی بی
تنویر، فوزیہ/ بگر، اسٹیفن	Educating Muslim Girls: A British Muslim (مسلمان لڑکیوں کی تعلیم: ایک برطانوی مسلمان کے تجربات)	V to VII (حصہ انگریزی)	اس مقالے میں برطانوی شہریت رکھنے والی ایک مسلمان خاتون کے تدریسی تجربات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار تیس برس سے برطانیہ میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم و تدریس سے کسی نہ کسی سطح پر منسلک رہی ہیں۔ یہ مقالہ ان کے پی ایچ۔ڈی۔ کے مقالے کا ایک جزو ہے جو وہ ڈاکٹر سٹیفن بگر کے زیرِ نگرانی مکمل کر رہے ہیں۔ اس مقالے میں انھوں نے ۵۰ پاکستانی نژاد مسلم خواتین کی تعلیم اور پیشہ ورانہ زندگی کا جائزہ پیش کیا ہے اور اس کا مقصد یہ جاننا ہے کہ ان خواتین کی تعلیمی زندگی کے اثرات ان کی اگلی نسلوں تک کس طرح منتقل ہوتی ہیں۔	A British Muslim, Muslim Girls, Univer-sity of Worces-ter, Fozia Tanvir, Stephen Bigger
ثاقب، شہاب الدین	اختر حسین رائے پوری کی تنقید نگاری	۱۸۶ تا	اردو ادب کی تاریخ میں اختر حسین رائے پوری کا نام کئی اعتبار سے اہمیت کا حامل ہے۔ وہ ایک کامیاب افسانہ نگار، تبصرہ نگار، نقاد اور مترجم تھے۔ اردو میں اشتراکی	اختر حسین رائے پوری،

		۲۰۴	تنقید کا آغاز بھی انھی کے ذریعے ہوا۔ یہ مقالہ اختر حسین رائے پوری کی تنقیدی تحریروں کے جائزے پر مشتمل ہے تاکہ اردو تنقید نگاری میں ان کے تنقیدی کام کی اہمیت کا تعین کیا جاسکے۔	ترقی پسند تنقید، شہاب الدین ثاقب
حسین، شگفتہ	ایمیزون عطیہ داؤد ""آئینے کے سامنے"" ایک تحقیقی و تنقیدی تجزیہ	۴۴۴ تا ۴۵۲	عطیہ داؤد ایک معروف شاعرہ اور فیمنسٹ ہیں۔ وہ عورت اور مرد کے حوالے سے جنسی امتیازات پر یقین نہیں رکھتیں۔ انھوں نے اپنی جدوجہد کا آغاز بچپن سے کیا اور شدید مصائب کا سامنا کیا لیکن مشکلات انھیں اپنے نظریے سے نہ ہٹا سکیں۔ انھوں نے عورت پر مرد کی برتری کو کبھی تسلیم نہ کیا۔ ""آئینے کے سامنے"" عطیہ داؤد کی آپ بیتی ہے۔ اس مقالے میں اسی آپ بیتی کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	عطیہ داؤد، آئینے کے سامنے، آپ بیتی، شگفتہ حسین
خالد، محمد سلیم	شاہ عبدالقادر کے اردو ترجمہ قرآن کا لسانی مطالعہ	۹۷ تا ۱۱۳	شاہ ولی اللہ اٹھارویں صدی کے ایک عظیم مذہبی اسکالر اور کامیاب مصلح تھے۔ اللہ ربُ العزت نے آپ کو چار فرزند عطا فرمائے جو کہ اپنے وقت کے معروف اسکالر رہے۔ شاہ ولی اللہ کے تیسرے فرزند شاہ عبدالقادر تھے۔ شاہ عبدالقادر نے ابتدائی دینی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ ۱۷۶۲ء میں شاہ ولی اللہ کے انتقال کے بعد شاہ عبدالقادر نے اپنے بڑے بھائی شاہ عبدالعزیز سے درس حاصل کیا۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد شاہ عبدالقادر نے اکبر آبادی مسجد (دہلی) میں مسندِ تدریس بچھائی۔ آپ کا سب سے عظیم علمی و تصنیفی کارنامہ اردو ترجمہ قرآن ہے جو ۱۲۰۵ھ میں مکمل ہوا۔ اس کا شمار شمالی ہند میں معرض تحریر میں آنے والی چند ابتدائی نثری تحریروں میں ہوتا ہے لیکن بایں ہمہ یہ ترجمہ ادبی اور لسانی خوبیوں سے مالا مال اور معمور ہے۔ پیشِ نظر مقالہ شاہ عبدالقادر کے اس ترجمہ قرآن کے لسانی مطالعہ پر مشتمل ہے۔	شاہ عبدالقادر، اردو ترجمۂ قرآن، لسانی مطالعہ، شاہ عبدالقادر، شاہ ولی اللہ، محمد سلیم خالد
داؤد، شہلا	سیدہ حنا کی ماہیا نگاری	۳۸۷ تا ۴۰۰	پنجابی ماہیا کی روایت کے مطابق ماہیا بنیادی طور پر ایک دیہاتی عورت کے جذبات و احساسات اور اپنے پیار کرنے والے کے لیے اظہار پر مبنی شاعری ہوا کرتا ہے۔ پیش نظر مقالے میں سیدہ حنا کے ماہیوں کا فنی اور موضوعاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ جنھوں نے ماہیے کی صنف میں نسوانی لوچ، نرمی اور گدازی کے عناصر کو برقرار رکھتے ہوئے اسے نئی معنوی سمت عطا کی ہے۔	سیدہ حنا، ماہیا نگاری، پنجابی ماہیے، شہلا داؤد
رباب، عظمت	اردو تدوین متن کی روایت میں دبستانِ دکن کا کردار	۱۷۷ تا ۱۸۵	تدوین متن کی روایت میں دبستانِ دکن اہمیت کا حامل ہے۔ دکن میں سالار جنگ کی سرپرستی اور اعانت سے ""مجلس اشاعت دکنی مخطوطات"" قائم کی گئی جس کے تحت بہت سے قدیم دکنی مخطوطات کی مدد سے بہت سے کلیات، دواوین، مثنویاں اور صوفیانہ تحریریں مدوّن کر کے شائع کی گئیں۔ دکنی مدونین میں مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، سید محمد، عبدالمجید صدیقی، محمد بن عمر،	تدوین متن، دبستانِ دکن، محی الدین قادری زور، مولوی

			مبارز الدین رفعت، زینت ساجدہ، سیدہ جعفر، میر سعادت علی رضوی اور عبدالقادر سروری شامل ہیں۔ اس مقالے میں دبستانِ دکن کی تدوینِ متن کی روایت کا جائزہ لیا گیا ہے۔	عبدالحق، عظمت رباب
رزاق، نورین	شہناز شورو کے افسانوں میں نسائی احساس	۶۹ تا ۷۸	شہناز شورو (پ ۱۹۶۹ء) سندھ کی معروف خاتون افسانہ نگار ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں انھوں نے روزنامہ ''امن'' سے لکھنے کا آغاز کیا۔ ان کے افسانے ماہ نامہ ''صریر''، ''پہچان''، ''تسطیر'' اور ''سمبل'' میں شائع ہوتے رہے۔ ان کے دو افسانوی مجموعے ''لوگ، لفظ اور انا'' اور ''زوال دکھ'' شائع ہو چکے ہیں۔ شہناز شورو کی بیشتر کہانیاں عورت کے جذباتی، دینی اور جنسی استحصال کے گرد گھومتی ہیں۔ اس مقالے میں ان کے افسانوں کا نسائی شعور کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	شہناز شورو، خاتون افسانہ نگار، لوگ لفظ اور انا، زوال دکھ، نورین رزاق
سرفراز، رابعہ	کلامِ غالب کے چند منتخب شارحین۔۔۔ ایک مطالعہ	۲۸۱ تا ۲۹۳	غالب کا شمار انیسویں صدی کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔ ان کے کلام کی اہمیت اور حیثیت کو ہر دور میں تسلیم کیا گیا ہے۔ دیوانِ غالب اپنے شعری اوصاف کے سبب مقبولِ خاص و عام ہے اور مختلف ادوار میں شعر و ادب کے سنجیدہ ناقدین نے کلامِ غالب کی تفہیم کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ دقیق اور پیچیدہ خیالات کے ساتھ معنی آفرینی اور نازک خیالی نے کلامِ غالب کو وہ تاثیر عطا کی ہے جو اسے آنے والے زمانوں میں بھی ایک عظیم شاعر کے طور پر زندہ رکھے گی۔ پیشِ نظر مقالے میں غالب کے اردو شارحین کے تفہیمی و تشریحی کاموں کا ایک مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	مرزا غالب، شرحِ کلامِ غالب، غلام رسول مہر، خلیفہ عبد الحکیم، طباطبائی، رابعہ سرفراز
طاہر، سعدیہ	دنیائے اسلام میں طنز و مزاح کا تعارف اور تجزیہ۔ ڈاکٹر وزیر آغا کا کارنامۂ خاص	۴۱۸ تا ۴۴۳	ڈاکٹر وزیر آغا آغازِ کار ہی سے ہمارے ادب میں طنز و ظرافت سے بہت گہرا شغف رکھتے ہیں۔ ان کی پہلی علمی تصنیف ''مسرت کی تلاش'' تھی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کے لیے انھوں نے ''اردو ادب میں طنز و مزاح'' کا موضوع منتخب کیا جو طنز و ظرافت سے ان کے تعلق کا عملی ثبوت ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں ان کے تنقیدی مضامین کے مجموعے ''تنقید و مجلسی تنقید'' میں شامل مضمون "دنیائے اسلام میں ظرافت کا جزر و مد" کے تعارف اور تجزیے کو موضوع بنایا گیا ہے اور ڈاکٹر وزیر آغا کے طنز و ظرافت کے موضوع پر کیے گئے دیگر تمام تحقیقی کاموں کے تناظر میں اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔	وزیر آغا، تنقید و مجلسی تنقید، دنیائے اسلام میں ظرافت کا جزر و مد، سعدیہ طاہر
طوقار، خلیل	ہندی اردو تنازعہ میں انگریزی حکام، فورٹ ولیم کالج اور جان گلکرسٹ کا	۱۴۰ تا ۱۶۱	فورٹ ولیم کالج کا قیام ۱۸۰۰ء میں کلکتہ میں ہوا۔ اس کالج کے قیام کا مقصد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہندوستان میں متعین افسران کو ہندوستانی زبانوں کی تدریس تھا تاکہ کمپنی کے سیاسی اور معاشی مقاصد کے حصول میں وہ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکیں۔ برطانیہ کی محققہ ایلیسن صفدی کا مقالہ بعنوان "The Fictional	ہندی اردو تنازعہ، فورٹ ولیم کالج، ایلیسن صفدی،

	کیا رول تھا: ایک مضمون اور اس کے بارے میں ذہن میں اُٹھنے والے سوالات		"Fallout from Fort William" میں پیش کیے خیالات کے حوالے سے پیش نظر مقالے میں ہندی اردو تنازعہ میں انگریز حکام، فورٹ ولیم کالج اور جان گلکرسٹ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جان گلکرسٹ، خلیل طوقار
عامر، زاہد منیر	مولانا ظفر علی خان کی افسانوی نثر کا نایاب نمونہ	۹ تا ۱۸	مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۳ء۔۱۹۵۶ء) ہماری قومی تاریخ کی ایک نامور شخصیت ہیں جنھوں نے سیاست، صحافت اور شاعری کی دنیا میں ناقابل فراموش کارنامے انجام دیے۔ پیش نظر مقالہ مولانا کے ایک نایاب کتابچے کے تعارف پر مشتمل ہے۔ کتابچہ "نئی روشنی کا ایک نظارہ" کا ذکر ان سے متعلق کسی کتاب میں نہیں ملتا۔ یہ کتابچہ مولانا ظفر علی خان کی شخصیت کو بطور ایک افسانوی نثر نگار پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ اس کتابچے کے تعارف اور ان کی افسانوی نثر کے تجزیہ پر مبنی ہے۔	مولانا ظفر علی خان، افسانوی نثر، نئی روشنی کا ایک نظارہ، زاہد منیر عامر
عباد، صفیہ	مظہر الاسلام کی "فوک لور کی پہلی کتاب": ایک مطالعہ	۴۵۳ تا ۴۷۲	مظہر الاسلام کی کتاب "فوک لور کی پہلی کتاب" عصرِ جدید کے ادب میں تحقیق و تنقید کا نیا اور منفرد شاہکار ہے۔ مصنف اردو افسانے کا ایک معتبر نام ہیں۔ کتاب کا بنیادی مقصد فوک لور پر ریسرچ کے قواعد کی تفصیل بیان کرنا اور انھیں دوسروں تک پہنچانا ہے تاکہ محققین ان ضابطوں اور قاعدوں کے تحت تحقیق کر سکیں۔ پیش نظر مقالے میں مذکورہ کتاب کا ایک مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	مظہر الاسلام، فوک لور، فوک لور کی پہلی کتاب، صفیہ عباد
عباس، سہیل	ن۔م۔ راشد کا نظریۂ فن	۳۳۵ تا ۳۵۹	ن۔م۔ راشد کی بنیادی حیثیت ایک ایسے اہم شاعر کی ہے جس نے نہ صرف اپنے دور کی روایت سے انحراف کیا اور اپنے دور کی سچی ترجمانی کی ہے بلکہ نئی نسل میں نیا شعور پیدا کر کے تخلیقی سطح پر نئے زاویوں کو متعین کرنے کا کام بھی کیا ہے۔ آزاد نظم کو عام کرنے میں ان کا نام سرفہرست آتا ہے۔ اس مقالے میں ن۔م۔ راشد کے نظریۂ فن کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ن۔م۔ راشد، نظریۂ فن، جدید شاعری، آزاد نظم، سہیل عباس
عبدالکریم	انشاءاللہ خان انشا پر تحقیق: ایک مطالعہ	۲۶۴ تا ۲۸۰	پیش نظر مقالے میں اٹھارویں صدی کے مقبول شاعر انشاءاللہ خان انشا کی شاعری کو موضوع بنایا گیا ہے۔ انھوں نے اردو غزل اور نثر میں گراں قدر تخلیقی خدمات انجام دیں۔ یہ مقالہ ان کے طرزِ نگارش اور شاعری پر معاشرتی اور سماجی اثرات کے مفصل جائزے کو سامنے لاتا ہے۔ انشاءاللہ خان انشا کی شخصیت اور کلام پر کیے گئے تحقیقی کام کو بھی اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، انشاءاللہ خان انشاء، دریائے لطافت، عبدالکریم
قریشی، بشریٰ	نسیم لیہ کی مثنوی "دامن یوسف" اور "فرعون و کلیم" کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۲۵۰ تا ۲۶۳	نسیم لیہ جنوبی پنجاب کے ایک مشہور و معروف غزل گو شاعر ہیں۔ غزل کے علاوہ انھوں نے مرثیہ، نعت، قطعات اور مثنوی بھی کہی ہیں۔ "دامن یوسف" نسیم لیہ کی ایک ایسی نظم ہے جو مثنوی کی ہیئت میں تخلیق ہوئی۔ یہ سورۂ یوسف کی منظوم تفسیر ہے جسے "قصر ادب لیہ" نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔ نسیم لیہ نے ۱۹۶۵ء میں ایک اور مثنوی "فرعون و کلیم" کے عنوان سے تحریر کی جو غیر مطبوعہ ہے۔	نسیم لیہ، اردو مثنوی، دامن یوسف، فرعون و کلیم، بشریٰ قریشی

			اس مقالے میں نسیم لیہ کی ان دونوں اردو مثنویوں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	
قریشی، حیدر	رسول حمزہ توف کی نظموں کے تراجم : اصل ترجمہ نگار فیض احمد فیض	۵۰۰ تا ۵۰۴	یہ مقالہ رسول حمزہ توف کی سات نظموں کے تراجم کے حوالے سے ہے۔اس مقالے میں مستند شواہد کی بنا پر مفصل وضاحت کی گئی ہے کہ ظ۔انصاری کے بجائے فیض احمد فیض ہی رسول حمزہ کی نظموں کے مترجم ہیں اور اس پیش رفت کا سہرا ڈاکٹر کرسٹینا اوسٹر ہیلڈ کے سر ہے۔	رسول حمزہ توف، ظ۔ انصاری، فیض احمد فیض، حیدر قریشی
کاظمی، سید کامران عباس	مضامین منٹو کا اسلوب : تجزیاتی مطالعہ	۴۰ تا ۵۵	منٹو ایک بے باک افسانہ نگار اور سماجی حقیقت نگار تھے۔سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کی اقدار کے تضاد کو منٹو نے ہمیشہ بڑے اندیشے اور تشویش کی نظر سے دیکھا ہے۔منٹو کے افسانوں کے علاوہ ان کے مضامین کا عمومی سطح پر موضوع یہی تضادات ہیں۔منٹو کے تنقیدی مضامین چاہے وہ ادب کے حوالے سے ہوں یا فلم اور دیگر ذرائع ابلاغ کے حوالے سے، منٹو کے تنقیدی شعور اور سماجی موضوعات پر ان کے گہرے عصری شعور کا پتہ دیتے ہیں۔اس مقالے میں مضامینِ منٹو کے اسلوبِ نگارش کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	سعادت حسن منٹو، اسلوب، مضامین منٹو، سید کامران عباس کاظمی
کاوسی نژاد، زیاد	فارسی سے اردو میں ترجمے کی روایت	۱۱۴ تا ۱۲۶	تراجم ادبی نوعیت کے اعتبار سے مختلف لسانی، سماجی اور تہذیبی معاملات میں اہم ہوا کرتے ہیں۔اس حوالے سے ادبی تراجم کی اہمیت اور افادیت بہت زیادہ ہے۔ اردو زبان وادبیات نے اپنے ارتقا کے سلسلے میں فارسی نظم ونثر کے اسلوب، لفظیات، محاورات، اصطلاحات اور تلمیحات سے استفادہ کیا ہے۔اس استفادے میں فارسی سے اردو میں تراجم نے اہم کردار ادا کیا ہے۔اس مقالے میں فارسی سے اردو میں ترجمے کی روایت کا آغاز تا حال ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فارسی، اردو، ترجمے کی روایت، زیاد کاوسی نژاد
کمال، محمد اشرف	حافظ محمود شیرانی کی تحقیقی خدمات	۲۰۵ تا ۲۱۳	حافظ محمود شیرانی نے لسانیات، تحقیق اور تنقید کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں جس کی وجہ سے وہ اردو زبان وادب میں ایک منفرد اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔حافظ محمود شیرانی اپنے عہد کے ایک ایسے ادیب، محقق اور نقاد ہیں جنھوں نے اپنی تحقیقات سے اردو زبان وادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ان کا ادبی سرمایہ نہ صرف مقدار بلکہ معیار کے حوالے سے بھی قابلِ قدر ہے۔پیش نظر مقالہ حافظ محمود شیرانی کے تحقیقی کاموں کے جائزے پر مبنی ہے۔	حافظ محمود شیرانی، اردو تنقید، تنقید شعر العجم، محمد اشرف کمال
کیومرثی، محمد	تدریسِ افسانہ، نیا تناظر	۷۹ تا ۸۷	افسانوی نثر میں افسانہ جدید دور کی ایک انتہائی مقبول ادبی صنف شمار ہوتا ہے۔ ایک صدی پر محیط عرصے میں زندگی کے مختلف زاویوں کو افسانے میں نہایت عمدگی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔اردو افسانے نے اپنے دامن میں دوسری زبانوں کے افسانوں کے مقابلے میں ایک نئی تہذیب و ثقافت، نئے نئے تفکرات	اردو افسانہ، تدریس افسانہ، محمد کیومرثی

			وخیالات اور مجموعی طور پر ایک عظیم اور معنی خیز دنیا اور ایک بیش بہا ذخیرہ و خزانہ چھپا رکھا ہے۔ پیشِ نظر مقالہ جامعاتی سطح پر تدریسِ افسانہ کے عالمی تناظر میں اس کی ترقی، پیش رفت اور بہتری کے لیے طریقۂ کار پر بحث کرتا ہے اور اس حوالے سے تجاویز پیش کرتا ہے۔	
محمود الاسلام، محمد	جوش اور نذرل کی شاعری میں انقلابی شعور	۳۲۴ تا ۳۳۴	شبیر حسن خاں جوش ملیح آبادی اردو ادب میں شاعرِ انقلاب اور شاعرِ شباب ہیں۔ بیسویں صدی میں اردو ادب میں علامہ اقبال کے بعد دوسرے بڑے شاعر جوش ہیں۔ ان کے یہاں تفکر بھی ہے اور رومانیت بھی۔ وہ بیک وقت فطرت نگار، گیت نویس، مرثیہ نگار، آزاد خیال سیکولر اور انسان دوست ہیں۔ قاضی نذر الاسلام بنگلہ ادب کے مشہور شاعر ہیں۔ وہ بنگلہ دیش کے قومی شاعر ہیں۔ ہندو مسلم دونوں کے محبوب ہیں۔ وہ بیک وقت شاعر، گیت نویس، موسیقی دان، افسانہ نگار، ناول نگار، ناٹک نگار، اداکار، صحافی اور مترجم ہیں۔ وہ محبِ وطن، باغی اور عاشقِ سرمست ہیں مگر سب سے بڑھ کر ایک انسان دوست ہیں۔ اس مقالے میں جوش اور نذر الاسلام کی شاعری میں موجود انقلابی شعور کے حوالے سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	جوش ملیح آبادی، اردو شاعری، انقلابی شعور، قاضی نذر الاسلام، محمد محمود الاسلام
ملک، محمد امیر	خواجہ فرید کی اردو شاعری۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۳۴ تا ۲۴۰	حضرت خواجہ غلام فرید سرائیکی کے قادر الکلام شاعر تھے لیکن ان کا اردو شاعری میں بھی ایک دیوان یادگار ہے۔ وہ اپنے عہد کی فارسی اور اردو شعری روایات سے بخوبی واقف تھے اور انھوں نے اردو شاعری میں مروجہ اسلوب اپنایا۔ اس مقالے میں خواجہ غلام فرید کی اردو شاعری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	خواجہ فرید، اردو شاعری، دیوان خواجہ غلام فرید، محمد امیر ملک
میو، عطاالرحمٰن	فنِ تدوین: ارتقا، ضرورت و اہمیت	۱۶۸ تا ۱۷۶	تدوین و ترتیبِ متن، تحقیق و تنقید کا ایک لازمی جزو ہے۔ اردو ادب میں تصنیف و تالیف کے ابتدائی دور میں تدوینِ متن کے لیے باضابطہ طریقۂ کار مروج نہ تھا۔ اردو ادب میں کتابوں کی تصنیف و تالیف کا باقاعدہ اور باضابطہ ادارہ ایشیاٹک سوسائٹی (بنگال) کے نام سے ۱۵ جنوری ۱۷۸۴ء کو وارن ہیسٹنگز کی سرپرستی میں قائم ہوا۔ اس ادارے نے ایشیا کے علمی، تمدنی اور تاریخی کارناموں کو جدید تحقیقی اصولوں کے مطابق مرتب کیا۔ فورٹ ولیم کالج نے اس روایت کو آگے بڑھایا۔ بعد ازاں انجمن ترقی اردو ہند اور پاکستان نے بھی فنِ تدوین کے سلسلے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ یہ مقالہ فنِ تدوین کے ارتقا، اس کی ضرورت اور اہمیت کے جائزے پر مشتمل ہے۔	تدوینِ متن، ایشیاٹک سوسائٹی، انجمن ترقی اردو و ہند، فورٹ ولیم کالج، عطاالرحمٰن میو
ناصر، محمد / صابر، محمد	وصف "قلم"، "دوات" و "کاغذ"	۲۴۱ تا	۱۲ ویں صدی ہجری کے ایک نامور شاعر، ادیب اور تاریخ نگار دونی چند رائے زادہ ہیں جو بالی کے نام سے بھی معروف ہیں۔ پنجاب و منطقہ پوٹھوہار سے تعلق رکھنے	رائے زادہ دونی چند، فارسی

	رائے زادہ دونی چند کی تین بھولی بسری مثنویاں	۲۴۹	والے اس شاعر کے والد کا نام رائے زادہ میگھراج تھا۔ دونی چند بچپن ہی میں باپ کی شفقت سے محروم ہو گیا تھا۔ دونی چند کے حالات زندگی کے بارے میں محدود معلومات ملتی ہیں جن کا بنیادی ماخذ خود اسی کی تصنیف "گیگوہر نامہ" ہے۔ دونی چند کی وفات کے بعد اس کے بیٹے رائے زادہ برجناتھ اور بعد ازاں اس کے پوتے رائے زادہ رتن چند نے مذکورہ کتاب میں اضافے کیے۔ اس کے بعد بھی ایک اور مصنف عزت رائے نے کتاب میں چند اضافے کیے۔ یہ کتاب ڈاکٹر باقر کے زیر اہتمام پنجابی ادبی اکادمی، لاہور سے زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں قلم دوات اور کاغذ کے وصف میں کہی گئی مثنویاں پیش کی جا رہی ہیں۔	مثنوی، قلم، دوات، کاغذ، محمد ناصر، محمد صابر
ندیم، روش	ہندوستان اور یورپ میں نوآبادیات کا تاریخی پس منظر	۱۲۷ تا ۱۳۹	یورپی و ہندوستانی تہذیبوں کے عروج و زوال کا تقابل آج کے علم و فکر کی ایک ایسی الجھن ہے جس پر تقریباً عہد حاضر کے ہر مصنف نے لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگر قرونِ وسطیٰ کے آخر تک ایشیائی تہذیب یورپی تہذیب سے ترقی یافتہ تھی تو رفتہ رفتہ ایسے کون سے عوامل رونما ہوئے جن کی بدولت ایشیا یورپ کے تسلط میں آ گیا؟ اس مقالے میں ان دونوں تہذیبوں کے سماجی، تہذیبی، سیاسی اور معاشی ارتقا کا متوازی تقابل کر کے ان عوامل کی نشان دہی کی گئی ہے جن کے باعث یورپ ایشیا پر غالب آیا۔	ہندوستان اور یورپ، نوآبادیات، ایڈورڈ سعید، ڈاکٹر مبارک علی، روش ندیم
نسرین، حفصہ	علامہ راشد الخیری : محض مصورِ غم !	۸۸ تا ۹۶	علامہ راشد الخیری بیسویں صدی کے ایک معروف ادیب، صحافی اور نقاد تھے۔ انھوں نے افسانہ نگاری کو اصلاحِ معاشرہ کا ذریعہ بنا کر خواتین کے مسائل کی نشان دہی کی اور معاشرے کے سلگتے ہوئے مسائل پر ایک ماہر نباض کی طرح گرفت کی۔ عالمی منظر نامے میں مسلمانوں کا مقام اور بالخصوص ہندوستان کے حالات میں ہونے والے تغیر و تبدل پر اظہارِ رائے کے حامل اس عظیم افسانہ نگار کو مصور غم کہا جاتا ہے جبکہ ان کے کام کے تنوع کو دیکھتے ہوئے یہ قدرے ناانصافی محسوس ہوتی ہے۔ ان کے کام کی اہمیت کے پیشِ نظر مقالے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ علامہ محض مصورِ غم نہ تھے بلکہ اس سے بہت بڑھ کر ایک مصلح، مبلغ، مؤرخ، سیرت نگار اور معاشرے کے نباض تھے۔	علامہ راشد الخیری، مصورِ غم، اردو افسانہ نگاری، حفصہ نسرین
نگہت، فریحہ	اردو افسانے میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کے زبان و ادب پر عمومی اثرات: ایک جائزہ	۵۶ تا ۶۸	اردو افسانے میں مابعد الطبیعیاتی عناصر نے مختلف ادوار اور تحریکوں کے زیر اثر پروان چڑھتے ہوئے زبان و ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے اور افسانے میں نئی راہیں متعین کیں۔ اس کے زیرِ اثر زبان و بیان کو نیا پیرایۂ اظہار ملا اور اسلوب، خیال اور موضوع میں جدید انداز اختیار کیے گئے۔ اساطیر، دیومالا، مذہبی و قرآنی قصص، داستانوی انداز کے ساتھ ساتھ تجریدیت، علامیت اور دیگر عوامل نے مل	مابعد الطبیعیاتی عناصر، اردو افسانہ، کرافٹ مین شپ، انتظار حسین،

			کر اردو زبان وادب پر بلحاظ موضوع، اسلوب اور تکنیک گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس مقالے میں اردو افسانے میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کے زبان وادب پر عمومی اثرات کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فریحہ نگہت
ہاشمی، طارق محمود	مصطفیٰ زیدی کی شاعری میں انسانی ارتقا کا سوال	۳۸۰ تا ۳۸۶	مصطفیٰ زیدی جدید اردو شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ مصطفیٰ زیدی ترقی پسند تحریک سے حرکی سطح پر تو بہت کم وابستہ رہے لیکن اُن کا فکری سرمایہ بعض رومانی رجحانات سے قطع نظر زیادہ تر ان ہی موضوعات سے متعلق ہے جو ترقی پسند شعرا کے ہاں نمایاں ہیں۔ انسانی طبقات اور ان میں سماجی تفاوت، جنگ کا خوف اور انسانی مستقبل کے بارے میں تشویش اور غربت وافلاس کے مسائل ایسے موضوعات ان کی بیشتر تخلیقات کا فکری ماخذ قرار پاتے ہیں۔ اس مقالے میں مصطفیٰ زیدی کی شاعری میں انسان اور انسانی ارتقا کے سوال کو موضوع بنایا گیا ہے۔	مصطفیٰ زیدی، اردو شاعری، ترقی پسند تحریک، طارق محمود ہاشمی
یوسف، صوفیہ	تہذیبی تنوع: مسائل وامکانات	۱۶۲ تا ۱۶۷	تہذیب اپنی نہاد میں ارتقا اور ضم ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ تہذیب نظریاتی، تاریخی، مذہبی اور معاشرتی اقدار کے سماجی عمل کو جاری رکھتی ہے اور اسی کے نتیجے میں ایک متنوع تہذیب جنم لیتی ہے۔ یہ مقالہ پاکستانی معاشرے میں موجود تہذیبی مسائل کی نشان دہی کرتا ہے جو قیامِ پاکستان کے بعد سے تاحال مختلف مصلحتوں کے باعث پیدا کیے گئے۔ اس میں معاشرے میں موجود مختلف لسانی، علاقائی، مذہبی اور تہذیبی فرق کو اختلاف اور نفرت کا باعث بنانے کے بجائے ان کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے ان میں موجود مشترک نکات کے فروغ کے ذریعے ایک متنوع تہذیب کی تشکیل کے امکانات پر غور کیا گیا ہے۔	پاکستانی تہذیب، پاکستانی سماج، معاشرتی ارتقا، صوفیہ یوسف

الماس: ۱۵(۲۰۱۳ء-۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبۂ اردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیر پور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اختر، ثروت	اردو شاعرات کا مزاحمتی لحن (ابتدا سے ۱۹۴۷ء تک)	۱۰۰ تا ۱۱۲	مزاحمت کسی رویے یا ظلم واستبداد اور غیر ملکی طاقتوں کے خلاف ردِ عمل ہے۔ اربابِ دانش و سخن کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ معاشرتی وسیاسی ناانصافیوں، معاشی ناپائیداری اور خانہ جنگی کے خلاف ردِ عمل ظاہر کرتے رہے ہیں۔ یہ رویہ اردو ادب میں زوال مغلیہ سے واضح طور پر نمایاں ہوا۔ اس ضمن میں شاعری کا کردار نہایت طاقت ور اور مؤثر رہا۔ اردو شاعرات کے کلام میں مزاحمت، انفرادی اور اجتماعی دونوں صورتوں میں اُجاگر ہوئی۔ پیش نظر مقالے میں اردو شاعرات کے کلام میں مزاحمتی لحن کی نشان دہی عہد بہ عہد تغیرات اور رجحانات کے تناظر میں کی گئی ہے تاکہ ابتدا سے ۱۹۴۷ء تک کے سیاسی، معاشرتی اور صنفی استحصال کے خلاف ردِ عمل کو پیش کیا جاسکے۔	مزاحمتی لحن، ۱۸۵۷ء کا ادب، اردو شاعرات، مزاحمتی شاعری، ثروت اختر
افشاں، زینت	علامہ اقبال کی تین طویل نظموں کے مشترک موضوعات	۱۲۲ تا ۱۲۸	''ساقی نامہ''، ''ذوق وشوق'' اور ''مسجد قرطبہ'' علامہ اقبال کی تین نہایت معروف نظمیں ہیں۔ یہ نظمیں اپنے فنی اور فکری عوامل کے باعث کلام اقبال میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں۔ ان نظموں میں علامہ اقبال نے جن مشترک موضوعات پر گفتگو کی ہے ان کا فکری تجزیہ اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، ساقی نامہ، ذوق وشوق، مسجد قرطبہ، زینت افشاں
انجم، شفیق	اردو ادبی تحقیق: چند سوال اور تفہیمی زاویے	۲۸۱ تا ۲۹۶	طویل عرصے سے اردو ادبی تحقیق کا ارتقا زیر بحث ہے اور اس حوالے سے چند سوال ہنوز جواب طلب ہیں۔ اس مقالے میں تحقیق کا مقصد، اس کا دائرۂ کار، اس کی تعمیر و ترقی کے امکانات اور تفہیم و تجزیے جیسے مسائل کو اٹھایا گیا ہے اور ان کے حل پر معروضات پیش کی گئی ہیں۔	اردو ادبی تحقیق، تفہیمی زاویے، شفیق انجم
بخاری، بادشاہ منیر	اردو آٹھویں جماعت کے لیے۔ ایک جائزہ (خیبر پختونخوا میں رائج نصاب کے حوالے سے)	۳۲۴ تا ۳۴۱	تعلیمی نصاب کا بنیادی مقصد ایسے انسانوں کی تعمیر ہے جو نہ صرف اپنا بوجھ اٹھانے کے قابل ہوں بلکہ وہ خودداری وعزتِ نفس کے حامل ہوں، معاشرے کے مفید شہری ہوں اور ملک وملت کے ساتھ ساتھ دوسرے انسانوں کے لیے بھلائی کے جذبات بھی سینے میں رکھتے ہوں۔ کوئی بھی نصاب کتب کے ذریعے اپنا کردار ادا کرتا ہے لہٰذا کسی بھی قوم کی ترقی میں نصابی کتب کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ پیش نظر مقالے میں خیبر پختونخوا میں آٹھویں جماعت کے لیے اردو کے نصاب کا ایک جائزہ لیا گیا ہے اور اس تجزیے کی بنیاد پر نصاب تشکیل دینے والے اداروں کے لیے، نصاب سے متعلقہ مسائل کے بارے میں، مناسب حل بھی	خیبر پختون خوا، اردو نصاب، تدریس اردو، تدریس زبان، بادشاہ منیر بخاری

			تجویز کیے گئے ہیں۔	
بخاری، علمدار حسین	جدیدیت پسند تنقید کاادارہ جاتی انداز: معروضیت کاواہمہ	۲۱۳ تا ۲۲۸	ایک مخصوص طرزِ استدلال انیسویں صدی میں جدید قرار دیا گیا تھا۔ یہ یورپ میں نشاۃ ثانیہ کے بعد جنم لینے والی فکر کی ایک طولانی روایت کی عطا تھا اور اسی کالگ بھگ گزشتہ دو صدیوں کے دورانیے میں چرچا رہا۔ بیسویں صدی کے نصف اول میں آغاز پذیر نام نہاد جدید دور کے بیشتر طالب علم اور اہل نقد و تحقیق اسی روایت کے تربیت یافتہ اور اس کے علم الکلام کے تشکیل کردہ تھے۔ اردو زبان و ادب میں بھی جدید و قدیم کی بحث ایک صدی سے زیادہ پرانی ہو چکی ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں اردو جدیدیت پسند تنقید کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	جدیدیت پسند تنقید، اردو تنقید، معروضیت، علمدار حسین بخاری
بزمی، محمد نعیم	چند ترامیم راشد کا بین المتونی مطالعہ۔ امیجری کے تناظر میں	۲۷ تا ۴۰	ن۔م۔راشد نے اپنی چند نظموں کے متن میں ترامیم کی تھیں۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ''نیادور'' کے لیے ارسال کردہ ن۔م۔راشد کی چند نظموں کی ابتدائی صورتوں کو محفوظ رکھا اور ان کا اصل متن اپنے ایک مضمون ''راشد کی چند نظموں کی ابتدائی صورتیں'' میں ضروری توضیحات کے ساتھ پیش کر دیا۔ جن چار نظموں کا ابتدائی متن انھوں نے پیش کیا ان میں "حسن کوزہ گر"، "ریگِ دیروز"، "پانی کی آواز"، اور "پیریڈ" شامل ہیں۔ ڈاکٹر فخر الحق نوری کی مرتبہ بیاض راشد "میرے بھی ہیں کچھ خواب" میں ایک نظم بعنوان "تمنا کے تار" کی ابتدائی صورت بعنوان "تمنا" موجود ہے۔ مذکورہ منظومات کی ابتدائی اور آخری صورت کا تقابلی مطالعہ تخلیقی عمل میں امیجری کے اہم کردار کو سامنے لانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ پیش نظر مقالے میں چند ترامیمِ راشد کا بین المتونی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	ن۔م۔راشد، امیجری، جدید اردو نظم، میرے بھی ہیں کچھ خواب، محمد نعیم بزمی
پاریکھ، رؤف	مارفیم، مارفیمیات اور اردو میں مستعمل کچھ مارفیم	۳۵۵ تا ۳۷۱	اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ 'مارفیم' اور 'مارفیمیات' جیسی اصطلاحاتِ لسانیات کی تعریف پیش کرنے کے علاوہ ان کی کچھ وضاحت بھی کی جائے نیز جدید مارفیمی مطالعات میں جو مسائل زیرِ بحث آتے ہیں مثلاً مارفیمیات کے لفظ اساس یا مارفیم اساس ہونے کا مسئلہ یا اس کے لغویہ یا لفظیہ پر مبنی ہونے کا مسئلہ، ان پر بھی اس مقالے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے علاوہ عربی، فارسی اور سنسکرت کے کچھ مارفیم جو اردو میں مستعمل ہیں ان کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔	اردو لسانیات، مارفیم، مارفیمیات، رؤف پاریکھ
ترین، روبینہ	جنوبی پنجاب کے منتخب متنوع مدارس میں تدریسِ اُردو (ایک تحقیقی جائزہ)	۲۹۷ تا ۳۲۳	عموماً پنجاب کے تین ڈویژن ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے لیے 'جنوبی پنجاب' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ جنوبی پنجاب کا یہ خطہ اقتدار کے مرکز لاہور سے نسبتاً دور ہونے کے باعث محرومیوں کا شکار ہے۔ حکومت اور متعدد حلقوں کی عدم توجہی بھی یہاں کی پس ماندگی کا باعث رہی ہے۔ پیش نظر مقالہ اس خطے کی سیاسی صورت حال سے قطع نظر صرف یہاں کی تعلیمی صورتِ حال	جنوبی پنجاب، تدریسِ اردو، ڈیرہ غازی خان، ملتان، بہاولپور، روبینہ

			بالخصوص اسکول کی سطح پر تدریسِ اُردو سے متعلق ہے۔اس سلسلے میں ایلیمنٹری سطح پر تدریسِ اُردو کے طریقہ کار کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔اس تحقیقی کام کو ملتان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے ڈویژن تک محدود رکھا گیا ہے۔ پھر ان تین شہروں میں خاص طور پر طریقہ ہائے تدریسِ اردو کا جائزہ لینے کے لیے چار مختلف اقسام کے اسکولوں کا آپس میں تقابل کیا گیا ہے جن میں سرکاری تعلیمی ادارے، اعلیٰ سطح کے نجی تعلیمی ادارے، ادنیٰ سطح کے نجی تعلیمی ادارے اور دینی مدارس شامل ہیں۔	ترین
خشک، یوسف	افسانوی ادب میں خواتین قلم کاروں کا تاریخی اور تہذیبی شعور	۱۲۹ تا ۱۳۶	برصغیر میں کہانی کی روایت بہت قدیم ہے جو تاریخ کے مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی عرب و ایران کی داستانوی روایت کی آمیزش سے نئی اور منفرد صورت میں سامنے آئی۔ انیسویں صدی برصغیر میں بہت سی تبدیلیاں لائی جن میں جدید مغربی علوم و نظریات نے یہاں کی معاشرتی زندگی کو ہر سطح پر متاثر کیا۔خواتین کے متعدد رسائل کے اجرا نے خواتین کو تصنیف و تالیف کی طرف راغب کیا۔ ابتدا ہی سے خواتین قلم کاروں کے افسانوں میں تاریخی و تہذیبی شعور نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اسی موضوع کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔	افسانوی ادب، خواتین، اردو ادب، تہذیبی شعور، یوسف خشک
خٹک، خالد محمود	''بالِ غالب''۔ غیر مطبوعہ (بلوچستان میں لکھی جانے والی پہلی شرح دیوانِ غالب اردو)	۱۱۳ تا ۱۲۱	" بالِ غالب " محمد حسین عنقا کی تحریر کردہ "دیوانِ غالب " کی غیر مطبوعہ شرح ہے۔ عنقا نے یہ شرح ۱۹۴۸ تا ۱۹۵۱ء، دورانِ اسیری ہری پور جیل میں لکھی۔ دیوانِ غالب کی شرح تحریر کرتے وقت ان کے پیشِ نظر '' نسخۂ طاہر '' رہا۔ دیوانِ غالب کی مکمل شرح کا یہ مسودہ ۳۰۷ صفحات پر مشتمل ہے۔اس مقالے میں اس شرحِ دیوانِ غالب کا تعارف اور تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	دیوانِ غالب، بالِ غالب، محمد حسین عنقا، خالد محمود خٹک
رفیق، روبینہ	''لبیک''۔ایک منفرد حج نامہ	۱۹۸ تا ۲۱۲	ممتاز مفتی کا ''لبیک'' جداگانہ ندرت کا حامل ہے۔ ۱۹۶۸ء میں ممتاز مفتی نے قدرت اللہ شہاب اور ان کی بیگم ڈاکٹر عفت شہاب کی معیت میں سفرِ حج کیا۔اس سفر کی روداد سب سے پہلے ''سیارہ ڈائجسٹ'' میں سولہ اقساط میں شائع ہوئی۔ یہ اشاعت تہلکہ خیز ثابت ہوئی۔ عقل و دانش کے حصار میں مقید خدا کو عرشِ معلیٰ تک محدود کرنے والے، اس سفرنامے کے مندرجات، زبان اور لب و لہجے پر معترض ہوئے۔ بات صرف اعتراضات تک محدود نہ تھی بلکہ ''سیارہ ڈائجسٹ'' کے مدیر قاسم محمود کو دھمکیاں تک دی گئیں۔ یوں یہ کتاب متنازعہ ہو کر رہ گئی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ آج بھی حج کے خوبصورت ترین سفرناموں کا ذکر چھڑے تو سب سے پہلے بے ساختہ ''لبیک'' کا ذکر آتا ہے۔ یہ مقالہ اس سفرنامے کے تجزیے کو پیش کرتا ہے۔	لبیک، حج نامہ، سفرنامہ، ممتاز مفتی، سیارہ ڈائجسٹ، روبینہ رفیق
سفیان، محمد	اقبال بنام منشی	۴۰۳	یہ مقالہ اقبال اور کشمیر سے تعلق رکھنے والے اقبال کے دوستوں میں سرفہرست	علامہ اقبال،

	محمد الدین فوق (مطالعۂ متون)	تا ۴۲۱	اور نمایاں شخصیت منشی محمد الدین فوق کے درمیان ہونے والی خط و کتابت کے مطالعے پر مشتمل ہے۔انڈیا کی تقسیم سے پہلے منشی محمد الدین فوق ایک معروف صحافی کی حیثیت سے شہرت رکھتے تھے۔اقبال اور محمد الدین کے درمیان ہونے والی خط و کتابت پہلی بار نامور محقق عبداللہ قریشی نے مرتب کی۔عبداللہ قریشی نے یہ خطوط فوق کی ایک غیر مطبوعہ تصنیف "سرگزشتِ فوق" سے حاصل کیے۔اقبال اور فوق دونوں کشمیر اور مسلمانانِ کشمیر کی صورتِ حال اور مستقبل کے حوالے سے بہت فکر مند رہا کرتے تھے۔اس مقالے میں عبداللہ قریشی کے مرتب کردہ خطوط کا اقبال کے دیگر مجموعۂ مکاتیب میں شائع ہونے والے خطوط کے متن سے تقابل کیا گیا ہے اور ان میں موجود تضادات کو "سرگزشتِ فوق"، "انوارِ اقبال"، "کلیاتِ اقبال"، "تذکرہ اقبال" اور "مکاتیبِ اقبال" کے حوالے سے واضح کیا گیا ہے۔	مکاتیب اقبال، منشی محمد الدین فوق، عبداللہ قریشی، محمد سفیان
سنگھ، کرن	مبین مرزا کے افسانوں میں شہری سندھ کی ثقافت	۱۵۰ تا ۱۶۰	ادب میں ثقافت کا مطالعہ ہمیشہ ایک اہم اور قابلِ غور موضوع رہا ہے۔یہ وہ موضوع ہے جس کے حوالے سے ہم کسی تہذیب اور کسی سماج کے ان رویوں کو بھی سمجھ سکتے ہیں جو اس کے داخل میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی عکاسی کرتے ہیں اور جن کے ذریعے پورا سماج ایک بدلی ہوئی شکل میں اپنا اظہار کرتا ہے۔مبین مرزا (۱۹۶۵ء) شاعر، نقاد، مترجم اور افسانہ نگار ہیں۔وہ ۸۰ کی دہائی سے افسانہ لکھ رہے ہیں۔مبین مرزا کے افسانوں میں خاص طور پر کراچی کے اُن مسائل پر توجہ دی گئی ہے جنھوں نے یہاں کی تہذیب کو نہ صرف متاثر کیا ہے بلکہ اسے بدلنے میں اہم کردار بھی ادا کیا ہے۔ان کے گیارہ افسانوں پر مشتمل مجموعہ "خوف کے آسماں تلے" دسمبر ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا۔پیش نظر مقالے میں مبین مرزا کے افسانوں میں شہری سندھ کی ثقافت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	مبین مرزا، اردو افسانہ، شہری سندھ کی ثقافت، کرن سنگھ
شاد، رحمت علی	شہر فرید میں اردو غزل کی روایت	۷۶ تا ۹۹	پیش نظر مقالے میں پاک پتن میں اردو غزل کے فنی و فکری ارتقا کے حوالے سے تقریباً ستر کے قریب شعرا کا نہایت مختصر تعارف اور نمونہ کلام پیش کیا گیا ہے نیز تمام شعرا کے مطبوعہ کلام اور غیر مطبوعہ کلام کی نشان دہی بھی کی گئی ہے۔چنانچہ اس مقالے کے ذریعے پاک پتن کے اردو غزل گو شعرا کے سرسری تعارف کے ساتھ ساتھ ان کے کلام سے بنیادی آگہی حاصل کی جا سکتی ہے۔	پاک پتن، غزل گو شعرا، رحمت علی شاد
شاہ، شاہدہ دلاور	شکیب جلالی کی شاعری میں تمثیل نگاری	۶۴ تا ۷۵	شکیب جلالی جدید اردو غزل کے ان شعرا میں سے ہیں جنھوں نے اردو غزل میں نئے رجحانات کو متعارف کروایا۔ان کی شاعری نے اردو غزل کو نئی جہت سے ہم کنار کیا۔اس مقالے میں شکیب جلالی کی شاعری میں تمثیل نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔شکیب جلالی کے اسلوب اور علامات کی جدت نے ان کو ایک رجحان	شکیب جلالی، تمثیل نگاری، اردو غزل، شاہدہ دلاور شاہ

			ساز شاعر بنا دیا ہے۔	
شفیع، محمد افتخار	ایملی حبیبی کے ناول "سعید کی پُراسرار زندگی" کا تجزیاتی مطالعہ۔(انتظار حسین کی ترجمہ نگاری کے تناظر میں)	۱۳۷ تا ۱۴۹	اردو میں ترجمہ نگاری کی روایت اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود اردو ادب۔ یہ اردو تراجم ہی تھے جن کے سبب اردو زبان کی نشوو نما ہوئی۔اردو کے مترجمین نے جہاں دنیا کی ہر اہم زبان کے ادب کو اردو میں منتقل کیا ہے،وہاں معاصر عرب ادبا و شعرا کے ترجمے بھی کتابی صورت میں کم کم ہی سہی لیکن منظر عام پر ضرور آئے ہیں۔ بیسویں صدی میں معروف فلسطینی ادیب ایملی حبیبی کا ناول "سعید کی پُراسرار زندگی" خاصی اہمیت رکھتا ہے۔اردو میں ممتاز افسانہ نگار انتظار حسین نے اس کا خوبصورت ترجمہ کیا ہے۔ پیش نظر مقالہ اس ترجمے کے تجزیاتی مطالعے پر مبنی ہے۔	ایملی حبیبی، فلسطینی ناول، سعید کی پراسرار زندگی، انتظار حسین، اردو ترجمہ نگاری، محمد افتخار شفیع
شیراز	سامراجیت وملوکیت پر اقبال کی تنقید: ایک تحقیقی مطالعہ	۴۲۲ تا ۴۳۸	اقبال کی پیدائش برطانوی نوآبادیات کے عروج کے دور میں ہوئی۔اس حوالے سے اقبال نے اپنے دورِ طالب علمی سے ہی انگریزوں کی ظالمانہ پالیسیوں کا جو انھوں نے اپنے زیرِ نگیں ممالک اور علاقوں میں روا رکھی ہوئی تھیں، گہرا مشاہدہ کیا۔ حصولِ تعلیم کے لیے قیامِ یورپ کے دوران انھوں نے اس معاشرے، حکومت اور لوگوں کا اور بالخصوص ان کی تہذیب کا بطور ایک زیرک دانش ور مشاہدہ کیا۔اپنے تین سالہ مختصر قیامِ یورپ کے دوران انھوں نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ مادیت اور سرمایہ داری پر مبنی مغربی تہذیب نہ صرف اپنی بربادی اور تباہی کے اسباب اپنے اندر رکھتی ہے بلکہ تمام انسانیت کے لیے انتہائی مضر ہے۔ چنانچہ وطن واپسی کے وقت وہ اپنے ذہن میں سامراجیت، ملوکیت، مغربی جمہوریت، جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف لائحہ عمل ترتیب دے چکے تھے۔ اقبال کا دستیاب تمام تر شعری و نثری سرمایہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انھوں نے عمر بھر نوآبادیاتی نظام اور شاہی نظام کو یکسر مسترد کیا۔ پیش نظر مقالہ اقبال کو ایسے صاحبِ بصیرت فلسفی کے روپ میں سامنے لاتا ہے جو ملوکیت، سامراجیت اور سامراجی فکر کے سب سے بڑے مخالف تھے۔	اردو تنقید، سامراجیت، ملوکیت، علامہ اقبال، شیراز
طیب، طاہر عباس	رشید حسن خان کی تدوینی خدمات کا جائزہ	۲۶۵ تا ۲۷۰	رشید حسن خان نامور محقق، بہترین مدون اور ماہر زبان شناس تھے۔انھوں نے علمی اور تحقیقی بصیرت سے اکلاسیکی متون کی تدوین میں اعلیٰ پائے کا کمال دکھایا۔ رشید حسن خان کے تحقیقی و تدوینی کاموں میں "فسانہ عجائب" (مرزا رجب علی بیگ سرور)، "باغ و بہار" (میر امن دہلوی)، "مثنوی گلزارِ نسیم" (پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی)، "سحر البیان" (میر حسن دہلوی)، "مثنویاتِ شوق" (نواب مرزا شوق لکھنوی) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ پیش نظر مقالے میں رشید حسن خان کے تحقیقی و تدوینی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	رشید حسن خان، اردو تدوین، باغ و بہار، فسانۂ عجائب، سحر البیان، طاہر عباس طیب

ظفر، ظفر حسین	ریاست پونچھ میں اردو زبان	۳۴۲ تا ۳۵۴	زیر نظر مضمون میں ریاست جموں وکشمیر کے اندر ایک دوسری ریاست پونچھ میں اردو زبان کے ابتدائی آثار و علامات کا جائزہ لیا گیا ہے، جہاں لفظ اپنی مقامی بولی (پہاڑی) سے اقلیم اُردو کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ اس گمنام ریاست پونچھ میں اردو زبان وادب کے لیے کی گئی کاوشوں کو سامنے لایا جائے۔ان اوراق گم شدہ کی تلاش و جستجو سے اُمید ہے کہ زبان و ادب کے وسیع منظر نامے میں ریاست پونچھ کو درست اور جائز مقام سے نوازا جائے گا۔	ریاست پونچھ، اردو زبان، جموں وکشمیر، ظفر حسین ظفر
عابد، قاضی	حالی اور "مقدمہ شعر وشاعری" : امتزاجیت کی اولین مثال (مابعد/ ردنوآبادیاتی تناظر میں)	۲۲۹ تا ۲۵۵	یہ مقالہ مابعد نوآبادیاتی تناظر میں حالی کی تنقید نگاری کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔حالی، شمیم حنفی، وزیر آغا اور دیگر نقادوں کی طرح مابعد نوآبادیاتی ناقد تصور کیے جاتے ہیں۔یہ مطالعہ حالی کی سب سے اولین امتزاجی تنقید کی تفہیم کی کوشش ہے ان کی تصنیف "مقدمہ شعر وشاعری" ان کی کثیر الجہت تنقید کو پیش کرتی ہے۔حالی کی یہ تنقیدی دستاویز جو اردو کی پہلی امتزاجی تنقیدی دستاویز ہے، تین طرح کے تنقیدی افعال پر مشتمل ہے۔(الف) ادب(شعر) اور زندگی/ معاشرہ کا تعلق (ب) شعر(ادب) کی حمایت،(ج) اردو کی شعری اصناف پر علمی تنقید۔کسی ابتدائی تنقیدی دستاویز میں ان تینوں عناصر کا پایا جانا اپنی جگہ پر ایک نادر الوقوع عمل ہے۔	الطاف حسین حالی، امتزاجی تنقید، مقدمہ شعر وشاعری، ردنوآبادیات، قاضی عابد
عامر، زاہد منیر	وقت۔۔مکتب سے بھاگا ہوا وحشی (وزیر آغا کی نظموں میں تصور زماں کا مطالعہ)	۲۱ تا ۲۶	ڈاکٹر وزیر آغا نہ صرف ایک معروف نقاد تھے بلکہ ایک ممتاز شاعر بھی تھے۔ انھوں نے اردو ادب میں انشائیہ کی ترویج کے لیے بھی تحریک کو فروغ دیا۔ انھوں نے انشائیہ اور تنقید پر مبنی متعدد کتب تصنیف کیں۔ان کی اردو منظومات نازک فکر اور گہرے فلسفیانہ خیالات سے لبریز ہیں۔وزیر آغا کی نظموں میں ان کے تصورِ وقت کی دریافت اور اس سے متعلق مباحث اس مقالے کا موضوع ہیں۔	وزیر آغا، اردو نظم، تصور زماں ومکاں، وزیر آغا کا تصور وقت، زاہد منیر عامر
عقیل، معین الدین	"تاریخ دکن": ایک نادر تصنیف	۲۵۶ تا ۲۶۴	حیدر آباد دکن یا مملکت آصفیہ حیدر آباد ہندوستان کے ان علاقوں میں سے ایک ہے۔جو اپنی تاریخی اہمیت اور اپنی تہذیبی شان و شوکت کے لحاظ سے ایک انفرادی حیثیت کا حامل رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مؤرخین نے بھی اس علاقے، اس کی تاریخ اور اس کی تہذیبی انفرادیت پر کما حقہٗ توجہ دی ہے۔ چنانچہ کثیر تعداد میں اس خطے پر تاریخی کتب لکھی جاتی رہیں جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ صورت میں کتب خانوں اور علمی ذخیروں میں موجود ہیں۔اسی ضمن میں ایک نادر کتاب "تاریخ دکن" معروف مفکر و عالم سید ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھی اور شائع کی مگر اس تصنیف کا ذکر ان کی تصانیف کی کسی فہرست میں نظر نہیں آتا اور نہ اس کا ذکر حیدر آباد دکن	سید ابوالاعلیٰ مودودی، تاریخ دکن، حیدر آباد دکن، معین الدین عقیل

			کے حوالے کی جانے والی تحقیقی کاوشوں میں کہیں ملتا ہے۔ یہ مقالہ اس نادر تصنیف کے تعارف اور مطالعے کو جو حیدر آباد دکن کی تہذیب و تاریخ پر مبنی ہے، قارئین اور محققین کے سامنے پیش کرتا ہے۔	
علی، ارشاد	مشتاق احمد یوسفی کے مضحک کردار۔ ایک مطالعہ	۱۶۱ تا ۱۷۳	مشتاق احمد یوسفی عہدِ حاضر کے بڑے اہم مزاح نگار ہیں۔ انھوں نے جو کردار اپنی مزاحیہ تحریروں میں پیش کیے ہیں وہ جانے پہچانے محسوس ہوتے ہیں اور ہم ان کی جھلک روزمرہ زندگی میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ کردار انسانی نفسیات کے حامل ہیں۔ ان میں خوبیاں بھی ہیں اور خامیاں بھی۔ یہ کردار اپنی خامیوں میں مضحک پہلو لیے ہوئے ہیں۔ یہ اپنی انھی مضحکہ خیز حرکات سے ظرافت پیدا کرتے ہیں۔ ان کا ہر جملہ گہرے سماجی شعور کا پتہ دیتا ہے۔ یہ مقالہ مشتاق احمد یوسفی کے مضحک کرداروں کے مطالعے پر مبنی ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، مضحک کردار، طنز و مزاح، ارشاد علی
قریشی، حیدر	"مت سہل ہمیں جانو"۔۔ مطالعۂ میر کا ایک انداز	۴۵۲ تا ۴۵۹	عبداللہ جاوید کینیڈا میں مقیم ایک معروف ادیب اور ادبیات کے استاد ہیں۔ ان کی ایک تصنیف ۲۰۱۴ء میں "مت سہل ہمیں جانو" کے عنوان سے اکادمی بازیافت، کراچی سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب میر تقی میر کے کلام پر ایک تنقیدی مطالعے کی حیثیت رکھتی ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں اس کتاب کا ایک جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	میر تقی میر، مت سہل ہمیں جانو، عبداللہ جاوید، حیدر قریشی
کمال، محمد اشرف	"نقوش" کا "لاہور نمبر"۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۴۳۹ تا ۴۵۱	مجلہ "نقوش" نے جہاں علمی و ادبی شخصیات کی شخصیت، سیرت اور مختلف اصنافِ ادب پر ضخیم اور معیاری شمارے اور خاص اشاعتیں پیش کیں وہاں دیگر موضوعات پر بھی خاص اشاعتوں کا اہتمام کیا۔ ان نمبروں میں موضوعاتی تنوع دیکھنے کو ملتا ہے۔ "نقوش" کے ان اہم نمبروں میں ایک لاہور نمبر بھی ہے جو اپنے موضوع اور مواد کے حوالے سے ایک تاریخی اور تحقیقی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں "نقوش" کے اس لاہور نمبر کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	نقوش، لاہور نمبر، تاریخ لاہور، محمد اشرف کمال
گارشیا، ماریہ ازابیل ملدونادو	The Urdu Lanaguage Reforms (اصلاحاتِ زبان اردو)	XIV To XXXI (حصہ انگریزی)	اردو پاکستان کی سرکاری زبانوں میں سے ایک ہے۔ تمام دیگر زبانوں کی طرح اس نے بھی دنیا بھر کی قدیم و جدید زبانوں سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ پاکستان میں اسے انگریزی اور دیگر پاکستانی زبانوں کے پہلو بہ پہلو فروغ حاصل ہوتا رہا ہے۔ تاریخی اعتبار سے اسے اسلام سے منسلک کیا جاتا رہا ہے کیونکہ ایک تو اس میں عربی/فارسی الفاظ کی کثرت ہے، دوسرے برعظیم پاک و ہند کے مسلمان اس زبان سے گہری جذباتی وابستگی محسوس کرتے ہیں۔ پاکستان کے مختلف آئین اردو کے حوالے سے مختلف جہات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس مقالے میں اردو زبان کے ماخذ، تاریخ، ارتقا اور اصلاحات کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	Urdu Language, Language Reforms, Indo-Arian language, Maria Isabel Maldonado Garcia

گیلانی، مقبول حسن	سرائیکی زبان کے اوصاف و محاسن	۳۸۵ تا ۴۰۲	یہ مقالہ سرائیکی زبان کے اوصاف و محاسن پر روشنی ڈالتا ہے۔ سرائیکی زبان سلاست، حلاوت، لطافت، جاذبیت، وسعت، قدامت، اثرپذیری اور بے ساختہ پن کے باعث ایک ہر دل عزیز اور مقبول زبان بن گئی ہے۔ سرائیکی زبان ایک بہت بڑے ادبی ورثے کی بھی مالک ہے۔ پیش نظر مقالے میں سرائیکی زبان کی مذکورہ خصوصیات کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔	سرائیکی زبان، سرائیکی زبان کے اوصاف، مقبول حسن گیلانی
لغاری، مہرونہ	حسن منظر کی واقعیت نگاری میں بنتِ حواؑ کی تجسیم	۱۷۴ تا ۱۸۷	حسن منظر ۲۱ویں صدی کے کثیر الجہت اور مختلف النوع تخلیقی تجربے کے حامل ایک معروف ادیب ہیں۔ تاریخی ورثہ اور تخلیقی تجربے کے اعتبار سے حسن منظر کو ایک ایسا دور میسر آیا جہاں انھوں نے ہر موڑ پر زندگی کے بدلتے ہوئے رنگ دیکھے۔ ان کے تجربات متنوع اور مشاہدات کی ایک وسیع دنیا ہے۔ حسن منظر کے موضوعات کا تنوع مختلف طبقات، مختلف منطقوں اور علاقائی کلچر تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فطرت کی دیگر انواع بھی اس میں شامل ہیں لیکن اس نیرنگی میں اگر کسی رنگ کی آمیزش نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے تو وہ سماج اور کلچر کی پیش کش میں عورت کی حقیقی تجسیم کا رنگ ہے۔ پیش نظر مقالے میں حسن منظر کے افسانوں کی واقعیت نگاری میں بنتِ حوا کی تجسیم کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	حسن منظر، واقعیت نگاری، اردو افسانہ، مہرونہ لغاری
مجی، جمیل اختر	"میلہ گھومنی"۔ کتنی حقیقت، کتنی کہانی	۱۸۸ تا ۱۹۷	علی عباس حسینی پریم چند اسکول سے وابستہ تھے۔ ان کا ایک معروف افسانہ "میلہ گھومنی" ہے۔ اس افسانے کی سب سے اہم جہت جنسی حقیقت نگاری ہے۔ پوری کہانی میں جنسی رو بہت تند و تیز ہے۔ یہ کہانی چنو منوا اور میلہ گھومنی کے ارد گرد گھومتی ہے۔ کہانی کا تانا بانا ایسے واقعات سے تیار ہوتا ہے جن کا تعلق جنسی عمل سے ہے۔ پیش نظر مقالے میں اسی افسانے کا فنی جائزہ لیا گیا ہے۔	علی عباس حسینی، میلہ گھومنی، اردو افسانہ، حقیقت نگاری، جمیل اختر مجی
محمود الاسلام	اردو رسم الخط کے مسائل	۲۷۱ تا ۲۸۰	یہ مقالہ اردو رسم الخط کے مسائل کے حوالے سے رسم الخط کی تاریخ، اردو۔ ہندی جھگڑے، دیوناگری کی تجویز، رومن رسم الخط کی تجویز، اردو رسم الخط کو برقرار رکھنے اور اردو کی اصلاح کی ضرورت جیسے مسائل پر مبنی ہے جن پر مقالہ نگار نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔	اردو رسم الخط، رومن رسم الخط، محمود الاسلام
ملک، فتح محمد	Intizar Hussain and the Pre-Modern Modes of Expression (انتظار حسین اور اظہار کے ماقبل جدید	V to VIII (حصہ انگریزی)	انتظار حسین (۱۹۲۵ء-۲۰۱۶ء) اردو کے نمایاں ترین فکشن نگاروں میں سے ایک ہیں۔ ان کی تحریریں جدید حسیت کی ترجمان سمجھی جاتی ہیں۔ انھوں نے موضوع اور طرز اظہار دونوں میں اپنے معاصر ترقی پسند رجحانات سے انحراف کیا ہے۔ اپنی تخلیقی زندگی کے ابتدائی دو عشروں تک انتظار حسین اپنے تخلیقی امکانات کی دریافت میں شدت سے مصروف رہے۔ وہ سب سے زیادہ صاحب مطالعہ ادیبوں میں سے ایک ہیں۔ ان کے ادبی مطالعات کسی ایک زبان یا صنف	Intizar Hussain, Modes of Expression, Urdu Fiction, Fateh Muhamm-ad Malik

	قرینے)		تک محدود نہیں ہیں۔ انھوں نے قدیم داستانوی ادب سے اخذ و استفادہ کر کے اپنے فکشن کو ایک نئی جہت دی ہے۔ اس مقالے میں اردو فکشن میں ان کے اظہار بیان کو موضوع بنایا گیا ہے۔	
منیر، عنبرین	روایتی اردو نظم میں نفسیاتی عناصر (تنقیدی و تحقیقی جائزہ)	۴۱ تا ۶۳	۱۸۵۷ء سے پہلے نظم خارجی مسائل اور محرکات کی عکاسی کے لیے مقبول صنف تھی لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد دگرگوں حالات میں نظم کی بہتری کے لیے جس مقصدی ادب کا آغاز سرسید احمد کی تحریک سے ہوا اس میں نظم کی اہمیت دوچند ہو گئی۔ حالی، آزاد اور اسماعیل میرٹھی جیسے نظم گو شاعر اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ پیشِ نظر مقالے میں اردو مرثیہ، مثنوی، شہر آشوب اور ریختہ میں موجود نفسیاتی عناصر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ کلاسیکی اردو شاعری میں موجود انسانی نفسیات اور شاعروں کے پرواز تخیل میں انفرادی اور اجتماعی نفسیات کے سادہ نمونوں کی نشان دہی اردو نظم کی تفہیم کے نئے دروازے وا کر سکے۔	روایتی اردو نظم، اردو نظم میں نفسیاتی عناصر، مرثیہ، مثنوی، شہر آشوب، عنبرین منیر
نوازش، محمد خاور	قواعد زبان :ایک بیان اور رد بیان	۳۷۲ تا ۳۸۴	قواعد کسی نئی زبان کی تخلیق یا پیدائش میں کوئی کردار ادا نہیں کرتے البتہ یہ نئی زبان کی تعلیم و تدریس کے ضمن میں اہمیت رکھتے ہیں۔ اہلِ زبان کو اپنی زبان کے قواعد سیکھنے کی ضرورت کبھی نہیں رہی اور نہ ہوتی ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ قواعد کی مدد سے جب لوگ کوئی نئی زبان سیکھیں گے، اس کے بولنے، لکھنے اور پڑھنے والوں کی تعداد بڑھے گی تو خود بخود اس کی جغرافیائی حدود تبدیل ہوں گی اور اس کی قبولیت میں اضافہ ہو گا، لیکن ایک زندہ زبان سیکھنے کے لیے صرف قواعد کی کتابیں پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ اسے بولنے والوں کے درمیان رہنا بھی ضروری ہے۔ پیش نظر مقالے میں پرائمری اور ثانوی زبان کی تدریس کے حوالے سے قواعدِ زبان کی ضرورت اور اہمیت کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	قواعد زبان، تدریس زبان، محمد خاور نوازش
نوری، فخر الحق	مجید امجد ایک کثیر الجہات شاعر	۸ تا ۲۰	یہ مقالہ مجید امجد کی کثیر الجہات تخلیقی شخصیت کے مختلف زاویوں کو پیش کرتا ہے۔ وہ ایک منفرد اور تنوع پسند شاعر ہیں۔ ان کی تنوع پسندی اور کثیر الجہتی کا اظہار ان کے تخلیقی عمل اور شعری تجربے کے ہر پہلو سے ہوتا ہے۔ پیش نظر مقالے میں ان کی تخلیقی شخصیت کی تنوع پسندی کا موضوع، ہیئت اور شعری لغت کے تحت جائزہ لیا گیا ہے۔	مجید امجد، اردو شاعری، جدید اردو نظم، فخر الحق نوری

الماس: ۱۶ (۲۰۱۴ء۔۲۰۱۵ء)

مدیر: محمد یوسف خشک، شعبہ اُردو؛ شاہ عبداللطیف یونی ورسٹی، خیر پور، سندھ

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ازہر، محمد نوید	پاکستانی غزل میں صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس	۴۱۰ تا ۴۲۲	نوعِ انسانی کے لیے ذات باری تعالیٰ کے تعارف کا ذریعہ کلام الٰہی ہے جو قرآن مجید کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔اس میں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف کروایا ہے اسی طرح اپنی صفات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔یہ ذات اس قدر اعلیٰ وارفع ہے کہ کائنات کی کسی بھی چیز سے اس کا تقابل نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے باوجود وہ اپنی صفات کے ذریعے اپنی مخلوق سے رشتہ جوڑتی ہے۔اس کی خصوصیات دنیا کی خوبصورتی کے ذریعے منعکس ہوتی ہیں۔اس طرح اس کی بڑائی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔اس مقالے میں پاکستانی غزل میں شامل صفاتِ الٰہیہ کے اسی پہلو کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	اردو غزل، پاکستانی غزل، پاکستانی غزل میں صفاتِ الٰہیہ، محمد نوید ازہر
اسلم، فوزیہ	تحقیق میں تنقیدی تناظر	۲۹۱ تا ۳۰۲	تحقیق تلاش و جستجو کے ذریعے حقائق کو معلوم کرنے اور ان کی تصدیق کا نام ہے جبکہ تنقید کسی موجود مواد میں خوبی یا خامی، حسن و قبح اور جمال و بد صورتی کے بارے میں بتاتی ہے۔ تحقیق بظاہر تنقید سے مختلف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دونوں فن ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ تنقید کو الگ کر کے ایک محقق تحقیق کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ وہ نقاد جو تحقیق کو اہمیت نہیں دیتے، غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں جن سے ان کی تحریر بے وقعت ہو جاتی ہے۔اس مقالے میں ان دونوں کے ہیئتی رشتے پر بحث کی گئی ہے۔	تنقید، تحقیق، تحقیق اور تنقید کا تعلق، فوزیہ اسلم
امتیاز، محمد	مکاتیب ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۳۷۲ تا ۳۸۹	ڈاکٹر طاہر فاروقی اور ڈاکٹر وحید قریشی اردو زبان و ادب کے معروف نام ہیں۔ دونوں درس و تدریس، تحقیق، تنقید، اقبال شناسی اور کئی دیگر حوالوں سے مشترک صفات کے مالک تھے۔دونوں کے درمیان گہرے مراسم تھے۔ان کے درمیان پچیس ۲۵ سال تک خط و کتابت رہی۔ان خطوط کی تعداد صرف سولہ (۱۶) ہے جو غیر مطبوعہ ہیں۔تاہم ان سولہ خطوں میں محض مزاج پُرسی اور نجی زندگی کے معاملات کی احوال آشنائی ہی نہیں بلکہ ان کے مزاج، علمیت، تحقیقی و تدوینی اور تصنیفی کام کی رفتار، اردو زبان کی خدمت، درس و تدریس، اقبال شناسی، اپنے وقت کے بعض اہم تاریخی حوالوں اور دیگر قومی و ملی خدمات کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔	مکاتیب طاہر فاروقی، وحید قریشی، اردو مکتوب نگاری، محمد امتیاز
بابر، نورینہ تحریم	"پندرہ اگست" کی ہمہ جہت معنویت	۷۴ تا	رشید اختر ندوی بیسویں صدی کے ایک معروف مترجم، مؤرخ اور رومانی ناول نگار ہیں۔رشید اختر ندوی کا تحریر کردہ رومانی ناول "پندرہ اگست" جون ۱۹۸۴ء میں	اردو ناول، رشید اختر

		۹۲	گوشۂ ادب کے زیرِ اہتمام شائع ہوا۔ فوری مقبولیت کے باعث نومبر ۱۹۸۴ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا پڑا۔ ''پندرہ اگست'' ناول اپنے موضوع، اپنی معنویت اور اپنی ہیئت کے اعتبار سے ایک بالکل الگ اور جدا موضوع پر ہے۔ اس ناول کا المیہ سیاست و ریاست سے شروع ہو کر انسان کی جبلی وحشت کے مظاہر تک اور پھر انسانیت، خیر اور فلاح اور نیکی جیسی صفات کے قتلِ عام تک دراز ہوتا چلا جاتا ہے۔ پیشِ نظر مقالہ اس ناول کے جائزے پر مشتمل ہے۔	ندوی، پندرہ اگست، نورینہ تحریم بابر
بانو، نرگس	ادا جعفری کی شاعری کے سماجی اثرات	۵۴۲ تا ۵۵۰	ادا جعفری نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرتی تنگ نظری اور اس طرزِ فکر کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کی جس کے تحت قدم قدم پر عورت کی انفرادیت، صلاحیت اور شخصیت کی تفسیر کی جاتی تھی۔ ادا جعفری نے جس دور میں شاعری کا آغاز کیا اس دور میں خواتین کا ادب کی دنیا میں قدم رکھنا انتہائی معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن شاعری اور ادب میں خواتین کی شمولیت سے اب معاشرے میں عورت کی شخصیت، انفرادیت اور سوچ کو تسلیم کیا جا رہا ہے۔ یہ مقالہ ادا جعفری کی شاعری کے سماجی اثرات کے جائزے پر مبنی ہے۔	اردو شاعری، خواتین کی شاعری، ادا جعفری، نرگس بانو
بخاری، بادشاہ منیر / محمد، ولی	"شاہنامۂ اسلام" میں موجود فکری نظام۔ ایک مطالعہ	۴۲۹ تا ۴۵۱	حفیظ جالندھری کی لکھی ہوئی مشہور رزمیہ نظم "شاہنامہ اسلام" اُردو شاعری کی روایت میں ایک ایسا شعری فن پارہ ہے جس کے اندر ایک مربوط نظامِ فکر موجود ہے۔ اس باقاعدہ نظامِ خیال کی موجودگی کا نتیجہ ہے کہ اتنی طویل نظم میں نہ تو خیالات کی بے ربطی موجود ہے اور نہ ہی کہیں پر ذہنی و فکری حوالوں سے انتشار نظر آتا ہے۔ اس میں موجود فکری نظام کے اثرات اس کے اسلوب پر بھی پڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا اثر نظم کی تشبیہات، استعارات، علامات، تراکیب اور اس کی لفظیات پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ یہ فکری نظام قرآن، حدیث اور اسلامی تاریخ سے روشنی اور حرارت لیتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں " شاہنامۂ اسلام" میں موجود فکری نظام اور اس کے اسلوب پر اس کے اثرات کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔	شاہنامۂ اسلام، رزمیہ شاعری، حفیظ جالندھری، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بی بی، نعیمہ / عارف، نجیبہ	اوائل بیسویں صدی کے ہندوستان میں نسائی شعور کا ارتقا: ماہ نامہ "عصمت" کا کردار	۲۷۰ تا ۲۹۰	پیشِ نظر مقالہ اوائل بیسویں صدی میں ہندوستان میں خواتین کے نسائی شعور کے ارتقا میں ماہ نامہ "عصمت" کے کردار کے تنقیدی تجزیے پر مبنی ہے۔ ماہ نامہ ''عصمت'' علامہ رازق الخیری کی ادارت میں، سماجی و مذہبی روایات کے اندر رہتے ہوئے خواتین کی غیر رسمی تعلیم و تربیت، ذہن سازی اور خواتین کو معاشرے کا مفید اور فعال رکن بنانے کے مقاصد کے ساتھ جاری ہوا۔ اس مقالے میں ماہ نامہ " عصمت" کے پہلے دور یعنی آغاز سے ۱۹۴۷ء تک کا تجزیہ بنیادی ماخذ کی مدد سے پیش کیا گیا ہے۔ ماہ نامہ "عصمت" ایک معاشرتی اور	ماہ نامہ عصمت، نسائی شعور، رازق الخیری، اردو کا نسائی ادب، بیداریٔ نسواں، نعیمہ بی بی، نجیبہ

			اصلاحی رسالہ تھااور اس کے اجرا کا مقصد خواتین میں بیداری پیدا کرنا تھااس ماہ نامے نے نہ صرف بیداریٔ نسواں میں اہم کردار ادا کیا بلکہ خواتین کی سوچ کے لیے ایک رخ بھی متعین کیا۔	عارف
بیگ، افتخار	فانی بدایونی کی شاعری: وجودیاتی یاسیت کی مظہر	۴۵۲ تا ۴۶۷	شوکت حسین فانی (۱۸۷۹ء۔۱۹۴۱ء) کی شاعری میں غم پسندی کا رجحان موجود ہے۔ وہ سماجی صورتِ حال کے حوالے سے دوہرے رویوں کا شکار رہے۔ ایک سطح پر وہ خودداری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو دوسری سطح پر وہ خود کو سماج اور سماجی صورتِ حال سے لاتعلق رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ موت کو زندگی کے جبر سے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ دراصل وہ خود کو بیرونی صورتِ حال کا نشانہ اور شکار سمجھتے ہیں۔ بحیثیت انسان ان کا یقینِ ذات بار بار مجتمع ہوتا اور بار بار بکھرتا ہے۔ وہ بار بار زندگی کے امکانات کو اپنے سامنے پاتے ہیں۔ درونِ ذات میں وجودیاتی سطح پر ایک اتھل پتھل موجود رہتی ہے۔ مگر زندگی کی ناگزیر محدودیت ان کے سامنے ایک ایسی حقیقت کے طور پر موجود رہتی ہے کہ مایوسی کے سوا ان کے پاس کوئی راستہ نہیں بچتا۔ وجودیاتی حوالے سے فرد اپنی ذات پر بے پایاں یقین رکھتا ہے مگر معروض کے حوالے سے اس کا یقینِ ذات بکھر جاتا ہے اور اسے اپنی تہی دامانی کا احساس گھیر لیتا ہے۔ یہی بات فانی کی شاعری میں وجودیاتی سطح پر یاسیت پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔	فانی بدایونی، وجودیاتی یاسیت، اردو شاعری میں وجودیت، افتخار بیگ
پروین، عذرا/ بشیر، عقیلہ	پاکستانی اردو افسانے میں جلاوطنی کے تجربے کا اظہار	۱۹۳ تا ۲۰۹	اردو افسانے میں ترکِ وطن کے متنوع تجربات کا اظہار ملتا ہے۔ ترکِ وطن کی دیگر مختلف صورتوں کے ساتھ ساتھ ایک اہم صورت جلاوطنی بھی ہے۔ اس جلاوطنی کا اظہار پاکستانی اردو افسانے میں بھی ہوا ہے۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۰ء کی دہائیوں میں تخلیق ہونے والے وجودی رویے کے حامل افسانے ہوں یا علامتی افسانہ نگاروں کی ایک نسل؛ فرد کی تنہائی، بے بسی، بے حسی، مغائرت اور شناخت کے بحران نے مل کر ذہنی جلاوطنی کے احساس کو اردو افسانے میں نمایاں کیا ہے۔ جن افسانہ نگاروں کے ہاں جلاوطنی کا نمایاں اظہار ہوا ہے ان میں احمد سعید، انتظار حسین، آصف فرخی، انوار احمد، انور سجاد، پروین عاطف اور رشید امجد کے نام قابل ذکر ہیں۔	اردو افسانہ، جلاوطنی کا تجربہ، انور سجاد، انتظار حسین، پروین عاطف، عذرا پروین، عقیلہ بشیر
تمنا، یشب	ناصر کاظمی، شاعری اور رات کا استعارہ	۵۲۱ تا ۵۳۰	ناصر کاظمی نے رات کا استعارہ اپنی شاعری میں نہ صرف مختلف مفاہیم کے ساتھ استعمال کیا ہے بلکہ ناصر کی زندگی کے شب و روز میں رات کا مفہوم ایک نئے انداز سے سامنے آتا ہے۔ یہ رات دراصل ہے کیا؟ کیا یہ دن سے متضاد وقت ہے یا دن کی غیر موجودگی کا دوسرا نام ہے؟ یہ سکون کی کیفیت اور آرام کا وقت ہے یا یہ خاموشی کا استعارہ ہے اور ظلم کی جانب اشارہ ہے؟ یہ ہجر کی آہ و زاری ہے یا	ناصر کاظمی، اردو شاعری، رات کا استعارہ، یشب تمنا

			محبوب سے وصل کی بے قراری ہے؟ یہ رات آشوب زمانہ کی علامت ہے یا حجت یا قیامت؟ پیشِ نظر مقالے میں ناصر کاظمی کی شاعری میں رات کے استعارے کے حوالے سے انھی سوالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	
ثاقب، شہاب الدین	حکایات نگاری: فن اور ارتقا (فارسی ادب کے حوالے سے)	۸ تا ۲۹	''حکایت'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی نقل، قصہ، کہانی، داستان اور بات وغیرہ ہیں۔ فارسی میں حکایات نویسی کی ابتدا فارسی نثر کے ابتدائی دور میں ہوئی۔ یہ حکایات نثر و نظم دونوں صورتوں میں لکھی ہیں۔ اس مقالے میں فارسی ادب کے حوالے سے حکایات نگاری کے فن کا جائزہ لیا گیا ہے۔	حکایات نگاری، فارسی ادب، شہاب الدین ثاقب
جعفری، سید علی اسلم	خیر پور میں منعقد ہونے والے مشاعروں کا تذکرہ	۴۶ تا ۶۱	خیر پور کے عوام و خواص کا اردو سے تعلق قیامِ پاکستان سے قبل بھی تھا۔ پیشِ نظر مقالے میں ۱۹۴۷ء تا ۱۹۷۴ء ضلع خیر پور میں قومی سطح پر منعقد کیے جانے والے مشاعروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس میں شعبۂ اُردو، جامعہ شاہ عبداللطیف، خیر پور کے زیر اہتمام منعقد کیے جانے والے بین الاقوامی مشاعروں کا بھی خصوصی طور پر تذکرہ کیا گیا ہے۔	خیر پور، اردو مشاعرہ، جامعہ شاہ عبداللطیف، سید علی اسلم جعفری
خالد، مہناز	ادب میں المیہ اور مفکرین	۲۵۴ تا ۲۶۲	انسانی زندگی چونکہ رنج و الم کا مجموعہ ہے اس لیے انسان اپنی تمام صلاحیتیں آسودگی کے حصول اور دکھ کو رفع کرنے میں گزار دیتا ہے۔ یونانیوں نے المیہ کا جو تصور دیا ہے اس کے مطابق وہ انسان کو مجبورِ محض قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں جو کوئی بھی شہرت اور مقبولیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوتا ہے اس کے سر پر آفتیں ہر لمحہ منڈلاتی رہتی ہیں اور ذرا سی چوک سے بڑے سے بڑا آدمی بھی تباہی کے غار میں پہنچ سکتا ہے۔ ہر وقت اور ہر لمحہ انسان کے لیے دھوکے کی راہیں بچھی ہوئی ہیں جو کسی وقت بھی اس کو پھنسا سکتی ہیں۔ انسان ابھی خوش حالی کی زندگی جی رہا ہوتا ہے کہ اچانک مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے۔ آج کا انسان موازنہ کرتا ہے تو اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ غم، اذیت اور بے بسی سے ہی المیہ پیدا نہیں ہوتا بلکہ المیہ کئی اور طرح سے بھی رونما ہو سکتا ہے۔ اردو ادب کی تمام اصناف میں المیہ کو اہمیت حاصل ہے۔ اس مقالے میں اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	ادب میں المیہ، یونانی مفکرین، یونان کا تصورِ المیہ، مہناز خالد
رانا، ناصر	پنجابی میں اقبال شناسی	۴۷۵ تا ۴۹۰	علامہ اقبال کا فلسفہ بالعموم دنیا میں اور بالخصوص دنیائے اسلام میں روزِ روشن کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے نظریے کے ذریعے جہاں ہندوستان کے مسلمانوں کو جینے کا نیا انداز عطا کیا وہیں اپنی فکر رسا کے ذریعے دنیا بھر کو متاثر کیا۔ بالخصوص اُن کی بیداری تحریک کے نتیجے میں ہم کرۂ ارض پر پاکستان کی صورت میں آزاد مملکت کے وارث بن سکے۔ پنجاب کے اہل علم نے اقبال کے احوال و آثار پنجابی میں رقم کیے اور ان کی فکر کو پنجابی میں منتقل کیا تاکہ عوام الناس کو اس کلام کے فہم کے لیے آسانی فراہم ہو سکے۔ یہ مقالہ پنجابی میں اقبال کے فکر و فن	پنجاب، پنجابی زبان، علامہ اقبال، اقبال شناسی، ناصر رانا

			کے حوالے سے موجود کتب و مضامین کے جائزے پر مشتمل ہے۔	
رفیق الاسلام، محمد	داستان ''افسانۂ عشق'' اور مابعد الطبیعیات	۲۱۶ تا ۲۲۳	مابعد الطبیعیات وہ آفاقی حقائق ہیں جن کا انسانی تہذیب سے گہرا تعلق ہے۔ معاشرت کی بنیاد مابعد الطبیعیات پر ہوتی ہے اور ادب معاشرت سے تشکیل پاتا ہے۔ یوں ادب اور مابعد الطبیعیات ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں۔ اُردو ادبیات میں مابعد الطبیعیات کا سرچشمہ وہ داستانیں ہیں جو صدیوں سے سنی اور پڑھی جاتی رہی ہیں۔ اس مقالہ میں اُردو داستان ''افسانۂ عشق'' میں موجود مابعد الطبیعیاتی عناصر پر بحث کی گئی ہے	اردو داستان، الٰہی بخش شوق، افسانۂ عشق، مابعد الطبیعیات، محمد رفیق الاسلام
زرین، صائبہ	بنگلہ دیش میں اردو کی موجودہ صورتِ حال	۳۸ تا ۴۵	پیشِ نظر مقالہ بنگلہ دیش میں اردو کے آغاز سے لے کر موجودہ صورتِ حال تک کے جائزے پر مبنی ہے۔ بنگلہ دیش کے تعلیمی اداروں میں اردو کی صورتِ حال، اردو شاعری، اردو تنقید و تحقیق، سماج میں اردو بول چال اور میڈیا میں اردو کی صورتِ حال، ان سب زاویوں سے بنگلہ دیش میں اردو زبان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	بنگلہ دیش، اردو زبان، صائبہ زرین
سراج، بسمینہ	مکتوب نگاری کی روایت	۳۶۳ تا ۳۷۱	مکتوب ملاقات کا نصف ہوتا ہے۔ مکاتیب نہ صرف کاتب و مکتوب الیہ کے رازہائے دروں کو اجاگر کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے شخصیت و کردار کی مکمل عکاسی بھی ہوتی ہے۔ مکتوب نگار کی شخصیت کا براہِ راست آئینہ مکتوب ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی خارجی اور داخلی خصوصیت کے مطالعے سے مکتوب نگار کی شخصیت کو سمجھا اور پرکھا جا سکتا ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں مکتوب نگاری کی روایت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	مکتوب نگاری، ادبی مکاتیب، اردو خطوط، بسمینہ سراج
سرفراز، رابعہ	اقبال کا تصور خدا اور دعا	۴۹۱ تا ۵۰۲	یہ مقالہ اقبال کے تصورِ خدا اور دعا کے بارے میں ہے۔ اقبال نے ہماری فکر اور احساسات کی بنیاد خودی مطلق کو قرار دیا ہے۔ خودی مطلق کے یہی اوصاف اللہ کی انفرادیت کے اسلامی تصور کی بنیاد ہیں۔ عقلی دلائل حقیقت مطلقہ کے اس تصور کی طرف ہماری رہنمائی کرتے ہیں جو ہمیں مذہبی تجربے کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔	علامہ اقبال، تصور خدا، تصور دعا، رابعہ سرفراز
سفیان، محمد	اقبال کے فلسفۂ خودی کی ماہیت	۴۶۸ تا ۴۷۴	اس مضمون میں مضمون نگار نے فلسفۂ اقبال کی رو سے ''خودی'' کی مستعمل اصطلاح کی تعریف اور تحدیدات کو موضوع بنایا ہے۔ فلسفۂ اقبال میں خودی کی اصطلاح ایک اہم مقام کی حامل ہے اور اس اصطلاح کے مفہوم کی تفہیم کا بنیادی ماخذ قرآنی تعلیمات ہیں۔ تاریخِ عالم میں مسلمانوں کے انحطاط کو اقبال خصوصی توجہ کا حامل قرار دیتے ہیں۔ اقبال نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب کا عمیق مطالعہ کیا اور آخر کار قرآنی تعلیمات کے توسط سے مسلمانوں کے انحطاط کی بنیادی وجوہات تک رسائی حاصل کی۔ اقبال ایران کے عظیم صوفی شاعر رومی سے بھی	علامہ اقبال، فلسفہ خودی، تصورِ خودی، محمد سفیان

			بہت متاثر تھے۔ اقبال اور رومی دونوں مسلمانوں کے زوال کا بنیادی سبب خودی یا عرفانِ نفس سے تغافل کو قرار دیتے ہیں۔ ایک نامور مسلمان فلسفی کی حیثیت سے اقبال نے اس کا حل قرآن کی غیر متزلزل تعلیمات کی روشنی میں پیش کیا کیونکہ اقبال کے عہد میں مسلم دنیا ہمیں انتہائی بدتر حالت میں مختلف انقلابات سے دوچار نظر آتی ہے۔	
سنجرانی، خالد محمود	سیّد امتیاز علی تاج کی ابتدائی ادبی زندگی کا ایک اہم ورق	۶۲ تا ۷۳	گورنمنٹ کالج، لاہور جسے اب یونی ورسٹی کا درجہ حاصل ہو چکا ہے، نہایت روشن علمی و ادبی روایت کا حامل ادارہ ہے۔ یہاں سے شائع ہونے والا علمی و ادبی مجلہ ''راوی'' اپنی مسلسل اشاعت کے ایک سو دس سال مکمل کرنے کو ہے۔ پطرس بخاری اور سید امتیاز علی تاج نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں مدیر کی حیثیت سے اس رسالے کی وقیع روایت کا آغاز کیا جسے بعد ازاں ن۔ م۔ راشد، مظفر علی سید، شہزاد احمد، حنیف رامے وغیرہ نے آگے بڑھایا۔ سید امتیاز علی تاج اپنے زمانۂ طالب علمی میں گورنمنٹ کالج میں فعال طالب علم تھے اور اپنی صلاحیتوں کے سبب وہ ''راوی'' کے مدیر منتخب کیے گئے۔ اتفاق ہے کہ ان کا نام سابق مدیران کی فہرست میں شائع ہوتا رہا اور غائب بھی ہوتا رہا۔ اس مضمون میں مقالہ نگار نے بنیادی ماخذات تک رسائی حاصل کر کے اس امر کے جہاں اسباب بیان کیے ہیں وہاں معاصرانہ شہادتوں کی بنیاد پر تاج صاحب کو مجلہ ''راوی'' کے حصہ اردو کا اولین مدیر بھی قرار دیا ہے۔	سید امتیاز علی تاج، مجلہ راوی، گورنمنٹ کالج لاہور، خالد محمود سنجرانی
سیال، عابد	رشید جہاں "انگارے" والی	۲۴۸ تا ۲۵۳	رشید جہاں اردو کی معروف اور متنازعہ ادیبہ رہی ہیں۔ وہ پہلی افسانہ نگار خاتون تھیں جنھوں نے دلیرانہ انداز سے سماج کے ان پہلوؤں کو عریاں کیا جس کو ڈھکا چھپا رکھا جاتا تھا۔ وہ پہلی مصنفہ تھیں جنھوں نے ایک باغی دل و دماغ رکھنے والی عورت کی تصویر پیش کی ہے۔ یہ مقالہ رشید جہاں کی ادبی تخلیقات کے تجزیے پر مشتمل ہے۔	رشید جہاں، اردو افسانہ، انگارے، ترقی پسند تحریک، عابد سیال
شاہ، شاہدہ دلاور	ازیل سے عدیل تک	۱۲۲ تا ۱۳۷	اصنافِ نثر میں فکشن سے بڑھ کر کبھی کچھ مقبول نہیں رہا۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان بھی انسانی تخلیقات سے سدا مالا مال ہے۔ ہر چند اردو ناول کے معیاری نمونے بھی معقول مقدار میں موجود ہیں لیکن اس کے مقابلے میں اردو افسانے کی روایت کہیں زیادہ مقبول ہے۔ پیشِ نظر مقالے میں جمیل احمد عدیل کے افسانوں کو موضوع بنایا گیا ہے جو چھے افسانوی مجموعوں سمیت بیس کتب کے مصنف ہیں۔	جمیل احمد عدیل، اردو افسانہ، شاہدہ دلاور شاہ
شہباز، محمد	"جستجو کیا ہے؟" تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۳۹۰ تا ۴۰۹	انتظار حسین کو دانش ورانہ سطح پر جستجو اور فنی کمال کا استعارہ خیال کیا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اُن کی خودنوشت سوانح عمری ''جستجو کیا ہے؟'' کا فکری و فنی تجزیہ تحقیقی انداز میں کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ چونکہ اس آپ بیتی میں اُن کی دیگر	سوانح عمری، خودنوشت، جستجو کیا ہے،

			تخلیقات کے نمایاں رنگ اور جدید ادبی رجحانات بھی جھلکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اِس لیے اِس آپ بیتی کو اُن کی دیگر تخلیقات کے آئینے میں پرکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔اِس ضمن میں شعوری طور پر معروضی اور متوازن اندازِ فکر اختیار کرتے ہوئے انتظار حسین کی خودنوشت سوانح عمری کے فنی و فکری خصائص زیر بحث لائے گئے ہیں تاکہ اِس خودنوشت سوانح عمری کی روشنی میں اُن کا اصل درجہ و مقام متعین کیا جاسکے۔	انتظار حسین، محمد شہباز
شہناز، روبینہ	وحدت الوجود اور وجودیت	۲۶۳ تا ۲۶۹	فلسفہ وحدت الوجود ہمارے کلاسیکی ادب کے بنیادی تفکر کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ ہمارے ادب اور خاص کر ہماری شعری روایت کی فکری تشکیل میں اس فلسفے کے عناصر کی اہمیت اپنی ہے۔اسی طرح عالمی ادب میں وجودی فکر بھی ایک اہم فلسفے کے طور پر ابھری اور بہت اعلیٰ معیار کی ادبی تخلیقات کا مقدار کے اعتبار سے بھی ایک بڑا سرمایہ اس فلسفے سے متاثر ہے۔اردو میں بعض اوقات ان دونوں فلسفوں کے بعض مشترک عناصر کی بنیاد پر وحدت الوجودی فکر میں وجودی فکری عناصر کی تلاش کی کوشش کی جاتی ہے۔زیر نظر مضمون میں اردو میں وحدت الوجود اور عالمی ادب میں وجودیت کے بنیادی عناصر کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں فلسفے بہت مختلف ہیں اور ہمارے ادب میں خالص وجودی فکر کی موجودگی کا امکان کم ہے۔	وحدت الوجود، وجودیت، فلسفہ، روبینہ شہناز
طاہر، سعدیہ	وزیر آغا کی تحسینِ مجید امجد	۵۳۱ تا ۵۴۱	ڈاکٹر وزیر آغا جدید مباحث کے مروج کرنے والوں میں ایک باوقار حیثیت رکھتے ہیں۔تنقید کی فکری جہات ہوں یا اطلاقی جہات انھوں نے اس پر جم کر کام کیا ہے۔ بالخصوص اردو شاعری پر ان کی اطلاقی تنقید اپنی مثال آپ ہے۔اس ضمن میں ان کی کتاب ''مجید امجد کی داستان محبت'' بطور مثال پیش کی جاسکتی ہے جو اس مقالے میں زیر بحث ہے۔	وزیر آغا، مجید امجد، مجید امجد کی داستان محبت، سعدیہ طاہر
طاہرہ، انجم	فکر اقبال اور عصر حاضر کے تعلیمی تقاضے	۵۰۳ تا ۵۲۰	ڈاکٹر حضرت اقبالؒ کے افکار کا نچوڑ یہ تھا کہ ملتِ اسلامیہ کا انفرادی تشخص برقرار رہے جس کے لیے انھوں نے مغربی تہذیب کے غیر اسلامی افکار کی یلغار کو روکنے کے لیے ان پر زبردست تنقید کی اور عالم اسلام کے نوجوانوں کی رہنمائی کے لیے شاعری کی صورت میں نمایاں اصول چھوڑے۔انھوں نے ایک نبّاض کی طرح انتشار کے خطرے سے دوچار وحدت اسلامی کو درکار تقاضوں کی بھی نشان دہی کردی جن میں واضح طور پر ان کے مخاطب مکتب، مدرسہ، استاد، نصاب تعلیم اور خانقاہی نظام رہے۔فکری کج روی سے بچانے میں یہ سب عوامل بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ تعلیم سے مراد وہ مخصوص شعبہ لیا جاتا ہے جس میں خاص عمر تک طالب علموں (بچوں اور نوجوانوں) کی ذہنی، تخلیقی، روحانی قوتوں کی ترتیب و	علامہ اقبال، فکر اقبال، عصر حاضر کے تعلیمی تقاضے، نصابِ تعلیم، انجم طاہرہ

			تہذیب کی جاتی ہے۔اس نشو و نما میں نمایاں محرک اساتذہ اور نصاب ہے۔	
عامر، زاہد منیر	علم، خواہش اور فن (خورشید رضوی کی نعتیہ شاعری)	۴۲۳ تا ۴۲۸	خورشید رضوی(پ: ۱۹ مئی ۱۹۴۲ء) عصر حاضر کی ایک معروف علمی شخصیت ہیں۔ تحقیق کے ساتھ ان کے فن کا اظہار شعر کی صورت میں بھی ہوا ہے اور اب تک ان کے پانچ شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ حمد، نعت اور منقبت پر مشتمل ایک الگ مجموعہ ''نسبتیں'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ ذیل کے مقالے میں خورشید رضوی کی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کی رائے میں خورشید رضوی اپنی نعتوں میں عہد نبوت کو روایت و تاریخ کی کسی آمیزش کے بغیر براہ راست دیکھنے کے آرزو مند ہیں۔	اردو نعت، نسبتیں، خورشید رضوی، زاہد منیر عامر
عباس، مظہر	ناول" خوشیوں کا باغ"۔ایک جائزہ	۱۰۵ تا ۱۲۱	انور سجاد کا ناول ''خوشیوں کا باغ'' موضوع اور کرافٹ دونوں حوالوں سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اردو ادب کا واحد ناول ہے جو ایک پینٹنگ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے۔ یہ پینٹنگ پندرھویں صدی کے مصور ہائرانیمس بوش کی بنائی ہوئی ہے اور تین پینل پر مشتمل ہے۔ پیش نظر مقالہ مذکورہ ناول کے جائزے پر مشتمل ہے۔	انور سجاد، اردو ناول، خوشیوں کا باغ، ہائرانیمس بوش، مظہر عباس
فاطمہ، صدف	قرۃ العین حیدر اور ان کا سفر نامہ "جہانِ دیگر"	۲۳۷ تا ۲۴۷	اردو ادب میں قرۃ العین حیدر ایک ایسی شخصیت ہیں جنھوں نے اردو فکشن میں بالخصوص اردو ناول کو ایک بلند معیار عطا کیا۔ قرۃ العین حیدر کو اردو فکشن کے معماروں میں ایک ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہے۔ قرۃ العین حیدر خود سادہ ہیں اور غرور و تکبر سے پاک ہیں۔ ان کے فن کی انفرادیت کا امتیازی پہلو جو قارئین کو متاثر کرتا ہے، ان کا خوبصورت، رواں دواں اور شائستہ نثری اسلوب ہے۔ قرۃ العین حیدر کا سفر نامہ ''جہانِ دیگر'' امریکہ کے سفری احوال پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اس سفر نامے میں زندگی کے نئے تجربات اور مشاہدات سے قارئین کو روشناس کیا ہے۔	قرۃ العین حیدر، اردو سفر نامہ، جہان دیگر، امریکہ، صدف فاطمہ
فیاض، ایم۔ خالد	جدید اُردو افسانے کے مباحث (شہزاد منظر کی تنقید کے حوالے سے)	۱۳۸ تا ۱۷۰	اردو فکشن کے ناقدین بیسویں صدی کی نویں دہائی میں فکشن کی تنقید میں بالعموم اور افسانے کی تنقید میں بالخصوص کئی کتابیں منصۂ شہود پر لائے جو فکشن کی تنقید میں نئے مباحث کے در وا کرنے کا باعث ہوئیں۔ شہزاد منظر بھی انھیں ناقدین میں سے ایک ہیں جنھوں نے جدید افسانے میں کہانی پن، علامت کے استعمال، تجریدیت، جدیدیت، عصری آگہی، افسانے کے زوال اور مستقبل جیسے سوالات پر مستقل لکھا۔ زیرِ نظر مقالہ اردو فکشن کی تنقید کے تناظر میں شہزاد منظر کی خدمات اور ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ان مسائل کا احاطہ بھی کرتا ہے جن کا شکار خود شہزاد منظر کی تنقید رہی ہے۔	جدید اردو افسانہ، جدید افسانے کے مباحث، شہزاد منظر، اردو تنقید، ایم۔ خالد فیاض
کمال، محمد اشرف	اسلوبیات۔اسلوبِ	۳۱۳	اسلوبیات کا تصور اسلوب سے آیا ہے۔اسلوب سے مراد طرزِ بیان، انداز،	اسلوب،

	تحریر کا لسانی مطالعہ	تا ۳۲۹	اسٹائل، اظہار بیاں کا طریقہ، طرزِ تحریر، ادائے مطلب، طرزِ سخن، لہجہ وغیرہ کے ہیں۔ زبان کو ایک نئے انداز سے استعمال کرنا اور نئے نئے خیالات کو سامنے لانا انسان کو دوسروں سے الگ اور منفرد بناتا ہے۔ اپنے عام مفہوم میں اسلوبیات کو زبان کی اُن خاص اقسام کے مطالعے میں لسانیاتی تکنیکوں کے اطلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے جو ایک مروجہ تکلمی جماعت میں رائج نہیں جیسے علمی، مذہبی، مباحثی، ادبی یا ایسی زبان جو مختلف سماجی طبقوں سے تعلق رکھتی ہے۔	اسلوبیات، رومن جیکب سن، محمد اشرف کمال
کوثر، ریحانہ	مقتضیاتِ تحقیق اور اُن سے اغماض کے نتائج	۳۰۳ تا ۳۱۲	مقتضیات تحقیق سے اغماض کی وجہ سے حقائق مسخ ہو جاتے ہیں اور امر واقعہ غبار آلود ہو کر ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی اصل شکل ہی بدل جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ایسی ایسی غلط فہمیاں جڑ پکڑ لیتی ہیں جو حقیقت سے کوسوں دور ہونے کے باوجود حقیقت کے مقام پر فائز ہو جاتی ہیں۔ یہ صورتِ حال کسی بھی معاشرے کی ذہنی صحت کے لیے حد درجہ تباہ کن ہوتی ہے۔ ایک محقق کا کام بظاہر بڑا غیر دلچسپ، بے کار اور خشک نظر آتا ہے لیکن وہ اپنے معاشرے کو فسانہ و فسوں کی خیالی فضاؤں سے نکال کر زندگی کے ٹھوس حقائق سے روشناس کراتا ہے اور قصے کہانی کی خواب آلود و نیم تاریک دنیا سے بیداری اور ہوش مندی کی روشن دنیا میں لاتا ہے۔ ان کوششوں سے وہم و تخیل میں کھویا ہوا معاشرہ حقائق سے آنکھیں ملانے کے قابل ہو جاتا ہے اور یوں شکست و ریخت سے بچ کر تعمیر و ترقی کی راہ پر چل نکلتا ہے۔ مقتضیات تحقیق سے اغماض کی ایک مثال مولوی نذیر احمد کے حالات زندگی کے حوالے سے بھی سامنے آتی ہے۔ چنانچہ پیش نظر مقالے میں مرزا فرحت اللہ بیگ کے تحریر کردہ خاکے "نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی" کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مقتضیات تحقیق، فرحت اللہ بیگ، ڈپٹی نذیر احمد، ریحانہ کوثر
کیومرثی، محمد	فارسی افسانوی ادب (ساسانی عہد میں افسانوی اساطیر پر اظہارِ خیال)	۳۰ تا ۳۷	دنیا کی ہر زبان میں بہت سے مختصر یا طویل افسانے پائے جاتے ہیں جن کی ابتدا عام طور پر ایک چھوٹی سی داستان یا کہانی سے ہوتی ہے۔ اردو اور فارسی کتابوں میں بہت ساری حکایتیں موجود ہیں جن میں زیادہ تر اخلاقی مسائل اور پند و نصائح کو پیش کیا گیا ہے۔ اردو زبان میں چھوٹی چھوٹی داستانوں کی باضابطہ ابتدا عام طور پر فورٹ ولیم کالج سے ہوئی ہے۔ اس کالج میں فارسی، سنسکرت اور انگریزی کی بہت سی کتابیں ترجمہ کر کے اردو میں منتقل کی گئیں۔ مجموعی طور پر فارسی زبان و ادب میں جو لفظ حکایت اور اس کے بیان کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ داستان کہلاتا ہے۔ فارسی کے افسانوی ادب میں ایسی اصطلاحیں مانند روایت، افسانہ، قصہ پائی جاتی ہیں اور ان سے مراد مختصر افسانے اور حکایتیں ہیں۔	فارسی ادب، افسانوی ادب، افسانوی اساطیر، ساسانی عہد، محمد کیومرثی
میکن، سکندر	اُردو داستان اور اُس پر	۲۱۰	یہ مقالہ اردو داستان کے حوالے سے کی جانے والی تحقیق کے تجزیے پر مشتمل	اردو داستان،

حیات	کی گئی تحقیق ایک تجزیہ	تا ۲۱۵	ہے۔اردو داستانیں اپنے عہد کی ترجمانی کرتی ہیں۔داستان اپنے عہد کے معاشرتی، سماجی اور ثقافتی رنگوں کی بھی امین ہوتی ہے۔داستان کے کردار بھی اس عہد کی زمین سے جڑے ہوتے ہیں اور خیر و شر کی قوتوں کے ساتھ ساتھ زندگی کے حقائق سے پردہ اٹھاتے ہیں۔	کلیم الدین احمد، نوطرز مرصع، سکندر حیات میکن
ناز، اقلیمہ	بانو قدسیہ کے افسانوں میں نفسیاتی عناصر	۱۷۱ تا ۱۹۲	بانو قدسیہ اردو ادب کی ایک ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ان کا قلم اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں یکساں رواں ہے۔ان کی تخلیقی صلاحیتوں کے کئی پہلو ہیں۔ ناول، افسانہ، ڈراما اور شخصیت نگاری غرض نثر کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی اور ہر جگہ ان کی قد آور شخصیت اور فنی ذکاوت نمایاں ہے۔انھوں نے اپنے افسانوں میں فرد کی نفسیاتی الجھنوں کو واضح طور پر بیان کیا ہے جس کی بدولت ان کا افسانہ داخلی اور خارجی ہر دو جہات کا حامل ہو گیا ہے۔اس مقالے میں بانو قدسیہ کے افسانوں میں موجود نفسیاتی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	بانو قدسیہ، اردو افسانہ، نفسیاتی عناصر، اقلیمہ ناز
ندیم، خالد / خورشید، عابد	سارا شگفتہ کی طویل نثری نظمیں	۵۵۱ تا ۵۵۹	سارا شگفتہ کی طویل نثری نظمیں منفرد جذبات اور احساسات کی حامل ہیں۔وہ زندگی کو مختلف زاویے سے دیکھتی ہیں اسی لیے ان کی شاعری میں غیر روایتی احساسات ملتے ہیں۔نثری نظم نگاری میں وہ ایک اہم مقام رکھتی تھیں۔نثری شاعری ان کی شخصیت کا پرتو ہے۔سارا کی نظمیں پڑھ کر ذہن الجھ جاتا ہے کہ دوران تخلیق وہ کن کیفیات سے دوچار ہوتی ہوں گی؟ یہ ایک نفسیاتی پیچیدگی کی حامل تخلیقی ذہن رسا رکھنے والی نسوانی آواز ہے جس نے اپنے انوکھے اسلوب کے باوصف پڑھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ان کی چند طویل نثری نظموں کا تجزیاتی مطالعہ اس مقالے میں پیش خدمت ہے۔	اردو کی نثری نظمیں، سارا شگفتہ، پتھروں کا بیان، ننگے سمندر، خالد ندیم، عابد خورشید
نواز، شاہد	"آخر شب کے ہم سفر" میں سیاسی و سماجی تاریخ	۹۳ تا ۱۰۴	قرۃ العین حیدر اُردو ناول کی روایت میں نہایت اہم نام ہے۔"آخر شب کے ہم سفر" اُن کا وہ ناول ہے جس کو اپنے موضوع، تکنیک اور جغرافیائی پس منظر کی وجہ سے نہ صرف مقبولیت ملی بلکہ سب سے زیادہ قارئین بھی میسر آئے۔اِس مقالے میں اِسی ناول کا موضوعاتی اور تکنیکی مطالعہ کیا گیا ہے۔یہ ناول اپنے سیاسی اور سماجی پس منظر کے حوالے سے بنگال کی سرزمین پر اُٹھنے والی مختلف تحریکوں کا عصری ریکارڈ ہے۔مقالہ لکھتے ہوئے اس پس منظر کو خاص طور پر موضوع بنایا گیا ہے۔	قرۃ العین حیدر، اردو ناول، آخر شب کے ہم سفر، بنگال، شاہد نواز
نوازش، محمد خاور	اُردو میں لسانیات پر اوّلین رسالہ۔ "تقویم اللسان" (تحقیق و تنقید)	۳۳۰ تا ۳۶۲	لسانیات زبان کا سائنسی مطالعہ ہے۔اس تعریف کے مطابق اردو میں لسانیات کا آغاز انیسویں صدی کے آخر میں ہوا۔بعد ازاں بیسویں صدی میں بہت سے ماہر لسانیات اور محققین بالخصوص یورپین محققین نے ہندوستانی زبانوں کے تقابلی مطالعے میں دلچسپی لی۔ برصغیر کے محققین نے صرف و نحو اور تحقیقِ الفاظ کے	اردو لسانیات، لسانیات پر اولین رسالہ، تقویم

			حوالے سے لسانی مطالعات کا آغاز کیا۔ پیش نظر مقالہ اردو میں لسانیات پر اولین رسالے ''تقویم اللسان'' کی بازیافت پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ مولوی ذکااللہ دہلوی کی تصنیف ہے جو ۱۸۹۳ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ یہ رسالہ نہ صرف اپنے موضوع بلکہ اپنے مندرجات کی بنا پر بھی اہمیت کا حامل ہے جو اس مقالے میں زیر بحث آئے ہیں۔	اللسان، مولوی ذکااللہ، محمد خاور نوازش
یوسف، صوفیہ	نامک کمال اور ناظم حکمت کے اردو تراجم	۲۲۴ تا ۲۳۶	پاکستان اور ترکی تاریخی اور تہذیبی حوالوں سے برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ یہ دیرینہ تعلقات پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے برصغیر کے مسلمانوں اور عثمانی ترکوں کے درمیان صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں ترکی زبان وادب کے مختصر جائزے کے بعد ترکی ادب کے دو نمائندہ ادبا نامک کمال (۱۸۴۰۔۱۸۸۸) اور ناظم حکمت (۱۹۰۲۔ ۱۹۶۳) کے ادب پاروں کے اردو تراجم، ان کی اہمیت، تکنیک اور فنی خواص پر روشنی ڈالتا ہے۔ نامک کمال کے ڈرامے ''جلال الدین خوارزم شاہ'' کو ۱۹۱۸ء میں سجاد حیدر یلدرم نے ترجمہ کیا تھا جسے برصغیر کے ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی، ناظم حکمت کے منظوم ڈرامے ''انسانی منظر نامہ'' کو ۲۰۱۴ میں منوبھائی نے ترجمہ کیا اس کو بھی پاکستان کے ادبی حلقوں میں سراہا گیا۔ یہ دونوں تراجم پاکستانی تہذیب و معاشرے، جذبۂ حب الوطنی اور انسان دوستی کے حوالے سے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔	ترکی ادب، ترکی ڈراما، نامک کمال، ناظم حکمت، منوبھائی، سجاد حیدر یلدرم، صوفیہ یوسف

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۸۹، شمارہ ۱ (۲۰۱۴ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
بخاری، طاہر رضا	ہنوز دلّی دور است: ایک تاریخی حقیقت	۱۶۵ تا ۱۸۸	حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کا عہد دین وفقہ اور سیاہ و سلطنت کے اعتبار سے برصغیر کا زرخیز اور درخشاں عہد تھا۔ روحانی سطوت اور سیاسی عظمت کے اس عہدِ عظیم میں دہلی کی نظامی خانقاہ، شاہی پایۂ تخت دہلی میں ہوتے ہوئے بھی، سلطنت دہلی کا حصہ نہ بن سکی۔ چشتیہ مشرب کے مطابق دربارداری اور اخلاق و تصوف دو مختلف چیزیں ہیں اور حکومتِ وقت سے تعلق اور نسبت روحانی موت کے مترادف ہے۔ خواجہ نظام الدین اولیا نے شاہی اور سیاسی قوتوں کو درخورِ اعتنا نہ سمجھتے ہوئے برصغیر کے اس عظیم روحانی اور خانقاہی نظام اور اُس کے اصول و ضوابط کی آبیاری اپنے خونِ جگر سے فرمائی۔ اس مقالے میں اسی موضوع کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	دلی، نظام الدین اولیا، یحیی بن احمد سرہند، خواجہ غریب نواز، خواجہ قطب الدین، طاہر رضا بخاری
جمیل، اُمید نجم الدین	المعوق والاهتمام به فی الشریعة الإسلامية (معذوری کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ)	۵ تا ۴۴	کچھ لوگ پیدائشی معذور ہوتے ہیں اور بعض کسی ناگہانی آفت کے نتیجے میں معذور ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ سماجی و مالی اعتبار سے باقی معاشرے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ یہ محتاجی اُن میں بے چارگی، احساس کمتری اور احساس محرومی کو جنم دیتی ہے۔ انھیں حقیر سمجھا جاتا ہے اور یہ رویہ انھیں اپنے آپ کو کمتر مخلوق سمجھنے پر مجبور کرتا ہے لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق معذور شخص معاشرے پر بوجھ نہیں ہے۔ اس کے بھی وہی حقوق و فرائض ہیں جو عام لوگوں کے ہیں بلکہ بہت سے فرائض اس سے ساقط بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ مقالہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک معذور شخص کے حقوق و فرائض کو زیرِ بحث لاتا ہے۔	القرآن، الشریعة الإسلامية، ابن کثیر، الفقه الإسلامي، ابن قدامة، اُمید نجم الدین جمیل
سرور، محمد اویس	حاتم طائی کی شاعری کے اخلاقی پہلو	۲۱۱ تا ۲۲۸	حاتم طائی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ ان کی وجہ شہرت اُن کی سخاوت ہے۔ وہ ایک مشہور عربی شاعر تھے اور قبل از اسلام عہد میں اپنے قبیلے کے سردار بھی تھے۔ اُن کے جود و سخا کے بارے میں کتب بھری پڑی ہیں۔ حاتم اخلاقی اقدار سے مالا مال شخصیت تھے۔ وہ معاشرے میں موجود غیر اخلاقی سرگرمیوں سے دور رہے۔ اپنے تقویٰ کی بنا پر اتنے زیادہ مشہور تھے کہ خود نبی ﷺ نے اُن کی تعریف کی۔ عفت، سچائی، مظلوم کی حمایت، عدم تشدد، مہمان نوازی، جرأت، ایفائے عہد، نفسی تکریم اور قناعت جیسے اوصاف نے ان کی شخصیت کو منفرد بنا دیا تھا۔ انھی خوبیوں کا اظہار اُن کی شاعری میں ہوا ہے جسے اس	حاتم طائی، سخاوت، سعودی عرب، قبیلہ طے، ابن اعرابی، محمد اویس سرور

			مقالے کا موضوع بنایا گیا ہے۔	
شاہ، سلیم اللہ	مولانا جوہر کی غزل سیاسی جدوجہد کے آئینے میں	۲۰۳ تا ۲۱۰	مولانا محمد علی جوہر کا شمار ہندوستان کی تحریک آزادی کے ممتاز راہ نماؤں میں ہوتا ہے۔ ہندوستانی عوام اور بالخصوص مسلمانوں کی سیاسی بیداری کی تاریخ مولانا جوہر کی مرہون احسان رہے گی۔ ان کی شخصیت کا سیاسی پہلو اتنا ہنگامہ خیز ہے کہ ان کی شاعری پس منظر میں چلی گئی ہے۔ مولانا نے غزل کو اپنے جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا اور قومی و ملی احساسات کو غزل کی رمز و ایمائیت میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا۔ چنانچہ ان کی غزل عشق و حریت کا خوبصورت امتزاج بن گئی جس میں جذبۂ عشق کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عشق کا یہی جذبہ ان کی غزل میں فلسفۂ شہادت کی خوبصورت معنویت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ مولانا جوہر نے اردو غزل کو قومی و ملی مقاصد کی بجاآوری کے لیے ایسے فنکارانہ انداز میں استعمال کیا ہے کہ تغزل ہی قائم نہیں رہا غزل کی شان بھی بڑھ گئی ہے۔ زیر نظر مقالہ ان کی شاعری میں تغزل اور سیاست کے اسی امتزاج سے بحث کرتا ہے۔	مولانا محمد علی جوہر، اردو غزل، طرابلس، بلقان، تحریک آزادی، سلیم اللہ شاہ
صابر، محمد	داستان "میر زاو صاحبان" و داستان سرایان زبان فارسی آن (داستان" میر زاو صاحباں" اور اس کے فارسی داستان نویس)	۷۹ تا ۹۴	برصغیر پاک وہند فارسی زبان وادب کا ایک بہت بڑا مرکز رہا ہے۔ فارسی زبان میں بہت سے شاعروں اور نثر نویسوں نے اپنے قیمتی آثار چھوڑے ہیں۔ اس خطے میں فارسی زبان میں داستان سرائی کا آغاز عہد سلاطین دہلی سے ہوا اور یہاں کی مقامی داستانیں فارسی زبان میں منتقل بھی ہوئیں۔ ان میں "میر زا وصاحبان" کی داستان بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ داستان فارسی زبان والوں کی توجہ کا باعث رہی ہے۔ برصغیر کے بہت سے شاعروں نے اس داستان کو فارسی زبان میں منتقل کیا۔ یہ مقالہ فارسی میں داستان "میر زاو صاحبان" کو زیر بحث لاتا ہے۔	فارسی داستان، داستان میر زاو صاحبان، محمد صابر
طاہر، مرغوب حسین	ڈاکٹر سہیل بخاری کی تاریخ ولادت کا تعین	۱۵۹ تا ۱۶۴	ڈاکٹر سہیل بخاری کا شمار اردو کے اہم ماہرین لسانیات میں ہوتا ہے۔ اردو زبان کے آغاز کے بارے میں ان کا نظریہ بہت متنازعہ ثابت ہوا۔ ان کی تاریخ پیدائش میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس مقالے میں ان کی اسناد، مختلف بیانات اور تقویم کے تناظر میں ان کی درست تاریخ پیدائش کا تعین کیا گیا ہے۔	سہیل بخاری، سہیل بخاری کی تاریخ ولادت، مرغوب حسین طاہر
کوثر، زرینہ	اردو افسانے کے مضحک کردار	۲۲۹ تا ۲۳۷	عام طور پر مزاح کسی مزاحیہ کردار کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے جو پورے مضمون پر چھا جاتا ہے۔ مزاحیہ کردار اپنے آپ کو اپنے اظہار، عمل اور ایکشن سے مضحک بنا کر پیش کرتا ہے۔ یہ مقالہ اردو افسانے کے مضحک کرداروں کا مختصر تعارف پیش کرتا ہے جس میں مضحک کردار کی تعریف کے علاوہ اردو افسانے	طنز و مزاح، اردو افسانہ، افسانے کے مضحک کردار، زرینہ

			کے چند مضحک کرداروں کی مثالیں بھی شامل ہیں۔	کوثر
نجم الرشید	"مثنوی یوسف کشمیری"	۷۱ تا ۷۸	"مثنوی یوسف کشمیری" سرزمین کشمیر کے ایک فارسی شاعر کا منظومہ ہے۔ شاعر نے اس مثنوی میں کمال مہارت سے کشمیر کے اہم درختوں کی مدح و ستائش اور تصویر کشی کی ہے اور ساتھ ہی انسان کے ہاتھوں ان خوبصورت درختوں کے کاٹے جانے کی مذمت بھی کی ہے۔ یہ مثنوی ۲۷ اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا خطی نسخہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہے۔ اس مقالے میں مذکورہ مثنوی کی تصحیح کی گئی ہے اور تعارف کے ساتھ مشکل الفاظ اور شعری اصطلاحات کی توضیح بھی کی گئی ہے۔	فارسی مثنوی، مثنوی یوسف کشمیری، یوسف خان کشمیری، نجم الرشید
نیر، ناصر عباس	معنی واحد اور معنی اضافی کی کش مکش (نذیر احمد کے "توبۃ النصوح" کا مطالعہ)	۹۵ تا ۱۵۸	اس مقالے میں ڈپٹی نذیر احمد کے ناول "توبۃ النصوح" (۱۸۶۸ء) کا مطالعہ مابعد نوآبادیاتی تناظر میں کیا گیا ہے۔ نذیر احمد کے ابتدائی تین ناول ("مراۃ العروس"، "بنات النعش" اور "توبۃ النصوح") اُس انعامی ادب کے اعلان کے نتیجے میں لکھے گئے جو الٰہ آباد حکومت نے ۱۸۶۸ء میں کیا تھا۔ اس اعلان کا مقصد شمالی ہندوستان کی دیسی زبانوں میں مفید ادب کی تخلیق کی حوصلہ افزائی تھا۔ "توبۃ النصوح" کو پہلا انعام ملا۔ اس مقالے میں "توبۃ النصوح" کے مندرجات، کہانی اور اسلوب کا مطالعہ انیسویں صدی کے سیاسی و ثقافتی پس منظر میں کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے یہ دکھایا ہے کہ نذیر احمد کا پسندیدہ کردار نصوح ہے، مگر اس کا معتوب کردار کلیم بھی ناول کا طاقت ور کردار ہے۔ کلیم جدید انسان کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کی آواز کو پدری یا ریاستی جبر دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ کلیم کی جدیدیت کی جڑیں، مغرب میں نہیں، خود اس کی مقامی ادبی و ثقافتی روایت میں ہیں۔	ڈپٹی نذیر احمد، اردو ناول، توبۃ النصوح، نو آبادیات، ناصر عباس نیر
ہاشمی، طارق	منیر نیازی کی شاعری: چند جہات	۱۸۹ تا ۲۰۲	منیر نیازی کا شمار اردو کے جدید شاعر کے طور پر ہوتا ہے۔ انھیں غزل اور نثر دونوں اصناف پر عبور حاصل تھا۔ ان کی شاعری کو منفرد اور دبنگ اسلوب کی وجہ سے سراہا جاتا ہے۔ کہیں کہیں انھوں نے اپنی شاعری میں تمثیلوں کو بھی خوبصورتی سے برتا ہے۔ تمثیل نگاری نے ان کی شاعری کو ایک مختلف رنگ دے دیا ہے۔ بعض دیومالائی علامتوں کا اُن کی نظموں میں ایک خاص ثقافتی مفہوم پیدا ہو گیا ہے۔ منیر نیازی مصلحت پسند تھے۔ وہ ایک آدمی کی تلاش میں تھے جو معاشرے کی بدصورتیوں کے خلاف لڑ سکے اور جمالیاتی اقدار کو فروغ دے سکے۔ یہ مقالہ ان کی شاعری کی مختلف جہات کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	منیر نیازی، اردو شاعری، کلیات منیر، طارق ہاشمی
ہمدانی، حامد	المبرد الازدی	۴۵	مبرد کا شمار عربی زبان کے ان نامور علما و ادبا میں ہوتا ہے جنھوں نے عربی	المبرد، البلاغۃ

اشرف	واسھامہ فی علوم البلاغۃ (مبرد اور ان کی علم بلاغت میں خدمات)	تا ۷۰	زبان وادب پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔اگرچہ مبرد نے عربی زبان وادب کے تمام پہلوؤں کو اپنی تصانیف کا موضوع بنایا ہے لیکن علم بلاغت، نحو اور نقد میں ان کی آرا بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔اس حوالے سے ان کی دو کتابیں "الکامل" اور ''المقتضب'' شہرہ آفاق اہمیت کی حامل ہیں۔ ''المقتضب'' میں نحوی جبکہ ''الکامل'' میں انھوں نے اپنی تنقیدی وبلاغتی آرا کا اظہار کیا ہے۔غالباً مبرد پہلے عالم ہیں جنھوں نے اپنی تالیف کو "البلاغۃ" کے نام سے موسوم کیا ہے۔"الکامل" میں کنایہ، اقسام کنایہ، مجاز اور اقسام مجاز (مجاز عقلی، مجاز مرسل اور استعارہ) کو قرآن کریم اور عربی شعری روایت کے تناظر میں بیان کیا ہے۔علاوہ ازیں علم بدیع اور علم معانی کے مختلف موضوعات بھی "الکامل" میں جابجا ملتے ہیں۔نقد اور علوم بلاغت کے حوالے سے مبرد کی یہ آرا بعد ازاں علوم بلاغت کی ترویج واشاعت میں بنیاد گزار ثابت ہوئیں۔اس مقالے میں مبرد کی انھی علمی خدمات کو موضوع بنایا گیا ہے۔	الکامل، المقتضب، حامد اشرف ہمدانی

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۸۹، شمارہ ۲ (۲۰۱۴ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اکبر، غلام	معرفی "حلیۃ النبی ﷺ" از اعظم بہاولپوری (اعظم بہاولپوری کی "حلیۃ النبیؐ" کا تعارف)	۴۳ تا ۵۰	اعظم بہاولپوری، ریاست بہاولپور کے پہلے صاحب دیوان شاعر ہیں۔ انھوں نے اپنے آثار میں "جواہر عباسیہ"، "دیوان اعظم بہاولپوری" (مجموعہ اعظم بہاولپوری) "اقبال نامہ"، "مولود النبی ﷺ"، "خطبات بہاولپور" اور "حلیۃ النبی ﷺ" یادگار چھوڑیں۔ یہ مقالہ "حلیۃ النبی ﷺ" کا تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ "حلیۃ النبی ﷺ" مثنوی کے قالب میں لکھی گئی ہے جسے انھوں نے مولوی محمد امین، شیخ رحیم شاہ، قاضی پیر محمد، شیخ عبداللہ اور میاں الٰہی بخش کی درخواست پر لکھا تھا۔ یہ چار زبانوں فارسی، اردو، سرائیکی اور پنجابی میں لکھی گئی ہے لیکن سب سے زیادہ کلام فارسی زبان میں ہے۔	اعظم بہاولپوری، فارسی مثنوی، حلیۃ النبی ﷺ، دیوان اعظم بہاولپوری، غلام اکبر
بھٹی، محمد اسلم	کلامِ حاتم کے صوفیانہ پہلو	۱۶۱ تا ۱۷۲	اردو میں کئی شعرا نے اپنے کلام میں صوفیانہ اور مابعد الطبیعیاتی بحث کو چھیڑا ہے۔ خواجہ میر درد کا کلام ایسی شاعری کی ایک بھرپور مثال ہے۔ شاہ حاتم نے بھی اس موضوع پر لکھا ہے۔ اردو کے کلاسیکی شعرا میں حاتم کا شمار سر برآوردہ شاعر کے طور پر ہوتا ہے۔ انھوں نے طویل عمر پائی اور عمر بھر شعر پروری کرتے رہے۔ انھوں نے کم و بیش ہر موضوع پر لکھا ہے۔ اسی بنا پر اردو کے کلاسیکی شعرا میں ان کا اہم مقام ہے۔ خواجہ میر درد کی طرح انھوں نے بھی صوفیانہ شاعری کی ہے لیکن ان کا انداز اور اسلوب مختلف ہے۔ یہ مقالہ حاتم کی شاعری میں صوفیانہ رنگ سے بحث کرتا ہے نیز خواجہ میر درد کے ساتھ ان کا موازنہ بھی پیش کرتا ہے۔	شاہ حاتم، تصوف، دیوان زادہ، محی الدین ابن عربی، محمد اسلم بھٹی
حسین، خادم	اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کی روایت	۱۳۱ تا ۱۴۶	اردو کی تنقیدی روایت میں زیادہ واضح اور مستحکم شکل اسلوب کے مطالعہ کی ہے۔ اس کے برعکس اسلوبیات جدید طریقۂ تنقید ہے۔ ہر تحریر اپنے سماجی و سیاسی نیز مذہبی و معاشی حالات کے زیر اثر ہوتی ہے اور اس کی نمایاں خصوصیات کی تشکیل اس عہد سے مربوط ہوتی ہے جس میں وہ لکھی جاتی ہے۔ اسلوبیاتی مطالعہ کے دوران زیادہ ابھرنے والے سوالات مثلاً اسلوب اور اسلوبیات کا مطالعہ اردو میں کب اور کہاں راہ پایا؟ کیا اسلوب اور اسلوبیات تنقید کا ایک ہی نظریہ ہے یا اپنی نوعیت میں یہ مختلف ہیں؟ وغیرہ اس مقالے کا موضوع ہیں۔	اسلوب، اسلوبیات، اسلوبیات کی روایت، خادم حسین
حمید، شائستہ /	قمر رئیس کی نئی ترقی	۱۱۷	اردو ادب میں تنقید کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔ ترقی پسند تنقید اردو کی	قمر رئیس، اردو

فیاض، ایم۔ خالد	پسند افسانوی تنقید	تا ۱۳۰	تنقیدی روایت میں بالکل نیا مظہر ہے۔ قمر رئیس اردو ادب میں نئی تنقید کا اہم نام ہیں جنھیں وسیع پیمانے پر شہرت ملی اور ترقی پسند تنقید نگاروں میں انھیں بجا طور پر اعلیٰ مقام حاصل ہوا۔ ان کے تنقیدی کام اور بالخصوص فکشن پر ان کی تنقیدی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نئی تنقیدی تھیوری کے زیر اثر انھوں نے اردو میں نئی تنقید کا قدرے متوازن نظریہ پیش کیا جسے مقالے میں واضح کیا گیا ہے۔	تنقید، ترقی پسند تنقید، شائستہ حمید، ایم۔ خالد فیاض
زاہد، عصمت اللہ	Critical Vision of Mian Muhammad Bukhsh (میاں محمد بخش کا تنقیدی وژن)	۰۳ تا ۱۴ (حصہ انگریزی)	پنجابی زبان و ادب کو اپنی تحریروں سے مالا مال کرنے والے شعرا کی طویل فہرست میں ایک قابل قدر نام میاں محمد بخش کا بھی ہے۔ آپ پنجابی زبان کے پوٹھوہاری لہجے کے نمائندہ شاعر ہیں۔ آپ کا کلام تخلیقی بھی ہے اور فارسی سے پنجابی میں ترجمہ شدہ بھی لیکن آپ کی وجہ شہرت آپ کا شعری کارنامہ "سیف الملوک" ہے۔ یہ کتاب انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں یعنی اخلاقی، روحانی، مذہبی، دنیاوی اور معاشی و معاشرتی کا احاطہ کرتی ہے اسی وجہ سے اسے پنجاب میں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کے بہت سے اشعار پنجاب میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے۔ یہ مقالہ آپ کے شاہ کار "سیف الملوک" کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	Punjabi, Waris Shah, Mian Muhammad Bukhsh, Saiful Mulook, Ismatullah Zahid
شاہد، ناہید	بابا فرید دا علامتی اظہار	۱۷۳ تا ۱۸۰	بابا فرید برصغیر کی صوفیانہ روایت کا ایک بڑا نام ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو اسلام کے امن پسند پیغام کو پھیلانے کے لیے وقف کیا، ظالموں کے خلاف آواز اٹھائی، مظلوموں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اپنی شاعری کے ذریعے لوگوں کے دلوں تک پہنچے۔ آپ نے شاعری کے لیے پنجابی کو منتخب کیا۔ آپ کو بجا طور پر پہلا پنجابی صوفی اور کلاسیکی شاعر سمجھا جاتا ہے۔ پنجابی زبان کے فروغ میں آپ کی خدمات بہت اہم ہیں۔ آپ نے پنجابی شاعری کے اصول وضع کیے جس نے آگے چل کر پنجابی شاعری کے خد و خال متعین کیے۔ آپ نے بعض علامتیں استعمال کیں جنھیں بعد کے صوفی شعرا نے بھی برتا۔ یہ مقالہ بابا فرید کی شاعری کے اسی علامتی اظہار کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	فریدالدین مسعود گنج شکر، گرنتھ صاحب، کلام بابا فرید، ابیات فرید، ناہید شاہد
صابر، صوفیہ / فرید، سید محمد	نثر فارسی در دورۂ سلاطین مملوک (مملوک سلاطین کے عہد میں فارسی نثر)	۵۱ تا ۷۲	غزنوی عہد میں مسلمانوں کی حکومت لاہور اور اس کے گرد و نواح میں قائم ہوئی۔ معزالدین محمد غوری کے غلام اور اس کے سالار لشکر اور جانشین قطب الدین ایبک نے اپنی حکومت کو وسعت دے کر اسے دہلی اور شمالی ہندوستان تک پھیلا دیا۔ مملوک سلاطین نے غوری درباروں میں ادب پروری سیکھی اور اسی وجہ سے ان کے دور حکومت میں بھی ہندوستان میں فارسی ادب کی ترویج جاری رہی۔ یہ مقالہ عہد مملوک میں فارسی نثر نگاری کا احاطہ کرتا ہے۔	نثر فارسی، سلاطین مملوک، قطب الدین ایبک، صوفیہ صابر، سید محمد فرید

ضیاء المصطفیٰ	"القصیدۃ المحمدیۃ" لغلام محی الدین القصوری (غلام محی الدین قصوری کا عربی "قصیدہ محمدیہ")	۵ تا ۲۲	غلام محی الدین قصوری برصغیر پاکستان وہند کی مشہور مذہبی وروحانی شخصیت تھے۔ آپ عظیم اسکالر، صوفی ادیب اور شاعر تھے۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو اور پنجابی پر عبور حاصل تھا۔ آپ نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہے اور نبی پاک ﷺ کی تعریف میں عربی زبان میں ایک قصیدہ بھی لکھا۔ اس قصیدے میں آپ نے الفاظ کو نئے معانی میں برتا اور یوں یہ قصیدہ عربی ادب میں قابل ذکر اضافہ ثابت ہوا۔	غلام محی الدین قصوری، عربی قصیدہ، القصیدۃ المحمدیۃ، ضیاء المصطفیٰ
عباس، ظہیر	تاج الملوک کی کایا کلپ: نفسیاتی تعبیر	۱۴۷ تا ۱۶۰	لوک کہانی اور داستان کے مافوق الفطری عناصر میں کایا کلپ کی اہمیت مرکزی ہے۔ یہ سب سے پیچیدہ اور ٹیڑھا مظہر ہے۔ علامتی اور استعاراتی حوالے سے اس مظہر کی تعبیر کی جائے تو معنویت کا چھپا ہوا خزانہ ہمارے ہاتھ آسکتا ہے۔ اس مقالے میں ژونگ اور اس کے مکتبۂ فکر کے نفسیاتی نقادوں کے نظریات کے تناظر میں "مذہب عشق" کے ہیرو تاج الملوک کی کایا کلپ اور اس کے نتیجے میں اس کی ذات میں رونما ہونے والی تبدیلیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	لوک کہانیاں، اردو داستان، ژونگ، تاج الملوک، کایا کلپ، ظہیر عباس
نیازی، اورنگ زیب	اسلامی ادب کے مباحث: اردو تنقید کے تناظر میں	۱۰۳ تا ۱۱۶	اسلامی ادب کی بحث قیام پاکستان سے بہت پہلے شروع ہو گئی تھی لیکن یہ اصطلاح قیام پاکستان کے بعد واضح طور پر سامنے آئی۔ یہ تحریک بالعموم اشتراکیت اور بالخصوص اسلام اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کے نتیجے کے طور پر سامنے آئی۔ اس کا خمیر رد عمل سے اٹھا۔ ایک طرف تو اسلامی ادب کی تحریک نے اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں کی بزعم خویش مزاحمت کی اور دوسری طرف محمد حسن عسکری جیسے ادبی نابغے نے اسلام اور سماجی اقدار کی حفاظت کا آغاز اپنی تنقید کے ذریعے کیا۔ عسکری کا خیال تھا کہ ہماری ثقافتی تشکیل میں اسلام کا کردار مرکزی ہے۔ عسکری کی بات کو ادبی حلقوں میں بغور سنا گیا۔ اردو میں اسلامی ادب کی بحث سے مخالفین و مویدین آمنے سامنے آگئے جن کے مباحث سے اردو کی تنقیدی روایت میں گراں قدر اضافہ ہوا۔ پیش نظر مقالہ اسی موضوع سے متعلق ہے۔	ادبی تحریک، اسلامی ادب کی تحریک، محمد حسن عسکری، رینے گینوں، اورنگ زیب نیازی
نیر، ناصر عباس	علی سردار جعفری کی تنقید	۷۳ تا ۱۰۲	بیسویں صدی کے اردو ادب کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترقی پسند تحریک نے شاعری، فکشن اور تنقید کے میدان میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ علی سردار جعفری اس تحریک کے بانیوں میں سے تھے۔ اُن کا شمار اردو کے نمایاں شعرا میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک پہچان اردو تحقیق میں مارکسی فکر کے بڑے نمائندے کے طور پر بھی ہے۔ نومارکسی تنقیدی تھیوری کے تناظر میں یہ مقالہ جعفری کی تنقید کا تجزیہ پیش کرتا	ترقی پسند تحریک، ترقی پسند تنقید، علی سردار جعفری، ناصر عباس نیر

			ہے۔ مقالے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جعفری کی ابتدائی تنقید میں سخت گیر مارکسی نقطہ نظر کو اپنایا گیا تھا جس میں کلاسیکی اور جدید ادب کو تقریباً مسترد کر دیا گیا تھا۔ تاہم اُن کے بعد کے تنقیدی نظریات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لسانی اور مذہبی شناختوں کے تصادم کے نتیجے میں پیدا شدہ بحران کے حتمی جواب کے لیے انھوں نے بطور خاص کبیر، میر اور غالب کی شاعری کو لیا اور ثقافتی کثیریت کی وکالت کی۔	
ہمدانی، حامد اشرف	صعوبات تعلیم اللغة العربية للناطقين بغيرها (عربی زبان کی تعلیم: مقامی تناظر میں)	۲۳ تا ۴۲	یہ مقالہ عربی زبان کی تدریس میں پیش آمدہ مشکلات سے متعلق ہے۔ مقالے میں ایسی عمومی مشکلات کا جائزہ اور اہم مشکلات کا بالاستیعاب تذکرہ کیا گیا ہے جن سے عربی زبان کے اُن طلبہ کو واسطہ پڑتا ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے۔ اس ضمن میں، جامعہ پنجاب میں دوران تدریس تجربات ومشاہدات کی روشنی میں نہ صرف مذکورہ مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے بلکہ اِن پر قابو پانے کے لیے بالترتیب تمام مشکلات کا حل بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں بحث کے اختتام پر اہم تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔	اللغة العربية، تعليم اللغة العربية ،الخط العربي، الدكتور عبده عبود، حامد اشرف ہمدانی

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۸۹، شمارہ ۳(۲۰۱۴ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، شعیب	جدید ایرانی شاعرات، تعارفی جائزہ	۱۸۵ تا ۱۹۰	فارسی زبان وادب کے آغاز ہی سے خواتین لکھاری اس کی ترویج وترقی میں اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ اُن کا یہ کردار چوتھی صدی عیسوی میں اس وقت شروع ہو گیا تھا جب رابعہ خضداری آسمانِ ادبِ فارسی پر ایک اہم شاعرہ کے طور پر ستارہ بن کر ابھریں۔ اس کے علاوہ مہستی گنجوی گیارہویں صدی عیسوی کی شاعرہ کا شمار بھی ایسی ہی فارسی شاعرات میں ہوتا ہے۔ انھی پرانی شاعرات کی پیروی میں جدید عہد کی شاعرات فارسی ادب کو نئے ادبی رجحانات سے ہم کنار کر رہی ہیں۔ یہ مقالہ فارسی شاعرات کے تعارفی مطالعے پر مشتمل ہے جس میں تمام قابل ذکر جدید فارسی شاعرات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	پروین اعتصامی، پروین دولت آبادی، سپیدہ کاشانی، فاطمہ راکعی، فروغ فرخ زاد، شعیب احمد
ازہر، محمد نوید	غالب کا مابعد الطبیعیاتی شعور	۱۵۹ تا ۱۷۴	غالب اردو کے فلسفی شاعر ہیں۔ وہ زندگی اور کائناتی حقیقت کے مسائل کو گہرے فلسفیانہ انداز میں زیر بحث لاتے ہیں۔ اگرچہ انھوں نے اقبال کی طرح ایک مربوط فلسفیانہ فکر پیش نہیں کی تاہم ان کی شاعری میں مابعد الطبیعیاتی عناصر جابجا پائے جاتے ہیں۔ غالب کو فلسفیانہ مسائل پر لکھنے کا ملکہ حاصل تھا۔ بیدل کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے اُنھوں نے اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے شعر کہے۔ غالب باعمل صوفی نہ تھے تاہم اُن کا وحدت الوجود پر پختہ یقین تھا۔ اپنے اسی اعتقاد کی روشنی میں انھوں نے کائناتی اور نفسیاتی مسائل کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ یہ مقالہ غالب کے اسی مابعد الطبیعیاتی شعور سے بحث کرتا ہے۔	مرزا غالب، دیوان غالب، تصوف، مابعد الطبیعیات، محمد نوید ازہر
انصاری، عنبرین	ترقی پسند تنقید کے دو اہم معمار	۱۴۷ تا ۱۵۸	یہ بات واضح ہے کہ برصغیر میں ترقی پسند تحریک اُس وقت کے موجود معروضی حالات میں شروع ہوئی۔ آغاز میں چند اہم ادیبوں نے ترقی پسند تحریک کو مارکس ازم کا نام دیا لیکن یہ تنقید کی مناسب حال اور میکانکی سوچ نہ تھی۔ بنیادی نقطہ ادب کا سماجی سیاق وسباق ہے۔ اس تناظر میں دو ترقی پسند تنقید نگار یعنی سید سبط حسن اور ظ۔ انصاری کو اردو میں ترقی پسند تحریک کے دو اہم معمار قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ دونوں ادب میں کلاسیکی اور سماجی سیاق وسباق کو برابر اہمیت دیتے ہیں۔ اس مقالے میں ان دونوں شخصیات کے ترقی پسند نظریات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	ترقی پسند تحریک، ترقی پسند تنقید، سید سبط حسن، ظ۔ انصاری، عنبرین انصاری
چغتائی، محمد اکرام	Ghanimat Kunjahi A	۱۳	فارسی کے سبک ہندی کے شعرا میں غنیمت کنجاہی کا نام قابل ذکر ہے۔ آپ	Sufism, Persian

	Leading Persian Poet of Sabk-i-Hindi(with an artcle by A.Bausani) (غنیمت کنجاہی: سبک ہندی کا ایک اہم فارسی شاعر)	تا ۳۶ (حصہ انگریزی)	پنجاب کے ایک معروف مردم خیز شہر یعنی گجرات کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ سترھویں صدی کے دوسرے نصف میں مشہور اطالوی مستشرق اے۔بوسانی نے غنیمت کنجاہی پر ایک مقالہ لکھا تھا۔اس مقالے سے ہمارے ہاں کا فارسی حلقہ متعارف نہیں ہے۔بوسانی کے اصل مقالے کے ساتھ ساتھ اس کے متن کے حوالے سے تعارفی بحث بھی شامل مقالہ ہے۔	Poetry, Sabk-i-Hindi, A.Bausani, Muhammad Ikram Chughtai
رباب، عظمت	دبستانِ پٹنہ اور اردو تدوینِ متن کی روایت	۱۲۱ تا ۱۴۶	اردو زبان میں تدوینِ متن کی روایت میں دبستان پٹنہ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ دبستانِ تدوین، بہاری دبستان کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔اس سے وابستہ بڑے نام قاضی عبدالودود، کلیم الدین احمد اور حمید عظیم آبادی ہیں جنھوں نے بہت سے متون کی تدوین کی ہے جن میں "دیوان جوشش"، "دیوان جہاں" اور "کلیات شاد" شامل ہیں۔ان متون کی تدوین کے ساتھ ساتھ اس کی لسانی خوبیاں بھی مقدمے میں بیان کی گئی ہیں۔یہ مقالہ بطور مجموعی اردو میں تدوین متن کی روایت میں دبستان پٹنہ کو زیر بحث لاتا ہے اور اس کی نمایاں خصوصیات کا احاطہ کرتا ہے۔	اردو تدوین، دبستانِ پٹنہ، قاضی عبدالودود، حمید عظیم آبادی، دیوان جوشش، عیارستان، اشتر و سوزن، عظمت رباب
زاہد، عصمت اللہ	Naushahi Order of Sufism (سلسلہ نوشاہیہ: تعارفی مطالعہ)	۳ تا ۱۲ (حصہ انگریزی)	اگرچہ اسلام کی کرنیں پہلی صدی ہجری میں ہی برصغیر تک پہنچ گئی تھیں تاہم اسلامی تعلیمات کو فروغ اس وقت ملا جب عرب، ایران اور وسطی ایشیا سے تشریف لائے ہوئے صوفیا نے برصغیر کو اپنی تبلیغی کوششوں کا مرکز بنایا جس کے نتیجے میں مقامی لوگوں کی ایک بڑی تعداد مشرف بہ اسلام ہوئی۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ برصغیر میں اسلام کا پھیلاؤ صوفیا کا مرہون منت ہے۔برصغیر میں تصوف کے چاروں سلسلوں کے پیروکار پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں کا بڑا سلسلہ قادریہ ہے جس کی ذیلی شاخ نوشاہی ہے۔اس سلسلے کے بانی، ان کے پیروکاروں اور معتقدین نے اسلام کے امن پسند پیغام کو برصغیر کے لوگوں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔یہ مقالہ آج کے بدلے ہوئے عالمی حالات کے تناظر میں سلسلۂ نوشاہیہ کی خدمات کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	Sufism, Islam, Qadri, Naushahi, Haji Muhammad Nausha Ganj Bakhsh, Ismatullah Zahid
شہزاد، نوید	خواجہ غلام فرید کے صوفیانہ نظریات	۱۷۵ تا ۱۸۴	شریعت و طریقت اسلام کے دو پہلو ہیں۔زیادہ تر صوفی شعرا نے سادہ زندگی گزاری اور طریقت کو اپنایا۔ مشہور صوفی شاعر خواجہ غلام فرید کا شمار بھی ایسے ہی شعرا میں ہوتا ہے۔آپ وحدت الوجودی تصوف کے قائل تھے اور وحدت الوجودی نظریے کے پرچارک ابن عربی کے بہت بڑے محب تھے۔آپ نے اپنی منفرد شاعری کے ذریعے اصلی تصوف کی تعلیم دی۔اس مقالے میں آپ کے انھی صوفیانہ نظریات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	خواجہ غلام فرید، تصوف، وحدت الوجود، ابن عربی، نوید شہزاد

عارف، نجیبہ	"سیر ملک اودھ": یوسف خان کمبل پوش کا دوسرا غیر مطبوعہ سفر نامہ	٦١ تا ٨٦	یہ مقالہ یوسف خان کمبل پوش کے ١٨٤٧ء میں لکھے گئے غیر مطبوعہ سفر نامے کے تعارف پر مشتمل ہے۔ یہ خطی نسخہ اب تک دنیائے اردو میں غیر معلوم تھا۔ مقالہ نگار نے اسے بودلئن لائبریری اوکسفرڈ کے ایک ذخیرے سے دریافت کر کے پہلی بار مرتب کیا ہے۔ خط نستعلیق میں لکھا ہوا یہ نسخہ ١٥٦ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس سفر نامے میں سفر نامہ نگار نے ریاست اودھ کے مختلف شہروں، دیہاتوں اور لکھنؤ شہر کے گردونواح میں واقع علاقوں کی سیر کا احوال بیان کیا ہے۔ سفر نامے کا اسلوب دلچسپ ہے۔ اور کئی مقامات پر قصہ کہانی کا سا انداز اختیار کرتا ہے۔ اس سفر نامے کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ واجد علی شاہ کے عہد میں ریاست اودھ کے سماجی و سیاسی حالات کے بارے میں چشم دید معلومات فراہم کرتا ہے۔	یوسف خان کمبل پوش، اردو سفر نامہ، سیر ملک اودھ، واجد علی شاہ، لکھنؤ، نجیبہ عارف
عنبرین، بصیرہ	تضمینِ شعر کے چند زاویے	٨٧ تا ١٢٠	قیام پاکستان کے بعد اردو شعر و ادب میں تضمین نگاری کی روایت عام نظر آتی ہے۔ شعرائے اردو نے نہ صرف کلاسیکی شاعری سے تضمینیں کہی ہیں بلکہ بیسویں صدی کے قدرے جدید شعرا کے کلام سے بھی تضمین نگاری کی ہے۔ چنانچہ یہ مقالہ قیام پاکستان کے بعد کے منتخب شعرا کے کلام میں تضمینِ شعر کی روایت کے متعلق ایک جائزہ پیش کرتا ہے جس میں اصل اشعار اور تضمینِ شعر سے پیدا شدہ خوبیوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، فانی بدایونی، جگر مراد آبادی، ماہر القادری، فیض احمد فیض، بصیرہ عنبرین
غوری، محمد علی	دور اللغة العربية في ارتقاء الوعي الديني (دینی بیداری میں عربی زبان کا کردار)	٥ تا ٢٢	عربی قرآن کریم کی زبان ہونے کی وجہ سے اسلام کی سرکاری زبان قرار پاتی ہے۔ اسلام کی برصغیر میں آمد کے ساتھ ہی یہاں کے مسلمان قرآن کی زبان یعنی عربی کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ قرآن، حدیث اور دیگر اسلامی علوم کی بہتر تفہیم کے لیے انھوں نے عربی زبان کو سیکھا۔ نتیجتاً مذہبی بیداری برصغیر کے طول و عرض میں پھیل گئی۔ یہ مقالہ پاکستان میں قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی علوم کی ترویج میں عربی زبان کے کردار پر بحث کرتا ہے۔ مقالے کے اختتام میں اس زبان کے فروغ کے ضمن میں چند تجاویز بھی دی گئی ہیں۔	الاسلام، العرب، اللغة العربية، شبه القارة، محمد بن القاسم، محمد علی غوری
نجم الرشید / صابر، محمد	معرفی و تصحیح "دیوان خوشدل" ("دیوان خوشدل": تعارف و تصحیح متن)	٣٧ تا ٥٠	خوشدل برصغیر کی تیرھویں صدی ہجری کے مشہور فارسی شاعر ہیں۔ اُن کی زندگی اور حالات کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہیں ہیں۔ مشہور فارسی محقق منزوی نے ان کی دو کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک ''خوشدل نامہ'' اور دوسری ''دیوان خوشدل'' ہے۔ متاخر الذکر تئیس غزلوں پر مشتمل ہے جن میں ایک مسمط بھی شامل ہے۔ اس کا خطی نسخہ گنج بخش لائبریری، اسلام آباد میں محفوظ ہے۔ تکنیک اور خیالات کے اعتبار سے یہ	خوشدل، دیوان خوشدل، خوشدل نامہ، محمود نامہ، ادبیات فارسی، نجم الرشید، محمد صابر

			فارسی کا ایک اہم دیوان ہے۔ تصحیح متن کے علاوہ اس مقالے میں خوشدل کی زندگی پر ایک تعارفی نوٹ بھی شامل ہے۔	
نعیم، سدرہ	نگاهی به هنر شعر فارسی امام بخش (امام بخش صہبائی: تعارفی مطالعہ)	۵۱ تا ۶۰	امام بخش صہبائی برصغیر کے ایک عظیم اسکالر، ادیب اور معروف شاعر تھے۔ آپ نے فارسی اور اردو میں شعر کہے۔ آپ فارسی کے قادر الکلام اور زود نویس شاعر تھے۔ آپ نے اپنے پیچھے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں جو ایران سے بھی شائع ہوئیں۔ چنانچہ نہ صرف برصغیر میں بلکہ ایران میں بھی آپ کو بھرپور پذیرائی ملی۔ یہ مقالہ آپ کی شاعری کا تکنیکی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	امام بخش صہبائی، کلیات صہبائی، گنجینہ اسرار، حدایق البلاغۃ، سدرہ نعیم
ہمدانی، حامد اشرف	المفتی محمد شفیع شاعراً عربیاً (مفتی محمد شفیع بطور عربی شاعر)	۲۳ تا ۳۶	مفتی محمد شفیع کی شہرت تفسیر، حدیث اور فقہ اسلامی کے حوالے سے ہے لیکن انھوں نے اس کے علاوہ بھی کئی موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی شعری دلچسپی سے بہت کم لوگ متعارف ہیں حالانکہ وہ ایک پختہ شاعر تھے۔ انھوں نے عربی، فارسی اور اردو میں شعر کہے۔ یہ مقالہ مفتی محمد شفیع کی شخصیت کی اسی شعری جہت کو زیر بحث لاتا ہے۔ ان کے کلام پر کلاسیکی عربی شاعری کے اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ قبل از اسلام اور بعد از اسلام شاعری کے اقتباسات سے مملو ان کی شاعری بنیادی طور پر تربیتی و تدریسی شاعری ہے۔ یہ مقالہ ان کے کلام کے مختلف عناصر یعنی قصیدہ، مرثیہ، رومان اور مزاحمت کو مثالوں کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔	المفتی محمد شفیع، ش اع رًا ع رب یً، الالتجاء الی اللہ، فی الزھد والحکمۃ، حامد اشرف ہمدانی

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۸۹، شمارہ ۴ (۲۰۱۴ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
جان، عنبرین تبسم شاکر	مجید امجد کی نظم میں سیاسی شعور	۱۳۷ تا ۱۶۴	مجید امجد جدید اردو نظم کا بڑا نام ہے۔اسلوب اور خیال کے اعتبار سے ا ن کی شاعری تنوع کا رنگ لیے ہوئے ہے۔ مجید کے بارے بالعموم سمجھا جاتا ہے کہ وہ سیاسی شعور یا نظریے کا اظہار نہیں کرتے لیکن اگر ہم ان کی شاعری کا مطالعہ کریں تو معلوم پڑتا ہے کہ ان کا سیاسی شعور کتنا بلند تھا۔ یہ مقالہ مجید امجد کے سیاسی شعور پر ان کی شاعری میں پائے جانے والے عناصر کی مدد سے روشنی ڈالتا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، مجید امجد کا سیاسی شعور، عنبرین تبسم شاکر جان
خان، وحید الرحمٰن	ابن انشا کی انشا پردازی: ایک تجزیاتی مطالعہ	۱۷۵ تا ۱۸۶	ابن انشا اردو کے صاحبِ اسلوب مزاح نگار ہیں۔ "اردو کی آخری کتاب" ان کے منفرد اسلوب کا شاہ کار ہے۔ پیشِ نظر تحقیقی مقالے میں اس تصنیف کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے، ان کے طنز و مزاح کے سیاسی و سماجی پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا ہے اور ان کے تاریخی شعور کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں ابن انشا کے تخلیقِ مزاح کے اہم حربوں کی مثالوں کے ذریعے نشان دہی کی گئی ہے۔	ابن انشا، اردو طنز و مزاح، اردو کی آخری کتاب، وحید الرحمٰن خان
رفیق، عائشہ	ORIENTALISM AND WESTERN ACADEMIA (استشراقیت اور مغربی تعلیمی ادارے)	۳ تا ۱۲ (حصہ انگریزی)	یہ مقالہ استشراقیات کو اسلامی تناظر میں زیر بحث لاتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ کیسے نوآبادیاتی اور مابعد نوآبادیاتی عہد میں اس کا رجحان پروان چڑھا۔ اس میں یورپ اور امریکا کی جامعات میں شعبہ جات برائے مشرق وسطیٰ و بعید کے قیام میں استشراقیات کا اثر زیر بحث آیا ہے جسے نہ صرف سیاسی اور نوآبادیاتی پہلوؤں سے واضح کیا گیا ہے بلکہ استشراقی مطالعے اور سیاسی غلبے کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ غیر مغربی اسکالر مثلاً عبداللہ لورائی، انور عبدالمالک اور عبداللطیف دیباوی کے استشراقی مطالعے پر خیالات شامل مقالہ ہیں۔	Islam, Orientalism, Edward Said, Abdullah Laroui, Abdul Latif Tibawi, Aayesha Rafiq
زاہد، عصمت اللہ/ نوشہ، محمد مغیث	محمد حسین پروانہ: حیاتی تے شاعری	۲۱۳ تا ۲۲۳	پنجابی زبان کلاسیکی نیز جدید ادبی رجحانات اور شاعری کی روایت کے حوالے سے بہت زرخیز ہے۔ یہ نہ صرف دس کروڑ پنجابیوں کی روزمرہ کی زبان ہے بلکہ اُن کی دانش اور تعلیمی کارناموں کے اظہار کی زبان بھی ہے۔ زیر نظر مقالہ اسی زبان کے ایک شاعر محمد حسین پروانہ کی شاعری اور شخصیت سے بحث کرتا ہے جو ایک معاصر ادبی شخصیت ہیں۔ انھوں نے پنجابی شاعری کی عام تسلیم شدہ اصناف میں طبع آزمائی کر کے ادب کو اپنی فکر انگیز شاعری سے	پنجابی شاعری، محمد حسین پروانہ، عصمت اللہ زاہد، محمد مغیث نوشہ

			مالامال کیا۔ان کا کلام پنجابی کے ادبی حلقوں میں بہت سراہا جاتا ہے لیکن ابھی شائع نہیں ہوا۔	
ضیاء الحسن	"پاک ناموں والا پتھر": ایک تجزیاتی مطالعہ	۱۶۵ تا ۱۷۴	نیر مسعود کا شمار اردو کے ایک منفرد ادیب کی حیثیت سے ہوتا ہے۔" پاک ناموں والا پتھر" نیر مسعود کا ایک خوبصورت اور دلچسپ افسانہ ہے۔ یہ مقالہ ان کے اسی افسانے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ پتھر اس کہانی کا مرکزی کردار اور خاندانی نشانی ہے۔ یہ ابدیت کی انسانی خواہش کی علامت ہے۔ یہاں خاندان انسانی سوسائٹی کا نمائندہ ہے۔ یوں افسانے کی معنویت انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف گامزن ہے۔ مقالہ افسانے کی پُراثر زبان کا تجزیہ بھی پیش کرتا ہے جو اس کہانی کو ایک شاہکار کا روپ دیتی ہے۔	نیر مسعود، اردو افسانہ، پاک ناموں والا پتھر، ضیاء الحسن
عبدالصبور	القراءات القرآنیة فی أبواب البخاری (بخاری شریف میں مختلف قرآنی قرأت کا بیان)	۵ تا ۲۴	یہ مقالہ بخاری شریف میں موجود قرآن پاک کی مختلف قرأتوں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس میں قرأت کی اصطلاح، بطورِ علم اس اصطلاح کا ارتقا اور اس ضمن میں نمایاں خدمات انجام دینے والے حضرات کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں پچیس نقطہ ہائے نظر قرآن کی قرأت کے بارے میں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں امام بخاری کے زاویۂ نگاہ کو واضح کیا گیا ہے اور ان کی رائے کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	القراءات القرآنیة، الحدیث النبویؐ، البخاری، ابو حیان، عبدالفتاح القاضی، عبدالصبور
عبدالقدیر، الحافظ	تأثیر الأدب العربي في الأدب الأردوي محمد اق ب ال غ وذج اَ (عربی ادب کا اردو ادب پر اثر: علامہ محمد اقبال کے تناظر میں)	۴۹ تا ۷۰	مشرق کے فلسفی شاعر علامہ محمد اقبال اسلام اور رسول اسلام ﷺ سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ اسی وجہ سے وہ عربی زبان، عربوں اور جزیرہ نما عرب بالخصوص حجاز سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اگرچہ اقبال نے اردو اور فارسی میں شاعری کی تاہم ان کی شاعری خالص عربی رنگ کی حامل ہے۔ ان کا کلام بنیادی طور پر تعلیماتِ قرآن وحدیث اور عربی ادب پر مشتمل ہے۔ زیر نظر مقالہ اقبال پر عربی ادب کے اثرات کو ان کی شاعری کے حوالے سے زیر بحث لاتا ہے۔ مقالے کا آغاز علامہ اقبال کی قرآن پاک اور اس کے مسحور کن اسلوب سے محبت سے ہوتا ہے جس کا اظہار اُن کی شاعری میں بھی ہوا ہے۔	محمد اقبال، لغة القرآن، اللغة الأردیة، الحمد، النعت، الغزل، القصیدة، أبو العلاء المعري، الحافظ عبدالقدیر
عزیز، خواجہ زاہد	RANJIT SINGH'S KASHMIR EXTENSI-ONISM AND BRITAIN'S ROLE (رنجیت سنگھ کا کشمیر پر قبضہ اور برطانیہ کا کردار)	۱۳ تا ۲۰ (حصہ انگریزی)	کشمیر کا شمار خطۂ ارض کے چند خوش قسمت ترین علاقوں میں ہوتا ہے۔ یہ قبل از مسیحی عہد سے ۱۹۴۷ء تک مختلف شاہیوں کے زیر اثر رہا ہے۔ پنجاب کے طاقت ور حکمران رنجیت سنگھ نے انگریزوں، ڈوگروں اور کشمیری پنڈتوں کی مدد سے کشمیر پر قبضہ کیا۔ رنجیت سنگھ کے کشمیر پر قبضے سے صدیوں پر محیط مسلم حکمرانی کا عہد اختتام پذیر ہوا۔ غیر مسلم حکمرانی کا آغاز اہل کشمیر کے لیے ہر اعتبار سے مسائل کا سبب بنا۔ رنجیت سنگھ کے کشمیر میں موجود نمائندے اسی کی طرح ظالم اور بد دیانت تھے۔ انھیں رنجیت سنگھ کی بھرپور معاونت حاصل	Kashmir, Ranjit Singh, Mughal Empire, Pandit Birbal Dhar, Sukerchakia, Punjab, The British, Marhattas, Britain,

			تھی۔ یہ مقالہ کشمیر پر رنجیت سنگھ کے عہد حکمرانی اور کشمیر پر اس کے قبضے میں برطانیہ کے کردار کو زیر بحث لاتا ہے۔	Khawaja Zahid Aziz
فاروقی، فضل حق	احسان دانش کا حمدیہ و نعتیہ کلام	۲۰۵ تا ۲۱۲	احسان دانش جدید اردو ادب کے اہم شاعر ہیں۔ آغاز میں ان کا میلان رومانویت کی طرف تھا لیکن بعد میں انھوں نے اپنے آپ کو مزدور پر شاعری کے لیے وقف کر دیا اس لیے انھیں شاعر مزدور بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی شاعری عام آدمی کو متاثر کرتی ہے۔ غزل اور نظم دونوں پر انھیں کامل قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے اسی (۸۰) سے زائد کتابیں اور سینکڑوں مقالے لکھے۔ اُن کا بہت سا ادبی کام ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ انھوں نے بہت سی حمدیں اور نعتیں بھی لکھیں۔ یہ مقالہ ان کے حمدیہ و نعتیہ کلام کو زیر بحث لاتا ہے۔	احسان دانش، شاعر مزدور، حمدیہ شاعری، نعتیہ شاعری، فضل حق فاروقی
کاظمی، سیدہ فلیحہ زہرا	احمد یار مرالوی درراہ فردوسی طوسی (احمد یار مرالوی اور ان کا شاہنامہ رنجیت سنگھ)	۱۲۷ تا ۱۳۶	احمد یار مرالوی فارسی ادب کا ایک اہم نام ہے۔ انھوں نے "شاہنامہ رنجیت سنگھ" نظم کیا تھا۔ اس شاہ نامے میں حب الوطنی اور ذہانت جیسے مظاہر کو انھوں نے نئے معانی سے متعارف کروایا اور یوں برصغیر کے ادیبوں اور دانشوروں کے حلقے میں نام پیدا کیا۔ مرالوی فردوسی کا شاگرد تھا۔ اس نے "شاہ نامہ رنجیت سنگھ" راجہ گلاب سنگھ کی درخواست پر لکھا۔ فردوسی کی طرح اس نے بھی شاہ نامے کا آغاز حمد و نعت سے کیا اور پھر رنجیت سنگھ کی زندگی (پیدائش تا وفات) کو بیان کیا۔ یہ شاہ نامہ پنجابی اور ہندی زبانوں کے خوبصورت امتزاج سے فارسی میں لکھا گیا ہے۔ یہ مقالہ "شاہ نامہ رنجیت سنگھ" کو فردوسی کے شاہ نامہ کی روشنی میں زیر بحث لاتا ہے۔	فردوسی، شاہنامہ رنجیت سنگھ، احمد یار مرالوی، رنجیت سنگھ، راجہ گلاب سنگھ، سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی
لیاقت، درخشاں	آغا بابر کے افسانوں میں کردار نگاری	۱۸۷ تا ۲۰۴	بطور کہانی کار آغا بابر کی سب سے بڑی کامیابی ان کی کردار نگاری ہے۔ کردار نگاری کے لیے وہ مختلف طریقے استعمال میں لاتے ہیں۔ وہ کردار کی شخصیت اور اس کا عکس ظاہر کرنے کے لیے اپنی تمام تر قوتوں کو مجتمع کرتے ہیں۔ کردار نگاری کے اظہار کے لیے ان کے ہاتھ میں سب سے بڑا ہتھیار کردار کی اندرونی و بیرونی کش مکش ہے۔ آغا بابر کا وضاحتی اسلوب کردار نگاری کے مقاصد میں واضح نظر آتا ہے۔ وہ اپنے کرداروں کو حقیقی زندگی کے حالات میں رکھتے ہیں۔ یوں زندگی اور اس کے مختلف رنگ ان کے کرداروں میں زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔	آغا بابر، اردو افسانہ، آغا بابر کے کردار، درخشاں لیاقت
ملک، خالقداد/ طاہرہ، قرۃ العین	أدب الأطفال و تطورہ قبل إنشاء باکستان	۷۱ تا ۹۸	بچے کسی بھی قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ ان کی صحیح تربیت اس قوم کی ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔ ہر قوم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اور شخصیت سازی پر بھرپور توجہ دیتی ہے تاکہ وہ مفید شہری بن سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ بچوں کے	أدب الاطفال، اللغة الأردية، اللغة الفارسية،

	(اردو میں ادب اطفال اور اس کا ارتقا (قیام پاکستان سے پہلے)		ادب کو بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ دنیا کی کوئی بھی قابل ذکر زبان ایسی نہیں ہے جس میں بچوں کا ادب تخلیق نہ ہوا ہو۔ ہمارے ادیب بچوں کے ادب کی اہمیت سے آگاہ ہیں۔ ہر ادیب نے بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے۔ یہ مقالہ انھی ادیبوں کے حوالے سے قیام پاکستان سے پہلے تحریر کیے جانے والے ادب اطفال کے ارتقا کی مختصر تاریخ کے ساتھ ساتھ اس کا تجزیہ بھی پیش کرتا ہے۔	خالقداد ملک، قرۃ العین طاہرہ
ناصر، محمد	اسلوب واندیشۂ جامی (جامی کا اسلوب وفکر)	۱۰۷ تا ۱۲۶	فارسی ادب کی اہمیت کو پوری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ فارسی شعر ونثر پر صوفیا کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نورالدین عبدالرحمٰن جامی نویں صدی ہجری کے ایک صوفی بزرگ تھے۔ آپ سلسلۂ نقشبندیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ہرات (موجودہ افغانستان) میں گزارا اور فارسی میں شعر ونثر کا اہم ترکہ چھوڑا۔ آپ کی خدمات کا بجا طور پر برصغیر پاک وہند، ایران، افغانستان اور وسطی ایشیا میں اعتراف کیا جاتا ہے۔ اس مقالے میں آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ نیز آپ کی فکر، اسلوب، متن، خیال، اثر پذیری، اعتقادات اور نظریات کا احاطہ کیا گیا ہے۔	نورالدین عبد الرحمٰن جامی، بہارستان جامی، شواھد النبوہ، نفحات الانس، محمد ناصر
ندیم، عبدالماجد	مشکلۃ المصطلح العربی بین Linguistics وPhilology (بحوالہ لسانیات عربی زبان میں اصطلاحات کے مسائل)	۲۵ تا ۳۸	عربی زبان وادب میں اصطلاحات سازی ایک گھمبیر مسئلے کے طور پر سامنے آئی ہے جس کی وجہ سے علمی، تدریسی اور تحقیقی میدانوں میں آگے بڑھنا تو کجا اب تک کے لکھے ہوئے ادب کو سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ عربی زبان وادب کے محققین، علمی تنظیموں اور لغت کی اکادمیوں میں اس سلسلے میں ہم آہنگی کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے زیر نظر مقالہ لسانی مطالعات کے لیے استعمال ہونے والی یورپی اصطلاحوں Linguistics اور Philology کی تعبیری کاوشوں کا ایک جائزہ ہے اور واضح کرتا ہے کہ فقہ اللغہ، علم اللغہ یا علوم اللغہ کی اصطلاحات خالص عربی جبکہ Linguistics اور Philology کی اصطلاحات خالص یورپی پس منظر رکھتی ہیں۔ لہٰذا ان کو باہم متبادل کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ متعدد رائج عربی اصطلاحات میں سے ''اللسانیات'' کی اصطلاح پر اتفاق کر لینا چاہیے کیونکہ یہی اصطلاح اقرب الی الصواب ہے۔	قضیۃ المصطلح، الدراسات العربیۃ، علم اللغۃ، فقہ اللغۃ، اللسانیات، اللغویات، عبدالماجد ندیم
نظامی، غلام معین الدین	مقدمۂ "کشف المحجوب" مآخذی	۹۹ تا	مطالعاتِ ہجویری کے ضمن میں حضرت سید علی ہجویری کی تحریر کردہ "کشف المحجوب" کا مقدمہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ مقدمہ صاحب کتاب اور ان	علی بن عثمان ہجویری، کشف

	ارزشمند در ہجویری شناسی (مقدمۂ "کشف المحجوب": ہجویری شناسی کا ایک اہم ماخذ)	۱۰۶	کی شاہ کار کتاب کے متعلق چند مستند معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ نہ صرف تصنیف کا تعارف پیش کرتا ہے بلکہ مرکزی خیال اور ابوسعید ہجویری کی طرف سے اُن مختلف سوالوں کے جواب بھی بیان کرتا ہے جو اس کتاب کی تالیف کا بنیادی سبب بنے۔ مقدمے کا بھرپور مگر سادہ متن اور متاثر کن اسلوب اس مقالے میں زیر بحث آئے ہیں۔	المحجوب، مقدمۂ کشف المحجوب، ابوسعید ہجویری، غلام معین الدین نظامی
ہمدانی، حامد اشرف	الشيخ نقيب أحمد الديروي شاعراً عربياً (نقیب احمد الدیروی: ایک پاکستانی عربی شاعر)	۳۹ تا ۴۸	نقیب احمد الدیروی کی وجۂ شہرت ان کی عربی و فارسی زبان و ادب کی درسی کتب کی تعلیقات و شروح ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی متعدد تالیفات ہیں۔ اس کے علاوہ وہ عربی، اردو اور فارسی کے قادرالکلام شاعر بھی تھے۔ زیر نظر مضمون اُن کی عربی شاعری کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔ نقیب کے کلام میں قدیم عربی شاعری کی جھلک نمایاں ہے۔ عصر جاہلی اور عصر اسلامی کے شعر سے اقتباس و تضمین کے علاوہ اُن کی شاعری میں درسی رنگ غالب ہے اور قرآن و حدیث سے اقتباسات کی بہتات ہے۔ مقالے میں نقیب کی شاعری کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔	الشيخ نقيب أحمد الديروي، شاعراً عربياً، الهند، امداد العلوم، الشعر العربي، حامد اشرف ہمدانی

اورئینٹل کالج میگزین: جلد ۹۰، شمارہ ۱ (۲۰۱۵ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورئینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
برنی، کلثوم طارق	مخطوطہ شناسی میں حافظ محمود شیرانی کی اوّلیت	۱۳۷ تا ۱۴۴	حافظ محمود شیرانی اردو مخطوطہ شناسی کے بنیاد گزار ہیں۔ اس بات کا سہرا انھی کے سر بندھتا ہے کہ اردو زبان کی تدوین کے لیے انھوں نے اُصول متعارف کروائے۔ انھوں نے بڑی محنت سے "خالق باری" اور "دیوان ذوق" کی تدوین کی جو آنے والے اردو محققین کے لیے تدوین کے ضمن میں معاون ثابت ہوئی۔ بلاشبہ وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ انھیں اردو مخطوطہ شناسی کا بانی قرار دیا جائے جو اس مقالے کی تحریر کا مقصد بھی ہے۔	حافظ محمود شیرانی، مخطوطہ شناسی، خالق باری، دیوان ذوق، کلثوم طارق برنی
ثاقب، محمد اقبال	معرفی شروح بر کریمای سعدی در شبہ قارہ ("کریما" از سعدی پر برصغیری شروح کا تعارف)	۶۳ تا ۷۸	شیخ سعدی فارسی زبان و ادب کی ایک قد آور شخصیت ہیں۔ اُن کا کام منظوم و منثور ہے۔ ''پند نامہ'' جو ''کریما'' کے نام سے بھی مشہور ہے، نصیحتوں پر مشتمل اُن کی شاہ کار تصنیف ہے۔ ''گلستان'' اور ''بوستان'' کی طرح برصغیر کے ادبی حلقوں پر اس کا گہرا اثر ہے۔ اگرچہ یہ کتاب آسان اور سادہ زبان میں لکھی گئی ہے تاہم شارحین نے اس کی زود فہمی کی غرض سے بہت سی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ مضمون ''کریما'' پر برصغیر کے علما کی لکھی گئی شروح کا تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	شیخ سعدی، ادب فارسی، کریما، پند نامہ، شبہ قارہ، محمد اقبال ثاقب
حمید، مدثر	عہد نبوی میں اعراب کے لیے خصوصی احکام	۱۶۵ تا ۱۸۰	یہ مقالہ عہد نبوی ﷺ میں اعراب کے لیے خصوصی احکامات کو زیر بحث لاتا ہے۔ اہل عرب فطرتاً سخت تھے۔ نبی ﷺ نے اعراب سے خصوصی برتاؤ کیا اور انھیں بعض حقوق و فرائض میں سہولتیں دیں۔ آپ ﷺ نے انھیں اپنی غلطیاں سنوارنے کا موقع دیا۔ اُن کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کی اور اُن کی ہر طرح کی سختی کو برداشت کیا۔ نبی ﷺ کا اعراب کے ساتھ خصوصی سلوک ہر زمانے کے مبلغین کے لیے پیغام ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں تاکہ لوگ مذہب کے نزدیک آئیں نہ کہ اس سے دور بھاگیں۔	عہد نبوی، اعراب کے احکام، سید ابوالاعلیٰ مودودی، وہبۃ زحیلی، مدثر حمید
خالد، کنول	Traditional Materials Used by the Miniature Artists:An Introductory Study	۳ تا ۱۱ (حصہ انگریزی)	قدیم مینی تور ماہرین نے میٹریل کی فراہمی کے لیے خاص طریقے اختیار کیے۔ دنیا کے مختلف عجائب گھروں میں آویزاں تصویریں ان کی محنت شاقہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں جو صدیوں پرانی ہونے کے باوجود آج بھی صحیح حالت میں موجود ہیں۔ ان کے کاغذ اور رنگ ابھی تک صحیح حالت میں ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ میٹریل کی تیاری کے ان طریقوں کو تحریری شکل نہ دی گئی، بلکہ یہ	Traditional Materials, Miniature Artists, Paper, Kashmiri paper, Lahori Paper,

	(مینی تور ماہرین کے ہاں روایتی میٹریل کا استعمال)		نسل در نسل زبانی طور پر منتقل ہوتے رہے۔ جو چند مختصر دستاویزات دستیاب ہیں وہ ان کی تیاری کی طرف بنیادی اشارے ضرور کرتی ہیں لیکن زیادہ تر تحقیق طلب ہیں کیونکہ ان میں میٹریل اور اُس کی تیاری کے طریقے زیادہ مستند انداز میں بیان نہیں ہوئے۔ یہ مقالہ ماضی کے فن کاروں کے تیار کردہ میٹریل کا سائنسی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	Kanwal Khalid
خان، حنا	پری بدیع الجمال دا کردار	۱۹۵ تا ۲۰۴	میاں محمد بخش پنجاب میں بہت معروف ہیں اور اُن کی شاعری وہاں محبت اور دلچسپی سے وسیع پیمانے پر پڑھی جاتی ہے۔ ان کے بہت سے اشعار بالخصوص "سیف الملوک" کے اشعار محاورے کی شکل اختیار کر چکے ہیں جو میاں محمد بخش کی شاہ کار تصنیف ہے۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر "سیف الملوک" کی ہیروئن بدیع الجمال کے کردار کو زیرِ بحث لاتا ہے جس میں اس کردار کے مختلف پہلوؤں کی علامتی حیثیت متعین کرنے کے سلسلے میں مختلف محققین کے خیالات بھی پیش کیے گئے ہیں۔	میاں محمد بخش، پنجابی شاعری، سیف الملوک، بدیع الجمال، حنا خان
زاہد، ثمن	عصرِ حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال	۱۵۵ تا ۱۶۴	علامہ اقبال نے با معنی شاعری کے ذریعے اپنی قوم میں نئی روح پھونکی۔ ان کے افکار نے برصغیر کے مسلمانوں کی زندگی پر ان مٹ نقوش چھوڑے۔ اگرچہ انھوں نے تعلیم کے موضوع پر واضح انداز میں اپنے خیالات پیش نہیں کیے تاہم اُن کی شاعری اور تقریروں سے بآسانی اُن کا تعلیمی نظریہ متشکل ہوتا ہے۔ یہ مقالہ علامہ اقبال کے تعلیمی افکار کو اُن کی اردو اور فارسی شاعری کے تناظر میں پیش کرتا ہے۔	علامہ اقبال، کلام اقبال، خطبات اقبال، اقبال کا نظریۂ تعلیم، ثمن زاہد
شہزاد، نوید	پنجابی نظم: تعارف و تجزیہ (بحوالہ مطبوعہ کتب ۲۰۱۳ء)	۱۸۱ تا ۱۹۴	یہ مقالہ پنجابی کی شعری کتب (مطبوعہ ۲۰۱۳ء) کے تجزیے پر مشتمل ہے۔ مقدار و معیار پر بحث کے علاوہ ہر کتاب کے مشمولات پر ایک جامع تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔ مقالے کا آغاز پنجابی نظم کے خالص مجموعوں سے ہوتا ہے بعد میں اُن کتابوں کا ذکر ہے جن میں پنجابی نظم جزوی طور پر آئی ہے۔ ۲۰۱۳ء کی پنجابی شاعری کو دو رجحانات میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی نو کلاسیکی اور جدید نظم۔ یوں پنجابی شاعری کا منظر نامہ واضح طور پر سامنے آتا ہے اور پنجابی نظم کے مستقبل کی صورت پذیری بھی واضح ہو جاتی ہے۔	پنجابی نظم، زاہد مسعود، سلمان سعید، اکھاں مٹی ہو گئیاں، نوید شہزاد
صابر، محمد / اقبال، جاوید	شرح احوال جلال اسیر و معرفی "گلشن معانی" مہتاب رای ("گلشن معانی" : جلال اسیر کے	۸۵ تا ۹۲	جلال اسیر گیارھویں صدی کا مشہور ایرانی شاعر ہے۔ وہ اصفہان میں مقیم تھا۔ اُس کی بیوی شاہ عباس اوّل کی بیٹی تھی۔ مشہور فارسی شاعر فصیحی ہروی اس کا استاد تھا۔ یہ اپنے وقت کی شاعر برادری میں بڑا معزز تھا۔ اس نے زیادہ تر اہل بیت کی منقبت میں شاعری کی اور ایک دیوان لکھا جس کی شرح مہتاب رائے نے "گلشن معانی" کے نام سے لکھی۔ اِس شرح کی دو کاپیاں پنجاب یونی	جلال اسیر، ادب فارسی، گلشن معانی، مہتاب رائے، محمد صابر، جاوید اقبال

	احوال پر مہتاب رائے کا تبصرہ)		ورسٹی کی مرکزی لائبریری میں موجود ہیں۔ یہ مقالہ اس شرح کا تعارفی مطالعہ ہے۔	
ضیاء المصطفیٰ	"نعم المعیار" والمقیاس فی معرفة مراتب الناس: تحقیق و تخریج (شیخ علاء الدین علی المتقی کا رسالہ ''نعم المعیار'')	۳۵ تا ۴۶	مفکرین نے انسانوں کو مختلف خانوں میں تقسیم کیا ہے۔ شیخ علاء الدین علی المتقی بھی ایسے ہی مفکر ہیں جنھوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ انھوں نے لوگوں کو حسب مراتب گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور قرآنی آیات اور نبی ﷺ کی احادیث سے اقتباسات دیے ہیں۔ انھوں نے انسانی انواع پر اپنا یہ کام ایک رسالے بعنوان " نعم المعیار " میں پیش کیا ہے جو چار صفحات پر مشتمل ہے اور ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ یہ مضمون برصغیر کے نام ور عربی دان عالم کے اسی رسالے کو متعارف کرواتا ہے۔	المدینة المنورة، مکة المکرمة، برھانفور، شیخ علاء الدین علی المتقی، أحمد زروق، کنز العمال، ضیاء المصطفیٰ
علی، صائمہ	"پریشر ککر": ایک سوانحی ناول	۱۴۵ تا ۱۵۴	یہ مقالہ صدیق سالک کے سوانحی اردو ناول "پریشر ککر" کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔ اس ناول کا مرکزی کردار اسلام آباد کے مشہور مصور غلام رسول سے متاثر ہے۔ علاوہ بریں اس میں سالک کی اپنی زندگی کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ ناول کے عنوان " پریشر ککر " کو بطور تخیلاتی اختراع لیا گیا ہے۔ اب تک کسی تنقید نگار نے اور نہ ہی خود صدیق سالک نے اس پہلو پر لکھا ہے۔ مقالے میں ناول کے ہیرو اور صدیق سالک دونوں شخصیات کا تنقیدی موازنہ کیا گیا ہے۔	پریشر ککر، سوانحی ناول، آپ بیتی، غلام رسول، صدیق سالک، صائمہ علی
فتحی، فاطمہ تیموری	معنا و صورت در شطحیات بایزید بسطامی (شطحیات بایزید بسطامی: معنی و صورت)	۴۷ تا ۶۲	صوفیا عام طور اپنے روحانی تجربات کے لیے مختلف زبان استعمال کرتے ہیں۔ اِسے روحانی دنیا کی تکنیکی زبان بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسی زبان تضاد بیانی کا بھی رنگ لیے ہوتی ہے اور اس میں تمام ادبی محاسن پائے جاتے ہیں مثلاً تشبیہ، استعارہ اور تلمیح وغیرہ اسی لیے یہ بیانیہ ادب میں بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ بایزید بسطامی ایک عظیم صوفی تھے۔ صوفی ازم کی عام روایت کی پیروی میں انھوں نے بھی اپنے آثار میں متضاد بیانیے استعمال کیے۔ یہ مضمون بایزید بسطامی کے آثار میں پائے جانے والے اسی تضادی پہلو کا مطالعہ ہے۔	بایزید بسطامی، عرفای، الادب، السراج طوسی، منصور حلاج، دائرة المعارف، فاطمہ تیموری فتحی
فرید، سید محمد	ذکر نعت در شعر ابوالبرکات منیر لاہوری (ابوالبرکات منیر لاہوری کی شاعری میں ذکر نعت)	۷۹ تا ۸۴	نعتیہ شاعری کی روایت اسلامی تاریخ کا نہایت روشن باب ہے۔ ہر شاعر نے اس موضوع پر کم و بیش لکھا ہے۔ اس بات کا اطلاق مسلم دنیا میں بولی جانے والی تمام زبانوں کے شاعروں پر ہوتا ہے۔ اس حوالے سے فارسی زبان کی بھی خاص اہمیت ہے جس میں نعتیہ شاعری کا ایک بہت بڑا ذخیرہ پایا جاتا ہے۔ منیر لاہوری برصغیر کے معروف فارسی شاعر تھے جن کا تعلق شاہ جہاں کے عہد سے ہے۔ انھوں نے نبی ﷺ کی شان میں شاعری کی ہے۔ یہ مضمون منیر لاہوری کی فارسی نعتیہ شاعری کا جائزہ پیش کرتا ہے۔	ابوالبرکات منیر لاہوری، ادب فارسی، نعت، کشف المحجوب، سید محمد فرید
کوثر، شہناز	فطرت نگاری کی	۱۲۵	فطرت نگاری کی تحریک ۱۸۸۰ء میں فرانس سے شروع ہوئی جس کا ظہور	فطرت نگاری کی

	تحریک ۱۸۸۰ء- ۱۹۴۰ء	تا ۱۳۶	نارویجن تھیٹر میں ہوا۔ بعدازاں یہ فرانسیسی ناولوں میں نمایاں ہونے لگی۔ یہ مقالہ فطرت نگاری کی اسی تحریک پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس مقالے میں حقیقت نگاری کو فطرت نگاری سے علاحدہ کیا گیا ہے اور مختلف تہذیبوں اور مذاہب میں فطرت کا مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ اس میں انسان اور مہذب انسان میں فرق بتایا گیا ہے اور فطرت نگاری تحریک کے بانیوں کی ادبی کاوشوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔	تحریک، فرانسیسی ناول، ڈیوبڑی، اونامونو، شہناز کوثر
نیر، ناصر عباس	"یادوں کی برات": نفسیاتی تناظر میں	۹۳ تا ۱۲۴	یہ مقالہ جوش ملیح آبادی کی آپ بیتی "یادوں کی بارات" کا نفسیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ جوش کی یہ کتاب اردو کے تنقیدی ادبی حلقوں میں متنازعہ قرار پائی۔ اس مقالے میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ آپ بیتی کوئی ایسا فن نہیں ہے جس کے ذریعے کسی کی پرانی اور دلچسپ یادوں کو ہی بیان کیا جاتا ہے بلکہ اس کے ذریعے دو موضوعی متراکب سے وجود کے نئے تصور کو متشکل کیا جاتا ہے یعنی بیان کنندہ اور بیان شدہ۔ جوش کی شخصیت کے متضاد پہلوؤں کو لاکانی نفسیاتی تحلیل کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ظاہری سطح پر جوش مذہبی اعتقادات کا انکار کرتا ہے لیکن شعور کی گہری سطح پر وہ مسلم ثقافتی اور قومی پہچان سے جڑا ہُوا ہے۔	جوش ملیح آبادی، لاکاں، آپ بیتی، یادوں کی برات، ناصر عباس نیر
ہمدانی، حامد اشرف	اللغة العربية وتحديات العولمة (عربی زبان اور عالم گیریت کے چیلنجز)	۵ تا ۳۴	دنیا کی دیگر زبانوں کی طرح عربی زبان کو بھی بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اسلام کی سرکاری زبان ہونے کی بنا پر عربی براہ راست برائی کی عالمی قوتوں کا ہدف ہے۔ یہ مضمون عربی زبان پر عالم گیریت کے مثبت و منفی اثرات کو زیر بحث لاتا ہے۔ مضمون کا آغاز زبان کی عمومی تعریف، اس کی اہمیت اور بالخصوص عربی زبان کی ادبی حیثیت کے جائزے سے ہوتا ہے جبکہ اختتام چند تجاویز اور عالم گیریت کے چیلنجز کے تدارک پر ہوتا ہے۔	اللغة العربية، العالم الإسلامي، مقاييس اللغة، محمد عابد الجابر، الأمريكية، حامد اشرف ہمدانی

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۰، شمارہ ۲ (۲۰۱۵ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسماعیل، محمد سلیم/ یونس، حافظ محمد	السید غلام علی آزاد البلکرامی وآثارہ العلمیۃ (غلام علی آزاد بلگرامی کے علمی آثار)	۱۷ تا ۳۰	برصغیر کے علما کی ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے عربی زبان کو بطور وسیلہ اختیار کیا۔ اس زبان میں لکھی گئیں اُن کی کتابیں اُن کے عربی پر کامل عبور کا بین ثبوت ہیں۔ سید غلام علی آزاد کا شمار بھی ایسی ہی شخصیتوں میں ہوتا ہے جنھوں نے عربی زبان کو ادبی اظہار کے لیے اختیار کیا۔ وہ ایک نام ور عالم، شاعر اور تاریخ نگار تھے۔ انھوں نے وسیع پیمانے پر سیاحت کر رکھی تھی۔ انھیں عربی زبان پر کامل قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر نظم و نثر میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ یہ مقالہ سید غلام علی آزاد کے علمی وادبی آثار پر روشنی ڈالتا ہے۔	السید غلام علی آزاد البلکرامی، عربی زبان، عربی شاعری، محمد سلیم اسماعیل، حافظ محمد یونس
امام، عالیہ	"دیوانِ غالب" کے چند منتخب نسخوں کا تقابلی مطالعہ	۱۱۷ تا ۱۳۴	مرزا غالب اردو کے نمایاں ترین شعرا میں سے ہیں۔ اُن کی شاعری کی شہرت کے کئی حوالے ہیں، تنوع، گہرائی، فلسفیانہ انداز اور فن شاعری پر دسترس۔ اُن کا دیوان اُن کی زندگی میں پانچ بار چھپا اور اب بھی اردو شاعری کا اہم ترین دیوان سمجھا جاتا ہے۔ اُن کے دیوان کی شہرت نے بہت سے مدونین کو اس کی تدوین پر مائل کیا۔ ان محققین کی آرا اور اسالیب ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ یہ مقالہ مختلف مثالوں کے ذریعے دیوان غالب کا ایک جائزہ پیش کرتا ہے۔ علاوہ بریں اس میں غالب کی شاعری کے مختلف مجموعوں کا موازنہ کیا گیا ہے نیز ان کی تدوین کے دوران برتے گئے اصولوں کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔	مرزا غالب، اردو شاعری، دیوان غالب، نسخۂ حمیدیہ، نسخۂ شیرانی، نسخۂ عرشی، نسخۂ اشرف، عالیہ امام
بانو، نسیم	"شبلی کی حیاتِ معاشقہ": تحقیقی جائزہ	۱۶۷ تا ۱۸۰	علامہ شبلی برصغیر کے معروف نقاد اور سوانح نگار تھے۔ وہ بطور مذہبی عالم بھی مقبول تھے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے ۱۹۴۵ء میں "شبلی کی حیات معاشقہ" نامی کتاب لکھی جس میں انھوں نے علامہ شبلی کی شخصیت پر فرائیڈ کی تھیوری "نفسیاتی تحلیل" کا اطلاق کیا۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے خیال پیش کیا کہ بطور انسان شبلی بھی عام انسانوں کی طرح احساسات رکھتے تھے۔ انھوں نے علامہ شبلی کی شاعری اور اُن کے خط بنام عطیہ فیضی بطور ثبوت پیش کیے۔ اس کتاب نے اردو کے ادبی حلقوں میں ایک تنازعہ کھڑا کر دیا۔ یہ مقالہ اس کتاب کی تحقیقی قدر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	ڈاکٹر وحید قریشی، شبلی کی حیات معاشقہ، علامہ شبلی نعمانی، نسیم بانو
بشیر، شازیہ	صور خیال در شعر	۷۳	خواجہ غلام فرید پنجابی زبان کے معروف صوفی شاعر تھے۔ اُن کا تعلق جنوبی	خواجہ غلام فرید،

	خواجہ غلام فرید (خواجہ غلام فرید کی شاعری میں تمثیل نگاری)	تا ۸۲	پنجاب کے ایک مشہور مذہبی اور ادبی خاندان سے تھا۔اُن کی وجہ شہرت کافیہ نگاری ہے۔اُن کی شاعری کا مرکزی موضوع تصوف ہے۔انھوں نے تقریباً تمام ادبی محاسن اپنی شاعری میں استعمال کیے بالخصوص ان کا تمثیلات کا استعمال منفرد ہے جو انھیں پنجابی کے دیگر شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔یہ مقالہ اُن کی شاعری کے اسی تمثیلی پہلو سے بحث کرتا ہے۔	پنجابی شاعری، تمثیل نگاری، شازیہ بشیر
بلوچ، سعدیہ حسن	تحسین شعر اقبال در حیاتِ اقبال	۱۰۵ تا ۱۱۶	علامہ محمد اقبال برصغیر کی معروف ادبی شخصیت ہیں۔انھوں نے اپنی ناقابل موازنہ شاعری سے اپنی قوم کی خدمت کی۔انھیں معاشرے کے تمام طبقات میں بڑی عزت اور پذیرائی ملی۔وہ خوش قسمت تھے کہ انھیں اپنی زندگی کے اوائل میں ہی شاعر تسلیم کر لیا گیا۔انھوں نے دانش وروں، سیاست دانوں، شاعروں اور برصغیر کے فلسفیوں کے دل اپنی معنی آفریں شاعری سے جیت لیے تھے۔وہ عوام میں اتنے مقبول تھے کہ اُن کی قومی خدمات کے اعتراف میں ان کی زندگی ہی میں یوم اقبال منایا گیا۔یہ مقالہ علامہ اقبال کو اُن کی زندگی میں پیش کیے گئے خراج تحسین کو زیر بحث لاتا ہے۔	علامہ اقبال، اردو شاعری، تحسین اقبال، حیات اقبال، سعدیہ حسن بلوچ
پروین، زاہدہ	سید عبداللہ: شرق شناسِ برجستۂ پاکستان (سید عبداللہ: پاکستان کے مستند ماہر مشرقیات)	۶۳ تا ۷۲	ڈاکٹر سید عبداللہ پاکستان کے ایک معروف سکالر، استاد، محقق، ماہر اقبالیات اور فارسی، اردو اور عربی مخطوطات کے فہرست نویس تھے۔انھوں نے ۱۹۳۵ء میں جامعہ پنجاب، لاہور سے ڈی لٹ کی ڈگری اپنی تحقیق بعنوان ''فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ'' پیش کر کے حاصل کی جسے مختصر کر کے اردو میں شائع کیا گیا۔بعد ازاں یہ تحقیق فارسی میں ترجمہ ہو کر تہران سے بھی شائع ہوئی۔ڈاکٹر سید عبداللہ اورینٹل کالج میں صدر شعبۂ اُردو اور صدر شعبۂ عربی رہے۔انھوں نے بطور پرنسپل اورینٹل کالج اور صدر شعبہ اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں بھی کام کیا۔مشرقی علوم و ادبیات پر تحقیقی کتابوں کی اشاعت کی غرض سے انھوں نے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور قائم کی۔یہ مقالہ سید عبداللہ کے احوال و آثار کا تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	سید عبداللہ، فارسی ادب، شرق شناس، پنجاب یونی ورسٹی، زاہدہ پروین
روبی، نورین	اُردو ڈرامے میں تانیثی عناصر	۱۳۵ تا ۱۵۸	اردو ڈرامے عام طور پر اُن موضوعات کے گرد گھومتے ہیں جن سے عام آدمی متاثر ہوتا ہے، یعنی سماجی، ثقافتی، مذہبی، معاشی اور سیاسی موضوعات۔سرکاری اور غیر سرکاری جگہوں پر صنفی بنیادوں پر امتیاز عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔اردو ڈراما خواتین کے ساتھ روا رکھے جانے والے اِس ناروا سلوک سے پہلو تہی نہیں کر سکتا۔چنانچہ اس حوالے سے بھی ڈرامے لکھے جا رہے ہیں۔یہ مقالہ خواتین کے موضوعات پر لکھے جانے والے اُردو ڈراموں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے جس میں اردو کے معروف ڈراما نگاروں مثلاً اشفاق احمد،	اردو ڈراما، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، عصمت چغتائی، امجد اسلام امجد، یونس جاوید، نورین روبی

			بانو قدسیہ، عصمت چغتائی، امجد اسلام امجد اور یونس جاوید کے لکھے گئے ڈراموں کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔	
زاہد، عصمت اللہ/ اسلم، ثوبیہ	"درد کی چھاؤں میرا گاؤں": اردو مجموعہ شاعری از ڈاکٹر اسلم رانا	۸۳ تا ۹۴	ڈاکٹر محمد اسلم پنجابی کے استاد تھے۔ انھوں نے اورینٹل کالج کے شعبۂ پنجابی کے صدر شعبہ کے طور پر خدمات انجام دیں۔ وہ ایک ممتاز اسکالر اور گہرے مطالعے کی حامل شخصیت تھے۔ اُن کا بنیادی حوالہ پنجابی کتابوں کی تدوین اور ریسرچ ہے۔ انھوں نے مختلف اردو اور پنجابی اخباروں میں بھی لکھا۔ اُن کی تحریریں نہایت وقیع ہیں۔ وہ اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ انھوں نے اردو اور پنجابی میں شعر بھی کہے۔ اُن کے اردو شعری مجموعے ''درد کی چھاؤں میرا گاؤں'' کو ادبی حلقوں میں بہت سراہا گیا۔ یہ مقالہ اُن کے اِسی مجموعے کا تعارفی مطالعہ ہے۔	اسلم رانا، درد کی چھاؤں میرا گاؤں، اردو شاعری، عصمت اللہ زاہد، ثوبیہ اسلم
صدیقی، صائمہ	دراسۃ تدبیر المنزل فی ضوء "عیون الأخبار" لابن قتیبۃ (ہوم اکنامکس پر ابن قتیبہ کی کتاب کا تعارفی مطالعہ)	۳۱ تا ۵۰	بظاہر ہوم اکنامکس کا موضوع نیا ہے لیکن در حقیقت یہ نیا نہیں ہے۔ نویں صدی کے عربی عالم ابن قتیبہ نے اپنی معروف کتاب بعنوان ''عیون الأخبار'' اِس موضوع پر لکھی۔ یہ عربی عالم گھریلو زندگی کی اس اہمیت سے پوری طرح آگاہ تھا جس سے کسی خاندان کی اچھی پرداخت ہوتی ہے۔ یہ مقالہ ہوم اکنامکس پر لکھی عربی عالم کی کتاب کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	ابن قتیبہ، عیون الأخبار، عربی ادب، دراسۃ تدبیر المنزل، صائمہ صدیقی
ناصر، محمد	شہر اندیشہ ھای شہر یار (فارسی شاعر شہریار کے افکار)	۵۱ تا ۶۲	سید محمد حسین بہجت تبریزی (شہریار) ایک باکمال فارسی شاعر تھا۔ یہ نسلاً آذری تھا۔ اس نے آذری اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھا۔ شہریار پہلا ایرانی شاعر ہے جس نے ترکی زبان میں بھی شاعری کی۔ اُس کی شاعری زیادہ تر حافظ اور قدیم ترکی شاعر خستہ قاسم سے متاثر ہے۔ اُس کی سب سے زیادہ مشہور نظم "حیدر بابایہ سلام" کو جدید ترکی کی اعلیٰ ترین نظم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی بہت سی تلخ و شیریں یادیں آذری میں منظوم ہوئیں اور بعد ازاں فارسی میں ترجمہ ہوئیں۔ اُس نے رزمیہ نظموں کی ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام ''تخت جمشید'' ہے۔ شہریار کی شعری کامیابی کی ایک وجہ اُس کے مفردات کا خالص پن ہے۔ چونکہ وہ عوام کی زبان شعری تناظر میں استعمال کرتا ہے اِس لیے اس کی نظمیں قابل فہم اور عوام کے بڑے طبقے کے لیے نہایت مؤثر ہیں۔ زیر نظر مقالہ شہریار کی شاعری میں موجود اس کے نظریات اور خصوصیات کا احاطہ کرتا ہے۔	م محمد حسین بہجت تبریزی، شہریار، ادب فارسی، حیدر بابا یہ سلام، دیوان شہریار، محمد ناصر
نظامی، معین الدین/ خان،	نیما یوشیج: شخصیت و فن	۹۵ تا	جدید فارسی شاعری کا باوا آدم نیما یوشیج بیسویں صدی کے ایران کا اہم ترین شاعر ہے۔ وہ ایک رجحان ساز شاعر ہے جس نے اپنے زور آور خیال اور فن	جدید فارسی شاعری، نیما

عظمیٰ عزیز		۱۰۴	سے فارسی شاعری کی ہیئت اور موضوع کو بدل کر رکھ دیا۔ بیسویں صدی کے جدید فارسی شعرا نیما کے انقلابی خیالات اور مہارتوں سے بہت زیادہ متاثر ہیں۔ یہ مقالہ نیما یوشیج کی زندگی کا مختصر خاکہ نیز اس کے فن اور خیال کا تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	یوشیج، معین الدین نظامی، عظمیٰ عزیز خان
نعیم، محمد	سماجی تبدیلی، معیشت اور انسانی اختیار: "شاہد رعنا" (۱۸۹۶ء) از سرفراز عزمی کا مطالعہ	۱۵۹ تا ۱۶۶	سوروکن نے سماجی مقام کا تصور دیا۔ یہ نظریہ معاشرے میں آدمی کے افقی و عمودی سماجی مقام کے تعین میں معاون ہے۔ ناول ایک علامتی صنف ہے جس میں ادیب اپنے کرداروں کے سماجی مرتبے کی تشکیل کو ممکن بناتا ہے۔ اس مقالے میں کرداروں کو دیا گیا مقام اور اُس کی پیش قدمی کو سوروکن کے نظریے کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے ہمیں سماجی تبدیلی اور انسانی اختیار کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔	سوروکن، اردو ناول، شاہد رعنا، سرفراز عزمی، محمد نعیم
ہمدانی، حامد اشرف	محمد ادریس الکاندھلوی شاعراً عربیاً (محمد ادریس کاندھلوی بطور عربی شاعر)	۵ تا ۱۶	محمد ادریس کاندھلوی اسلامی علوم کی خدمات کے حوالے سے وسیع پیمانے پر متعارف ہیں۔ انھوں نے اسلامی علوم کے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ انھیں عربی زبان نیز عربی زبان کے ادبی محاسن پر کامل قدرت حاصل تھی۔ انھوں نے عربی زبان میں شعر بھی کہے لیکن ادبی حلقوں میں اُن کا بطور عربی شاعر تعارف نہیں ہے۔ یہ مقالہ اُن کی عربی شاعری کا ایک تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اُن کی شاعری بنیادی طور پر عربی کی روایتی اور اخلاقی خصوصیات کی حامل ہے۔ انھوں نے قرآن و حدیث سے بہت سے اقتباسات لیے ہیں۔ یہ مقالہ اُن کی شاعری کے مختلف پہلوؤں بالخصوص مرثیہ، قصیدہ، نصیحت اور تہنیت کا احاطہ کرتا ہے۔	محمد ادریس الکاندھلوی کاندھلوی، شعراء العربیۃ، سلک الدرر، حامد اشرف ہمدانی

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۰، شمارہ ۳(۲۰۱۵ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
بٹ، فائزہ	زبان اور بولی	۱۶۹ تا ۱۸۰	لسانیات میں سب سے مشکل مرحلہ زبان اور بولی کے درمیان واضح خط کھینچنا ہے۔ بولیاں زبان کی باہم ناقابلِ محسوس ہیئتیں ہیں جو خاص گرامر کے قواعد اور تلفظ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ معیار بڑی حد تک کارگر ہے لیکن ہر دو یعنی زبان اور بولی کے درمیان فرق واضح کرنا آسان نہیں ہے اور اِن میں واضح تمیز محققین کے لیے ایک اہم اور مشکل مسئلہ ہے۔ اس مقالے میں اِس الجھن کو سامنے لانے اور پھر حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	لسانیات، زبان اور بولی، بولی کی معیار بندی، فائزہ بٹ
حیدر، احمد نوید یاسر اذلان	راجہ درگاپرساد مہر سندیلوی کی فارسی تاریخ نگاری	۱۵۹ تا ۱۶۸	راجہ درگاپرساد مہر سندیلوی انیسویں صدی کی معروف شخصیات میں سے ایک ہیں۔ مگر افسوس کہ ان کے علمی، ادبی و شعری کارناموں پر ابھی تک شایان شان کام نہیں ہوا۔ مہر سندیلوی نے اردو و فارسی دونوں زبانوں میں لکھا ہے۔ انھوں نے تاریخ، تذکرہ، اخلاقیات، سفر نامہ اور شعری ورثہ یادگار چھوڑے ہیں۔ اس مقالے میں ان کی فارسی تاریخ نگاری کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	راجہ درگاپرساد مہر سندیلوی، فارسی تاریخ نگاری، احمد ندیم یاسر اذلان حیدر
خالد، کنول	Lahore During the Ghaznavid Period (لاہور عہد غزنوی میں)	۳ تا ۱۲ (حصہ انگریزی)	زیادہ تر تاریخی دستاویزات اور کتابیں لاہور کے ابتدائی مسلم عہد میں موجود آرٹ اور کرافٹ کے حوالے سے خاموش ہیں۔ کتابوں میں بکھری صرف چند منتشر معلومات کے علاوہ ہمیں کچھ دستیاب نہیں ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل پنجاب پر راجا جے پال کی حکومت تھی۔ محمود غزنوی نے ۱۰۲۱ء میں لاہور کو فتح کیا۔ حضرت علی ہجویری، حسین زنجانی اور سید اسماعیل محدث وہ قابل ذکر علما ہیں جو غزنوی عہد میں لاہور میں موجود تھے۔ یہ شہر ثقافتی اور فن کارانہ سرگرمیوں کا مرکز تھا مگر اس کے متعلق معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میسر معلومات کا بڑا ذریعہ لاہور کے اس دور کے شعرا کی شاعری ہے۔ یہ ادبی کاوشیں لاہوری عمارت سازی، مصوری، خطاطی، موسیقی اور رقص کا بڑا حوالہ ہیں۔	Lahore, Syed Ali Hujveri, Husain Zanjani, Mahmud of Ghazna, Jai Pal, Kanwal Khalid
خاں، وحید الرحمٰن	رضا علی عابدی کے تجربات سفر	۱۲۹ تا ۱۴۸	یہ مقالہ رضا علی عابدی کے سفر ناموں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ اب تک رضا علی عابدی کے چار سفر نامے "جرنیلی سڑک"، "شیر دریا"، "ریل کہانی" اور "جہازی بھائی" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ انھوں نے ان سفر ناموں میں ایسے تجربات پیش کیے ہیں جن کا اردو سفر نامہ نگاری میں پہلے کوئی سراغ نہیں ملتا۔ یہ مقالہ نہ صرف اُن تجربات کو مرکزی موضوع بناتا ہے	رضا علی عابدی، جرنیلی سڑک، شیر دریا، ریل کہانی، جہازی بھائی، وحید

			بلکہ اِن سفر ناموں میں برتے گئے اسلوب اور تنقید کو بھی زیرِ بحث لاتا ہے۔	الرحمٰن خاں
رحمٰن، نبیلہ / اسلم، ممتاز	پاکستانی پنجابی ناولاں وچ تقسیم ہند دی کہانی	۱۸۱ تا ۲۱۴	۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند ایک بہت بڑا سانحہ ثابت ہوئی۔اس سانحے کے اثرات سے برصغیر کے لوگ آج تک نہیں نکل سکے۔ تقسیم کے نتیجے میں تقریباً ایک کروڑ لوگوں نے ہجرت کی۔علاوہ ازیں دس لاکھ کے قریب لوگ مار دھاڑ میں مارے گئے۔یہ قتل و غارت بالخصوص مغربی پنجاب میں، جو تقسیم ہند کے وقت دو حصوں میں بٹ گیا، بڑے پیمانے پر ہوئی۔ تقسیم کے نتیجے میں پیدا شدہ اثرات پر ادیب اور شاعر حضرات ابھی تک لکھ رہے ہیں۔یہ مقالہ تقسیم ہند کے اثرات کو پنجابی ناولوں کے تناظر میں زیرِ بحث لاتا ہے۔	تقسیم ہند، ہجرت، ظفر لاشاری، ڈاکٹر محمد باقر، نسرین بھٹی، نبیلہ رحمٰن، ممتاز اسلم
شاکر، امجد علی	شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول افسانے کی تنقید کے اصول	۱۰۷ تا ۱۲۸	شمس الرحمٰن فاروقی اردو ادب بالخصوص معاصر اردو فکشن کی تنقید کا ایک معروف نام ہے۔انھیں بطور تنقید نگار، محقق اور ادیب ایک مسلمہ حیثیت حاصل ہے مگر اُن کی شہرت کا بڑا حوالہ تنقید نگاری ہے۔اُن کا ادب کی تجدیدی تحریک سے قریبی تعلق ہے۔انھیں اردو ادب کی صنف داستان کا سنجیدہ قاری مانا جاتا ہے۔انھوں نے اردو قصہ نویسی کو مختلف پہلوؤں سے پرکھا ہے۔یہ مقالہ ان کے فکشن پر تنقید کے اصولوں کو زیرِ بحث لاتا ہے جن کا اظہار انھوں نے اپنے مختلف مقالوں میں کیا ہے۔	شمس الرحمٰن فاروقی، مابعد جدیدیت، اردو تنقید، اردو فکشن، امجد علی شاکر
شمس، صائمہ	اداجعفری۔ایک رجحان ساز غزل گو	۱۴۹ تا ۱۵۸	یہ مقالہ اداجعفری کے تصورِ حیات و ممات کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ادا کی پرورش ایک جاگیردارانہ معاشرے میں ہوئی۔انھوں نے متصادم سماجی اور سیاسی رویوں میں اپنے آپ کو کامیابی سے منوایا۔انھوں نے زندگی کو اُس کی خوشیوں اور دکھوں سمیت قبول کیا۔موت کے تناظر میں زندگی کی اخلاقی حیثیت اور بھی زیادہ اہم ہو جاتی ہے اور یہ زندگی کو ہمہ گیر بنا دیتی ہے۔زندگی اور امید کی صورت میں غم اور موت کے گہرے خیالات اداجعفری کی غزل کے نمایاں حصے ہیں اور یہی اس مقالے کا موضوع ہیں۔	اداجعفری، ترقی پسند تحریک، نسائی ادب، اردو غزل، صائمہ شمس
صابر، صوفیہ / فرید، سید محمد	نثر نویسان ایرانی و آسیای مرکزی در دورۂ بہمنیان (برصغیر کے عہد بہمنی کے ایرانی و وسط ایشیائی نثر نویس)	۹۷ تا ۱۰۶	بہمنی شاہی برصغیر میں ۱۳۴۷ء سے ۱۵۲۷ء تک قائم رہی۔اس شاہی کی بنیاد علاءالدین حسن بہمنی نے رکھی۔یہ وہ عرصہ ہے جب برصغیر کی زرخیزی اور امارت نے ارد گرد کے علاقوں بالخصوص ایرانیوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔بے شمار لوگوں نے اچھی اور قابلِ عزت زندگی کی تلاش میں برصغیر کی طرف ہجرت کی۔ان لوگوں میں ایران اور ماوراءالنہر سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل تھے۔انھوں نے یہاں کی ادبی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا اور بہمنی عہد میں خوب پھلے پھولے۔یہ مقالہ ایرانی اور وسط ایشیائی ادیبوں کی منثور کتابوں کا تعارفی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	شبہ القارہ، دورۂ بہمنیان، ایران، ابوالمظفر، محمد شاہ، سلطان احمد شاہ، محمود گاوان، صوفیہ صابر، سید محمد فرید

عبدالقدیر، الحافظ	الشعر الأردوی والأدب العربی بین التأثر والتأثیر (اردو و عربی شعر: تاثر و تاثیر)	۴۳ تا ۶۶	مسلمان ہونے کی وجہ سے اردو کے اکثر شاعروں نے بچپن ہی میں عربی زبان سیکھ لی تھی۔ بعض نے عربی ادب کا مطالعہ بھی کیا۔ یہ شعرا قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ کے مسحور کن اسلوب سے متاثر ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں اُن کی شاعری میں قرآن پاک، احادیث نبوی ﷺ اور عربی ادب سے اقتباسات ملتے ہیں۔ اِس مقالے میں اردو شاعروں پر عربی ادب کے اثرات زیر بحث آئے ہیں اور اس ضمن میں ان کی شاعری سے مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ مذکورہ بالا ماٰخذ سے اُن کی تاثر پذیری واضح ہو سکے۔	الأدب العربی، الشعر الأردی، ألطاف حسین حالی، العربیۃ، نظم طباطبائی، حفیظ جالندھری، الحافظ عبدالقدیر
کاظمی، سیدہ فلیحہ زہرا	گام بہ گام با فردوسی و اقبال (فردوسی اور اقبال کی تخلیقات میں اشتراکات کا مطالعہ	۸۵ تا ۹۶	ایران اور برصغیر کے باہمی تعلقات کی تاریخ تین سو قبل مسیح تک جاتی ہے۔ صدیوں تک فارسی یہاں کی درباری زبان رہی ہے۔ مقامی لوگوں نے اس زبان پر عبور حاصل کرنے کے لیے خاص دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ انھوں نے نہ صرف فارسی میں لکھا بلکہ اسے روانی سے گفتگو میں بھی برتا۔ برصغیر کے شعرا نے فارسی شاعروں کو بہت زیادہ تعظیم دی کیونکہ وہ اُن کی شاعری سے متاثر تھے۔ فردوسی ایران اور بیرون ایران فارسی شاعروں میں سب سے زیادہ معروف نام ہے۔ ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبال فردوسی کی شعری عظمت کے قائل تھے۔ انھوں نے فردوسی کو اپنی شاعری میں خراج تحسین بھی پیش کیا۔ دونوں کے کام میں بہت سی مماثلتیں موجود ہیں۔ یہ مقالہ علامہ اقبال اور فردوسی کے کام میں پائی جانے والی انھی مماثلتوں پر روشنی ڈالتا ہے۔	علامہ محمد اقبال، شعر فارسی، فردوسی، شاھنامہ، شبہ قارہ، قاضی نور محمد گنج، سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی
نجم الرشید	استدلال و استناد متقدان شبہ قارہ از دیوان حافظ شیرازی (برصغیر میں دیوان حافظ شیرازی بطور تنقیدی استناد)	۶۷ تا ۸۴	حافظ شیرازی ایک معروف فارسی شاعر ہیں جو نہ صرف ایران میں مقبول ہیں بلکہ پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ اِن کی شاعری برصغیر کے ادبی حلقوں کو وسیع پیمانے پر متاثر کرتی رہی ہے۔ برصغیر کے شعرا کی بڑی تعداد نے ان کی شاعری سے استفادہ کیا اور شاعری میں اُن کا اتباع کیا۔ بارھویں اور تیرھویں صدی کے شعرا حافظ کی شاعری کو ادبی تنقید کے استناد کے لیے بطور حوالہ استعمال کرتے تھے۔ یہ مقالہ حافظ پر ہونے والے کام کا مطالعہ پیش کرتا ہے نیز برصغیر کے ادیبوں کی اُن کتابوں کو بھی زیر بحث لاتا ہے جن کی بنیاد حافظ کی شاعری پر قائم ہے۔	حافظ شیرازی، حافظ شناسی، شبہ قارہ، دیوان حافظ، کتابھای نقدی، نجم الرشید
ندیم، عبدالماجد	دراسۃ الأصوات العربیۃ فی شبہ القارۃ (برصغیر میں عربی صوتیات پر کام کا جائزہ)	۲۱ تا ۴۲	ماہر لسانیات نے زبان کے تجزیے اور مطالعے کے لیے چار بنیادی عناصر متعین کیے ہیں۔ اِن میں پہلا صوتیات ہے۔ عربی زبان برصغیر کے مسلمانوں کے لیے اُن کے عقیدے، ثقافت اور تاریخ کی زبان ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے علما عربی زبان کی طرف خصوصی طور مائل رہے ہیں۔ یہ مقالہ جدید دور کے مقامی علما کے عربی	خلیل الفراھیدی، ابوالقاسم الھذلی، ابن درید، اشرف علی التھانوی، سید

			لسانیات پر کام کا جائزہ پیش کرتا ہے جو نہ صرف عربی اصوات کے متعلق علما کے مختلف تبصروں کو زیر بحث لاتا ہے بلکہ تحقیق کے میدان میں نئے در بھی وا کرتا ہے۔	سلمان اُشرف، عبد الماجد ندیم
ہمدانی، کفایت اللہ	لمعات من التفسیر النبوی للقرآن الکریم (حدیث نبوی کی تفسیر قرآن میں اہمیت)	۵ تا ۲۰	قرآن پاک آخری الہامی کتاب ہے۔ یہ تمام لوگوں کے لیے اور تمام زمانوں کے لیے ہے۔ اس کے معانی کا سرچشمہ اور اثرات کبھی کم نہیں ہوں گے۔ یہ صدہا صدیوں سے آج تک نسل در نسل لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ یہ مقالہ احادیث نبوی ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کی اہمیت کو تفسیر قرآن اور اسلامی قانون کے حوالے سے زیر بحث لاتا ہے۔ مقالے کا بنیادی نقطہ یہ ثابت کرنا ہے کہ نبی ﷺ کی احادیث تفسیر قرآن کا سب سے مستند ذریعہ ہیں۔	التفسیر النبوی، الحدیث، عروۃ بن الزبیر، المجالات، المجتمع الانسانی، الطیبی، کفایت اللہ ہمدانی

اورینٹل کالج میگزین: جلد ۹۰، شمارہ ۴(۲۰۱۵ء)

مدیر اعلیٰ: عصمت اللہ زاہد، مدیر: محمد جاوید، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، شعیب	فارسی ناول اور زویا پیرزاد	۲۱۱ تا ۲۱۸	اگرچہ فارسی ادب میں ناول نویسی کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے تاہم ایرانی ناول نگاری نے دنیا کے ادبی حلقوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی ہے۔ صادق ہدایت ایران میں ناول نویسی کا بانی اور اُس کا نمائندہ ہے۔ معاصر فکشن لکھنے والوں میں بزرگ علوی، صادق چوبک، جلال آل احمد، ابراہیم گلستان، احمد محمود اور محمود دولت آبادی کے علاوہ خواتین ناول نگاروں کی بھی ایک طویل فہرست ہے جن میں سیمیں دانش ور، گل ترکئی، شہرنوش پارسی پور اور زویا پیرزاد معروف ہیں۔ یہ مقالہ معاصر ایرانی نژاد امریکی ناول نگار خاتون زویا پیرزاد کے کام کو زیر بحث لاتا ہے۔	فارسی فکشن، ایرانی ناول، امریکی ناول نگار، زویا پیرزاد، شعیب احمد
امام، عالیہ	مرزا عظیم بیگ: احوال و آثار	۱۰۷ تا ۱۳۰	مرزا عظیم بیگ مشہور صوفی شاعر حاتم کا شاگرد تھا۔ بعد ازاں اُس نے صوفیانہ خیالات میں شہرت کے حامل ایک اور شاعر یعنی سودا سے بھی استفادہ کیا۔ مرزا عظیم کی ایک وجہ شہرت مشہور شاعر انشا کے ساتھ شعری تنازعہ بھی ہے۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کا شاعر تھا۔ اُس کی شاعری اُس کے کمال کا بیّن ثبوت ہے۔ اس نے ایک دیوان لکھا جو ابھی تک ناپید ہے البتہ اس کے شعر مختلف تذکروں اور کلیات میں پائے جاتے ہیں۔ یہ مقالہ مرزا عظیم کے احوال و آثار کا احاطہ کرتا ہے۔	مرزا عظیم بیگ، صوفی شاعر، انشا، شاہ حاتم، عالیہ امام
بھٹی، مقیت جاوید	تحدید اُفضل طُرق ترجمۃ النصوص دراسۃ فی ضوء أنماط الترجمۃ و مستویاتھا (بہترین اسلوب ترجمہ کا تعین)	۴۳ تا ۵۴	کسی بھی زبان کے معنی یا تعبیر کے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ ہر طریقہ منفرد خوبیوں کا حامل ہے۔ اسی انفرادیت کی بنیاد پر ماہرین ترجمہ ان طریقوں میں سے اپنی فہم کے مطابق بہتر طریقے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس مختصر تحقیق میں ترجمے کے فن پر مختلف علما کی آرا کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آغاز میں ترجمہ اور اُس کے آٹھ معروف طریقوں کا تعارف دیا گیا ہے اور آخر میں سات ممتاز یورپی اور امریکی ماہرین ترجمہ کے خیالات کا خلاصہ دیا گیا ہے۔	الترجمہ، الترجمۃ الحرفیۃ، الترجمۃ بین اللغتین، الترجمۃ التلخیصیۃ، مقیت جاوید بھٹی
ثاقب، محمد اقبال	"رموزِ بے خودی" میں علامہ اقبال کا فلسفۂ توحید	۲۱۹ تا ۲۳۰	اسلامی ادب کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسا شاعر ہو جس نے فلسفۂ توحید پر نہ لکھا ہو۔ یہ حقیقت اِس موضوع کی اہمیت کی واضح شہادت دیتی ہے۔ مشرق کے عظیم شاعر علامہ محمد اقبال نے بھی اس موضوع پر اپنی مشہور مثنوی "رموز بے خودی" میں لکھا ہے۔ علامہ نے توحید کو اسلام کا پہلا ستون قرار دیا ہے	علامہ اقبال، فلسفۂ بے خودی، رموز بے خودی، فلسفۂ توحید، محمد

			اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مقالہ علامہ کے تصور توحید کو ان کی مثنوی" رموز بے خودی" کی روشنی میں زیر بحث لاتا ہے۔	اقبال ثاقب
جاوید، امجد	مرزا فصیحی ھروی شاعر یازدھم ہجری و شعراو (مرزا فصیحی ہروی: حیات و آثار)	۵۵ تا ۶۴	مرزا فصیحی گیارھویں صدی عیسوی کا معروف ایرانی شاعر ہے۔ فصیحی اپنے زمانے میں غزل اور قصیدے کا ممتاز شاعر تھا۔ اُس نے شاہ عباس کے دربار سے ملک الشعرا کا خطاب پایا۔ شاعری کے علاوہ اُسے فنون لطیفہ کے دیگر شعبوں سے بھی شغف تھا۔ اُس نے خطاطی میں خاص دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور اِس میں کمال حاصل کر کے اچھا نام کمایا مگر اُس کی شہرت کا بڑا حوالہ اس کی عمدہ اور سادہ شاعری ہی ہے۔ اُس کا دیوان چار ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں اُس نے مثنویاں بھی لکھیں۔ یہ مقالہ مرزا فصیحی کے احوال و آثار کا احاطہ کرتا ہے۔	فارسی ادب، مرزا فصیحی ھروی، ہیرات، خراسان، عبیداللہ خان ازبک، امجد جاوید
حسین، تنویر	مجید امجد کی "شبِ رفتہ": تعارفی مطالعہ	۱۷۳ تا ۱۸۲	مجید امجد نے حال ہی میں شاعری کے شائقین اور تنقید نگاروں کی یکساں توجہ حاصل کر لی ہے۔ مجید امجد کو اُن کے منفرد اسلوب، لفظیات اور مختلف شعری موضوعات برتنے پر پسند کیا جاتا ہے۔ "شب رفتہ" شاعری پر اُن کی پہلی کتاب ہے۔ اُنھوں نے اس کتاب میں بہت سے موضوعات پر لکھا ہے اور اپنے ماحول بشمول جانوروں، پرندوں اور درختوں کے حوالے سے خاص احساسات پروان چڑھائے ہیں۔ درخت کا اُن کی شاعری میں خاص حوالہ ہے جو ایک علامت کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔ دیگر موضوعات کے علاوہ اُنھوں نے وقت اور فنا کے فلسفے پر بھی لکھا ہے۔ یہ مقالہ مجید امجد کے اِس پہلو کو ان کی شعری تصنیف "شب رفتہ" کے تناظر میں زیر بحث لاتا ہے۔	مجید امجد، شب رفتہ، جدید اردو نظم، تنویر حسین
خان، حنا	شہزادہ سیف الملوک دا کردار	۲۶۵ تا ۲۷۸	میاں محمد بخش اہل پنجاب میں بہت مشہور ہیں۔ ان کی شاعری دلچسپی اور محبت سے پڑھی جاتی ہے۔ ان کے بہت سے اشعار ضرب المثل بن چکے ہیں۔ بالخصوص ان کے شاہکار "سیف الملوک" کے مصرعے جس کا مرکزی کردار شہزادہ سیف الملوک ہے۔ یہ مقالہ سیف الملوک کے کردار کو بنیادی طور پر زیر بحث لاتا ہے۔ یہ کردار بیسویں صدی کے ماہرین نفسیات کی آرا کی روشنی میں زیر بحث آیا ہے۔ چنانچہ اس کردار کے علامتی پہلو کے حوالے سے مختلف محققین کے خیالات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔	میاں محمد بخش، سیف الملوک، شہزادہ سیف الملوک، علم نفسیات، ایڈلر، حنا خان
زاہد، عصمت اللہ / زاہد، ثمن	ساغر صدیقی تے سلطان باہو	۲۴۱ تا ۲۵۴	ساغر صدیقی اردو کا منجھا ہوا شاعر تھا۔ پاکستان آنے سے پہلے اس نے برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں برپا ہونے والے مشاعروں میں شرکت سے بھرپور نام کمایا۔ نعتیہ شاعری کے فروغ کے لیے اس نے ایک کونسل بھی تشکیل دے رکھی تھی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد وہ تبدیل شدہ تقاضوں کا ساتھ نہ	سلطان باہو، ساغر صدیقی، اردو ترجمہ، ابیات باہو،

			دے سکااور اسے عسرت کی زندگی بسر کرناپڑی مگر شعر سے اُس کا عشق آخری سانس تک جاری رہا۔ اس عرصے میں اس کا رجحان تصوف کی طرف ہوگیا۔ پنجابی کے معروف صوفی شاعر سلطان باہو رحمۃاللہ کا کلام اسے بہت عزیز تھا۔ حضرت باہو ظاہر داری اور دکھاوے کے سخت خلاف تھے۔ غالباًاُن کی شاعری کے اس وصف نے ساغر کو ان کے کلام کو اردو میں ڈھالنے پر مائل کیا۔ اس مقالے میں کلام باہو کا اردو ترجمہ از ساغر کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	عصمت اللہ زاہد، ثمن زاہد
سرا، محمد اکرم	مجید امجد کا وجودی تصورِ بیگانگی	۱۸۳ تا ۱۸۸	مجید امجد جدید اردو ادب کا ایک مسلمہ شاعر ہے۔ اُس کی وجہ شہرت اُس کا منفرد اسلوب، لفظیات اور متنوع موضوعات ہیں اگرچہ وہ ادبی مراکز سے بہت دور اور ایک سادہ زندگی پر قانع رہا تاہم اس نے اُن موضوعات پر لکھا اور سوچا جو اس کے زمانے کے ادبی حلقوں پر چھائے ہوئے تھے۔ اُس کے مشاہدے نے اُسے زندگی، وجود اور دنیا کے بارے میں سوالات اٹھانے پر مجبور کیا۔ اُس نے اپنی زندگی میں ایک بیگانگی کا احساس پیدا کر لیا تھا جس نے بعد ازاں اس کی شاعری میں بھی ورود کیا۔ یہ مقالہ مجید امجد کے وجودی تصورِ بیگانگی کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	مجید امجد، وجودیت، سیموئل بیکٹ، وجودی تصورِ بیگانگی، محمد اکرم سرا
سلیم، انیلہ	سید عابد علی عابد اور جابر سید کی فکری مماثلت: مطالعۂ کلام اقبال کے حوالے سے	۱۴۹ تا ۱۶۲	عابد علی عابد، جابر علی سید کے استاد تھے۔ جابر علی سید نے اپنی سوانح عمری اور انٹرویو میں بجاطور پر اپنے استاد کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔ دونوں معروف ماہرینِ اقبالیات ہیں جنھوں نے اقبالیاتی مطالعے میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ یہ مقالہ اقبالیات پر اُن کے کام میں موجود مماثلتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اُن کی مماثلت واختلاف نیز ایک ہی جیسے موضوعات اور ایک ہی جیسے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی ماخذ سے استفادہ بھی اِس مقالے کا موضوع ہے۔	سید عابد علی عابد، جابر علی سید، علامہ اقبال، اقبالیات، انیلہ سلیم
شفیق، ظہیر احمد	بدلداہویا پنجابی کلچر: لہندے پنجاب دے حوالے نال (بدلتاہوا پنجابی کلچر: بحوالہ مغربی پنجاب)	۲۵۵ تا ۲۶۴	کسی قوم کی ثقافت کی تشکیل میں صدیوں کا عمل کار فرما ہوتا ہے۔ بتدریج بدلتی سیاسی وسماجی صورت حال اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جہاں تک پنجابی کلچر کا تعلق ہے اس کے لیے بیرونی حملہ آوروں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے پنجاب کی تقسیم کے بعد پنجابی زبان وادب کے خلاف ایک منفی پروپیگنڈا شروع ہوگیا۔ اس سے نہ صرف پنجاب کے لوگوں میں اپنی زبان وادب کے حوالے سے کم تری کا احساس پیدا ہوا بلکہ ان کے کلچر میں بھی واضح تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں۔ اس رویے نے پنجابی زبان وادب اور ثقافت کو بہت نقصان پہنچایا اور اس کا اصل چہرہ گہنا گیا۔ زیر نظر مقالے میں اسی صورت حال پر بحث کی گئی ہے۔	پنجاب، پنجابی کلچر، پنجابی زبان، ظہیر احمد شفیق
شہباز، محمد	"کئی چاند تھے سرِ آسماں": فکری	۱۳۱ تا	شمس الرحمٰن فاروقی کا ناول "کئی چاند تھے سرآسماں" اردو ادب کا رجحان ساز ناول ہے۔ اس نے جدید اردو فکشن میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل کر لی	شمس الرحمٰن فاروقی، اردو

	جہات	۱۴۸	ہے۔ فاروقی نے اس ناول میں معاصر تاریخ اور ہند اسلامی تہذیب و ثقافت کو اٹھارویں اور انیسویں صدی کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ دراصل اس ناول نے اکیسویں صدی کے اردو فکشن کو فلسفیانہ خوبیوں کی بنا پر ایک یادگار حیثیت دے دی ہے۔ یہ مقالہ مذکورہ ناول کی خیال آفریں جہتوں کو نمایاں کرتا ہے۔	ناول، کئی چاند تھے سر آسماں، اردو فکشن، محمد شہباز
شہزاد، نوید	طوالت اور طویل نظم: نئی پنجابی نظم کے سیاق میں	۲۳۱ تا ۲۴۰	جدید پنجابی ادب میں طویل نظم اور طوالت ایک بنیادی مسئلہ ہے جس پر ابھی تک کسی محقق یا تنقید نگار نے نہیں لکھا۔ یہ مقالہ نئی پنجابی نظم میں طوالت کے موضوع کو زیر بحث لاتا ہے جس میں نظم کی ظاہری اور بیرونی صورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوشش کی گئی ہے کہ مصرعوں کی تعداد متعین کی جائے۔ اس میں نظم کی مناسب طوالت کی بھی وضاحت کی گئی ہے نیز نئی پنجابی نظم کا تناظر اور پنجابی کے رجحان ساز شعرا کے شعری نمونے بھی موضوع کی مناسبت سے زیر بحث لائے گئے ہیں۔	پنجابی زبان، نئی پنجابی نظم، احمد راہی، شریف کنجاہی، نجم الحسن سید، منیر نیازی، نوید شہزاد
عزیز، خواجہ زاہد	عبدالاحد آزاد: شاعرِ انسانیت	۱۸۹ تا ۲۰۰	عبدالاحد آزاد شاعر انسانیت ہے۔ وہ کشمیر کے انقلابی دور کا شاعر ہے۔ اس کے ہاں اسلامی تصوف، جوش، ناقابل علاج دکھ اور کرداریت کا بھرپور اظہار ہوا ہے۔ اس کی نظمیں آزادی کی علامت ہیں۔ وہ سیاسی غلامی، سماجی ناانصافی، معاشی تنزلی اور باہمی دشمنی کو ناپسند کرتا ہے اور مساوات، اتحاد اور محبت کا درس دیتا ہے۔ اسے بجا طور پر کشمیر کا ایک اہم اور بڑا شاعر مانا جاتا ہے۔ یہ مقالہ اس کی زندگی اور شعری کاوشوں کا احاطہ کرتا ہے۔	عبدالاحد آزاد، شاعر انسانیت، کشمیر، خواجہ زاہد عزیز
عظیم، فہد وقار	اُردو صحافت میں طنز و مزاح: چند مباحث	۱۶۳ تا ۱۷۲	اس بات میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اردو صحافت میں طنز و مزاح کا باقاعدہ آغاز ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کے اجرا سے ہوا لیکن زیادہ تر محققین کالم نویسی اور مزاحیہ صحافت کو اردو ادب کی تحریک طنز و مزاح کے فروغ کا بنیادی حوالہ سمجھتے ہیں۔ اس مقالے میں ایسی ہی بعض غلط فہمیاں زیر بحث آئی ہیں، کالم نویسی، مزاحیہ صحافت اور ادبی جرائد میں پیش کیے جانے والے مزاحیہ ادب کے معیار کا فرق سامنے لایا گیا ہے نیز ثابت کیا گیا ہے کہ اخبارات طنز و مزاح کا واحد ذریعہ نہیں تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ انھوں نے اس حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔	طنز و مزاح، اردو صحافت، منشی سجاد حسین، وزیر آغا، رؤف پاریکھ، فہد وقار عظیم
عنبرین، بصیرہ	اُردو کے دو حکمت آموز داستانوی قصّے	۸۵ تا ۱۰۶	اردو زبان کی ترویج میں فورٹ ولیم کالج نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کالج کے زیر اثر بہت سی کتابیں شائع ہوئیں جن میں "بیتال پچیسی" اور "سنگھاسن بتیسی" بھی شامل ہیں۔ یہ مقالہ ان دونوں تصانیف کے اسلوب اور متن کا تجزیہ کرتا ہے جس کے لیے یہ داستانوں میں بیان کردہ سماجی، سیاسی، معاشرتی اور بالخصوص نسوانی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے، مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں کا احاطہ	اردو داستان، فورٹ ولیم کالج، بیتال پچیسی، سنگھاسن بتیسی، بصیرہ عنبرین

			کرتا ہے اوران کے فلسفیانہ اور ہندی آمیز اسلوب کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔	
فرید، محمد/ علی، ہما مشتاق	شرحِ احوالِ زندگی میر محمد افضل ثابت الہ آبادی (میر محمد افضل ثابت: احوال وآثار)	۷۷ تا ۸۴	میر محمد افضل ثابت برصغیر کا ایک ممتاز فارسی شاعر اور ایک اعلیٰ درجے کا تنقید نگار تھا۔ اپنے منفرد اسلوب کی بنا پر برصغیر کے ساتھ ساتھ ایران کے نمایاں شعرا میں اُس کا خاص مقام تھا۔ اگرچہ میر محمد افضل ثابت نے مختلف موضوعات پر لکھا اور بہت سی کتابیں اس کی یادگار ہیں تاہم اُس کا دیوان اُس کے ادبی کارناموں میں سب سے اہم ہے۔ یہ مقالہ میر ثابت کے احوال وآثار کا تعارفی مطالعہ ہے۔	محمد افضل ثابت، ادب فارسی، دیوان میر افضل ثابت، محمد فرید، ہما مشتاق علی
ناز، زاہدہ	معرفی و بررسی "کلیات فیضی" ("کلیات فیضی": تعارف وتجزیہ)	۶۵ تا ۷۶	ابوالفیض فیضی برصغیر کا ایک منجھا ہوا فارسی شاعر تھا۔ اس کا شعری کمال پوری فارسی دان دنیا میں تسلیم کیا جاتا تھا۔ وہ شہنشاہ جلال الدین اکبر کے دربار سے بحیثیت ملک الشعرا منسلک تھا۔ اُس کی شعری کاوشیں منتشر حالت میں پائی جاتی تھیں جو بالآخر ایک کلیات کی شکل میں جمع ہوئیں۔ اس کلیات کو اے۔ ڈی۔ ارشد نے مرتب کیا۔ یہ کلیات ۱۹۶۷ء میں پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ مقالہ فیضی پر مختصر نوٹ کے ساتھ ساتھ اس کی کلیات کا تعارفی مطالعہ بھی پیش کرتا ہے۔	ابوالفیض فیضی، جلال الدین اکبر، اے۔ ڈی۔ ارشد، پنجاب یونی ورسٹی، زاہدہ ناز
ناصر، محمد	شاہنامہ فردوسی کے انگریزی تراجم: ایک جائزہ	۲۰۱ تا ۲۱۰	"شاہنامہ" کے تخلیق کار ابوالقاسم فردوسی کا شمار فارسی کے موثر ترین شعرا میں ایک غیر متنازعہ نابغے کے طور پر ہوتا ہے۔ "شاہنامہ" اس کی ایک طویل نظم ہے جسے ایران کی قومی رزمیہ کا درجہ حاصل ہے۔ اس کا کام فارسی زبان کی برقراری کا اہم عنصر قرار پاتا ہے کیونکہ "شاہنامہ" کی بدولت فارسی زبان محفوظ و زندہ ہے۔ اس حوالے سے فردوسی اپنے تمام معاصرین سے بازی لے گیا ہے۔ مزید برآں "شاہنامہ" کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کا بہت سی مشرقی و مغربی زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ یہ مقالہ اس کے انگریزی تراجم کے تعارف و جائزے پر مشتمل ہے۔	شاہنامہ، ابوالقاسم فردوسی، جان وولف گینگ، گوئٹے، سر ولیم جانز، جوزف، چیمپئن، محمد ناصر
ندیم، عبدالماجد	الاشتقاق: أنواعه ومباحثه في دراسات علماء شبه القارة (علم اشتقاق میں برصغیر کے علما کے مطالعات)	۱۵ تا ۴۲	اشتقاق عربی زبان کا ایک اہم موضوع ہے۔ اشتقاقی تبدیلیاں عربی زبان کا خاص امتیاز ہیں۔ اس موضوع نے ہر زمانے میں ماہر لسانیات کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی ہے۔ برصغیر کے علما نے بھی اس موضوع کی طرف رغبت کا مظاہرہ کیا۔ کچھ نے توپامال اسلوب کو اختیار کیا جبکہ بعض نے اس موضوع پر فلسفیانہ اظہار خیال کیا۔ یہ مقالہ برصغیر کے علما کی اشتقاق کے موضوع پر کی جانے والی کاوشوں کا تعارف کرواتا ہے، اُن کا تجزیہ پیش کرتا ہے اور بطور خاص برصغیر کے تین علما یعنی صدیق حسن خان قنوجی، کرامت حسین کنتوری، سید سلیمان اشرف بہاری کے اس موضوع پر خیالات کو زیر بحث لاتا ہے۔	الاشتقاق، انواع الاشتقاق، شبہ القارۃ، صدیق حسن خان قنوجی، کرامت حسین کنتوری، سید سلمان اشرف، عبدالماجد ندیم

ہمدانی، کفایت اللہ	الاعلام الاسلامی وضوابطہ (اسلامی میڈیا اور اس کے اصول وضوابط)	۵ تا ۱۴	آج کے دور میں کوئی میڈیا کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ میڈیا آج کل ایک موئثر ہتھیار کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ یہ مقالہ میڈیا کے کردار کے تناظر میں میڈیا کے بنیادی خواص اور اسلامی میڈیا کے اہم مظاہر کا تجزیہ کرتا ہے کہ اسلامی میڈیا کا مقصد لوگوں کو مذہبی تعلیمات سے آگاہ رکھنا ہے تاکہ وہ متوازن اور درست انداز نظر اختیار کر سکیں۔ اسلامی میڈیا کے بنیادی عناصر معلومات کا مستند ہونا، معلومات کا دیانت داری سے ابلاغ، بری معلومات کو روکنا، اسلام کی اخلاقی اقدار کو فرائض کی انجام دہی میں برتنا ہیں۔ ان اصول و ضوابط کے علاوہ اسلامی میڈیا کی بہتری کے لیے بعض مفید تجاویز بھی مقالے کے آخر میں پیش کی گئی ہیں۔	الاعلام الاسلامی، وضوابطہ، خالد بن ولید، أحمد عبد العزیز ابراہیم، کفایت اللہ ہمدانی

بازیافت: ۲۴(۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد کامران، شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اشرف، ندیم عباس	مجید امجد اور ساہیوال	۱۷ تا ۲۳	مجید امجد کو جدید شاعر مانا جاتا ہے۔ انھوں نے اردو میں جدید شاعری کو رواج دیا اور حضرت انسان کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں اور ان کے غموں کو موضوع بنایا۔ انھوں نے نظم کی منفرد روایات کو جِلا بخشی۔ انھوں نے اپنی شاعری کا بڑا حصہ ساہیوال میں لکھا۔ ساہیوال کی ادبی تاریخ کا مجید امجد کی شاعری سے گہرا تعلق ہے۔ مجید امجد کی واحد تالیف "شہر غزل" کو منٹگمری کی پہلی ادبی تاریخ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کی شاعری اور شخصیت نقادوں کے لیے پراسرار دھیما گیت ہے اور یہ گیت ساہیوال کی فضاؤں میں گونج رہا ہے۔	مجید امجد، جدید نظم، ساہیوال، منٹگمری، آئینوں کا سمندر، ندیم عباس اشرف
امجد، جنید	مجید امجد کے سوانحی حقائق	۲۵ تا ۳۸	جنید امجد کی مجید امجد کے ساتھ خاندانی وابستگی ہے۔ اس مضمون میں جنید امجد نے مجید امجد اور ان کے خاندان کے متعلق غلط حقائق کو رد کیا ہے اور ان کی زندگی سے متعلق تفصیل پیش کی ہے۔ انھوں نے اپنی اس تحریر میں مجید امجد کے متعلق چند حقائق ظاہر کیے ہیں اور ان کے ذاتی مسائل و معاملات کی طرف اہلِ نظر کو متوجہ کیا ہے۔ جنید امجد نے مجید امجد کی زندگی کے پہلوؤں کو ایک سوانحی مقالے میں پیش کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مجید امجد کو جھنگ کی سرزمین سے گہری محبت تھی جو مرتے دم تک ختم نہ ہوئی۔	مجید امجد، جھنگ، ناصر شہزاد، جنید امجد
بلوچ، اصغر علی/ اکبر، غلام	مجید امجد کی نظموں کی اخلاقی جہات	۲۳۳ تا ۲۳۷	مجید امجد انسانی رویوں اور اخلاقیات کے نظریے کو موضوع بناتے ہیں۔ ان کے ہاں وقت، اخلاق اور انسانی زندگی کی اصل، اہم موضوعات ہیں۔ وہ زندگی کی مثبت اخلاقی قدروں پر یقین رکھتے ہیں اور اشرف المخلوقات کی تحقیر سے رنجیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ یوں ان کی شاعری زمانی و مکانی حدود سے ماورا ہو کر ہر عہد کے انسان کی شاعری بن جاتی ہے۔	مجید امجد، اخلاقی جہات، اصغر علی بلوچ، غلام اکبر
پاریکھ، رؤف	مجید امجد کے دورِ آخر کی شاعری کا لسانی جائزہ	۳۰۱ تا ۳۰۹	مجید امجد اردو نظم کے چند اہم شعرا میں سے ایک ہیں۔ گو انھیں ابتدائی دور میں وہ مقبولیت نہ مل سکی جس کے وہ حق دار تھے لیکن انھوں نے اسلوب اور موضوع ہر لحاظ سے اپنی انفرادی روایت تخلیق کی۔ مجید امجد نے زندگی کے آخری سات سالوں میں خاص شعری وزن اور بحر استعمال کی ہے۔ مجید امجد کی شاعری میں غنائیت اور نغمگی کے ساتھ ساتھ کئی دوسری زبانوں کا استعمال بھی ملتا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، فردا، شب رفتہ، رؤف پاریکھ
ترابی، نثار	مجید امجد۔ ایک مصور	۲۸۵	مجید امجد نے اپنے ماحول اور کائناتی نظام کے ہر عنصر کا گہری نظر سے مشاہدہ کیا	مجید امجد، شب

		تا ۲۹۰	ہے۔ زندگی ان کی نظموں میں اپنی تمام تر رعنائیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ انھوں نے زندگی کے غیر اہم پہلوؤں کو اہم بنا دیا ہے۔ ان کے ہاں لفظوں سے تصویریں بنانے کا فن واضح نظر آتا ہے۔ دراصل ان کی شاعری میں خیالات تصویروں کی صورت میں وارد ہوتے ہیں لیکن انھوں نے جو بھی تصویریں بنائیں وہ بہت واضح اور صاف ہیں۔ فطرت کے مناظر کو لفظی پیکروں میں ڈھالتے ہوئے بھی وہ پیش منظر اور پس منظر دونوں کا خیال رکھتے ہیں۔	رفتہ، پنواڑی، کہاں سفینے، نثار ترابی
حبیب، طارق	مجید امجد شناسی میں ڈاکٹر وزیر آغا کا حصہ	۴۰۱ تا ۴۱۵	اس مقالے میں مجید امجد کی فکری حیثیت اجاگر کرتے ہوئے انھیں میرا جی اور راشد سے بڑا شاعر مانا گیا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا معروف تنقید نگار ہیں۔ وہ پہلے نقاد ہیں جنھوں نے مجید امجد کے خیالات اور شاعری کے بارے میں لکھا۔ ڈاکٹر وزیر آغا کی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے مجید امجد کی فکر کا نہایت سنجیدگی سے مطالعہ کیا اور جدید نظم کے قارئین کو ان کی طرف متوجہ کیا۔	مجید امجد، ڈاکٹر وزیر آغا، پنواڑی، امروز، شب رفتہ، طارق حبیب
خان، محمد حنیف	مجید امجد کی اقلیم سخن۔۔۔ایک مطالعہ	۱۹۷ تا ۲۰۵	جدید اردو نظم کے ارتقا کی تاریخ میں مجید امجد کی شاعری بینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔ فکر کے حوالے سے مجید امجد کی شاعری عصری شعور کی مکمل عکاس ہے۔ مجید امجد نے اپنے تخلیقی تجربے میں انسان کے ازلی اور آفاقی دکھوں کو روح عصر بنایا۔ ان کی شاعری کی بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی شاعری میں ناامیدی اور فکری جمود کے بجائے امید کی کرن ملتی ہے۔ مجید امجد کو جدید نظم کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔	مجید امجد، شب رفتہ، مرے خدا، امروز، پنواڑی، محمد حنیف خان
خشک، یوسف	مجید امجد کی شاعری میں عصری اور قومی شعور	۱۱۷ تا ۱۲۴	جنگ عظیم اول کے دوران مجید امجد جھنگ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷۴ء میں ساہیوال میں فوت ہوئے۔ انھوں نے ان چھ (۶) دہائیوں کے دوران مختلف تبدیلیوں اور واقعات کو قومی و بین الاقوامی سطح پر دیکھا۔ مجید کی شاعری کے ابتدائی مجموعوں میں فکر کا عنصر ملتا ہے۔ اقبال کی طرح وہ مظلوم قوم کو متحرک ہونے کی ترغیب دیتے ہیں۔ انھوں نے اپنے مشاہدات کو آنے والی نسلوں کے لیے شاعری کی صورت میں قلم بند کیا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، عصری اور قومی شعور، یوسف خشک
زکریا، خواجہ محمد	مجید امجد۔۔۔شاعرِ حیات وکائنات	۳۹ تا ۶۳	مجید امجد اپنی زندگی میں کسی تحریک سے منسلک نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مجید امجد پر تنقیدی مضامین اس دور میں نہیں لکھے جاتے تھے۔ مجید امجد کو جدید نظم کا سب سے مقبول شاعر کہا جاتا ہے۔ اپنی سادہ اور خاموش طبیعت کی وجہ سے انھوں نے کبھی اپنی ذات یا شاعری کی بات نہیں کی لیکن وزیر آغا نے مجید امجد پر تنقیدی مضامین بھی لکھے اور ان کی نظموں کے تجزیے بھی کیے۔ مجید امجد کی کوئی لابی نہ تھی اسی وجہ سے ان کی تخلیقات کو ابتدائی دور میں کوئی اعلیٰ	مجید امجد، جدید اردو نظم، وزیر آغا، کلیات مجید امجد، خواجہ محمد زکریا

			رتبہ نہ مل سکا۔ مجید امجد دنیاوی محبت سے دور ہی رہے۔ ان کے نزدیک شہرت اور دولت کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ بنیادی طور پر نظم کے شاعر تھے اسی لیے اپنے دور کے اچھے غزل گو نہ بن سکے۔ ان کے موضوعات میں پیچیدگی تھی۔ کوئی دوسرا شاعر یا ہم عصر ان کے بیان کی خوبی اور خیالات کی پیش کش کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ شاید اسی لیے وہ شاعروں کے شاعر کہلاتے ہیں۔	
سعید، سعادت	صدرنگ رموز کونین اور مو قلم مانی: مجید امجد کی عرفانی شاعری	۶۵ تا ۸۱	اس مقالے میں ہیڈیگر کی ادبی فلاسفی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ شاعر سچی اور کھری بات اپنی شاعری میں اپنے وجود کی بنیادوں پر مجتمع کرتا ہے۔ مجید امجد اپنی شاعری میں انسان، زندگی، وجود اور کائنات کے شعور کو شش جہتی کے آئینے میں منعکس کرنے کا فن رکھتے ہیں۔ انھوں نے اردو شاعری میں غیر موجود کو وجود عطا کیا۔ وہ اپنی عرفانی فکر کو تصوف کے رنگ میں ڈھالتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ابتدا ہی سے تصوف اور فکر کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ انھوں نے اپنے دور آخر کی نظموں میں صداقتوں، سچائیوں، انکساریوں اور عاجزیوں کو قلم بند کیا ہے۔ دور آخر میں ان کا خدا اسے گہرا تعلق دکھائی دیتا ہے۔ مجید امجد کی نظمیں کائنات میں انسان کے وجود کے چھپے ہوئے رازوں کو روشن کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، ہیڈیگر، تصوف، بس اسٹینڈ پر، ایکسیڈنٹ، شب رفتہ، سعادت سعید
سہیل، سید عامر	مجید امجد کی تراکیب کا مطالعہ	۱۳۳ تا ۱۴۰	اس مقالے میں مجید امجد کی شعری لفظیات، پیرایۂ بیان اور خیال کی انفرادیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مجید امجد کی تراکیب ان کی فنی چابک دستی اور مہارت کا ثبوت دیتی ہیں۔ وہ ہر ترکیب میں انفرادی شان رکھتے ہیں۔ ابتدائی دور کی نظموں میں انھوں نے فارسی رنگ بھی روایتی انداز میں پیش کیا ہے۔ مجید امجد کی خوبی یہ ہے کہ محدود لفظوں کو حد بندیوں سے نکال کر انھیں خود مختار معنی دے دیتے ہیں۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، مجید امجد کی تراکیب، سید عامر سہیل
سیال، صفدر سلیم	مجید امجد ۔۔ شخص، شخصیت، شاعری	۹ تا ۱۵	اس مضمون میں مجید امجد کی ذاتی زندگی، شخصیت اور شاعری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مجید امجد ایک سادہ انسان تھے۔ ان کی شاعری میں تخلیقی عمل کے ساتھ ساتھ انسان کے فطری تقاضے بھی ملتے ہیں۔ ان کی شخصیت میں شاعرانہ ترفع پایا جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں فطرت اور ہر ذی روح سے محبت ملتی ہے۔ جدید اردو نظم کی تخلیق میں ان کے ہاں انگریزی نظم کا سلیقہ ملتا ہے۔ وہ انگریزی ادب کا گہرائی سے مطالعہ کرتے تھے۔ انھوں نے سانحہ کربلا سے متاثر ہو کر چند اشعار بھی لکھے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، اردو نظم گو، آٹو گراف، ریوڑ، صفدر سلیم سیال
شفیع، محمد افتخار	مجید امجد ۔۔ تقریب شادی میں (چند نادر	۱۸۵ تا	مجید امجد جدید شاعروں میں ایک اعلیٰ مقام کے حامل ہیں۔ وہ ایک حساس شاعر ہیں جو معاشرے کے درد کو محسوس کرتے ہیں۔ انھوں نے غم کے نوحے لکھنے	مجید امجد، اردو سہرا، بھال سنگھ، صادق علی جوگی،

	سہرے)	۱۹۶	کے ساتھ ساتھ خوشی کے جذبات کو بھی موضوع بنایا ہے۔اس مضمون میں مجید امجد کے منفرد انداز کو واضح کیا گیا ہے۔ مجید امجد نے بھی سہرے بطور صنف لکھے۔ان کے یہ سہرے ان کے مزاج کے آئینہ دار ہیں۔انھوں نے نثری آہنگ میں نظمیں لکھیں۔اجتہادی نقطۂ نظر سے ہٹ کر یہ سہرے روایتی ہیئت میں لکھے اور موضوع میں جدت کے ساتھ روایتی انداز اپنایا۔	عبدالعزیز، خان یوسفی، ناصر شہزاد، محمد افتخار شفیع
شہباز، محمد	مجید امجد کی غزل گوئی	۳۳۹ تا ۳۵۱	مجید امجد غزل کے توانا شاعر ہیں لیکن ناقدین نے ان پر بطور غزل گو شاعر تنقید کی ہے۔ان کی غزلیں فکری و فنی سطح پر اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہیں۔چند ناقدین نے مجید امجد کی غزلوں کا مطالعہ کیے بغیر انھیں نظم گو شاعر کہنے پر اکتفا کیا۔ان کے ہاں غم، اداسی اور تنہائی جیسے موضوعات ملتے ہیں لیکن جنونیت اور والہانہ پن ناپید ہے جو کلاسیکی شاعری کا خاص موضوع تھا۔ان کی غزل روایت کا چربہ ہونے کے بجائے ایک الگ پہچان رکھتی ہے۔انھوں نے نظم کی طرح غزل میں بھی تجربات کیے ہیں۔	مجید امجد، مجید امجد کی غزل گوئی، جدید اردو شاعری، محمد شہباز
شہزاد، عارفہ	مجید امجد کی شاعری کے انگریزی تراجم	۱۷۵ تا ۱۸۴	مجید امجد اردو شاعری میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں لیکن اردو ناقدین اور ترجمہ نگار مجید امجد کی طرف بہت کم متوجہ ہوئے۔ یہ حقیقت ہے کہ مجید امجد کے اہم شعری کلام کے تراجم نہ کر کے ہم اردو ادب کے عالمی سطح پر تعارف سے بے اعتنائی برت رہے ہیں۔ مجید امجد کی بہت کم ایسی نظمیں ہیں جن کا ترجمہ کیا گیا ہے۔اس مقالے میں ان نظموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے اس بات پر زور دیا ہے کہ مجید امجد کی نظموں کو متعارف کر کے عالمی سطح پر ان کی پہچان کروائی جائے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، کلیات مجید امجد، عارفہ شہزاد
ضیاءالحسن	مجید امجد کی نظم "امروز"	۲۵۹ تا ۲۶۴	اس مضمون میں مجید امجد کی نظم "امروز" کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ ناقد نے اس نظم کے پوشیدہ استعارات کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس نظم میں کچھ ایسے پیچیدہ استعارات کو استعمال کیا گیا ہے جو قاری کے لیے تفہیم کے مسائل پیدا کرتے ہیں۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، لمحۂ موجود کا شاعر، امروز، ضیاءالحسن
عامر، زاہد منیر	مجید امجد کی نظموں میں تصوراتِ زمان کا تدریجی ارتقا	۱۲۵ تا ۱۳۲	مجید امجد کے ہاں وقت کا احساس پوری شدت سے ملتا ہے۔انھوں نے "وقت" کے موضوع کو اردو شاعری میں ایک قوت کے طور پر پیش کیا۔ اقبال کے بعد مجید امجد ان نمایاں لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے وقت کے موضوع کو بخوبی بیان کیا۔ مجید امجد نے وقت کے دائروی چکر کو کنوئیں کے چکر سے تشبیہ دی ہے۔بظاہر چل رہا ہے لیکن ساکن ہے۔انھوں نے لمحۂ موجود میں ماضی و مستقبل کی موجودگی کا تصور بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ان کی شعری لفظیات اور ان کے پس پردہ نمو پذیر ہونے والے ثقافتی مظاہر ایک	مجید امجد، جدید اردو نظم، مجید امجد کے تصورات زمان، مجید امجد کا تصورِ وقت، زاہد منیر عامر

			تہذیبی تسلسل کو نمایاں کرتے ہیں۔ان کے ہاں جدید تراکیب اور لفظی مرکبات کا استعمال ملتا ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے ابتدا میں روایتی تراکیب بھی استعمال کی ہیں۔	
عبدالسمیع	مجید امجد کی نظم میں بچے کا تصور: نوعیت و معنویت	۲۳۹ تا ۲۴۹	مجید امجد کو انسانی نفسیات کا گہرا شعور ہے۔ان کی شاعری ہر عمر کے لوگوں کے لیے ہے۔ان کے ہاں خود کلامی کی سی کیفیت ملتی ہے۔اگرچہ انھوں نے بچوں کے لیے نظمیں نہیں لکھیں سوائے ''ہم تارے، چاند ستارے ہیں'' کے، لیکن اس نظم میں بچوں کی بہت سی تصویریں ملتی ہیں۔انھوں نے ایک ہی نظم میں بچوں کے کئی مسائل سے پردہ اٹھایا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، ہم تارے، چاند ستارے ہیں، عبدالسمیع
عثمانی، محمد ہارون	جہانِ مجید امجد: ایک مطالعہ	۴۴۳ تا ۴۴۵	اردو میں مجید امجد شناسی کی کوئی بہت توانا روایت موجود نہیں ہے۔اردو شاعری بالخصوص نظم کے اس منفرد شاعر کے حوالے سے بہت سی کتابیں اور مضامین لکھے گئے جن میں مجید امجد کا فن اور زندگی کے کچھ گوشے عیاں کیے گئے ہیں۔پنجاب یونی ورسٹی کے مجلہ ''بازیافت'' میں بھی ان کی مختلف جہات کو سامنے لایا گیا ہے۔	مجید امجد، جہان مجید امجد، بازیافت، مجید امجد شناسی، محمد ہارون عثمانی
علی، احتشام	مجید امجد کی آخری دور کی نظموں میں عصری حسیت	۳۱۱ تا ۳۱۹	مجید امجد نے اپنے آخری دور کی نظم نگاری کے لیے جو شعریات وضع کیں انھیں جدید اردو نظم نگاری کی روایت میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔اکثر ناقدین نے اپنی تحریروں میں مجید امجد کے فنی پہلوؤں پر تنقید کی ہے۔اس مقالے میں مجید امجد کی نظموں میں عصری حسیت کو وسیع تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، آٹو گراف، پھولوں کی پلٹن، احتشام علی
علی، نوازش	مجید امجد کا تصورِ ہیئت، روایتی ہیئتیں اور ہیئتی تجربات	۸۳ تا ۱۰۷	مجید امجد اپنی شاعری میں دوسرے شاعروں کے برتے ہوئے تجربات اور جذبات دونوں سے بچتے نظر آتے ہیں۔وہ اپنے ہر ہیئتی تجربے کو اپنے شعور اور جذبے کی بھٹی میں سنوارتے ہیں۔انھوں نے ہیئت کے بہت سے تجربات کیے۔مجید امجد نے شاعری کی کچھ پرانی اور روایتی تشکیلات کو نئے سانچے میں ڈھالا۔انھوں نے کئی ہیئتوں کے اجتماع سے نئی ہیئت کو تشکیل دیا اور اردو شاعری میں ایک نئے وژن کو متعارف کروایا۔غرض انھوں نے پرانے سانچوں کو انفرادی و تخلیقی تجربے سے نئی شکل میں ڈھالا ہے۔	مجید امجد، شب رفتہ، کلیاتِ مجید امجد، مجید امجد کا تصور ہیئت، نوازش علی
عنبرین، بصیرہ	مجید امجد کا طنزیہ و استہزائیہ اسلوب	۱۴۱ تا ۱۷۳	مجید امجد کے ہاں طنزیہ و استہزائیہ اسلوب شاعری میں سنجیدگی کے عناصر ابھارتا ہے۔وہ زندگی کے جھمیلوں، مصائب اور زمانوں کی ٹھوکروں کا تذکرہ رومانوی انداز اور طنز کی آمیزش سے کرتے ہیں۔ان کا استہزائیہ مزاج فطرت اور گردوپیش کے مناظر کی عکاسی، سماجی و معاشرتی تصویروں اور سیاسی منظر نامے کی پیش کش سے تشکیل پاتا ہے۔طنزیہ حوالے سے انھوں نے	مجید امجد، جدید اردو نظم، مجید امجد کا طنزیہ اسلوب، بصیرہ عنبرین

			فطرت، انسان اور سماج کو اپنا موضوع بنایا ہے اور اپنے طنز سے تمام انسانی برائیوں پر کاری وار کیا ہے۔	
قدیر، ریاض	مجید امجد۔۔۔ رازدانِ غم زمان و زمین	۱۰۹ تا ۱۱۶	اردو شاعری کی تاریخ میں مجید امجد نے ایک الگ اور نیا مقام پایا۔ میر تقی میر کی شاعری کے بعد غم اور دکھ کے موضوع کو مجید امجد نے اپنا موضوع بنایا۔ ان کے دکھ کا اظہار صرف ہمدردانہ ہی نہیں بلکہ وہ آدمی کے اندر تک باریک بینی سے اس کے جذبات کو بیان کرتے ہیں۔ مجید امجد نے غم کو باقاعدہ فکری موضوع بنایا۔ ان کی شاعری میں غم کے ادراک و عرفان کا دائرہ کائنات کے تمام حیاتیاتی مظاہر تک پھیلا ہوا ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، رازدانِ غم، کنواں، امروز، پنواڑی، ریاض قدیر
کاشمیری، تبسم	مجید امجد: شاعری کے آخری دور کی معنویت	۲۹۱ تا ۲۹۹	مجید امجد کی آخری ادوار کی نظمیں ہیئت، موضوعات، مواد اور اسالیب کے حوالے سے آخری دور کے شعور کی ترجمانی کرتی ہیں۔ انہوں نے بعض نظموں میں لفظوں کو روایتی تصور سے ہٹ کر استعمال کیا ہے۔ ان کے نقادوں نے آخری دور کی نظموں کے موضوعات اور مواد پر توجہ نہیں دی لیکن اس کے باوجود بحیثیت شاعر مجید امجد کا مقام و مرتبہ بلند کرنے میں ان کے موضوعات اور مواد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس مقالے میں اسی موضوع پر بحث کی گئی ہے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، مجید امجد کی شاعری کا دورِ آخر، تبسم کاشمیری
کبیر، محمد الیاس	مجید امجد کے نقاد (مجید امجد پر مطبوعہ تنقیدی کتب کا مطالعہ)	۴۱۷ تا ۴۴۲	مجید امجد بیسویں صدی کا ایک ایسا شاعر ہے جسے بعد میں دریافت کیا گیا۔ وزیر آغا نے مجید امجد سے متعلق مضامین کو جدید اردو نظم کے قارئین تک کئی بار پہنچایا۔ مجید امجد نے اردو نظم میں ہیئت کے حوالے سے کئی تجربات کیے ہیں۔ ان کے آخری دور کی نظمیں ان کی زندگی کا حصہ ہیں۔ ان کی نظموں کو جدید اردو شاعری کا منشور کہا گیا ہے۔ اس مقالے میں مجید امجد کے فن کا اعتراف کرنے والے ناقدین کو موضوع بنایا گیا ہے۔	مجید امجد، اردو تنقید، مجید امجد کے نقاد، محمد الیاس کبیر
کوثر، یاسمین	مجید امجد پر اقبال کے اثرات	۳۸۳ تا ۴۰۰	پیش نظر مقالے میں مجید امجد پر علامہ اقبال کے اثرات کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ مجید امجد بیسویں صدی کے جدید شاعر مانے جاتے ہیں۔ انھوں نے بہت سے تجربات اپنی منظومات میں کیے۔ چونکہ وہ علامہ اقبال کے بہت بڑے معترف تھے اسی لیے ان کی شاعری میں علامہ اقبال کی سوچ اور فکر کا اثر نظر آتا ہے۔ مجید امجد نے اپنی شاعری میں عام آدمی اور اس کے محسوسات کو موضوع بنایا۔ خصوصی طور پر انھوں نے پنجاب اور سندھ کی تہذیب کو اپنی شاعری میں سمویا۔ وہ حساس شعرا میں سے تھے جو معاشرے کی تکلیف اور ناانصافی کو محسوس کرتے ہیں لیکن وہ دوسرے جدید شعرا کی نسبت سچے شاعر تھے۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، علامہ محمد اقبال، ہمالہ، ریل کا سفر، یاسمین کوثر

منش، وفا یزدان/ گیلانی، سمیرا	مجید امجد اور سہراب سپہری کی شاعری میں موت (تصاویر، تعابیر اور معانی)	۳۶۱ تا ۳۸۲	اس مقالے میں مصنفین نے مجید امجد اور سہراب سپہری کی شاعری میں ''موت'' سے متعلق علامات میں مماثلت تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ دونوں کے پہلے شعری مجموعوں میں موت کو تلخ حقیقت اور خوف ناک قرار دیا ہے۔ دونوں کے تخیلات اور متفکرانہ نظریات موت کی حقیقت اور زندگی کے دائرے کا عکس دکھاتے ہیں۔	مجید امجد، سہراب سپہری، جدید اردو نظم، وفا یزدان منش ، سمیرا گیلانی
منیر، عنبرین	مجید امجد کی نظم میں نفسیاتی شعور	۲۲۱ تا ۲۳۲	اس مقالے میں مجید امجد کی شاعری کے کرداروں سے واضح ہونے والے انسانی نفسیات کے پہلو کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مجید امجد کے کردار اپنے بے ضمیر معاشرے سے الجھتے ہوئے اکثر ناکام نظر آتے ہیں۔ ان کی نظمیں انسانی نفسیات کے طاقت ور ترین پہلو یعنی موت کی ترجمان بن جاتی ہیں۔ اس خوف اور تجربات کے سلسلے کے لیے مجید امجد مختلف علامات کا استعمال کرتے ہیں۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، مجید امجد کا نفسیاتی شعور، عنبرین منیر
ندیم، ثمینہ	مجید امجد کی غزل۔ ایک تجزیہ	۳۲۱ تا ۳۲۹	جدید اردو شاعری میں مجید امجد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ نظم اور غزل کے توانا شاعر ہیں۔ ان کے ہاں ناہموار معاشرے کا فرد سانس لیتا ہے۔ مجید امجد اپنی غزل میں عصر حاضر کے انسان کے احساسات پیش کرتے ہیں۔ غزل میں جدید اور عصری موضوعات کے ساتھ انھوں نے روایتی موضوعات کو نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر ثمینہ ندیم نے ان کی غزلوں کو اپنے مطالعے کا موضوع بنایا ہے۔ انھوں نے مجید امجد کی غزل کے مختلف رنگوں، معانی، تفہیم اور جذبات کی گہرائیوں پر بحث کی ہے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، مجید امجد کی غزل گوئی، کلیات مجید امجد، ثمینہ ندیم
نور، تہمینہ	مجید امجد کی شاعری میں پراکرت الاصل/ سنسکرت الاصل الفاظ	۲۰۷ تا ۲۲۰	مجید امجد اردو شاعری کی تاریخ میں اپنی منفرد نظم گوئی کے باعث ایک جداگانہ شناخت رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں دوسری زبانوں کے الفاظ بخوبی استعمال کیے ہیں اور اس کے علاوہ اردو کے ایسے پر تاثیر الفاظ کا استعمال کیا ہے جن کو نظر انداز کرنا مناسب نہیں۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، ریل کا سفر، کون قیدی، بیساکھ، تہمینہ نور
نوری، محمد فخر الحق	مجید امجد اور ہم عصر نظم گو شعرا (ایک تمہید)	۳۵۳ تا ۳۵۹	مجید امجد کے ہاں ہیئتی تنوع بھی اختیار کیا گیا ہے۔ انھوں نے عملی طور پر ہیئت کے شعور کو آگے بڑھایا ہے۔ انھوں نے استعاروں، تشبیہوں اور علامتوں کا بھی خوب استعمال کیا ہے اور ساتھ ہی فکر و فن اور موضوع و اسلوب میں توازن قائم کیا ہے جو بھرپور تاثر قائم کرتا ہے۔ یہی اوصاف انھیں اپنے ہم عصروں سے جداگانہ منصب عطا کرتے ہیں۔	مجید امجد، اردو نظم گوئی، میراجی، ن۔ م۔ راشد، محمد فخر الحق نوری
نیازی، اورنگ زیب	مجید امجد کی نظم "کنواں": ردِ تشکیلی مطالعہ	۲۵۱ تا ۲۵۷	"کنواں" مجید امجد کی معروف اور نمائندہ نظم ہے۔ اس نظم کا موضوع بہت سے معانی اپنے اندر سموتا ہے لیکن اس موضوع کے حوالے سے بھی ان پر تنقید کی گئی ہے۔ اس نظم کا متن سادہ ہے۔ نظم میں شخصی، نفسیاتی، سماجی اور کائناتی تجربات تہ در تہ ملتے ہیں۔ مجید امجد نے ان تمام تجربات کو ایک متن میں	کنواں، مجید امجد، جدید اردو نظم، کنواں، ردتشکیل، اورنگ زیب

			سمونے کی سعی کی ہے۔	نیازی
نیر، ناصر عباس	مجید امجد کی نظم کی جمالیات (ثقافت و فطرت کے سیاق میں)	۲۶۵ تا ۲۸۳	مجید امجد کی شاعری پاکستانی تہذیب کی جمالیات کی حامل ہے۔ ان کی شعری جمالیات کا اہم حصہ وادیٔ سندھ کی تہذیب ہے۔ امجد نے اپنی شاعری کے ذریعے سندھ کی گم شدہ اور پرانی تہذیب کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے قصباتی اور فطری زندگی کی خاموشی اور اس کے درد کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار مجید امجد کی شاعری میں چھپی سندھ کی ثقافت اور تہذیب کی جدید سوچ کو واضح کرنا چاہ رہے ہیں۔	مجید امجد، جدید اردو نظم، سندھ کی تہذیب و ثقافت، ناصر عباس نیر
ہاشمی، منور	مجید امجد کی غزل	۳۳۱ تا ۳۳۸	مجید امجد نے اپنی نظم میں شاعری کو ایک تہذیب کی صورت میں پیش کیا اور یہی ان کی بنیادی پہچان کا حوالہ ہے۔ مجید امجد اپنے دور کے تمام رجحانات سے ہٹ کر شعر کہتے تھے۔ ان کی غزلوں کے خیالات، انداز اور زبان اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے جتنی کہ ان کی نظم گوئی۔ انھوں نے نظم اور غزل دونوں میں موضوعات کے تقاضوں کو پورا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی غزلیں اور نظمیں موضوعات کے لحاظ سے انفرادیت کی حامل ہیں۔ پیش نظر مقالے میں اسی موضوع پر بحث کی گئی ہے۔	مجید امجد، جدید اردو شاعری، مجید امجد کی غزل گوئی، منور ہاشمی

بازیافت: ۲۵(۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد کامران، شعبۂ اردو، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
امام، عالیہ	"ایتھن فروم"۔۔ ایک اہم امریکی ناول کا ترجمہ	۱۶۵ تا ۱۷۶	دوسری اقوام کی زبانوں کے مضامین کے تراجم علوم کو فروغ دیتے ہیں۔ قوم کی ثقافتی ترقی میں ترجمے کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ایک قوم کے خیالات اور تصورات دوسری قوم میں ترجمے کی بدولت منتقل ہوتے ہیں۔ مشہور براڈ کاسٹر و سفر نامہ نگار محمود نظامی کو ترجمے پر بھی عبور حاصل تھا۔ وہ انگریزی مضامین کو اتنے عمدہ انداز میں اردو زبان میں منتقل کرتے کہ گویا ان کی اپنی ہی تحریر ہو۔ انھوں نے امریکی ناول نگار ایڈتھ وارٹن کے ناول "Ethan Frome" کا ترجمہ کیا ہے جو ان کے بہترین ترجمہ نگار ہونے کا ثبوت ہے۔ اس مقالے میں اس ترجمے کے فنی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔	محمود نظامی، ایتھن فروم، ایڈتھ وارٹن، امریکی ناول، عالیہ امام
بشیر، سعدیہ	منٹو کے اخلاقی ضابطے	۱۹۳ تا ۱۹۸	منٹو پر فحش نگاری کا الزام ایک بحث طلب معاملہ ہے لیکن ان کی اخلاق فہمی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مقالہ نگار کو یہ کہنے میں باک نہیں کہ سعادت حسن منٹو کو اگر ایک تحریک کا نام دیا جا سکتا ہے تو اس کا نام اخلاقی تحریک ہو سکتا ہے۔ منٹو کے افسانوں کے کرداروں میں اخلاقی جھلک نظر آتی ہے۔ منٹو کا حد سے گرا ہوا انسان بھی ضمیر سے عاری نہیں وہ خود کے لیے ایک اخلاقی نظام تشکیل دیتا ہے۔ منٹو انسانیت کو سب سے قیمتی چیز سمجھتا ہے۔ منٹو کی حساسیت اور دردمندی ایسی اخلاقی دنیا کی تعمیر میں کوشاں رہی ہے جہاں منافقت اور ریاکاری انسان کے فطری پن کو تباہ نہ کر سکے۔	سعادت حسن منٹو، اردو افسانہ، منٹو کے اخلاقی ضابطے، سعدیہ بشیر
بلوچ، سہیل عباس	اردو میں ہجو گوئی: مختصر جائزہ	۲۱۵ تا ۲۳۰	ہجو ادب کا ایک لازمی جز و اور معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لیے ایک اہم شعری صنف ہے۔ اردو شاعری میں قصیدے پر بہت کام ہوا مگر ہجو پر نہیں۔ حالانکہ قصیدے کی روش ہی نے ہجو کو تحریک دی ہے۔ ہجو قصیدے کا نقیض ہے۔ بہت سارے قصیدہ گو ہجو گو بھی تھے۔ اردو میں بہت سے شعرا نے ہجو لکھیں لیکن ان میں جرأت کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔	اردو ہجو گوئی، رفیع سودا، مخمس در ہجو لشکر، سہیل عباس بلوچ
پاریکھ، رؤف	اردو معنیات: لفظ و معنی کا رشتہ اور صوتی علامتیت	۴۵ تا ۵۲	لسانیات کی شاخ "معنیات" لفظ اور معنی کے رشتے سے بحث کرتی ہے۔ معنیات کے لیے انگریزی میں سیمینٹکس (Semantics) کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ چونکہ اس کے معنی کسی شے کی علامت کے ہیں اس لیے کچھ ماہرین نے معنیات کو علمِ علامات کی شاخ قرار دیا ہے۔ لفظ اور معنی کا رشتہ ثقافتی ہوتا ہے۔ کسی لفظ کا مفہوم وہی ہوتا ہے جو اس کی آواز سے ثقافتی طور پر	اردو لسانیات، معنیات، سیمینٹکس، صوتی علامتیت، رؤف پاریکھ

			وابستہ ہو جاتا ہے تاہم کچھ الفاظ کے معانی اصل آوازوں کی نقل سے پیدا ہوتے ہیں۔ لسانیات کی رو سے اس کو صوتی علامتیت کہا جاتا ہے۔ اس مقالے میں معنیات، لفظ اور معنی کے رشتے اور صوتی علامتیت سے بحث کی گئی ہے۔	
تنظیم الفردوس	ملازمت پیشہ عورت (ورکنگ وومن) کا تصور اور ہم عصر اردو نظم	۱۹۹ تا ۲۱۴	اردو شاعری میں خاصے تغیرات دیکھنے کو ملتے ہیں جو کئی اسباب کی بنا پر رونما ہوئے۔ جس طرح موضوعات کی سطح پر اردو شاعری میں تبدیلیاں ہوئیں اسی طرح عورت کے تصورات کے ضمن میں بھی تبدیلیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ آج کی عورت پچھلی صدیوں کی خواتین سے حد درجہ مختلف ہے۔ ہم عصر اردو نظم میں بھی عورت کا ایک نیا تصور ملتا ہے یعنی ملازمت پیشہ عورت کا۔ اس مقالے میں ملازمت پیشہ عورت کے امیج، اس کی خصوصیات اور مسائل وغیرہ کو معاصر اردو نظم کے تناظر میں زیر بحث لایا گیا ہے۔	جدید اردو نظم، ملازمت پیشہ عورت، ورکنگ وومن، تنظیم الفردوس
چغتائی، محمد اکرام	ڈاکٹر جی۔ڈبلیو۔لائٹنر (لاہور آمد سے قبل اور لندن واپسی کے بعد)	۹ تا ۴۴	لائٹنر ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۹ء میں وفات پائی۔ انھوں نے تیس سال ہندوستان میں گزارے اور ریٹائرمنٹ کے بعد لندن چلے گئے۔ ان کو بچپن سے ہی زبانیں سیکھنے کا شوق تھا۔ سات سال کی عمر میں انھوں نے عربی اور ترکی زبانیں سیکھ لیں۔ لائٹنر کو کنگز کالج (لندن) میں عربی زبان و ادبیات کا پروفیسر منتخب کیا گیا۔ وہ ایک ایسے مستشرق تھے جنھوں نے ہندوستانیوں کی تعلیم کے لیے کوششیں کیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لیے مسجد بھی تعمیر کروائی جو بیگم شاہ جہاں کے نام سے موسوم ہوئی۔ لائٹنر اورینٹل کالج کے بانی تھے۔ انھوں نے زندگی بھر جو روپیہ کمایا اورینٹل کالج انسٹی ٹیوٹ کی نذر کر دیا۔ اس مقالے میں لائٹنر کی زندگی کے اس دور کا احاطہ کیا گیا ہے جب وہ ابھی لاہور نہیں آئے تھے۔	ڈاکٹر جی۔ڈبلیو۔ لائٹنر، ماہر لسانیات، اورینٹل کالج، کنگز کالج، محمد اکرام چغتائی
خان، عارفہ صبح	رد تشکیل میں افتراقی عناصر	۹۹ تا ۱۱۰	رد تشکیل گزشتہ پانچ دہائیوں سے مغربی تنقید کے زیر اثر مسلسل زیر بحث ہے۔ رد تشکیل بنیادی طور پر کوئی نیا نظریہ نہیں۔ کائنات، فطرت انسانی اور رد تشکیل ایک ساتھ وجود رکھتے ہیں۔ رد تشکیل کی بنیاد معنی کے فرق پر ہے۔ معنی نہ صرف فرق سے پیدا ہوتے ہیں بلکہ ان میں ایک قسم کی درجہ بندی بھی قائم ہو جاتی ہے۔ اس مقالے میں مغربی اور اردو تنقید کے حوالے سے رد تشکیل کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	رد تشکیل میں افتراقی عناصر، جان ہاپکنز، ژاک دریدا، سوسیئر، ایم۔ جیفرسن، عارفہ صبح خان
خٹک، خالد محمود	بلوچستان کے اردو ناولوں میں مقامی تہذیبی عوامل	۱۵۳ تا ۱۶۴	کسی بھی تہذیب کے عوامل و عناصر کا پہچانا جانا اس تہذیب کے فروغ کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ اس بات کے پیش نظر بلوچستان کے تہذیبی عوامل کا نمایاں ہونا اتنا ہی ضروری ہے۔ اردو ناولوں میں بلوچستان کے رسم و رواج آٹے میں نمک کے برابر نظر آتے ہیں۔ چند ہی گنے چنے ناول ہیں جن میں	بلوچستان کے اردو ناول، آغا گل، دشت وفا، پڑاؤ، خوابوں کی بستی، خالد محمود

			بلوچستان کی تہذیب کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں صف اول آغا گل کا ناول ہے۔ باقی بیشتر ناولوں میں رسم و روایات کا بیان اختصار کے ساتھ نظر آتا ہے۔	خٹک
رؤف، محمد	اردو شاعری میں تحسین میر کی روایت	۲۹۹ تا ۳۱۰	میر کا شمار اہم ترین شعرا میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان پر کتابیں، مقالے اور مضامین مسلسل لکھے جا رہے ہیں۔ فصاحت اور بلاغت میر کے کلام کا حصہ ہے۔ میر کو 'خدائے سخن' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ تحسین میر کو زیبا ہے۔ تاریخ ادب سے فیصلہ لیں تو اردو زبان کے سب سے بڑے شاعر میر تقی میر ٹھہرتے ہیں۔ میر کی شاعری اپنے مخصوص اسلوب بیان اور طرزِ فکر کی بدولت منفرد ہے۔ اردو شاعری میں ان کی تعظیم و تحسین ایک مضبوط روایت کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اردو کے کتنے ہی بڑے شعرا نے میر کی تحسین بغیر مبالغے کے کی ہے۔ اس مقالے میں تحسین میر کی اس روایت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	میر تقی میر، خدائے سخن، شیخ امام بخش ناسخ، مرزا غالب، ناصر کاظمی، تحسین میر کی روایت، محمد رؤف
سعید، محمد	رشید حسن خاں کی تحقیقی خدمات	۱۲۱ تا ۱۴۴	رشید حسن خاں اردو تحقیق کا معتبر نام ہے۔ ان کی تحقیقی اور تدوینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ لغت سے بھی ان کو دلچسپی تھی۔ انھوں نے تحقیقی مضامین کا آغاز لغت کے موضوع سے کیا۔ بعد میں انھوں نے کتنے ہی اہم کلاسیکی متون مدون کیے۔ انھوں نے کئی تحقیقی مقالات بھی لکھے جن میں کچھ باتیں وہ پہلی مرتبہ سامنے لائے اور بعض پہلے سے معلوم شدہ حقائق کی تائید بھی کی۔ اس مقالے میں رشید حسن خاں کی تحقیقی خدمات کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	رشید حسن خاں، اردو تحقیق و تدوین، کلاسیکی ادب کی تدوین، محمد سعید
سنجرانی، خالد محمود	انھی چلمنوں سے مجھے دیکھنا ہے (مجید امجد اور وقت کی چلمن)	۳۲۱ تا ۳۲۸	مجید امجد کی نظموں پر نگاہ دوڑائی جائے تو وہ حال کے زمانے کو بنیاد بناتے ہیں اور اسی سے دوسرے زمانوں مثلاً ماضی اور مستقبل میں جھانکتے ہیں۔ مجید امجد کی شاعری میں لمحۂ موجود کو غیر معمولی فوقیت حاصل ہے۔ مجید امجد بیسویں صدی کے اہم ترین شعرا میں اپنا مقام رکھتے ہیں۔ ان کی نظموں میں گرد و نواح کی وہ اشیا اور احساسات دیکھنے کو ملتے ہیں جو ہم روز مرہ زندگی میں نظر انداز کرنے کے روادار ہیں مگر وہ انھی لمحوں کو اپنے قلم کی دنیا میں قید کر لیتے ہیں۔	مجید امجد، وقت کی چلمن، شب رفتہ، خالد محمود سنجرانی
ضیاء الحسن	حالی کی غزل: جدید اردو غزل کا نقش اول	۳۱۱ تا ۳۲۰	مولانا الطاف حسین حالی دھیمے اور سادہ مزاج کے حامل انسان تھے۔ نہ صرف اردو بلکہ عربی و فارسی کی شعری روایتوں پر بھی ان کی عمیق نظر تھی۔ حالی شروع سے نئے نئے خیالات کو سراہنے والے شخص تھے۔ جدید اردو غزل کی روایت سازی میں حالی کا بڑا ہاتھ ہے۔ انھوں نے نئی نئی علامتوں کو استعمال کرنے کی کوشش کی۔ حالی نے غزل کے کلاسیکی نظام علامات کو ترک کر کے	مولانا الطاف حسین حالی، جدید اردو غزل، علامہ محمد اقبال، دیوانِ حالی، ضیاء الحسن

			اپنے باطن کی علامتوں کو استعمال کیا۔انھوں نے اردو میں غیر مردف غزل کہنے کی روایت متعارف کروائی۔حالی نے جدید غزل کی طرح ڈالی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حالی کے جدید غزل کے خواب کی تعبیر اقبال کے کلام میں ملتی ہے۔	
عارف،نجیبہ	اٹھارویں صدی کا ایک نادر سفر نامہؑ روس و چین	۵۳ تا ۸۶	مقالہ نگار کو جنوبی ایشیا سے مغرب کی طرف سفر کرنے والوں اور اس کی روداد لکھنے والوں کے بارے میں کتب خانوں کی کئی فہرستیں دیکھنے کے دوران معلوم ہوا کہ اٹھارویں صدی میں محمد عبداللہ نامی ایک شخص نے روس اور چین کا سفر کیا۔اس نے سفر کا آغاز بخارا سے کیا اور دو ماہ کی مدت میں وہ بنگال پہنچا جہاں وہ "صاحبان" سے ملا۔اغلب ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کارپردازان نے اس کو جاسوسی کی کسی مہم پر روس اور چین روانہ کیا تھا۔سفر کے دوران نہ صرف اس کی ملاقات غیلان کے حاکم کریسہ سے ہوئی بلکہ وہ مختلف بادشاہوں اور شہزادیوں سے بھی ملا لیکن ان کے نام نہیں لکھے۔وہ ہر جگہ مختلف مدت کے لیے قیام کرتا رہا۔عجیب بات یہ ہے کہ سفر نامے میں اس نے تاریخیں تو لکھی ہیں لیکن سنہ کا ذکر نہیں کیا۔مقالہ نگار نے اس سفر نامے کو مدون کیا ہے اور اصل فارسی متن کے ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی فراہم کیا ہے۔	اردو سفر نامہ، محمد عبداللہ، اٹھارویں صدی کا اردو سفر نامہ، سفر نامہؑ روس و چین، نجیبہ عارف
عامر،زاہد منیر	پر امن بقائے باہمی اور اقبال	۲۳۱ تا ۲۴۸	علامہ اقبال کی شاعری میں امن کا پیغام ملتا ہے۔اقبال کے مطابق ایک پر امن معاشرے کے لیے مذہب کا ہونا بہت ضروری ہے۔اسلام کے مطابق کوئی انسان دوسرے پر فضیلت نہیں رکھتا۔انسانیت کی بقا وحدت اور مساوات پر منحصر ہے۔جب تک انسان پر امن نہیں رہیں گے اس وقت تک امن دور دور تک دکھائی نہیں دے گا۔یہ مقالہ اقبال کی شاعری اور فکر کے حوالے سے عالمی امن کے موضوع کو زیر بحث لاتا ہے۔	علامہ محمد اقبال، کلیات اقبال، پُر امن بقائے باہمی، زاہد منیر عامر
عثمانی، محمد ہارون	شعور کی رو	۸۷ تا ۹۸	شعور کی رو کی اصطلاح پہلے امریکی ماہر نفسیات ولیم جیمس نے اپنی کتاب "اصولِ نفسیات" میں پیش کی۔ولیم جیمس کے نزدیک شعور جامد چیز نہیں بلکہ متحرک شے ہے۔مغرب میں ادیبوں نے "شعور کی رو" کی تکنیک کو عروج تک پہنچایا۔یہی وجہ ہے کہ مغربی ادب میں یہ تکنیک ایک مضبوط تحریک بن چکی ہے لیکن جب اردو ادب کی بات کی جائے تو تھوڑی مایوسی ہوتی ہے۔اردو ادب میں شعور کی رو کی تکنیک کے حوالے سے چند ناول نظر آتے ہیں جبکہ "انگارے" کو اس حوالے سے پہلا قدم مانا جاتا ہے۔مقالہ نگار کے مطابق حسن عسکری، انور سجاد اور کرشن چندر نے اس تکنیک کا استعمال عمدہ طریقے سے کیا ہے۔	شعور کی رو، ولیم جیمس، اصول نفسیات، اردو فکشن، محمد ہارون عثمانی

عنبرین، بصیرہ	اردو کے چند اہم تضمین نگار	۲۶۹ تا ۲۸۲	تضمین دوسرے شعرا کے مصرعوں یا اشعار کو اپنی شاعری میں فنی سلیقے کے ساتھ برتنے کا نام ہے۔ اردو شاعری میں تضمین نگاری کا مستقل رجحان دکھائی دیتا ہے۔ جس میں اقبالؔ، میر حسنؔ، آثرؔ، برقؔ، وفاؔ، غالبؔ اور حسرتؔ کے نام شامل ہیں۔ انھوں نے تضمین نگاری کا استعمال عمدہ پیرائے میں کیا ہے۔ اس مقالے میں مذکورہ چند شعرا کی تضمینوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تضمین نگار، اردو شاعری، اردو شاعری میں تضمین نگاری، بصیرہ عنبرین
فیاض، ایم۔ خالد	حسرت موہانی کی عشقیہ شاعری۔ ایک مطالعہ	۲۸۳ تا ۲۹۸	حسرت موہانی اردو غزل کا ایک اہم نام ہے۔ انھوں نے سیاسی شاعری بھی کی اور عشقیہ بھی۔ ان کی سیاسی شاعری اتنی عمدہ نہ تھی لیکن انھوں نے عشقیہ شاعری میں بہت نام کمایا۔ حسرت کی شاعری پیچیدہ یا الجھی ہوئی نہیں بلکہ سادہ اور صاف ہے۔ ان کا محبوب تخیلی نہیں بلکہ حقیقی وجود رکھتا ہے۔ ان کے اشعار پڑھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ حسرت موہانی ہی کے ہیں کیونکہ وہ ایک خاص اندازِ بیان رکھتے تھے۔	حسرت موہانی، عشقیہ شاعری، معاملہ بندی، ایم۔ خالد فیاض
کامران، محمد	Role of Internet in the Teaching and Exploring of Contemporary Pakistani Literature in 21st Century (اکیسویں صدی کے اردو ادب کی تدریس اور تلاش میں انٹرنیٹ کا کردار)	۳ تا ۱۰ (حصہ انگریزی)	انٹرنیٹ نے علم کے نئے دروازے کھولے ہیں جس کے امکانات کی حد نہیں۔ اردو پاکستان کی قومی زبان ہے اور جنوبی ایشیا کی اہم زبانوں میں شامل کی جاتی ہے۔ اردو سمیت سب زبانوں کی بقا کا انحصار اب اس بات پر ہے کہ آیا وہ نئی سائبر دنیا میں خود کو شامل کر پاتی ہیں کہ نہیں۔ اگرچہ اردو زبان اور ادب سے متعلق انٹرنیٹ پر انگریزی میں بہت کچھ موجود ہے لیکن اردو میں بھی کچھ اہم مواد مل جاتا ہے۔ اس مقالے میں ایک طرف انٹرنیٹ کی موجودہ زمانے میں اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دوسری طرف اکیسویں صدی کے اردو ادب کی تدریس اور اس سے متعلق انٹرنیٹ پر دستیاب مواد کا جائزہ لیا گیا ہے۔	Contem-porary Pakistani literature, internet, South Asia, 21st century, culture, Muhammad Kamran
میکن، سکندر حیات	اردو تنقید اور اردو تنقید پر تحقیق کا جائزہ	۱۱۱ تا ۱۲۰	فن تنقید انسانی شعور کی معراج کے ساتھ وابستہ ہے۔ بعض کے مطابق تنقید چار ہزار سال پرانی ہے۔ یہ محض نکتہ چینی یا عیب جوئی نہیں کرتی بلکہ فن پارے کے عمدہ پہلوؤں کو بھی سامنے لانے کا نام ہے۔ اردو ادب میں حالی نے تنقید کا باقاعدہ آغاز کیا اور بعد میں آنے والے ناقدین نے اردو تنقید کو مزید تقویت دی۔ بعض ناقدین نے تنقید کو تحقیق کی کسوٹی پر بھی پرکھنے کی کاوش کی ہے۔ اردو تنقید اور تنقید پر کی جانے والی تحقیق و تنقید اس مقالے کا موضوع ہے۔	اردو تنقید، محمد حسین آزاد، انجمن پنجاب، مولانا حالی، علامہ شبلی، سکندر حیات میکن
ندیم، ایوب	مجید امجد کی نظم "جلوس جہاں" کا	۳۲۹ تا	مجید امجد اپنے ارد گرد کے ماحول کا بہت گہرا مشاہدہ کرنے والے شاعر تھے۔ ان کی نظموں میں لفظ اور معنی کا رشتہ بہت گہرا ہوتا ہے۔ اپنی نظموں میں وہ	مجید امجد، آزاد نظم، جلوسِ

	تجزیہ	۳۳۴	گردونواح کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہیں۔ مثلاً ’’نظم جلوسِ جہاں ‘‘میں وہ سفر کے منظر کوڈرامائی انداز میں بیان کرتے ہیں جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کے پہلے حصے میں وہ ایک کوچوان کی تصویر کشی کرتے ہیں جوانتہائی نیک اور نرم مزاج کاانسان ہے اور شاعر اس کے تانگے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ دوسرے منظر میں وہی کوچوان تیز رفتاری دکھاتا ہے اور اپنی سواری کو بہت تیز چلاتا ہے۔اس کارویہ اب پہلے والے منظر کی طرح دکھائی نہیں دے رہا۔ تیسرے بند میں شاعر نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ انسان اپنارویہ، اپنے موجودہ وقت کے مطابق بدل لیتا ہے۔انسان مختلف نہیں ہوتے بلکہ وقت مختلف ہوتا ہے۔	جہاں،شب رفتہ کے بعد، ایوب ندیم
نعیم، محمد	"مراۃ العروس": نسوانی اختیار اور مردانہ اصلاح	۱۷۷ تا ۱۸۴	نذیر احمد اردو کے اولین اور عمدہ ناول نگار ہیں جنھوں نے اردو ادب کو "مراۃ العروس" جیسا ایک عمدہ ناول دیا۔اس ناول میں اصغری اور اکبری کے کردار نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ کردار اردو ادب میں ایک نئی جہت کا اضافہ ہیں۔اس ناول کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت محض عورت نہیں بلکہ وہ گھر بنانے یا بگاڑنے کی ذمہ دار سمجھی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک نیک سیرت عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔اس رخ سے نذیر احمد کے اس ناول کو پہلے نہیں پڑھا گیا۔	ڈپٹی نذیر احمد، اردو ناول، مراۃ العروس، اکبری، اصغری، محمد نعیم
نواز، شاہد	"نادار لوگ" کے کرداروں کی سماجی تعبیر	۱۸۵ تا ۱۹۲	عبداللہ حسین کے ناول زیادہ تر سماج اور ریاستی نظام کی انسان کش صورتوں کے محاسبے کے گرد گھومتے ہیں۔ایسا ہی ان کا ایک ناول "نادار لوگ" ہے۔ اس ناول کو پڑھتے ہوئے تین قسم کے طبقات سامنے آتے ہیں۔عام شہری، سرمایہ دار اور ملازمت پیشہ۔ان تینوں طبقوں کی نمائندگی کے لیے ناول نگار نے تین کرداروں کو پیش کیا ہے۔ان تینوں کرداروں کی حیثیت سماجی طور پر بہت اہم ہے۔ناول نگار نے ان کرداروں کی صورت ہمارے ریاستی نظام میں اداروں کی کشمکش اور اس کے حل کو موضوع بنایا ہے۔ناول نگار کا کہنا ہے کہ ریاست کے تین بڑے ادارے ہیں اور ہر ادارے کی اہمیت اپنی جگہ ہے مگر ترتیب الٹی ہونے کی وجہ سے معاشرہ نادار لوگوں سے بھر گیا ہے۔	عبداللہ حسین، اردو ناول، نادار لوگ، نادار لوگ کے کردار، شاہد نواز
وحیدالرحمٰن	'خندۂ سپاہ' کا سالار: کرنل محمد خان	۱۴۵ تا ۱۵۲	اردو مزاح نگاروں میں کرنل محمد خان پہلی صف کے مزاح نگار ہیں۔ان کی بیشتر مزاحیہ تحریریں فوجی زندگی کے دائرے میں گھومتی ہیں جس کا بہترین نمونہ "بجنگ آمد" ہے۔ شعرِ غالب ہو یا کلامِ اقبال کا ذکر، اگر وہ کرنل محمد خان کے قلم سے بیان ہو تو تحریر کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ کرنل محمد خان ایک زندہ دل اور خوش طبع انسان تھے اور اسی خوبی کو انتہائی خوبصورت انداز میں استعمال کرتے ہوئے وہ انسان کی مختلف حالتوں مثلاً معصومیت، حماقت،	کرنل محمد خان، اردو مزاح نگار، بجنگ آمد، وحید الرحمٰن

	سادگی، عیاری اور نادانی وغیرہ سے ہونے والے واقعات کو قلم بند کرتے تھے۔اس مقالے میں کرنل محمد خان کی طنزیہ اور مزاحیہ نثر کا جائزہ لیتے ہوئے طنز و مزاح کی روایت میں ان کا مقام و مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔			

بازیافت: ۲۶(۲۰۱۵ء)

مدیر: محمد کامران، شعبۂ اردو؛ اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، نبیل	ڈاکٹر سلیم اختر اور تہذیب و ثقافت کے مباحث	۹۵ تا ۱۰۵	اردو تہذیب و ثقافت میں ایک بڑا اہم نام ڈاکٹر سلیم اختر کا ہے جو کہ ایک نقاد، محقق اور فکشن رائٹر ہیں۔ انھوں نے تہذیب و ثقافت کا بالغ نظری اور عمق کے ساتھ تجزیہ کیا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی پہچان اور اپنے ملک پر فخر محسوس کرنا چاہتے ہیں انھیں اپنی تہذیب و ثقافت پر فخر ہونا لازمی امر ہے۔ کلچر کے عناصر ترکیبی میں زبان، کسی بھی ملک کا جغرافیہ، مذہب، تاریخ، فنون لطیفہ اور ادبیات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر پاکستانی کلچر کے خواہاں اور علاقائی تعصبات اور نفرت و حقارت کے مخالف ہیں۔ اس کے لیے وہ امریکہ کے فیڈریشن کے تصور کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں۔	سلیم اختر، اردو تنقید، تہذیب و ثقافت کے مباحث، نفسیاتی نقاد، نبیل احمد
ارم، صائمہ	وجہی کی تصانیف کی تدوین کا تجزیاتی مطالعہ	۱۲۵ تا ۱۳۳	دکن کی ادبی تاریخ میں ملا وجہی ایک اہم نام ہے۔ وہ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نثر نگار بھی تھے۔ ان کی مشہور تخلیقات میں "سب رس"، "قطب مشتری" اور "تاج الحقائق" شامل ہیں۔ ان کتابوں کا ادبی معیار بہت بلند ہے۔ اردو شاعری اور اردو نثر کے ارتقا میں یہ سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کی کتابوں کو مختلف محققین نے مرتب کیا ہے جن میں مولوی عبدالحق بھی شامل ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر صائمہ نے ملا وجہی کی تصانیف میں تدوین متن کے اصولوں کا جائزہ لیا ہے۔	ملا وجہی، دکنی ادب، سب رس، قطب مشتری، تاج الحقائق، قطب شاہ، صائمہ ارم
اشرف، ندیم عباس	"Self and Sovereignty" کا تحقیقی و تنقیدی عمومی جائزہ	۳۴۳ تا ۳۵۳	عائشہ جلال کی کتاب "Self and Sovereignty" برصغیر کی تاریخ کا ایک نیا انداز فکر متعارف کروانے میں کامیاب رہی ہے۔ کتاب کی زبان و بیان اور جملوں کی ترتیب و تنظیم ایک ماہر زبان دان کی مہارت کی گواہی پیش کرتی ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب میں کئی اہم اور نازک موضوعات پر بحث کی ہے۔ مسلمانانِ برصغیر کی شناخت کے لیے جد و جہد کو عائشہ جلال نے اس کتاب کا موضوع بنایا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے قومیت کے ابھرتے ہوئے دعووں اور تحریک آزادیٔ ہند سے اس رشتے کو بھانپنے کے لیے گروہ بندی اور قوم پرستی کے فرق پر بحث کی ہے۔ عائشہ نے بطور تاریخ نگار یہ کتاب لکھ کر جہاں برصغیر کی تقسیم اور سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالات کا ذکر کر کے ایک نیا انداز فکر دیا ہے وہاں چند گوشے ایسے بھی ہیں جہاں تک کسی کی نظر نہ پہنچ سکی۔ یہ کتاب تاریخ دانوں کے لیے اور نئے لکھنے والوں ایک تحریک رہے	عائشہ جلال، دو قومی نظریہ، Self and Sovereignty, ندیم عباس اشرف

			گی۔	
اقبال، عمارہ	احمد ندیم قاسمی: محب وطن شاعر	۱۷۵ تا ۱۸۶	احمد ندیم قاسمی ایک مشہور شاعر، معروف افسانہ نگار، تنقید نگار اور باکمال صحافی تھے۔ وہ ایک محب وطن شاعر تھے۔ اس مقالے میں سقوطِ ڈھاکہ یعنی ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش کی علاحدگی اور حکمرانوں کی خود غرضی کو بیان کیا گیا ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے اس موضوع کو اپنایا۔ آپ نے نام نہاد جمہوریت کو جو ترقی کی راہ میں رکاوٹ تھی، تنقید کا نشانہ بنایا اور اقوام متحدہ پر مسئلہ کشمیر حل نہ کروانے کے حوالے سے بھی کڑی تنقید کی۔ ندیم نے شاعری کے ذریعے انسانیت، ہمدردی اور آزادی کے جذبات کو فروغ دیا۔ پاکستان سے گہری وابستگی ان کی شاعری میں نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کے نزدیک جو شخص اپنی قوم اور وطن سے محبت نہیں کرتا وہ کسی سے بھی محبت نہیں کرتا۔	احمد ندیم قاسمی، اردو شاعری، محب وطن شاعر، عمارہ اقبال
امام، عالیہ	دواوین شاہ حاتم	۱۳۵ تا ۱۴۹	شیخ ظہور الدین حاتم میر اور سودا سے پہلے کے دور کے مشہور شاعر تھے۔ انھوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ فارسی میں مرزا صائب اور اردو میں ولی دکنی کے بڑے مداح تھے۔ انھوں نے ''دیوانِ قدیم'' لکھا جو ۱۱۴۴ھ میں مرتب ہوا اور ہندوستان میں بہت مشہور ہوا۔ بعد میں انھوں نے شاعری میں نیا پن پیدا کیا جو میر اور سودا کے دور میں بہت مقبول ہوا۔ حالات کے پیش نظر قدیم دیوان کا دوبارہ مطالعہ کیا گیا اور ''دیوان زادہ'' مرتب کیا گیا جس میں وقت اور حالات کے مطابق نئی اصلاحات کی گئیں۔ ان کی مشہور تصانیف میں دیوان قدیم، دیوان زادہ اور دیوان فارسی شامل ہیں۔	ظہور الدین حاتم، دیوان زادہ، دیوان قدیم، دواوین شاہ حاتم، عالیہ امام
امانت، اسما	پاکستانیت: اشفاق احمد کے ڈراموں کے تناظر میں	۳۲۵ تا ۳۴۱	اشفاق احمد کے ڈرامے جذبۂ پاکستانیت کے علم بردار اور ہمارے قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ انھوں نے پاکستانیت کے تناظر میں سب سے زیادہ ڈرامے تخلیق کیے ہیں۔ وہ اپنے ڈراموں میں پاکستان کے تہذیبی، تمدنی، ثقافتی اور سیاسی احساسات کو مد نظر رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں پاکستانیت کے حوالے سے جن عناصر کا تذکرہ ملتا ہے وہ ہمارے معاشرے کے حساس نوعیت کے مسائل ہیں۔ وہ نہ صرف معاشرے کی خامیاں بیان کرتے ہیں بلکہ ان کا حل بھی بتاتے ہیں۔ کہیں سود کے نظام کی مخالفت اور اس کے خاتمے کی بات کرتے ہیں تو کہیں ملائیت کے حوالے سے پائے جانے والے ابہامات کا جواز تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے ڈراموں میں پاکستانیت پر مبنی رویوں کو حاوی دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان کا جذبہ ہی وہ بے مثال جذبہ ہے جس کی ہمیں شدید ضرورت ہے۔ اشفاق احمد کے ڈراموں کے یہی قومی اوصاف ان کے ڈراموں	اشفاق احمد، اردو ڈراما، پاکستانیت، کالا سویرا، راہ راست، نیلی چڑیا، ہیرا من، قلعہ کہانی، حیرت کدہ، یہ تیرے پراسرار بندے، چابی اور چابیاں، اسما امانت

			کو پاکستانیت کے وصف سے ہم کنار کرتے ہوئے انھیں دیگر اہل فن میں منفرد اور ممتاز مقام دلواتے ہیں۔	
بخاری، صدف	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی منتخب نظمیں۔۔ ایک تنقیدی جائزہ	۳۹۷ تا ۴۰۸	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی نظمیں ساٹھ کی دہائی میں متعارف ہونے والے نئے شعری اسلوب کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ''تمثال اور دوسری نظمیں'' میں گھٹن اور پژمردگی کا احساس نظر آتا ہے۔ ان نظموں کا مجموعی تاثر اس دور کی لسانی تشکیلات کے تحت سامنے آنے والی شاعری سے قدرے مختلف ہے۔ ان کے ہاں الفاظ متحرک بھی ہیں اور تھکے ماندے بھی۔ "ایک دعا" اور "شہروں کے لیے ایک نظم" دعائیہ انداز کی نظمیں ہیں۔ "سانپ بارش" امیجری کے لحاظ سے منفرد ہے اور "زوال کا بادل" اپنے گردو پیش چھائی ہوئی بدہیئتی اور بے سمتی کا نوحہ ہے۔ ڈاکٹر تبسم کی نظموں میں موضوعات کا تنوع نظر آتا ہے۔ ان کی نظموں میں جدید دور کا ظالم اور خوف زدہ انسان نظر آتا ہے جو محض ظلم و بربریت کے ذریعے دوسروں کو ڈرا کر طاقت ور بننا چاہتا ہے۔	ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو نظم، سانپ بارش، ایک دعا، زوال کا بادل، صدف بخاری
ترابی، نثار	جدید اردو غزل۔۔ مزدور دوست شعری رویوں کے تناظر میں	۶۱ تا ۷۵	غزل ایک ایسی صنف ہے جس میں سیاست، ثقافت، مذہب، تخیل یہاں تک کہ فلسفہ اور مزدور دوستی کے موضوع پر وقت کے ساتھ ساتھ اور رویوں کی تبدیلی کے بارے میں لکھا گیا۔ رویوں کے اتار چڑھاؤ اور جذبات کو شاعر خوبصورت رنگ میں بیان کرتا ہے۔ ۱۹۷۰ء میں مزدور دوستی کی جو تحریک چلی اس میں شاعروں نے گرم جوشی کے ساتھ مزدور طبقے کا ساتھ دیا اور ان کی آواز حق کو بلند کیا۔ مزدور دوست شعری روایت کا تسلسل جدید اردو غزل کا ایک ایسا فکری پھیلاؤ ہے جو مستقبل میں بھی اپنی موجودگی کا پتا دیتا رہے گا۔ معاشرے میں سرمایہ دارانہ نظام کے تحت مزدور طبقہ بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ ان کے حقوق کے لیے بہت سے شاعروں نے اس تحریک کے دوران اور بعد میں کام کیا۔ گویا شعرا کی جانب سے یہ مزدور طبقے کے لیے اظہار یگانگت ہے۔	احسان دانش، شاعر مزدور، تنویر سپرا، خیال امروہوی، طشت مراد، بیدل حیدری، ساغر صدیقی، رام ریاض، نثار ترابی
چٹھہ، آصف علی	انقلابِ روس: سیاسی و ادبی تموج	۳۳ تا ۴۹	سوویت یونین جو آج روس کہلاتا ہے، رقبے کے لحاظ سے دنیا کا بڑا ملک ہے۔ انقلابِ روس (۱۹۱۷ء) تک روس پر رومانوف خاندان کی حکومت رہی۔ تین سو سالہ حکمرانی کے بعد بالآخر کمیونسٹ پارٹی برسر اقتدار آئی۔ ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا اور دس سال بعد وہاں سے نکلنا پڑا۔ ۱۹۹۱ء میں گورباچوف نے سوویت یونین تحلیل ہونے کے بعد ملک کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ سوویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں میں ازبکستان، آذربائیجان، تاجکستان، ترکمانستان، قازقستان،	انقلاب روس، سوویت یونین، دوستوفسکی، گوگول، پشکن، بارہ سوار، آصف علی چٹھہ

			کرغیزستان، یوکرائن اور لتھوانیا شامل ہیں۔ روسی ادب کی کوئی تاریخ نہیں ہے کیونکہ ابتدائی ادب مذہبی واعظ اور مذہبی خطبات پر مشتمل تھا۔ ٹالسٹائی، دوستوفسکی، گوگول اور پشکن ۱۹ویں صدی کے فن کار ادیب ہیں۔ انقلاب روس میں الیگزینڈر بلوک کی آواز سنائی دیتی ہے۔ ان کی نظم "بارہ سوار" کا اکیس زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ آننا آخماتووا، ولادیمیر مایاکوفسکی اور اوسپ منڈل سٹام روسی ادب کے اہم نام ہیں۔ اقبال نے لینن کے عمل اور کلام کو پسند کیا۔ جبکہ ساحر لدھیانوی اور سردار جعفری نے لینن کے ترانے گائے۔	
حمید، آصف	اردو مکتوب نگاری۔۔ قیام پاکستان کے بعد	۲۰۵ تا ۲۱۱	قیام پاکستان سے پہلے بھی اردو مکتوب نگاری ایک مشہور صنف تھی اور تقسیم کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ قیام پاکستان کے بعد جاں نثار اختر اردو کے اولین مکتوب نگار ہیں جن کا مجموعۂ خطوط "خاموش آواز" ہے۔ سب سے زیادہ خطوط لکھنے والے مکتوب نگار رشید احمد صدیقی ہیں۔ اردو مجموعہ ہائے خطوط کی اشاعت کا سلسلہ اگرچہ وقفے وقفے سے جاری رہا لیکن کتابی صورت میں خطوں کی اشاعت کا سنہرا دور بیسویں صدی عیسوی کے آخری عشرے میں شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ موجودہ دور میں موبائل فون اور کمپیوٹر سے ایس۔ ایم۔ ایس۔ یا ای۔ میل کے ذریعے بھیجے جانے والے پیغامات مکتوب نگاری کا سستا نعم البدل بن گئے ہیں مگر یہ پیغامات ادبی آمیزش سے عاری ہوتے ہیں۔	اردو مکتوب نگاری، قیام پاکستان کے بعد مکتوب نگاری، جاں نثار اختر، رشید احمد صدیقی، محمد حسن عسکری، آصف حمید
حیدری، فیصل کمال	اردو غزل کے انگریزی تراجم	۲۱۳ تا ۲۱۹	اردو شاعری کے انگریزی تراجم کے سلسلے میں ہیئت مترجمین کے ہاں ایک بڑا مسئلہ رہی ہے۔ نظم میں ہیئت کسی حد تک اس مسئلے کو پورا کرتی ہے مگر غزل کی ہیئت میں یہ بہت کم مترجمین کے ہاں نظر آتا ہے۔ جدید انگریزی اصناف شعر میں ہیئت کی حیثیت ثانوی ہو چکی ہے لیکن اردو شاعری میں غزل آج بھی ہیئتی اہمیت کی حامل ہے چنانچہ غزل کے ترجمہ میں ہیئتی انتقال کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے۔ غزل کا ترجمہ کرتے وقت معنوی انتقال کے ساتھ ساتھ ہیئتی انتقال یا کم از کم شعریت کے انتقال کو ملحوظ نظر رکھا جائے۔ غزل کے حوالے سے کے۔ سی۔ کانڈا، خواجہ طارق محمود، ثروت رحمٰن، مظفر اے۔ غفار اور ڈی۔ جے۔ میتھیوز کے نام آتے ہیں۔ مظفر اے۔ غفار نے غزل میں شہزاد احمد کی صرف ۶ غزلیں ترجمہ کی ہیں۔	غزل کے انگریزی تراجم، کے۔ سی۔ کانڈا، ثروت رحمٰن، ڈی۔ جے۔ میتھیوز، فیصل کمال حیدری
خان، سہیل ممتاز	اسد محمد خان کے تکنیکی معاییر	۲۵۵ تا ۲۷۱	اسد محمد خان کو اپنی کہانیوں کے پلاٹ پر مضبوط گرفت حاصل ہے۔ ان کی کہانی سلیقے سے آگے بڑھتے ہوئے کلائمکس پر پہنچ کر اپنے جوہر دکھاتی ہے۔ انھوں نے کرداروں کی پیش کش میں اس امر کا خیال رکھا کہ متعارف ہونے	اردو افسانہ، اسد محمد خان، اسد محمد خان کے تکنیکی

			والا کردار اپنی گفتگو، لب و لہجے اور ذخیرۂ الفاظ کی بنیاد پر فطری محسوس ہو۔ وہ تاریخ کے گوشے کونے سے کردار ڈھونڈتے ہیں اور انھیں ایسے بیان کرتے ہیں گویا سامنے موجود ہوں اس سے قاری کی بصری حسیات متحرک ہو جاتی ہیں۔ اسد محمد خان نے اپنی تحریروں میں موجود بستی دنیا کو ایک زندہ متحرک فضا کے ساتھ بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور ماحول کی پیش کش میں جزئیات نگاری، تاریخی و تہذیبی شعور اور جغرافیے کا خاص خیال رکھا ہے۔ ان کی کہانیوں میں موجود ایک خاص وصف ڈرامائی عنصر ہے جس سے وہ سسپنس پیدا کرتے ہیں۔ انتظار حسین کے بعد اسد محمد خان ہیں جو مختلف اسالیب کو بروئے کار لائے اور کہانیوں کے فطری جوہر کو زائل ہونے سے بچایا۔ اسد محمد خان اردو کے عام سادہ اسلوب کے علاوہ ہندی اور فارسی رنگوں میں کہانی کو نکھارتے ہیں اور کہیں کہیں انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کرتے ہیں۔	معاییر، سہیل ممتاز خان
رحمان، نسیمہ	''رسوم ہند'' تحقیقی و تنقیدی تجزیہ	۲۸۷ تا ۳۰۶	"رسوم ہند" کی تالیف و ترتیب کا کام سر ڈونلڈ میکلوڈ کے کمیشن کے زیر اہتمام ۱۸۶۴ میں لاہور میں شروع ہوا۔ اس میں اہل ہند کے مذاہب اور ان کے مختلف فرقوں کے بارے میں بتایا گیا ہے، ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد پر تبصرہ موجود ہے اور شمالی ہند کے باشندوں اور ان کی زندگی اور عادات و اخلاق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ''رسوم ہند'' کی زبان اور طرز تحریر انتہائی سادہ ہے۔ اس کی اردو نثر کے ذریعے قومی اتحاد کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ رسوم ہند کے قصے آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی قبل کے ہیں لیکن اپنی زبان و بیان کے اعتبار سے بلاشبہ کسی ترقی پسند افسانے کے مقابل رکھے جا سکتے ہیں۔ افسانوی ادب کی تاریخ میں پہلی بار ان قصوں کا پلاٹ تخیل اور تمثیل نگاری سے نکل کر حقیقت نگاری سے ہم کنار ہوا اور بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر تہذیبی انقلاب کا آئینہ دار ثابت ہوا۔	رسوم ہند، اردو نثر، سر ڈونلڈ میکلوڈ، گارساں دتاسی، نسیمہ رحمان
سرفراز، عفت	پروین شاکر کی شاعری میں نسائی جذبات کا اظہار	۳۸۳ تا ۳۹۵	قیام پاکستان کے بعد اردو شاعرات میں جن میں ادا جعفری، زہرہ نگاہ، کشور ناہید اور فہمیدہ ریاض شامل ہیں، پروین شاکر ایک چمکتا ہوا اضافہ ہے۔ پروین شاکر کی شاعری میں عورت کے تمام روپ نظر آتے ہیں۔ ان کے تمام مجموعوں میں نسائی جذبات کے اظہار کی خوبصورت مثالیں ملتی ہیں۔ جدید اردو شاعری میں نسائی لہجے میں متعارف کرنے میں پروین شاکر نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ نسوانی جذبات کا اظہار جتنی نزاکت اور فطری انداز سے پروین شاکر نے کیا کسی اور نے نہیں کیا۔ دلہن، چوڑیاں، سیج، حیا اور بندیا پروین شاکر کی شاعری سے عبارت ہے۔ انھوں نے عشق و محبت کے معاملات کو بے تکلف	پروین شاکر، اردو شاعرات، نسائی جذبات، خوشبو، صد برگ، خود کلامی، عفت سرفراز

			اور بے جھجک انداز میں بیان کیا۔ نسائی آواز کے اظہار میں پروین شاکر ایک باوقار اضافہ ہے۔ انھوں نے عورت کو بڑے مہذب، شائستہ اور بھرپور انداز میں پیش کیا ہے۔	
سہیل، سلیم	گل گامش کی داستان	۱۰۷ تا ۱۲۳	''گل گامش کی داستان'' عروق کے بادشاہ گل گامش کا زندگی نامہ ہے۔ یہ مضمون گل گامش کی کہانی کے نمایاں کرداروں کو بیان کرتا ہے۔ یہ داستان ۲۷۰۰ق۔م۔ کی ہے۔ انسانی زندگی کا سفر کب اور کس جگہ ختم ہو جائے کسی کو خبر نہیں۔ گل گامش کی داستان ایسے سوالوں کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔ اس میں کہانی کی نمایاں جھلکیاں دکھائی گئی ہیں اور کہانی میں موجود دوسرے کرداروں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ گل گامش مزید بقا کی تلاش میں رہتا ہے جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ بقا صرف اللہ کی ذات کو حاصل ہے۔	گل گامش، عروق، گل گامش کی داستان، فردوسی، حمبابا، عشتار، سلیم سہیل
سیٹھی، عظمیٰ	ایڈورڈ سعید۔۔ایک مشرقی مغرب میں	۹ تا ۳۱	ایڈورڈ سعید کا دل مشرق کے لیے دھڑکتا تھا۔ وہ آزادیِ فلسطین کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ ان کی "Beginnings" میں "ویکو" کا اثر بہت واضح ہے۔ اس میں اسرائیل کے سماج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ "Covering Islam" میں مغربی میڈیا کے متعلق لکھا گیا ہے جبکہ ان کی خودنوشت "Out of Place" ہے۔ حقیقی زندگی کے دکھ درد سے وہ کبھی مایوس نہیں ہوئے اور فلسطین کی جدوجہد کے لیے کوشاں رہے۔ اس کا منہ بولتا ثبوت ان کی کتاب "فلسطین کا مسئلہ" ہے۔ اگرچہ انھیں کینسر کا مرض لاحق تھا مگر انھوں نے زندگی سے ہار کبھی تسلیم نہیں کی اور کئی سال تک موت سے لڑتے رہے۔ وہ ادب اور موسیقی کے غیر رسمی نقاد تھے۔ "The World, Text and Critic" سیکولر تنقید، ناقد اور فن پارے کے تعلق، اسلام، علم اللسان اور جدید تنقید کے متعلق لکھا گیا ہے اور ''Culture and Imperialism'' میں تاریخ، علاقہ، مزاحمت اور مخالفت کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ان کی تمام تصانیف میں ایک قدر مشترک ہے جو ادب، سیاست اور ثقافت ہے۔	ایڈورڈ سعید، Covering Islam, Out of Place, عظمیٰ سیٹھی،
شمس، صائمہ	رجحان ساز غزل گو بحوالہ تصورِ مرگ و حیات (فیض تا مجروح)	۱۵۱ تا ۱۷۳	اردو غزل کو ہمیشہ سے انتشار کا ماحول ملا یوں اس نے آشوب میں نشوو نما کے مراحل طے کیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ غزل میں نئے الفاظ، نئی علامات اور نئے استعارات کا اضافہ ہوا۔ اس مقالے میں سات پاکستانی اور بھارتی رجحان ساز شعرا کی جن میں فیض احمد فیض، اسرار الحق مجاز، معین احسن جذبی، علی سردار جعفری، جاں نثار اختر، احمد شاہ فارغ بخاری اور مجروح سلطان پوری شامل ہیں، شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان شعرا نے عصری زندگی کی پریشانیوں	فارغ، فیض احمد فیض، اسرار الحق، معین احسن جذبی، سردار جعفری، مجروح سلطان پوری،

			کو ایک نئی حسیت کے ساتھ اپنے انداز میں پیش کیا جس کی وجہ سے زندگی اور موت کو نئے نئے انداز سے دیکھنے کا رجحان پیدا ہوا۔	صائمہ شمس
شہباز، محمد	"جستجو کیا ہے؟" تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۳۶۵ تا ۳۸۲	اس خود نوشت سوانح حیات کا بنیادی نکتہ اجڑی ہوئی تہذیب کی بازیافت ہے۔ انتظار حسین کا یہ قصہ بھی دراصل ایک کھوئے ہوئے وقت اور اس کے آشوب کی کہانی ہے۔ انھیں شدت سے اس بات کا احساس تھا کہ ان کی ذات کا کوئی حصہ کٹ کر ماضی میں رہ گیا ہے۔ یہ آپ بیتی دراصل ایک عہد کی زندہ تصویر ہے جس میں حساس اور گوشت پوست کے زندہ حقیقی انسان دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں عصری شعور کی تصویریں بڑی مہارت سے مصور کی گئی ہیں۔ جہاں اس آپ بیتی میں انتظار حسین نے جڑوں کے سراغ کے لیے ماضی کی بازیافت کا سہارا لیا ہے وہاں انھوں نے ہندوستانی تہذیب و تمدن، رسوم و رواج اور اس معاشرے میں پائی جانے والی توہمات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں افسانوی تکنیک سے کام لیتے ہوئے جذبات نگاری کے اعلیٰ نمونے بھی پیش کیے ہیں۔	انتظار حسین، خود نوشت، جستجو کیا ہے؟، محمد شہباز
صدیقی، سلمیٰ	فراز کی شاعری کا مزاحمتی رنگ	۳۵۵ تا ۳۶۳	فراز نے عملی زندگی میں جب بھی اور جہاں بھی انسان کو ظلم و زیادتی، ناانصافی اور لوٹ مار کے ہاتھوں مجبور پایا تب انھوں نے ستم رسیدہ انسانوں کی آزادی، حقوق اور حریت کے لیے نعرہ بلند کیا۔ وہ زبان نسل اور علاقائی حدود سے بالاتر ہو کر پوری انسانیت کے درد کو اپنا درد سمجھتے تھے۔ استعماریت، جارحیت اور ظلم کے خلاف موثر مزاحمت نے احمد فراز کو منصور اور سرمد کا ہمراہ بنا دیا۔ اگرچہ فراز امن پسند شاعر تھے لیکن جارحیت کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی بجائے وہ اپنے دفاع کی خاطر ڈٹ جانے کو زیادہ اہم خیال کرتے تھے۔ انھیں مغرب کے جانب دارانہ طرزِ عمل سے شدید نفرت تھی۔ انھوں نے انقلابی سوچ کو محض غزل اور نظم تک محدود نہیں رکھا بلکہ نعت، حمد، سلام اور ترانہ کی اصناف کے روایتی مضامین میں بھی انقلابی افکار و نظریات کو پروان چڑھایا۔ یہی ان کی شاعری کا خاصا ہے۔	احمد فراز، اردو شاعری، احمد فراز کا مزاحمتی رنگ، سلمیٰ صدیقی
طارق، عمارہ	انتظار حسین کا علامتی افسانہ۔۔ عصر حاضر کے سرمایہ دارانہ نظام کا نوحہ	۱۸۷ تا ۱۹۵	علامتی افسانہ نگاروں میں انتظار حسین صف اول کے افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے اردو افسانے کو نئی جہتیں دیں۔ قدیم داستانوں، مذہبی روایتوں اور دیگر کہانیوں سے نادر علامتیں اور استعارے اخذ کیے اور معاشرے کے المیے، انسانیت کے کھوکھلے پن اور اخلاقی و روحانی مسائل کو منفرد انداز میں بیان کیا۔ ماضی کی بازیافت اور گم شدہ روایات کی تلاش ان کے بنیادی موضوعات ہیں۔ ہجرت کا تجربہ ان کے افسانوں کی پہچان بن گیا	انتظار حسین، علامتی افسانہ، اردو افسانہ، گلی کوچے، کنکری، آخری آدمی، دوسرا گناہ، وہ

			ہے جس کی وجہ سے جذباتی ونفسیاتی مسائل، روحانی تشنگی، بے چارگی اور الجھنیں بڑھتی ہی چلی جارہی ہیں۔ انتظار حسین نے ان مسائل کو علامتی انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے افسانوں کا ابتدائی دور "گلی کوچے" اور "کنکری" سے شروع ہوتا ہے جبکہ دوسرا دور "آخری آدمی" سے شروع ہوتا ہے۔ یہ دوران کے افسانوں کا ایک نیا دور ہے۔	جو دیوار کو نہ چاٹ سکے، عمارہ طارق
ظفر، نگہت ناہید	جدید اردو شاعری کی علامتیں نئے تناظر میں	۱۹۷ تا ۲۰۴	شاعری کے لیے علامتی اظہار بنیادی ضرورت ہے۔ علامتی زبان ہی شاعری کو منفرد بناتی ہے۔ اردو کے جدید شاعروں نے بھی اپنی علامتوں میں اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی پس منظر کو بیان کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں پاکستان کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان میں دہشت گردی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ جدید اردو شاعر روایتی علامتیں استعمال کر کے اردو شاعری کو نئے راستے فراہم کر رہے ہیں۔ شعرانے علامتوں کو نئے معنی اور مفاہیم دیے اور اپنے معاشرے کے مسائل کو اجاگر کیا ہے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی جیسے شاعر اپنی شاعری میں نئی علامتوں کا نئے معنوں میں استعمال کرتے اور تہذیبی خالی پن کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔	جدید اردو شاعری، اردو شاعری میں علامت نگاری، فیض احمد فیض، خورشید رضوی، نگہت ناہید ظفر
عابدی، سیدہ عنبر فاطمہ	میر انیس کے سلاموں میں نسائی لب ولہجہ	۳۰۷ تا ۳۲۴	اس مقالے میں میر انیس کے سلاموں میں نسائی لب ولہجے کو موضوع بنایا گیا ہے۔ میر انیس اردو شاعری میں ایک ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ایک عظیم شاعر تھے۔ ان کی سلام نگاری کا نمایاں ترین رخ وہ نسائی لہجہ ہے جو کہیں ایک جوان بیٹے کی لاش پر بوڑھی ماں کی حسرت ہے تو کہیں بھائی کے بے کفن لاشے پر بے پردہ بہن کا نوحہ۔ میر انیس کے سلاموں میں انسانی جذبات بالخصوص صنف نازک کے احساسات کی جو بھرپور عکاسی کی گئی ہے ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ خاص طور پر واقعہ کربلا میں خاندانِ رسالت ﷺ کی خواتین کے احساسات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ کٹھن حالات میں ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ واقعہ کربلا میں خواتین کے کرداروں سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ میر انیس کا کمال فن یہ ہے کہ انھوں نے اپنے سلاموں میں ان حوصلہ مند خواتین کے جذبات کی ترجمانی ہی نہیں کی بلکہ عوام سے ان کرداروں کی عظمت کو بھی روشناس کروایا ہے۔ یوں تو انیس کے نسائی لہجوں میں جوش وولولے، غیظ وغضب، خوشی وحسرت غرض تمام جذبات کو عیاں کیا گیا ہے مگر ان سب میں نمایاں جذبہ درد وغم کا ہے۔	میر انیس، سلام نگاری، سلام نگاری میں نسائی لب ولہجہ، اہل بیت، واقعہ کربلا، اردو مرثیہ، سیدہ عنبر فاطمہ عابدی
عطا، عطاء اللہ	تحقیق وتنقیدِ متن کے تقاضے	۵۱ تا	زیر نظر مقالے میں تنقید متن کے تقاضوں سے بحث کی گئی ہے۔ تحقیق کا فن دریافت، تجزیے اور استدلال سے نتائج اخذ کرنے کا فن ہے۔ متن تحقیق و	تنقید متن، متنی تنقید، نذیر احمد،

		٦٠	تنقید کی بنیاد ہے۔ متن کی تدوین اور تحقیق ایسا فن ہے جو اپنی نہاد میں پیچ در پیچ الجھنوں اور مسائل کا حامل ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد نے تحقیق و تدوین متن میں املا اور زبان کی قدامت کے ۱۴ مسائل بیان کیے ہیں۔ متن کی تدوین کے لیے زبان کے اصل معنی اور اس سے واقفیت لازمی ہے۔ گیان چند جین کے مطابق متعلقہ نقاد کے لیے ضروری ہے کہ اس کی طبیعت میں غور و فکر کا میلان ہو اور اس کے لیے آمادگی بھی ہو۔ اگرچہ اس کام کے لیے اور چیزوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے لیکن وہ چیزیں متنی تحقیق کی تکمیل کرتی ہیں اور غور و فکر کا متبادل نہیں ہو سکتیں۔ بد قسمتی سے ماضی میں چند تحقیق نگاروں کے علاوہ اکثر لوگ متنی تنقید لکھنے میں ناکام رہے ہیں۔	تدوین متن، عطاءاللہ عطا
علی، ذوالفقار	مستنصر حسین تارڑ کی سفر نامہ نگاری میں افسانوی عناصر	۲۷۳ تا ۲۸۵	مستنصر حسین تارڑ کا شمار ان سفر نامہ نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے جدید سفر نامے کو افسانے سے ہم آہنگ کر کے قارئین کے لیے مزید قابل مطالعہ بنایا اور ایک بہت بڑے حلقے کو سفر نامے کی جانب متوجہ کیا۔ انھوں نے اپنے پہلے سفر نامے "نکلے تری تلاش میں" کے ساتھ ہی شہرت کی بلندیوں کو چھو لیا۔ ان کے سفر ناموں کی مقبولیت کا اصل سبب ان کا افسانوی اسلوب اور رومانوی کردار ہیں۔ ان کے سفر ناموں میں رومانیت اور جنسیت کے پہلو نظر آتے ہیں۔ ان سفر ناموں میں خود نمائی کا عنصر بھی ملتا ہے۔ وہ سفر کے حالات کے ساتھ ساتھ قاری کی دلچسپی کو بھی مد نظر رکھتے ہیں اور رومانوی انداز اپناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ افسانوی تکنیک سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ یہی ان کے سفر ناموں کی نمایاں خصوصیت ہے۔ مستنصر حسین تارڑ وہ رجحان ساز سفر نامہ نگار ہیں جو فطرت میں شامل کھوج کی تسکین کے لیے اور نئی منزلوں کی تلاش میں سفر اختیار کرتے ہیں۔	اردو سفر نامہ، مستنصر حسین تارڑ، نکلے تری تلاش میں، پیار کا پہلا شہر، اندلس میں اجنبی، ذوالفقار علی
عنبرین، بصیرہ	ترکیباتِ غالب۔۔ تحقیقی مطالعہ	۴۲۳ تا ۴۴۶	غالب اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کے بھی بے تاج بادشاہ تھے۔ فارسی قواعد پر ان کی گہری نظر تھی اور فارسی لغت پر بھی عبور حاصل تھا۔ روز مرہ، محاورات اور دیگر قواعدی امور پر انھیں کمال حاصل تھا۔ ترکیبات غالب کا یہ سرمایہ بلاغت، جدت اور تنوع کے اعتبار سے متاثر کن ہے۔ ان میں غالب کی تخلیقی استعداد اور ذہانت کی تمام تر خوبیاں موجود ہیں۔ موضوعاتی لحاظ سے غالب کے ہاں تین طرح کی تراکیب نظر آتی ہیں۔ عاشقانہ انداز پر مبنی، متفکرانہ و صوفیانہ اور مابعد الطبیعیاتی مرکبات اور نالہ و زاری اور اذیت کوشی کے ضمن میں بھرپور تراکیب غالب کے ہاں ملتی ہیں۔ پیش کش کے اعتبار سے سادہ، بے ساختہ اور عمومی انداز میں تراکیب غالب کے کلام کا حصہ بنتی ہیں۔ ان کے	اردو شاعری، ترکیبات غالب، صوفیانہ و تلمیحی ترکیبات، مرزا غالب کی تراکیب، بصیرہ عنبرین

			علاوہ اضافی تراکیب مثلاً تجریدی، تجنیسی، تمثیلی اور تمثالی ترکیبیں بھی ان کے کلام میں نظر آتی ہیں۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تراکیب سازی کے لحاظ سے غالب کی ترکیبیں اردو شاعری کا نقطہ عروج ہیں۔	
فردوس، شگفتہ	رجائیت: ادب کا آفاقی رجحان	۴۰۹ تا ۴۲۲	رجائیت بلاشبہ اردو ادب کی فکری اور شعری روایت کا حصہ رہی ہے۔اس کے اردو ادب پر گہرے اثرات رہے ہیں۔زندگی میں کچھ بھی ناممکن نہیں، لگن اور صبر کا دامن یہی ظاہر کرتا ہے۔زندگی کا روشن پہلو اچھے خیالات پیش کرنا ہے۔آرزو اور امید کا دامن تھامے رکھنا ہی رجائیت ہے۔رجائیت کی اصطلاح بنیادی طور پر فلسفے کی اصطلاح ہے۔اس کا تعلق فرد کی ذاتی تاثیر اور کامیابی کے امکانات پر ہے۔رجائیت ایک آفاقی ادبی رجحان کی حیثیت رکھتی ہے۔رابرٹ براؤننگ، ایملی برانٹے، ویب عماد، ارکن واحدوف، ناظم حکمت، عمر خیام، سنائی غزنوی، سعدی شیرازی، خواجہ حافظ شیرازی، فغانی، امیر خسرو، قلی قطب شاہ، سلطان باہو اور بلھے شاہ رجائیت کے حوالے سے نمائندہ شاعر ہیں۔اردو ادب میں آبرو، شیخ ظہور الدین حاتم، حالی، آزاد اور اقبال کا ادب رجائیت کی عکاسی کرتا ہے۔	رجائیت، ادب کا آفاقی رجحان، ویب عماد، ایملی برانٹے، اقبال، ناظم حکمت، شگفتہ فردوس
کامران، محمد	انٹرنیٹ، اردو افسانہ اور وکی پیڈیا	۴۴۷ تا ۴۵۴	انٹرنیٹ نے علم و ادب کی دنیا میں انقلاب برپا کیا ہے۔پاکستان میں دن بدن انٹرنیٹ کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی مواد آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔افسانہ اردو کی مشہور صنف ادب ہے۔"وکی پیڈیا" نے افسانے کے حوالے سے بے شمار مضامین شائع کیے ہیں۔مذکورہ ویب سائٹ پر تلاش کے عنوان سے بنائے گئے خانے میں مطلوبہ مواد کا عنوان ٹائپ کر کے متعدد صفحات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔وکی پیڈیا نے اردو افسانے کے ارتقا اور پاکستانی افسانے کے رجحانات کے حوالے سے قابل قدر مواد فراہم کیا ہے۔	انٹرنیٹ، اردو افسانہ، وکی پیڈیا، کمپیوٹر لٹریسی، محمد کامران
کوثر، یاسمین	جگن ناتھ آزاد بطور اقبال شناس	۲۳۵ تا ۲۵۴	جگن ناتھ آزاد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔وہ بین الاقوامی سطح کے ممتاز شاعر اور ماہر اقبالیات بھی تھے۔بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ وہ پاکستان کے پہلے قومی ترانے کے خالق بھی تھے۔علامہ اقبال ایسے عظیم شاعر تھے جنھوں نے اپنے معاصر شعرا اور ادبا کو متاثر کیا ان میں بڑا اور اہم نام جگن ناتھ آزاد کا ہے۔انھیں اقبال سے بے حد لگاؤ تھا۔انھوں نے اقبال کی تمام تر شاعری کا خوبی سے مطالعہ کیا اور "حافظ کلام اقبال" کہلائے۔انھوں نے اردو ادب اور خاص طور پر اقبالیات کے شعبے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔انھوں نے اپنی ساری زندگی اقبالیات کو دنیا میں متعارف کروانے پر لگا	علامہ اقبال، جگن ناتھ آزاد، حافظ کلام اقبال، اقبال شناسی، یاسمین کوثر

			دی۔ آزاد اقبال سے سچی عقیدت اور محبت کرتے تھے۔ آزاد نے اقبالیات میں تحقیق و تنقید کے حوالے سے اردو اور انگریزی میں بہت اہم کتابیں تصنیف کیں جو اردو ادب میں خاص مقام رکھتی ہیں۔ آزاد والہانہ حد تک اقبال کے مداح تھے۔ ان کی شخصیت پر اقبال کا بہت گہرا اثر تھا۔ ان کی گفتگو ذکر اقبال سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ تقسیم کے بعد ہندوستان کے مخالفانہ ماحول کے باوجود آزاد نے اقبال سے وابستگی کو کم نہیں ہونے دیا۔	
مختار، سمیرا	سہیل احمد خان کی شعری علامتیں	۲۲۱ تا ۲۳۴	سہیل احمد کا شمار جدید عہد کے اہم نظم گو شعرا میں ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کا شعری سرمایہ بہت قلیل ہے مگر منفرد اسلوب کی بنا پر بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ان کی نظموں میں فطرت کے استعارے اور علامتیں ملتی ہیں اور یہی شعری علامتیں بوریت کا احساس پیدا نہیں ہونے دیتیں۔ ان کی شعری علامتیں گہری معنویت کی حامل ہیں۔ پہلے شعری مجموعے میں پرندے، تالاب، ستارہ، ہوائیں، شجر اور گلاب جیسی شعری علامتیں خوبصورتی سے استعمال کی گئی ہیں۔ ان کی شعری علامتوں میں داخلی تنہائی اور احساس کم مائیگی نمایاں ہے۔ ان کی آواز دائمی گونج کی حامل ہے جو اندر تک اترتی محسوس ہوتی ہے۔ انھوں نے مبہم علامتیں استعمال نہیں کیں بلکہ اپنے منفرد انداز سے واضح علامتیں تشکیل دی ہیں اور روایت سے الگ راہ نکالی ہے۔ یہ شعری علامتیں انفرادی نوعیت کی ہیں جو ان کے ہم عصروں سے قدرے منفرد اور وسعت کی حامل ہیں۔	سہیل احمد خان، شعری علامتیں، ایک موسم کے پرندے، راہ کی نشانیاں، ہجرت، مسافر، آئینہ، خاک، سمندر کے پیچھے سمندر، سمیرا مختار
ندیم، ثمینہ	غالب کی اردو مثنویاں۔۔ تحقیقی جائزہ	۷۷ تا ۸۸	غالب دنیا میں غزل کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ تاہم شاعری کی باقی اصناف میں بھی غالب نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ قصیدہ اور مرثیے میں ان کا الگ مقام ہے مگر بہت کم لوگ ان کی مثنویوں کے بارے میں جانتے ہیں غالب کی مثنویوں کی تعداد پانچ ہے۔ یہ سرمایہ بہت قلیل ہے لیکن اس محدود سرمائے کے باوجود غالب مثنوی میں اپنی الگ پہچان بنانے میں کامیاب ہوئے۔ غالب کی یہ اردو مثنویاں مخصوص روایتی انداز کے برعکس طویل نہیں اور نہ ہی ان میں فکر و فلسفہ کی گتھیاں سلجھائی گئی ہیں۔ وقت اور حالات کے مطابق ان کی مثنویاں منفرد اور سادہ ہیں جن میں موافق موضوعات اور خیالات کو بیان کیا گیا ہے۔	مرزا غالب، غالب کی اردو مثنویاں، اردو دیوان غالب، نوائے سروش، اردو کلیات غالب، قادر نامہ، ثمینہ ندیم
ہاشمی، منور	ادب، معاشرہ اور وحدتِ فکر	۸۹ تا ۹۴	معاشرے کی تعمیر کا خواب اس وقت تک مفید اور فائدہ مند نہیں ہو سکتا جب تک معاشرے میں باہمی اتحاد نہ ہو۔ ادب معاشرے کے لیے بڑی حد تک معاون ثابت ہوتا ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے معاشرے میں اچھی اور بڑی تبدیلیاں ادب سے ہی پیدا کی گئی ہیں۔ اس میں صوفیائے کرام کی گراں قدر	شاہ عبداللطیف بھٹائی، ادب اور وحدت فکر، سچل سرمست قلندر،

میاں محمد بخش، خواجہ غلام فرید، رحمان بابا، نورالدین ولی، علامہ اقبال، منور ہاشمی	خدمات شامل ہیں۔ ادب ملکوں کی سرحدوں اور دشمنیوں کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ادب کا مطلب محبت امن اور اصلاح ہے۔ ہمارے صوفی شعرا شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست قلندر، میاں محمد بخش، خواجہ غلام فرید، رحمان بابا اور نورالدین ولی نے اپنی علاقائی زبانوں اور کلام سے معاشرے میں مثبت اثرات پیدا کیے۔ ان کا کلام آج بھی تراجم کے ساتھ مقبول عام ہے۔ مسلم معاشرے کی بیداری میں علامہ اقبال کا بھی اہم کردار ہے۔ جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو اندھیروں سے نکالا۔ پس ادب معاشرے کی بحالی میں اہم اور مثبت کردار ادا کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔			

بازیافت: ۲۷(۲۰۱۵ء)

مدیر: محمد کامران، شعبۂ اردو؛ اورئینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اشفاق، انیس	موازنہ انیس ودبیر کا قضیہ	۲۷ تا ۳۵	شبلی نعمانی نے انیس اور دبیر دونوں کا موازنہ کیا جس سے انھوں نے کافی شہرت سمیٹی۔ انھوں نے انیس کو دبیر پر ترجیح دی جس کے نتیجے میں دبیر کی تصانیف پر کافی تنقید کی گئی اور دبیر کو ناقدری کا سامنا کرنا پڑا۔ آج تک شبلی کو دبیر کشی کے اس جرم سے آزاد نہیں کیا گیا۔ اس مقالے میں موازنہ انیس ودبیر کے رد عمل میں لکھی گئی کتب کا جائزہ لیا گیا ہے نیز اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آج اس کتاب کی کیا اہمیت ہے۔	میر انیس، مرزا دبیر، موازنہ انیس و دبیر، دبیر پرست، جماعت انیسی، مرثیہ نگاری، انیس اشفاق
انجم، قدیر	شبلی بطور مؤرخ	۹۵ تا ۹۹	مولانا شبلی کو اردو تاریخ نویسی کی روایت میں امتیازی حیثیت حاصل ہے انھیں اردو کا مؤرخ اول بھی کہا جاتا ہے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا ہے اور تاریخ نویسی ایک مقصد کے پیش نظر شروع کی جو ایک لحاظ سے مذہبی مقصد قرار دیا جا سکتا ہے۔ مولانا نے تاریخ نویسی کے بنیادی اصولوں کو مشرقی و مغربی تناظرات میں سمجھا، ان کا تنقیدی جائزہ لیا اور اس کے بعد تاریخ نویسی کا ایک اپنا نظریہ وضع کیا۔	مولانا شبلی نعمانی، شعر العجم، تاریخ نویسی، الفاروق، المامون، سیرت النبی، النعمان، الندوہ، قدیر انجم
بلوچ، سہیل عباس	شبلی نعمانی: کتابیات	۳۷ تا ۶۲	انیسویں صدی کے آخر کے شاعروں میں شبلی نعمانی کا نام بھی شامل ہے۔ انھوں نے ادب میں اپنی باکمال شخصیت کے جواہر دکھائے۔ ان کی شخصیت علم کی طاقت سے بھرپور تھی۔ اس مقالے میں شبلی اور ان پر لکھی گئی کتب کو مرتب کیا گیا ہے جس سے شبلی پر تحقیقی کام کرنے والوں کو سہولت ہو سکتی ہے۔	شبلی نعمانی، کتابیات شبلی، تصنیفات شبلی نعمانی، شبلی پر کتابیں، شبلی پر مضامین، شبلی پر جامعاتی تحقیق، سہیل عباس بلوچ
ترابی، نثار	شبلی: مشرقی ادب کا نمائندہ	۶۳ تا ۶۷	علامہ شبلی نعمانی نے اپنے ادبی کارناموں سے ایک بڑے طبقے کو متاثر کیا۔ انھوں نے سرسید کی مغربیت کے فروغ کی کوششوں پر رد عمل ظاہر کیا اور مشرقی اقدار کو فروغ دیا۔ انھوں نے مستشرقین کے اعتراضات کو مسترد کر کے اسلامی تہذیب و تمدن کی حقیقی تصویر پیش کی۔ اس مقالے میں شبلی کی مشرقی ادب و تہذیب کے فروغ میں علمی خدمات کا محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔	علامہ شبلی نعمانی، مشرقی ادب، ۱۸۵۷ء، علی گڑھ تحریک، ندوۃ العلما، سرسید احمد خاں، تاریخ نگاری، نثار ترابی

سرور، یاسمین	شبلی کی شاعری۔ ایک مطالعہ	۸۵ تا ۹۴	اس مقالے میں شبلی کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ انھوں نے دینی اور سیاسی معاملات کو موضوع سخن بنایا۔ ان کے اشعار اور نظموں سے ان کی ذہنی بصیرت اور افکار و خیالات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انھوں نے جامع اور فصیح الفاظ میں اپنا پیغام شاعری کی صورت میں دیا۔ ان کی شاعری پر اسلامی اقدار اور اپنے عہد کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔	کلیاتِ شبلی، صبح امید، ہجرت نبوی، شہر آشوب، عدل فاروقی، علمائے زندانی، یاسمین سرور
سعید، سعادت	مولانا شبلی نعمانی کی سیاسی بصیرت	۱۹ تا ۲۶	علامہ شبلی نعمانی نہ صرف ایک مذہبی اور ادبی سکالر تھے بلکہ سیاسی فکر کے مالک بھی تھے۔ ہندوستان میں برطانیہ کے دورِ حکومت کے دوران میں انھوں نے سر سید احمد خاں، الطاف حسین حالی اور دیگر کے طریقہ کار کو سراہا۔ ان کا نظریہ تھا کہ اگر مسلمان ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے خواہش مند ہیں تو ان کو مغربی سائنس کے نقطۂ نظر کو اچھے طریقے سے سمجھنا پڑے گا۔ علامہ شبلی نعمانی کے اس خیال کو پڑھنے والوں نے ترقی کے زینے پر پہلے قدم کے طور پر سمجھا۔	شبلی نعمانی، سیاسی بصیرت، ایسٹ انڈیا کمپنی، سر سید احمد خاں، اجتہاد، الطاف حسین حالی، سعادت سعید
عابد، محمد امجد	حالی و شبلی کی تنقید اور عصری شعور	۶۹ تا ۷۷	عصری شعور سے مراد کسی بھی عہد، زمانے یا وقت کی مختلف حالتوں کے بارے میں مکمل آگاہی اور علم رکھنا ہے۔ یہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہے۔ حالیؔ جدید تنقید کے بانی ہیں۔ وہ پہلے نقاد ہیں جنھوں نے شعر کی ماہیت، منصب، ضروری اوصاف، شعر کی زبان اور لفظیات پر تنقید کی اور شعر کے بنیادی اصول و نظریات وضع کیے۔ حالی و شبلی کا بنیادی مقصد معاشرتی اصلاح تھا۔ چنانچہ انھوں نے شاعری کا تعلق معاشرے سے قائم کیا۔ دونوں ہی اپنے نقطہ ہائے نظر کو بڑی وضاحت سے عصری شعور کے قریب لے گئے ہیں۔	مولانا الطاف حسین حالی، علامہ شبلی نعمانی، مقدمہ شعر و شاعری، عصری شعور، شعر العجم، موازنہ انیس و دبیر، جدید تنقید، محمد امجد عابد
عامر، زاہد منیر	شبلی نعمانی اور ظفر علی خان	۱۱۳ تا ۱۳۵	مولانا شبلی نعمانی اور ظفر علی خان نمایاں ادبی حیثیت کے حامل ہیں۔ ظفر علی خان شبلیؔ کے شاگرد تھے۔ اسی لیے ان کو شبلی کی خاص توجہ حاصل رہی ہے۔ ظفر علی خان کی نثر میں شبلیؔ کی طرح خطیبانہ لہجہ اور شاعرانہ اسلوب دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے شبلیؔ کی نثر اور نظموں کا انگلش میں ترجمہ بھی کیا۔ حیدر آباد کے قیام کے دوران دونوں کو ملاقات کے مواقع میسر آئے۔ ظفر علی خان نے اپنی شخصیت کی تشکیل و تکمیل میں اپنے استاد کی خدمت کا اعتراف کیا ہے۔	شبلی نعمانی، ظفر علی خاں، دکن ریویو، الفاروق، معرکہ مذہب و سائنس، زاہد منیر عامر
فراقی، تحسین	علامہ شبلی کا ایک ایرانی مداح و مترجم	۹ تا ۱۸	علامہ شبلی نعمانی اپنی علمی فضیلت اور وسعتِ نظر کے حوالے سے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ اہلِ نظر نے ان کی خدمات کا اعتراف وسعت قلبی کے ساتھ کیا ہے۔ شبلی کے ایرانی مداحین میں عبدالوہاب قزوینی، مشائخ فریدنی	علامہ شبلی نعمانی، فخر داعی گیلانی، ایرانی مداح، کتب

			وغیرہ شامل ہیں لیکن سب سے اہم نام فخر داعی گیلانی کا ہے وہ علامہ شبلی کے سب سے اہم مداح و مترجم تھے۔ وہ متعدد زبانوں سے آگاہ تھے اور ایک بڑے محقق اور عالم بھی تھے۔ وہ شبلی سے کئی بار ملے اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے شبلی کو تفصیل کے ساتھ اہل ایران سے متعارف کروایا۔ فخر داعی گیلانی نے جابجا انھیں مرد دانش مند اور مؤلف دانش مند جیسے القابات سے یاد کیا ہے۔ اس مقالے میں فخر کی شبلی شناسی کی مختلف جہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	خانۂ اسکندریہ، رسائل شبلی، شعر العجم، علم کلام جدید، تحسین فراقی
فردوس، شگفتہ	حالی و شبلی کی شاعری رجائیت کے آئینے میں	۱۰۱ تا ۱۱۱	اردو ادب میں حالیؔ اور شبلیؔ ایک اہم حیثیت اور مقام رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعے نمایاں مقام حاصل کیا۔ حالی کو جدید غزل، تنقید اور سوانح نگاری کے حوالے سے منفرد اسلوب کا حامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حالیؔ و شبلیؔ دونوں کی شاعری میں رجائیت کا عنصر ملتا ہے۔ دونوں نے اپنی تخلیقات سے قوم کو امید دلائی ہے۔ ان کے ہاں مایوسی اور ناامیدی کے پہلو نے رجائیت کے عنصر کو کم نہیں کیا۔	الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، مدو جزر اسلام، رجائیت، صبح امید، نشاط امید، گدایانِ قوم، مناجاتِ بیوہ، کلیات شبلی، شگفتہ فردوس
نیر، ناصر عباس	'دوجذبیت' کے تناظر میں شبلی کی تنقید کا تجزیہ	۱۳۷ تا ۱۶۲	علی گڑھ اور سرسید سے شبلی کا تعلق 'دوجذبیت' یعنی تحسین و تنقید اور کشش و گریز کا بیک وقت حامل تھا۔ ان کے دوجذبی رجحان کی جڑیں نوآبادیاتی صورتِ حال میں ہیں۔ اس زمانے کے اکثر دانش وروں نے مغرب و یورپ کے ضمن میں تنقید و تحسین کے متصادم جذبات کا اظہار کیا ہے۔ 'دوجذبیت' اپنی اصل میں نفسیاتی حالت ہے مگر یہ ثقافتی، ادبی و تنقیدی تصورات کی تشکیل و تعبیر اور تردید و اثبات پر اثرانداز ہوتی ہے۔ اس مقالے میں شبلی کی تنقید کا جائزہ 'دوجذبیت' کے تناظر میں لیا گیا ہے اور مصنف کا مؤقف ہے کہ شبلی کے یہاں مغربی تنقید کے ضمن میں کشش و گریز اور قبول و رد کا رویہ بیک وقت نظر آتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس طرح مغربی تنقید کی علمیات کو اجارہ دارانہ پوزیشن حاصل نہیں ہو پاتی۔	شبلی نعمانی، نوآبادیات، دوجذبیت، نوآبادیاتی کلامیہ، مطالعۂ نفس، موضوعِ انسانی، نقش مبہم، سرسید احمد خان، ناصر عباس نیر
ہاشمی، منور	حالی اور شبلی کے فکری اشتراکات	۷۹ تا ۸۳	حالیؔ اور شبلیؔ اپنے افکار و نظریات اور تصانیف کے اعتبار سے دو عہد ساز شخصیتیں ہیں۔ دونوں تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے ماضی کے آئینے میں مسلمانوں کا حال اور مستقبل دیکھتے تھے۔ حالیؔ نے اپنے دل کی تڑپ اور روح کے اضطراب کو مسدس مد و جزر میں سمویا جبکہ شبلی نے اپنی تصانیف کے ذریعے مخالفین اور محققین کو مدلل اور مؤثر جوابات دیے۔ حالی اور شبلی	مولانا حالی، شبلی نعمانی، ۱۸۵۷ء، مسدس حالی، شعر العجم، سوانح نگاری، تاریخ نویسی، جدید

تنقید، منور ہاشمی	دونوں کی نظمیں ہیئت اور فکر کے لحاظ سے مماثلت رکھتی ہیں۔ مجموعی طور پر دونوں شخصیات تاریخ نویسی، شاعری، سوانح نگاری اور تنقید کے حوالے سے ملتے جلتے افکار رکھتی ہیں۔				

بنیاد: ۵(۲۰۱۴ء)

مدیر: نجیبہ عارف، گرمانی مرکزِ زبان وادب، لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابن الحسن، عزیز	کاغذ کے سپاہیوں سے لشکر بنانے والا: ما بعد جدید دنیا میں	۳۷۳ تا ۳۸۵	سلیم احمد کی بہت سی جہتیں تھیں: ڈراما نگاری، فلم نگاری، کالم نگاری، اسکرپٹ رائٹنگ وغیرہ مگر ان کی دو جہتیں باقی جہات پر چھا گئیں، شاعر سلیم احمد اور نقاد سلیم احمد۔ پڑھنے والوں نے اپنے اپنے حساب سے ان کی تنقید یا شاعری پر کمزور بچے کا لیبل لگار کھا ہے۔ آج شاعر اور نقاد کا ہمارے ہاں جو مفہوم ہے حقیقت یہ ہے کہ سلیم احمد ان دونوں سے بہت آگے تھے۔ ہم جس پہلو پر بھی بات کریں پورا سلیم احمد ہاتھ نہیں آتا۔ سلیم احمد کی تنقید کے یوں تو کئی اہداف تھے مگر ان کی اصل لڑائی جدیدیت سے تھی اور وہ بھی ادھوری جدیدیت سے۔ باقی رہا ترقی پسندی اور گروہوں میں بٹی اسلام پسندی سے ان کا اختلاف، تو وہ بھی جدیدیت ہی کی بنیاد پر تھا۔ ترقی پسند انھیں جدیدیت پرست اور اسلام پسند قرار دیتے تھے۔ جدیدیت والے انھیں ترقی پسندوں کی طرح ادبی جمالیات اور فنی اقدار پر نظریے کو حاوی کر کے آزاد تخلیقی وفور کو خطرے میں ڈالنے والا کہتے تھے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ ترقی پسندوں کے اشتراکی خیالات کے برعکس سلیم احمد کے ہاں اسلامی اقدار کا نظریہ حاوی تھا اور طرفہ تماشا یہ کہ اسلامی ادب والے بھی سلیم احمد کو رد کرتے تھے کیونکہ سلیم احمد ان کی طرح ادب کا وظیفہ مذہبی اوامر ونواہی کی تبلیغ نہیں سمجھتے تھے۔ سلیم احمد کی مکمل شخصیت اور حقیقی قدر و قیمت کا ادراک واعتراف ابھی باقی ہے۔	سلیم احمد، اردو شاعری، اردو تنقید، مابعد جدیدیت، ترقی پسندیت عزیز ابن الحسن
اثر، محمد علی	دکنی کی ایک نایاب مثنوی"ظفر نامہ عشق"	۶۷ تا ۷۶	اس مقالے میں محقق نے دکنی زبان کی ایک قدیم اور نایاب مثنوی "ظفر نامہ عشق" کا تعارف پیش کیا ہے۔ یہ مثنوی سوا تین سو سال پہلے تصنیف کی گئی تھی اور اس کے مصنف کا نام سید مظفر ابن سید ایوب شاہ ہے۔ مثنوی "ظفر نامہ عشق" کے اب تک چھے قلمی نسخوں کا پتہ چلا ہے۔ دو کتب خانۂ سالار جنگ حیدر آباد کی زینت ہیں۔ ایک ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد کا مخزونہ ہے۔ ایک آندھرا پردیش اورئینٹل مینوا سکرپٹ لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر (اسٹیٹ سنٹرل لائبریری حیدر آباد) میں موجود ہے۔ اور دو قلمی نسخے انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان میں محفوظ ہیں۔ اس مثنوی کا دوسرا نام "قصۂ مہر وماہ" بھی ہے۔	محمد علی اثر، دکنی مثنوی، ظفر نامہ عشق، قصہ مہر وماہ، سید مظفر ابن سید ایوب شاہ

احمد، فیض الدین	تذکرہ ''نکات الشعرا'' کی تدوین: چند تسامحات	۴۲۹ تا ۴۶۷	میر کی ''نکات الشعرا'' کو اب تک اردو کا اوّلین تذکرہ مانا جاتا ہے۔ اس تذکرے کو پہلی بار انجمن ترقی اُردو ہند نے مولوی حبیب الرّحمٰن خاں شروانی کے مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔ یہ تذکرہ پہلی بار کس سن میں شائع ہوا؟ اس بارے میں محققین نے مختلف آرا کا اظہار کیا ہے۔ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ اس تذکرے کے سنِ اشاعت سے متعلق ابہام کو دور کر کے درست سنِ اشاعت کا تعین کیا جائے۔ بعد میں اس تذکرے کو مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محمود الٰہی، ڈاکٹر معین الدّین عقیل اور ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بھی مختلف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے مرتّب کرنے کی کوشش کی۔ دورانِ تدوین ان مدونین سے جو تسامح ہوا اور دیگر محققین نے اس تذکرے کے شعرا کی تعداد، تراجم اور اشعار کی تعداد سے متعلق جو ابہام پیدا کیا، اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ اُن غلطیوں کی نشان دہی کر کے قاری کو درست صورتِ حال سے آگاہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس تذکرے کے جو غیر مطبوعہ خطی نسخے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں، اس مقالے میں ان نسخوں کا مختصر تعارف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اختلافِ متن کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔	میر تقی میر، تذکرہ نکات الشعرا، مولوی حبیب الرحمٰن خاں شروانی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محمود الٰہی، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر عبادت بریلوی، فیض الدین احمد
اعوان، محمد سفیر	Requiem of a (Socialist) Dream: Locating Tarar's Aiy Ghazal-i Shab in Global Capitalism (ایک اشتراکی خواب کی تعبیر: عالمی سرمایہ دارانہ نظام میں تارڑ کی ''اے غزالِ شب'' کا کردار)	۶۳ تا ۸۵ (حصہ انگریزی)	یہ مضمون مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''اے غزالِ شب'' (۲۰۱۳ء) کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اعوان کے مطابق یہ اردو ادب میں اپنی نوعیت کا ایسا واحد ناول ہے جو سوویت یونین اور اس کے اشتراکی نظریے کی شکست و ریخت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سیاسی، سماجی اور نظریاتی مسائل کا احاطہ کرتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تارڑ نے اپنے کرداروں کی باہم مربوط کہانیوں کے ذریعے مارکس ازم اور اس کے سیاسی ارواح بشکل کمیونزم/اشتراکیت کے عروج اور زوال کا نقشہ کھینچا ہے۔	Mustansar Hussain Tarar, Urdu Novel, Aiy Ghazl-i-Shab, Global Capital-ism, Socialism, Muhammad Safeer Awan
بھٹی، محمد سلمان	لاہور کا تھیٹر: ۱۹۷۱ء سے ۲۰۱۳ء تک	۴۹۳ تا ۵۲۰	لاہور ہمیشہ سے ہی ثقافتی اور ادبی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۷۱ء تا ۲۰۱۳ء تک کے لاہور کے اردو تھیٹر کی تاریخ بیان کرتا ہے اور تھیٹر سے متعلقہ سرگرمیوں کو اُس وقت کی سیاسی، معاشی اور سماجی صورتِ حال سے جوڑتا ہے۔	محمد سلمان بھٹی، اردو تھیٹر، ڈراما، لاہور، ۱۹۷۱ء
جسٹن، پنکی	انیسویں صدی میں اردو صحافت کی	۵۷۳ تا	انیسویں صدی کئی اعتبار سے ہندوستانی صحافت کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس عرصے میں میدانِ صحافت میں کئی ایسی شخصیات ابھریں	پنکی جسٹن، محب ہند، فوائد

	ترویج میں مسیحی برادری کا حصہ	۵۹۴	جنھوں نے صحافت کے مزاج و منہاج کو بدل کر رکھ دیا۔ بالخصوص عیسائی مشنریوں کی وجہ سے ہندوستان کی مقامی زبانوں میں صحافت شروع ہوئی اور اسی عرصے میں اخبارات کو آزادی کا سانس لینا نصیب ہوا۔ اردو صحافت کی اشاعت میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت اور اس کے انگریز افسران نے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ بعض اخبارات انھیں کی زیرِ سرپرستی زندہ تھے۔ محبِ ہند، فوائد الناظرین، قران السعدین یہ تینوں اخبار انھی خریداروں کے بل بوتے پر چل رہے تھے۔ مدرسہ بریلی کے ایک انگریز عیسائی سی فنک نے صدر الاخبار آگرہ ۱۸۴۶ء جاری کیا۔ مالوہ اخبار ۱۸۴۹ء مسٹر ہملٹن (رزیڈنٹ اندور) کی سرپرستی میں منظرِ عام پر آیا۔ غرض کہ اردو اخبارات کے اجرا و ترقی میں عیسائیوں کی امداد، تعاون اور سرپرستی کو خصوصی دخل تھا۔ دوسری طرف جب عقائد کے ٹکراؤ سے مذہبی اخبارات نے جنم لیا تو ہندو، مسلمان، عیسائی سبھی مذہبی اخبارات کی طرف متوجہ ہوئے۔ اردو صحافت کی تاریخ میں ان عیسائی صحافیوں کی کاوشیں بذاتِ خود ایک الگ موضوع کی متقاضی ہیں کیونکہ ان تمام مذہبی اخبارات کے پس پشت جو عوامل کارفرما تھے وہ عیسائیت کی ترویج و اشاعت تھے۔ گویا ان عیسائی صحافیوں کی سرگرمیاں و کردار کو مذہبی و ادبی دونوں اعتبار سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ راقمہ نے اپنے اس تحقیقی مقالے میں ان تمام اخبارات و رسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جو ان عیسائی صحافیوں کے ذریعے منظرِ عام پر آئے۔ یہ اس موضوع پر لکھا جانے والا پہلا تحقیقی مقالہ ہے جو مستقبل میں آنے والے محققین کے لیے ایک روشن مینار کا کام دے گا۔	الناظرین، قران السعدین، صدر الاخبار، مالوہ اخبار، اردو صحافت، مسیحی صحافی برادری
چغتائی، محمد اکرام	Felix Boutros- Life, Works and His Contribution to Urdu Language and Literature (فیلکس بوترس: حالاتِ زندگی، خدمات اور اردو ادب اور زبان میں اس کا حصہ)	۳ تا ۵۴ (حصہ انگریزی)	فیلکس بوترس انیسویں صدی کے شروع میں ہندوستان آیا۔ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ فیلکس کی زندگی کے بارے میں ادھر اُدھر بکھری معلومات کو یک جا کیا جائے اور دہلی کالج اور اس میں پڑھائے جانے والے نصاب کی ترقی و ترویج میں اس کے کردار کا تعین کیا جائے۔ اس کے علاوہ اس مقالے میں مغربی علوم کی ترسیل میں اردو زبان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے سلسلے میں بھی فیلکس کردار کو اجاگر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس دور میں عام طور پر اردو کو فقط شاعری کی زبان یا مبالغہ آمیز انداز کی نثر سمجھا جاتا تھا۔	Felix Boutros, 19th Century, Delhi College, Scientific Terms, Urdu Journalism, Muhammad Ikram Chughtai

حنفی، محمد شمیم	بھارت میں اردو: ایک ہندوستانی تناظر	۲۰۱ تا ۲۰۹	ادب اور فنون، علوم اور تصورات کی دنیا میں سیاسی، ثقافتی اور نظریاتی تقسیم کا سلسلہ زیادہ دور تک نہیں چلتا۔ غیر منقسم ہندوستان کی تاریخ کے جس موڑ پر اردو کے بیج بوئے گئے تھے، اس کی شناخت تہذیبی وحدت اور کثرتیت کے ایک ناگزیر عنصر سے ہوتی ہے۔ اردو ہندوستان کی بائیس قومی زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔ ریاستی، دفتری زبان کی حیثیت اسے صرف ایک صوبے میں دی گئی ہے۔ اس کا اپنا کوئی متعین علاقہ نہیں ہے۔ یہ کسی خاص مسلک، قوم یا فرقے کی زبان بھی نہیں ہے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے یہ شمالی ہندوستان کے عام تعلیم یافتہ طبقے کی زبان تھی اور اسے ایک نمایاں تہذیبی برتری حاصل تھی۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اسے اپنی مادری زبان کہا تھا۔ یہاں بسنے والی کسی قوم کے لیے اردو بدیسی اور اجنبی نہیں تھی۔ اس صورتِ حال نے اردو کے وسیع اور سیکولر مزاج کی تشکیل میں ایک غیر مبہم کردار ادا کیا ہے اور اسے ایک منفرد توانائی بخشی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وقت کے بہاؤ نے اردو کے لیے کچھ مشکلیں بھی پیدا کی ہیں۔ برصغیر کی لسانی سیاست نے اردو کے بارے میں طرح طرح کی غلط گمانیاں پھیلائی ہیں۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ اس زبان کا بنیادی شناختی نشان ، اس کی آزادروی، اس کی جمہوری قدریں اور سیکولر روایتیں ہیں۔	محمد شمیم حنفی، اردو زبان، بھارت میں اردو، ثقافت
سعید، سعادت	سائنسی وژن اور وجدانی منطق بحوالہ ذات اور قبائے صفات: عکسی مفتی کی تلاش	۵۹۵ تا ۶۱۸	سائنس کے مادیت پرستی کی بنیاد پر استوار سوالات نے جدید معاشروں کی ترقی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ سائنس نے روحانیت پر مبنی پرانے تصورات کو للکارنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ مفکرین نے کوشش کی ہے کہ وہ اس کائنات میں مادے اور روح کے کردار کو جان سکیں۔ عکسی مفتی کی ''تلاش'' بھی اسی سلسلے کی ایک کوشش ہے۔ مقالہ نگار اپنے مقالے میں اقبال کے اس خیال کی تائید کرتے ہیں کہ فقط مذہب ہی، جو اپنی بہترین شکل میں نہ تو عقیدہ ہے، نہ پادریت اور نہ ہی کوئی رسم، جدید دور کے انسان کو اخلاقی طور پر جدید سائنسی ترقی کے ساتھ جڑی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے پر مائل کر سکتا ہے۔	سعادت سعید، عکسی مفتی، تلاش، تصوف، اسمائے الٰہی، سائنسی وژن
سعید، احمد	مکاتیبِ مختار زمن	۷۷ تا ۱۱۵	مختار زمن (۱۹۲۴ء — ۲۰۰۳ء) اعلیٰ پائے کے ادیب اور صحافی تھے جو اے۔ پی۔ پی۔ (ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان) کے ڈائریکٹر جنرل کے طور پر ریٹائر ہوئے تھے۔ انھوں نے ریڈیو پاکستان ڈھاکا اور بی بی سی لندن میں بھی کام کیا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں انھوں نے دنیا کے مختلف ممالک کے سفر بھی کیے۔ مختار زمن نے طلبہ کی سیاست میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری کے عہدے	احمد سعید، مختار زمن، مکاتیب، بی بی سی لندن

			پر فائز رہے اور اسی ضمن میں انھوں نے ایک کتاب "Students' Role in the Pakistan Movement" بھی لکھی تھی۔ یہ خطوط انھوں نے ۱۸ سال کے عرصے کے دوران احمد سعید کے نام لکھے تھے۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات، معلومات اور مراسم کا دائرہ کس قدر وسیع تھا۔	
سیال، عابد	کلاسیکی چینی شاعری میں انسان دوستی	۵۲۱ تا ۵۴۱	انسان دوستی چینی ادب کا ایک ممتاز پہلو ہے قدیم دور سے لے کر کلاسیکی عہد تک کے سارے ادب میں انسان دوستی کی اقدار بہت نمایاں ہیں۔ یہ مضمون اسی حوالے سے چینی کلاسیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ لینے کی ایک کوشش ہے۔	عابد سیال، کلاسیکی چینی شاعری، انسان دوستی، دہقان کا گیت
ضیاء الحسن	نیر مسعود کا افسانہ ''مسکن'': تجزیاتی مطالعہ	۴۸۳ تا ۴۹۲	نیر مسعود اردو کے ان افسانہ نگاروں میں شمار ہوتے ہیں جن کے نقادوں کی غالب اکثریت اس نقطے پر متفق ہے کہ ان کے افسانے کی تفہیم مشکل ہے لیکن ان کے افسانے اس تخلیقی لطف کے حامل ہیں جو اردو ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے افسانہ نگاروں میں کم یاب ہے۔ یہاں سے افسانے کی ایک نئی تنقید آغاز ہوتی ہے جو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ افسانے یا کسی بھی تخلیقی فن پارے کی پہلی معنویت اس لطف میں پوشیدہ ہوتی ہے جو قاری اس فن پارے کی قرأت سے حاصل کرتا ہے۔ نیّر مسعود کا یہ افسانہ بھی اسی تخلیقی لطف سے مالا مال ہے جس کی وجہ سے عدم تفہیم کے باوجود تربیت یافتہ قارئین ان کے فن کے شیدائی ہیں۔ معنویت سے قطع نظر وہ ایک پوری کہانی ترتیب دیتے ہیں جس کا پلاٹ بہت گندھا ہوا ہوتا ہے اور اس میں کہیں بھی کوئی جھول محسوس نہیں ہوتا۔ افسانے کے بیانیے میں انھوں نے اس قدر پُر اسراریت پیدا کر دی ہے جو قاری کی دلچسپی اور تجسس کو مسلسل ابھارتی رہتی ہے۔	ضیاء الحسن، نیر مسعود، اردو افسانہ، مسکن
عارف، نجیبہ / ہمدانی، جواد	جنوبی ایشیا میں اولین سفر نامۂ انگلستان: تاریخ جدید	۱۱۷ تا ۱۷۱	تاریخ جدید (۱۷۷۳ء) جنوبی ایشیا میں لکھا جانے والا پہلا سفر نامہ انگلستان ہے۔ یہ سفر نامہ منشی اسماعیل نے اٹھارویں صدی کے اواخر میں بزبانِ فارسی تصنیف کیا تھا مگر اس کا قلمی نسخہ ۱۹۶۸ء تک محققین کی نظروں سے اوجھل رہا۔ ۱۹۶۸ء میں برطانوی مستشرق سائمن ڈگبی (۱۹۳۲ء۔۲۰۱۰ء) نے پہلی بار اس سفر نامے کا تعارف پیش کیا لیکن اس کا متن مزید چھیالیس سال تک منظر عام پر نہ آ سکا۔ اس شمارے میں اس سفر نامے کا مکمل متن پہلی بار اردو ترجمے کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ نیز اس سفر نامے اور اس کے مصنف کا تعارف اور اس میں مذکور اہم شخصیات و مقامات کے بارے میں حواشی و تعلیقات بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ سفر نامہ ایک نوع سے منشی اسماعیل کی خود	نجیبہ عارف، جواد ہمدانی، تاریخ جدید، منشی اسماعیل، سائمن ڈگبی۔

			نوشت بھی قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ مصنف نے اس میں اپنی ابتدائی زندگی کے حالات بھی اجمالی طور پر بیان کر دیے ہیں۔	
عقیل، معین الدین	اردو زبان و ادب پر گارسیں دتاسی کے احسانات: اولین تاریخ ادب اردو	۹ تا ۲۸	گارسیں دتاسی (۱۷۹۴ء–۱۸۷۸ء) انیسویں صدی کے مستشرقین میں اس اعتبار سے سب سے نمایاں اور ممتاز ہے کہ اردو تحقیق اور مطالعۂ اسلام کے ضمن میں اس کے تحقیقی مطالعات نے اپنے موضوعات پر ایسا ذخیرۂ مآخذ فراہم کر دیا ہے کہ جن سے استفادے کے بغیر اردو زبان و ادب اور ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ و تہذیب کا کوئی مطالعہ، خصوصاً انیسویں صدی کے تعلق سے، جامع اور مستند نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک کثیر التصانیف محقق و مصنف تھا۔ اردو تحقیق کے ضمن میں دتاسی کی سب سے اہم تصنیف، تاریخ ادبیاتِ ہندوی وہندوستانی (Literature Hindouie et Histoire de la Hindoustanie) ہے جو اولاً ۱۸۳۹ء میں، اور پھر ۱۸۴۷ء میں (بطور جلد دوم) اور بعد میں بہت قیمتی و تازہ اضافوں کے ساتھ ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۱ء میں شائع ہوئی لیکن اپنی اشاعت کے ۹۰ سال گزرنے اور اردو زبان و ادب کا انتہائی ناگزیر ماخذ ہونے کے باوجود نہ انگریزی میں اور نہ اردو میں ترجمہ ہو کر منظرِ عام پر آئی۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (۱۹۱۶ء– ۱۹۹۴ء) کی مرضی سے شعبہ اُردو، جامعہ کراچی کے تحت (۱۹۶۰ء) میں ایک فرانسیسی خاتون لیلیانِ سیکستین نازرو نے راست فرانسیسی زبان سے اردو میں کیا لیکن پھر بھی مزید نصف صدی گزر جانے کے باوجود یہ ترجمہ تاحال شائع نہ ہوا۔ یہ ترجمہ پی۔ایچ۔ڈی۔ کی سند کے حصول کے مقصد سے امتحان کے رسمی تقاضوں کے مطابق کراچی یونی ورسٹی میں ۱۹۶۰ء میں پیش کیا گیا تھا۔ اس مقالے میں اس اہم اور وقیع کتاب کے اردو ترجمے کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	معین الدین عقیل، گارسیں دتاسی، اولین تاریخ ادب اردو، تاریخ ادبیاتِ ہندوی و ہندوستانی، لیلیان سیکستین نازرو، ڈاکٹر ابواللیث
فاروق، عمر	Comments and Reflections on "Prosody" (A Correspondence with Encyclopaedia Britannica) عروض پر تبصرے اور تاثرات (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے ساتھ ایک مراسلت)	۵۳ تا ۶۲ (حصہ انگریزی)	یہ عمر فاروق اور انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے مدیر کے مابین ایک مراسلت ہے۔ اس مضمون میں عمر فاروق "Elements of Prosody: Scansion" کے مصنف کا حوالہ دیتے ہوئے مدیر کی توجہ ان چند نکات کی جانب مبذول کرواتے ہیں جو مصنف نے جارج ہربرٹ کے اخلاقی امتیاز کے تجزیے کے ذریعے ان اجزا کی تشریح کرتے ہوئے نظر انداز کر دیے تھے۔ فاروق نے "Prosodic Style: The Personal Elements" پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔	Encyclopaedia Britannica, Prosody, Correspon-dence, Scansion, George Herbert, Umar Farooq

فاروقی، شمس الرحمٰن	سلیم احمد، تیس سال بعد	۳۵۷ تا ۳۷۲	اس مضمون کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ سلیم احمد شاعر کا مرتبہ سلیم احمد نقاد سے بدرجہا بلند ہے۔ ہمارے ادبی معاشرے میں تنقید کو ضرورت سے زیادہ بلکہ بہت زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہ بات شاعروں کو پسند نہیں آتی (شاعر بمعنی تخلیقی فن کار) لیکن اس شاعر کو اور بھی ناپسند ہوتی ہے جو نقاد بھی ہو۔ اس کی تنقید پر لوگ توجہ نہیں دیتے، اس کی باتوں کو غور سے سنتے ہیں، اس کی زبان سے اپنی تعریف سننے کے متمنی رہتے ہیں لیکن اس کی شاعری پر توجہ نہیں دیتے۔ سلیم احمد کو بھی بحیثیت نقاد تو اہمیت دی گئی لیکن ان کی شاعری کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ سلیم احمد ہمارے زمانے کے سب سے بڑے غزل گویوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اگر ہم سلیم احمد کی غزلیں پڑھیں تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے یہاں سنسنی خیزی کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا۔ سلیم احمد نے روایتی غزل کے جن پہلوؤں کو ناقابل انتقاد قرار دیا تھا، وہ تھے؛ خود رحمی اور رقت، جسے انفعالیت بھی کہہ سکتے ہیں اور محفوظ، متین، اور شائستہ زبان جسے ''تغزل'' کہا گیا۔ سلیم احمد کی غزل کی سب سے بڑی قوت یہ تھی کہ وہ مضمون اپنے گرد و پیش سے لاتے تھے اور استعارہ سامنے کی باتوں سے بناتے تھے۔	شمس الرحمٰن فاروقی، سلیم احمد، غزل، تنقید، اردو شاعری
فاروقی، محمد حمزہ	مولانا شبلی اور سید سلیمان ندوی کا اشتراکِ علمی	۲۱۱ تا ۲۴۷	سید سلیمان ندوی کو بحیثیت شاگرد مولانا شبلی سے بے پناہ عقیدت تھی۔ شبلی کو بھی اپنے شاگرد رشید کی علمی استعداد اور لیاقت پر بھروسہ تھا۔ وہ اپنی زندگی میں ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان سے مشاورت اور معاونت لیتے رہے۔ شبلی کے انتقال کے بعد بھی سید سلیمان ندوی اپنے استاد کی متعین کردہ علمی روش پر چلتے رہے لیکن بعد میں انھوں نے مختلف علوم میں جو اضافے کیے ان سے سید صاحب کے مرتبے اور علم کا بہتر اظہار ہوا۔ اس مقالے میں مولانا شبلی اور سید سلیمان ندوی کے علمی اشتراک پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	سید سلیمان ندوی، مولانا شبلی نعمانی، علمی اشتراک، محمد حمزہ فاروقی
فاروقی، محمد حمزہ	مکاتیبِ سید سلیمان ندوی	۲۴۹ تا ۳۰۳	یہ مکاتیب مولانا سید سلیمان ندوی (۱۸۸۴ء-۱۹۵۳ء) نے ۱۹۲۱ء-۱۹۴۳ء کے عرصے میں منشی محمد امین زبیری (۱۸۷۲ء- ۱۹۵۸ء) کو لکھے تھے۔ سید سلیمان ندوی دارالمصنفین کے روحِ رواں تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مولانا شبلی کے مشن کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔ ان کے منشی امین زبیری سے دوستانہ تعلقات تھے۔ منشی صاحب ۱۹۳۱ء تک ریاست بھوپال کے شعبۂ تاریخ کے مہتمم رہے تھے اور اس حیثیت سے دارالمصنفین کی امداد کے نگران تھے۔ اس کے بعد آپ علی گڑھ یونی ورسٹی کی انتظامیہ سے وابستہ ہو گئے۔ سید صاحب کے بیشتر خطوط منشی صاحب کے دورِ بھوپال سے تعلق رکھتے ہیں۔	اردو مکتوب نگاری، محمد حمزہ فاروقی، سید سلیمان ندوی، منشی محمد امین زبیری، ریاست بھوپال

فراقی، تحسین	امیر مینائی کی فارسی شاعری: فکر عالی ہو تو مضمون نیا ملتا ہے	۳۸۷ تا ۴۲۸	امیر مینائی(۱۸۲۹ء– ۱۹۰۰ء) ہمارے ان اکابر میں شمار ہوتے ہیں جن پر باسہولت ''جامعِ کمالات'' کی اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے۔اگرچہ ان کی اولین حیثیت دبستانِ لکھنو کے ایک منفرد شاعر کی ہے جو اپنی برجستہ گوئی اور معنی آفرینی کے سبب اپنے معاصرین میں ممتاز تھے لیکن ان کی دیگر علمی حیثیات بھی کچھ کم قابلِ توصیف نہیں۔ نجوم، عروض، جفر، موسیقی، فقہ و قانون پر اچھی نظر رکھتے تھے۔ وہ متعدد زبانوں کے عالم تھے۔ عربی، فارسی، ہندی اور اردو پر عبور رکھتے تھے۔ان کی تصانیف کی تعداد اور تنوع دیکھ کر باسہولت اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انھیں عربی اور خصوصاً فارسی زبان سے کس قدر طبعی مناسبت تھی۔اپنی مادری زبان اردو میں ان کی تصنیفات فارسی سے زیادہ ہیں۔ غزلیات، مثنویات، واسوخت، مسدس، قصائد، رباعیات، قطعات پر مبنی بائیس شعری تصانیف ان کے تخلیقی مزاج کے تنوّع کی آئینہ دار ہیں۔ان میں سے بیشتر مطبوعہ ہیں۔اردو نثر میں ان کی بارہ تصانیف یادگار ہیں جن میں سے چار غیر مطبوعہ ہیں۔ان نثری تصانیف میں ان کا تذکرۂ شعرا ''انتخاب یادگار'' خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔چار سو اٹھارہ شعرا کے تراجم و اشعار پر مبنی یہ تذکرہ نواب کلب علی خاں کے ایما پر لکھا گیا اور اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں عربی، فارسی، بھاکا اور اردو شاعری کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔	تحسین فراقی، امیر مینائی، فارسی شاعری، انتخاب یادگار، اردو تذکرہ نگاری
فرخی، آصف	اردو افسانہ: نئے تناظر کی تلاش میں	۴۲۹ تا ۴۸۲	اس مقالے میں اردو افسانے کی سو سالہ تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ابتدا سے لے کر آج تک اردو افسانے کے اہم رجحانات و اسالیب پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے معاصر افسانے کے خدو خال اجاگر کیے گئے ہیں۔اس جائزے میں اہم افسانہ نگاروں، خاص طور پر انتظار حسین، قرۃ العین حیدر، عبداللہ حسین، انور سجاد، خالدہ حسین، اسد محمد خاں، حسن منظر، نیر مسعود، اقبال مجید اور ذکیہ مشہدی جیسے افسانہ نگاروں کے فن پر تبصرہ کیا گیا ہے۔	آصف فرخی، اردو افسانہ، انتظار حسین، قرۃ العین حیدر، عبداللہ حسین، اقبال مجید، ذکیہ مشہدی
فضل داد، شیراز	مجید امجد کی شاعری میں سماجی حسیت	۳۴۳ تا ۳۵۵	مجید امجد کا شعری سفر تقریباً بیالیس برس پر مشتمل ہے۔ان کا تعلق جس عہد سے ہے اس عہد میں عالمی سطح پر اتنی تیزی سے تبدیلیاں ہو رہی تھیں کہ زندگی کی قدریں اور معیار تک بدل رہے تھے۔ شاعر اور ادیب اس دور کی مجموعی فضا سے بہت متاثر تھے، اس دور کی فضا اور حالات کے زیرِ اثر مختلف قسم کے رویے جنم لے رہے تھے۔ مجید امجد باقاعدہ کسی ادبی جماعت یا کسی بڑے ادبی مرکز کا حصّہ نہ تھے لیکن وہ جس ماحول اور فضا میں سانس لے رہے تھے اس سے لاتعلق بھی نہیں رہ سکتے تھے اس لیے ان کی شاعری میں جا بجا اس دور کے مجموعی اثرات نظر آتے ہیں۔ تاریخ کا جبر، طبقاتی تفاوت، عمرانی	شیراز فضل داد، مجید امجد، جدید نظم، اردو شاعری، سماجی حسیت

			وسماجی شعور، معاشی واقتصادی بحران اوراس کے نتیجے میں جنم لینے والے رویے، جنگ کی تباہ کاریاں اور بعد کی زندگی میں اس کے اثرات اور ارضیت کے تمام پہلوان کے کلام میں موجود ہیں۔ مجید امجد کی شاعری کا ایک اہم پہلو ان کا سماجی شعور ہے۔ وہ جس معاشرے میں رہتے ہیں اس کے تمام نشیب و فراز سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ جانتے تھے معاشرتی اور اخلاقی اقدار کس رُخ میں سفر کر رہی ہیں، اس کے باعث کیا کیا مسائل جنم لے رہے ہیں اور حالات کیسے بدل رہے ہیں۔ انھوں نے معاشرتی مسائل اور سماجی رویوں کو اپنے تجربات کے حوالے سے دیکھا۔ مجید امجد کی شاعری میں جو حزن وملال اور کرب ہے وہ سب اس صورتِ حال کے باعث جنم لیتا ہے جو زندگی گزارنے کے دوران پیش آتی ہے اور زندگی کا صحیح معنوں میں ادراک بھی اسی صورتِ حال کے باعث ہوتا ہے۔	
میمن، محمد عمر	مصری کی ڈلی یا سفید چینی: ترجمہ نگاری اوراس کے آزار	۱۷۳ تا ۲۰۰	ترجمہ کرتے ہوئے ایک فن پارے کی تفہیم کے معاملے میں کسی خاص مفہوم پر اصرار کوئی بہت زیادہ معتبر اور صائب طریقہ کار نہیں۔ متن کوئی اٹل اور جامد شے نہیں ہوتی جس کے بس ایک معنی ہوتے ہیں۔ چونکہ ہر معاشرہ اور نسل کسی فن پارے کا ترجمہ اولاً اپنے لیے کرتی ہے اس لیے اس کے مختلف ترجموں میں فرق اور اختلاف کا در آنا ناگزیر ہے۔ پھر یہ کہ ہر نسل کے ترجمہ نگار فن پارے کی تفہیم میں اپنی مخصوص شخصیت اور بصیرت سے کام لیتے ہیں اور اس کے اظہار میں اپنے وقت کی رائج زبان ضروری ترمیم کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ معنویت کی کثیر الجہتی کی ایک اور بڑی وجہ ہر اچھی نگارش میں ابہام کا عنصر ہے۔ اگر سابقہ کسی ایسے متن سے پڑ جائے جو اجنبی ثقافت اور سبھاؤ کا زائیدہ ہو تو ترجمہ نگار کا کام اور زیادہ مشقت طلب ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ مغربی زبانوں کے اردو تراجم پڑھنے میں ہمیشہ رواں نہیں ہو سکتے۔ جدید مغربی فکشن میں اوقاف بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ عادی زبان تو صرف انھیں اشیا کے بیان پر قادر ہے جو انسانی تجربے میں ایک ٹھوس حیثیت کی حامل ہوں لیکن تخلیقی نثر ٹھوس تجربے سے ماورا بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا ترجمہ نگاری کوئی آسان کام نہیں۔	محمد عمر میمن، ترجمہ نگاری، ترجمے کے مسائل، اردو ترجمہ
ناز، ناہید	توقیتِ شبلی	۳۰۵ تا ۳۱۶	مولانا محمد شبلی نعمانی ۱۸۵۷ء کے دورِ انتشار میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۴ء کے دورِ پیکار میں وفات پائی۔ اس مقالے میں شبلی نعمانی کی زندگی کے اہم واقعات کو زمانی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔	ناہید ناز، توقیتِ شبلی، علامہ شبلی نعمانی
نوشاہی، عارف	مثنوی جہان آشوب:	۲۹	عالمگیری عہد میں خوشاب (پنجاب) کے احمد یار خاں متخلص بہ یکتا (وفات:	عارف نوشاہی،

	اٹھارویں صدی میں ہندوستان کی سیاسی و سماجی حالت پر شاعرانہ نوحہ	تا ۶۵	۲۳ جمادی الاوّل ۱۱۴۷ھ/ ۱۷۳۴ء) فارسی کے بہت عمدہ شاعر گزرے ہیں۔ان کی فارسی مثنوی جہان آشوب،اورنگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۱۱۸ھ/۱۷۰۶ء) کے بعد،ہندوستان میں ہونے والی ابتری، معاشرتی انحطاط اور اخلاقی اقدار کی پستی کا بے حد موثر نوحہ ہے۔اس مثنوی میں بتایا گیا ہے کہ جنگِ تخت نشینی سے سلطنت ہند کے ڈھانچے میں شکست وریخت ہو چکی تھی۔نوابوں میں تمام معاشرتی اور اخلاقی برائیاں جمع ہوگئی تھیں۔شرفا ذلیل وخوار اور امرا زبوں حال تھے۔اس کے برعکس نودولتیوں کا عروج تھا۔ پرانے امرا بے قدر وقیمت ہوگئے اور ہر کوئی اپنی عزت بچانے کی فکر میں تھا۔جدید نواب علم اور خود نمائی کے لیے بے مزہ اور پوچ باتیں کرتے۔فارسی اشعار ہندوستانی اسلوب میں پڑھتے۔موسیقی اور ترنم اور مجموعی طور پر یہ فنون کے انحطاط اور ابتذال کا زمانہ تھا۔اس مثنوی کی شاعری بہت زوردار ہے اور یکتا کے فنی مرتبے کے بارے میں حسنِ ظن پر پورا اترتی ہے۔	اردو مثنوی، فارسی شاعری، احمد یار خاں یکتا، مثنوی جہاں آشوب، اٹھارویں صدی، ہندوستان
نیر،ناصر عباس	زندگیوں کے صحن میں کھلتے قبروں کے دروازے: مجید امجد کی نظم میں حزن کا مطالعہ	۳۱۷ تا ۳۴۱	مجید امجد کی نظم جدید انسان کے ایک بنیادی مسئلے کی نمائندگی کرتی ہے کہ وقت کی لامتناہیت میں اس کی حیثیت واوقات کیا ہے؟جدید نظم کا اہم سوال تھا''وہ کون ہے؟'' اس سوال نے شناخت کی تلاش اور شناخت کے بحران جیسے مسائل کو جنم دیا۔اس مسئلے کے کئی پہلو تھے۔جدید فرد جس اصل سے کٹا ہوا تھا وہ کہیں گھر یا وطن تھا تو کہیں وہ ایک الوہی مرکز تھا۔گھر یا وطن سے کٹنے کا سبب استعماری ثقافتی اجارہ داری تھی جس کے تحت ایک بیرونی اجنبی ثقافت، مقامی ثقافت کو حاشیے پر دھکیل دیتی تھی اور آدمی اپنے ہی گھر میں بے گھر ہو جاتا تھا جبکہ الوہی مرکز سے جدا ہونے کا سبب، جدیدیت کا بشر مرکز فلسفہ تھا۔میراجی کی نظم میں الوہی مرکز سے جدا ہونے کا مسئلہ شدت سے اجاگر ہوا ہے۔بیسویں صدی کے انسان کے یہ دونوں اہم مسائل امجد کی نظم کے مرکزی مسائل نہیں بنے۔مجید امجد کی نظم میں جدید انسان کے ایک دوسرے مسئلے کی نمائندگی ہوئی ہے اور وہ یہ کہ قرنوں سے پھیلتی بڑھتی کائنات اور وقت کے لامتنہی منطقے میں انسان کا مقام کیا ہے؟ان کی نظموں سے اس تصور کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔	ناصر عباس نیر، مجید امجد، مجید امجد کی نظم میں حزن کا مطالعہ، جدید نظم، وجودیت
ہاشمی، طارق محمود	اردو نظم کا غیر وابستہ لحن اور تصوراتِ انسان	۵۴۳ تا ۵۷۱	یہ مضمون ان شعرا کی ادبی خدمات سے متعلق ہے جو کسی خاص ادبی تحریک سے وابستہ نہیں رہے اور نہ ہی کسی مخصوص رجحان سے متاثر تھے۔ زندگی اور انسانی رویوں کی تفہیم میں ان کا اپنا زاویۂ نظر تھا تاہم ان کے خیالات ایک ایسے ذاتی نقطۂ نظر کی عکاسی کرتے تھے جو عالمی سماجی ثقافت میں ہونے والی تاریخی تبدیلیوں سے متاثر تھا۔	طارق محمود ہاشمی، اردو نظم، مجید امجد، اختر الایمان، منیر نیازی، وزیر آغا، مصطفی زیدی

بنیاد: ۶ (۲۰۱۵ء)

مدیر: نجیبہ عارف، گرمانی مرکزِ زبان و ادب، لاہور یونی ورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، فیض الدین	طغیانیِ رودِ موسی: اردو شاعری میں سانحات کے اظہار کی روایت کا ایک گم شدہ باب	۵۳ تا ۹۵	ہندوستان کے شہر حیدر آباد دکن کی تہذیب نے مشہور ندی ''رودِ موسی'' کے کنارے جنم لیا۔ ریاست حیدر آباد کے ایک وسیع خطۂ ارض کو سیر اب کرتی ہوئی یہ ندی شہر کے بیچوں بیچ سے گزر کر دریاے کرشنا سے جا ملتی ہے۔ یہی ندی شہر کو دو حصوں میں بانٹتی ہوئی قدیم و جدید حیدر آباد میں تقسیم کرتی ہے۔ اس ندی میں آنے والی طغیانی نے کئی بار اس شہر کو تاراج کیا لیکن بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں آنے والی طغیانی حیدر آباد دکن کی تاریخ کا افسوس ناک سانحہ ہے۔ یہ واقعہ یکم رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء کو پیش آیا۔ طغیانی کے نتیجے میں ندی کے کنارے کا کوئی محلّہ ایسا نہیں تھا جو اِس سرے سے اُس سرے تک صاف نہ ہو گیا ہو اور کوئی گھر نہیں تھا جس میں سے کم از کم دو چار آدمی نہ بہہ گئے ہوں۔ اس قیامت انگیز سانحے نے اردو شاعری پر جو اثرات مرتسم کیے ان کا ایک اجمالی جائزہ اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔ جن شعرا نے اس موضوع پر نظمیں کہیں ان میں مولانا ظفر علی خاں، سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، محب حسین محب، سیف الدین شباب، سید ظفر حسن عبرت، محمد عبدالکریم خاں صبر دہلوی، فاروق شاہ پوری اور حامد حسن قادری شامل ہیں جن کی نظموں کا مفصل جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، فیض الدین احمد، طغیانیِ رودِ موسی، ظفر علی خاں، سید احمد حسین امجد حیدر آبادی، محب حسین محب، سیف الدین شباب، ظفر حسن عبرت، محمد عبد الکریم صبر دہلوی، فاروق شاہ پوری، حامد حسن قادری
اعوان، محمد سفیر	Poetics of Cross-cultural Assimilatio: A Study of Taufiq Rafat's 'Reflection' (بین الثقافتی ہم آہنگی کی شاعری توفیق رفعت کی 'ریفلیکشن' کا مطالعہ)	۷۹ تا ۹۳ (حصہ انگریزی)	''Reflections'' توفیق رفعت کی طویل ترین اور پیچیدہ نظم ہے جو فلسفیانہ اور علامتی روپ لیے ہوئے ہے۔ یہ ذاتی حوالے سے بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ مصنف اس نظم کو تین اہم موضوعات پر مشتمل قرار دیتا ہے: پیدائش، موت اور پیدائشِ نو؛ زندگی اور آرٹ کا باہمی تعلق اور شاعرانہ اور فن کارانہ تجربے کی باطنی جہت۔	Muham-mad Safeer Awan, Taufiq Riffat, Croos Cultural assimilate-ion, 'Reflection'
بتول، سائرہ	وزیر آغا کا انشائی	۱۰۵	انشائیہ اگرچہ اردو نثر کی نسبتاً نئی صنف ہے لیکن وزیر آغا کے تخلیقی قلم اور	سائرہ بتول، وزیر

	اسلوب	تا ۵۰۹	انشائیے پر ان کے تنقیدی مضامین نے انشائی خد و خال میں ایسی تبدیلی اور انفرادیت پیدا کی ہے جس کے اثرات بعد میں آنے والے اہل قلم کے نثر پاروں پر دیکھے جاسکتے ہیں۔اسی لیے ڈاکٹر وزیر آغا اردو انشائیے کے موجد اور محرک تسلیم کیے جاتے ہیں۔ان کے چار انشائی مجموعے شائع ہوئے۔یہ مجموعے نہ صرف ان کے ارتقائی تخلیقی سفر کے غماز ہیں بلکہ اردو انشائیے کے فنی و اسلوبیاتی ارتقا کی کئی صورتیں بھی ان میں دیکھی جاسکتی ہیں۔	آغا، انشائیہ، خیال پارے، دوسرا کنارہ، سمندر اگر میرے اندر گرے، پگڈنڈی سے روڈ رولر تک
بھٹی، محمد سلمان	پاکستان میں اردو تھیٹر کے فروغ کے لیے ''الحمرا آرٹس کونسل'' کا کردار: تاریخ، رجحان اور امکانات	۳۹۱ تا ۴۱۸	الحمرا آرٹس کونسل ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء کو وجود میں آیا اور ۱۹۸۳ء میں پنجاب آرٹس کونسل کا حصہ قرار پایا۔تب سے اب تک یہ پاکستان میں اردو تھیئٹر کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کرتا رہا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے معیار اور سرگرمیوں میں انحطاط پیدا ہوتا گیا۔اس مقالے میں اس ادارے کے کردار اور تاریخ کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	محمد سلمان بھٹی، لاہور، اردو تھیٹر، الحمرا آرٹس کونسل، علی احمد، امتیاز علی تاج
بھٹی، مزمل / جاوید، طارق	خطۂ ستلج کی بولیوں اور زبانوں کے اردو سے لسانی روابط	۹۷ تا ۱۲۵	اس مقالے میں تقابلی لسانیات کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خطۂ ستلج کی دو بڑی زبانوں پنجابی اور سرائیکی کے اردو زبان سے لسانی روابط کا کھوج لگایا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ خطۂ ستلج میں بولی جانے والی دیگر بولیوں؛ مثلاً ماجھی، جانگلی یا جٹکی، ہٹھاڑی، اوتاڑی اور ریاستی بولیوں میں موجود باہمی اشتراکات و اختلافات پر بحث کی گئی ہے۔اس حوالے سے املا، تلفظ، رسم الخط، مصوتوں اور مصمتوں کی شناخت، ذخیرۂ الفاظ، قواعدی سانچوں اور کہاوتوں اور ضرب الامثال کے ذخائر کے مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ان تمام زبانوں اور بولیوں میں ظاہری سطح پر موجود اختلافات کے باوجود ایک گہرا ربطِ باہم موجود ہے جو انھیں ایک ہی لسانی خاندان کی زبانیں اور بولیاں ثابت کرتا ہے۔	مزمل بھٹی، طارق جاوید، پنجابی، ماجھی، جانگلی، ہٹھاڑی، اوتاڑی
پاریکھ، رؤف	اٹھارہ سو ستاون سے قبل کی اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ	۱۹ تا ۴۵	ہمارے ہاں یہ غلط فہمی عام طور پر پائی جاتی ہے کہ اردو زبان میں انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد داخل ہوئے ہیں۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے ہی اردو زبان میں یورپی زبانوں کے الفاظ داخل ہونا شروع ہوگئے تھے۔اس کا ثبوت ہمیں انشااللہ خاں انشا، مصحفی اور دیگر شاعروں کی اردو شاعری میں ملتا ہے جو ۱۸۵۷ء سے بہت پہلے وفات پاچکے تھے۔اس مقالے میں ۱۸۵۷ء سے قبل کی اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ بطور مثال پیش کیے گئے ہیں۔	رؤف پاریکھ، اردو لسانیات، ۱۸۵۷ء، اردو شاعری، یورپی زبانوں کے الفاظ
چغتائی، محمد اکرام	Pakistan and Europe: Their Intellectual,	۱۳ تا	اس مقالے میں برطانوی عہد حکومت میں ہندوستان میں تعلیم کے میدان میں یورپی عیسائی مشنریوں کے کردار اور خطے کی زبانوں اور ادب کے حوالے	Muhammad Ikram Chughtaie, Christian

missionaries, Educational Policies, Pakistan, Europe	سے ان کی خدمات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ بطور حکمران، برطانیہ نے تعلیمی پالیسی کی تشکیل میں بعض مقاصد کو مد نظر رکھا جبکہ کچھ یورپیوں نے مقامی روایات کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کیا۔ جرمنوں نے مقامی زبان اور ادب کے مطالعے میں اہم کردار ادا کیا۔	۴۴ (حصہ انگریزی)	Cultural and Political Relationship (پاکستان اور یورپ: ان کے مابین دانش ورانہ، ثقافتی اور سیاسی تعلقات)	
وحید الظفر خاں، اردو شاعری، علامہ اقبال، تنہائی، فارسی نظم، تصورِ تنہائی	اس مقالے میں اقبال کی فارسی نظم بعنوان ''تنہائی'' کا فکری و فنی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ نظم چار بندوں پر مشتمل ہے جن میں گہرا معنوی و فکری ربط موجود ہے۔ بحر، کوہ اور قمر جیسے کرداروں کی مدد سے مظاہر موجودات کے تین منطقوں کے ذکر سے پوری کائنات کی تشکیل کا تصور پیش کیا گیا ہے۔ قرآن اور سائنسی علوم کی مدد سے عالم فطرت، انسان اور خدا کے مابین رشتے کی صراحت کی گئی ہے۔ عالم فطرت میں انسان کی بے پایاں اور عمیق تنہائی کو اس کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور انسان اور خدا کے درمیان موجود رشتے کے اثبات ہی کو اس کی تنہائی کا واحد علاج قرار دیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے اقبال کے تصور تنہائی اور عالم فطرت سے رشتے کا موازنہ ورڈزورتھ کے تصورِ فطرت سے کیا ہے اور اقبال کے شاعرانہ تجربے کو ارفع تر قرار دیا ہے۔	۳۱۵ تا ۳۲۷	اقبال کا تصورِ تنہائی: نظم ''تنہائی'' کے پس منظر میں	خاں، وحید الظفر
سعادت سعید، علامہ اقبال، انسان کامل، عقل و عشق، کرگس، شاہین	علامہ محمد اقبال نے مشرقی فکر کی کائنات میں ایک انقلاب کو جنم دیا۔ انھوں نے مشرقی اور مذہبی اور روحانی اقدار کے دائروں میں رہتے ہوئے بیسویں صدی کے نئے صنعتی، میکانکی اور کاروباری انسان کا بغور جائزہ لیا اور اس کی ہمہ جہتی سرگرمیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے ان اعلیٰ اقداری سانچوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کا درس دیا جو اسے انسانیت کی بلند منزلوں تک لے جا سکتے ہیں۔ علامہ محمد اقبال چاہتے تھے کہ مشرقی عوام ہدایت و دانش کی جانب لوٹیں، اپنے ذہنوں اور قوتوں کو نئی سمتوں کی جانب موڑیں اور اس مکمل انسان کا سراغ لگائیں جو نہ تو یورپ میں موجود ہے اور نہ ہی موجودہ مشرق میں۔ مشرق کو بقول علامہ محمد اقبال ''مادی عقل'' کی نہیں ''عشق'' کی ضرورت ہے۔ مشرق کو بوجھل نیند سے جاگنا چاہیے اور اپنی پرانی زنجیریں کھول دینی چاہییں۔ صارفیت کے پرانے بت کدوں کو توڑ دینا چاہیے اور نئے خیالات و افکار کی کائنات تلاش کرنی چاہیے۔ جب تک لوگوں کی فکر محض آب و گل تک محدود رہے گی حقیقی انسانی منزل دور رہے گی۔	۲۵۷ تا ۲۹۰	علامہ محمد اقبال: جاودانی عظمت کے نقیب	سعید، سعادت
رفیق سندیلوی،	اس مقالے میں مغربی ناول میں ہیرو کے تصور کا جامع مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	۵۲۹	مغربی ناول میں ہیرو	سندیلوی، رفیق

	کا تصور	تا ۲۱۶	اس میں ڈان کیہوٹے سے لے کر بیسویں صدی کے منتخب ناولوں کے مختلف الاقسام ہیرو کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ یہ کس قماش کے ہیں اور ان کے عقب میں مستور تصورات کا نظام کیا ہے جن سے ہیر وازم اور ہیر وازم سے جڑے ہوئے فرد کے ذہنی ابعاد کا نقشہ مرتب ہوتا ہے۔	مغربی ناول، ڈان کیہوٹے، مغربی ہیرو کا تصور، آسکر، روکنٹائن
صابر، ایوب	معرکۂ ’’ اسرار خودی‘‘	۲۳۳ تا ۲۵۵	اس مقالے میں ’’ اسرارِ خودی‘‘ کی اشاعت کے بعد جنم لینے والے قلمی ہنگامے اور اختلافی مباحث کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جو اعتراضات کیے گئے ان میں لفظ خودی کے استعمال پر نکتہ چینی کی گئی، اقبال کے فلسفۂ خودی کو نٹشے کے فلسفے سے مستعار قرار دیا گیا، وحدت الوجود کی مخالفت پر انھیں کڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور اسے تصوف ہی نہیں، مذہب پر بھی حملہ قرار دیا گیا، حافظ اور افلاطون پر اقبال کی تنقید بھی ہدفِ اعتراض بنی اور اس معاملے میں اقبال کو مطعون ٹھہرایا گیا لیکن اقبال نے ان تمام اعتراضات کے مدلل جواب دیے اور اپنے نقطۂ نظر کا دفاع کیا۔ اس مقالے میں اس پوری بحث کو سمیٹا گیا ہے۔	علامہ اقبال، اردو شاعری، اسرار خودی، فلسفۂ خودی، ایوب صابر
ضیاء الحسن	اردو ادیبوں کا فطرت سے بدلتا ہوا تعلق: چار صدیوں کے تناظر میں	۳۷۷ تا ۳۸۹	اردو ادب میں عالم فطرت سے ایک زندہ اور توانا رشتہ استوار رکھنے کی روایت پائی جاتی ہے۔ تاہم عالمِ فطرت سے ادب کا یہ تعلق وقت، سماج اور حالات کے ساتھ ساتھ تبدیلی و تغیر کا مظہر رہا ہے۔ آج کا ادب دنیا بھر میں دنیا کی بقا کا سوال اٹھا رہا ہے۔ اردو ادیب بھی دنیا بھر کے ادیبوں کی طرح فطرت پرست اور انسان پرست رہا ہے۔ اگر ہم ابتدائی اردو ادب کو دیکھیں تو ہمیں اس میں فطرت اور انسان کے حوالے سے اور طرح کے موضوعات ملتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی ہوئی زندگی کے مطابق اردو ادیبوں کے موضوعات بھی بدلتے رہے ہیں۔ اردو شاعروں اور ادیبوں نے گزشتہ ساٹھ سال کے دوران میں ان ظالمانہ رویوں کے خلاف لکھا ہے جس کے نتیجے میں دنیا کا فطری ماحول برباد ہوا ہے۔	اردو ادب، عالمِ فطرت، فطرت پرستی، مجید امجد، انور سجاد، ضیاء الحسن
ضیاء، مسعود الحسن	’’اسرارِ خودی‘‘: رد عمل کی لہریں	۳۲۹ تا ۳۳۹	’’اسرارِ خودی‘‘ کی اشاعت کا دور عالم گیر سطح پر کش مکش، جدوجہد اور بے اطمینانی کا دور تھا۔ عالم اسلام بالخصوص سیاسی غلامی، معاشی کمزوری اور سماجی انحطاط کا شکار تھا۔ اقبال اس صورت حال میں تبدیلی کے خواہش مند تھے اور یہی خواہش اسرارِ خودی کی تخلیق کا محرک بنی۔ ’’اسرارِ خودی‘‘ کی اشاعت کے ساتھ ہی کئی فلسفیانہ، علمی، مذہبی اور مسلکی مباحث کا آغاز ہو گیا جس میں اس عہد کی نامی گرامی شخصیات بھی شریک تھیں۔ ان میں ایک طرف تو خواجہ حسن نظامی، ذوقی شاہ، اکبر الٰہ آبادی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری، مولانا	علامہ اقبال، اسرار خودی، خواجہ حسن نظامی، ذوقی شاہ، اکبر الٰہ آبادی، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری، مولانا محمد علی جوہر،

			محمد علی جوہر، فیروز الدین طغرائی اور مشیر حسین قدوائی جیسے نام شامل ہیں اور دوسری طرف مغرب میں ڈاکٹر نکلسن اور مسٹر ڈکنسن جیسے جید دانش وراس مثنوی کے مضامین اور اقبال کے فکری سفر کا جائزہ لیتے اور اس بارے میں اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں۔ زیر نظر مقالے میں اسرارِ خودی کی اشاعت کے بعد سامنے آنے والے رد عمل کا اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فیروز الدین طغرائی اور مشیر حسین قدوائی، نکلسن، ڈکنسن، مسعود الحسن ضیاء
عارف، نجیبہ	''سیرِ ملک اودھ'' از یوسف خاں کمبل پوش	۱۲۷ تا ۲۲۴	''سیر ملک اودھ'' یوسف خان کمبل پوش کا دوسرا سفر نامہ ہے جو اودھ کی ریاست کے مختلف علاقوں اور اس کے گرد و نواح کے سفر کے حالات و واقعات کے بیان پر مبنی ہے۔ اس سفر نامے کا قلمی نسخہ محقق کو بودلیئن لائبریری، اوکسفرڈ میں ملا جو دستیاب معلومات کے مطابق منحصر بہ فرد خطی نسخہ ہے۔ یہ خطی نسخہ بودلیئن لائبریری میں انڈین انسٹی ٹیوٹ، اوکسفرڈ کے ذخیرے کا حصہ ہے اور انڈین انسٹی ٹیوٹ کو یہ مخطوطہ رابرٹ کیتھ پرنگل (۱۸۰۲ء۔۱۸۹۷ء: Robert Keith Pringle) نے ۷ فروری، ۱۸۷۹ء کو پیش کیا تھا۔ یہ مجلد قلمی نسخہ ۱۵۶ اوراق پر مشتمل ہے۔ خط نستعلیق میں موٹے قط کے قلم سے لکھے گئے اس نسخے پر کاتب کا نام درج نہیں اور نہ ہی کوئی عنوان دیا گیا ہے۔ سیر ملکِ اودھ کا عنوان مرتب نے سفر نامے کے ایک اقتباس سے اخذ کیا ہے۔ اس تصنیف میں ایک سے زیادہ مقامات پر مصنف نے اپنے سفر یورپ اور سفر نامے کا ذکر کیا ہے۔ یہ سفر نامہ اپنے عہد کے لکھنؤ کی دلچسپ تصویر پیش کرتا ہے جو ایک طرف تو شاہی عہدے داروں کے تزک و احتشام اور شان و شوکت کے شان دار مرقعوں سے مزین ہے اور دوسری طرف عوام الناس کی بدحالی، بے بسی اور بے چارگی کی ٹوٹ پھوٹ اور کسک کی عکاس ہے۔ یہاں اس سفر نامے کا مکمل متن مع مختصر تعارف، تدوینی حواشی اور فرہنگ پیش کیا گیا ہے۔	سیر ملک اودھ، رابرٹ کیتھ پرنگل، سفر نامہ، نجیبہ عارف
عالی، جلیل	''پاکستانی ثقافت'': اتفاق و اختلاف	۶۱۷ تا ۶۲۴	تبصرہ نگار نے اس مضمون میں عکسی مفتی کی اہم کتاب ''پاکستانی ثقافت'' کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ اپنے اس جائزے میں انھوں نے عکسی مفتی کے خیالات و نظریات سے اختلاف بھی کیا ہے۔	عکسی مفتی، پاکستانی ثقافت، جلیل عالی
عثمان، محمد یامین	علامہ اقبال اور عطیہ فیضی: باہمی روابط کے دو تاریخ ساز اثرات	۲۹۱ تا ۳۱۳	عطیہ فیضی اپنی ذہنی لیاقتوں اور معاشرتی سرگرمیوں کے علاوہ بیک وقت کئی مشاہیر ادب کے ساتھ روابط کے حوالے سے بھی معروف ہیں۔ خاص طور پر علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) اور علامہ اقبال (۱۸۷۷ء۔ ۱۹۳۸ء) کے ساتھ ان کے روابط کو علمی و ادبی حلقوں میں بڑی توجہ کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ علامہ اقبال کے ساتھ عطیہ بیگم (۱۸۷۷ء۔۱۹۶۷ء) کے روابط کا آغاز	عطیہ فیضی، علامہ اقبال، قیام یورپ، محمد یامین عثمان

			برطانیہ کے دارالحکومت لندن میں ہوا جہاں یہ دونوں شخصیات حصولِ علم کے سلسلے میں قیام پذیر تھیں۔ عطیہ بیگم کو ان روابط سے دو اعزازات حاصل ہوئے، ایک تو یہ کہ وہ اقبال کی فارسی شاعری کی محرک بنیں اور اقبال نے اپنی اولین فارسی غزل پر ان سے رائے طلب کی، اس کے علاوہ اقبال نے جو راز و نیاز عطیہ فیضی کے ساتھ روا رکھا وہ کسی اور شخصیت کے حصے میں نہ آیا۔ دوسرا اعزاز ان کی تصنیف "Iqbal" ہے جس نے ایک طرف اقبالیات کے طالب علموں کے لیے اقبال کی زندگی کے ایک اہم گوشے کو روشن کر دیا تو دوسری جانب عطیہ بیگم کا نام بھی اس حوالے سے ہمیشہ کے لیے یوں محفوظ ہو گیا کہ جب بھی اقبال کے قیام یورپ کا ذکر کیا جائے گا عطیہ فیضی کی تصنیف کا ذکر ناگزیر ہو گا۔	
عقیل، معین الدین	ہندوستان میں لکھی جانے والی اولین فارسی خودنوشت	۹ تا ۱۸	یہ مقالہ ہندوستان میں لکھی جانے والی اولین فارسی خودنوشت کے تعارف و تجزیے پر مشتمل ہے۔ یہ خودنوشت امیر الدین میراں جی شمس العشاق (۹۰۲ھ/۱۴۹۶ء۔ ۹۹۴ھ/۱۵۸۵ء) نے فارسی زبان میں ۱۵۸۵ء یا اس سے کچھ قبل لکھی تھی۔ شمس العشاق بیجاپور کی عادل شاہی عہدِ سلطنت (۱۴۹۰ء۔۱۶۸۶ء) کے ممتاز صوفی، مصنف اور شاعر تھے جن کا تعلق چشتیہ سلسلے سے تھا۔ یہ خودنوشت دو مختصر اجزا پر مشتمل ہے۔ ان اجزا میں ایک 'نسل نامہ' ہے جس میں مصنف نے اپنے اجداد کے نام تحریر کیے ہیں اور دوسرا اجزا ان کے ذاتی حالات پر مشتمل ہے۔ دونوں اجزا باہم مربوط ہیں۔ اس خودنوشت کے پانچ قلمی نسخوں کا علم ہے جو درگاہِ امینیہ (بیجاپور)، کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد)، ادارہ ادبیاتِ اردو (حیدر آباد) کتب خانہ عمر الیافعی (حیدر آباد) اور خانقاہِ عنایت الٰہی میں موجود ہیں۔	شمس العشاق، فارسی خودنوشت، اولین فارسی خودنوشت، معین الدین عقیل
علی، احتشام	مابعد جدید حسیت اور معاصر اردو نظم	۴۱۹ تا ۴۵۶	اس مقالے میں مابعد جدید حسیت کے تناظر میں معاصر اردو نظم کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور معاصر شعرا مثلاً سرمد صہبائی، فہمیدہ ریاض، نصیر احمد ناصر، علی محمد فرشی، ابرار احمد، رفیق سندیلوی، ضیاء الحسن، یاسمین حمید، معین نظامی، جاوید انور اور حمیدہ شاہین کی منتخب نظموں کے تجزیے کے ذریعے ان کے شعری تجربے پر اثرانداز ہونے والے مابعد جدید عوامل کا کھوج لگایا گیا ہے۔ اس مقالے میں زیادہ تر اُن نظم نگاروں کو نشان زد کیا گیا ہے جو بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں جدید اردو نظم کے دھارے میں شامل ہوئے اور تقریباً تیس برس کا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی اُن پر کوئی باقاعدہ تنقیدی کام نہیں ہو سکا۔ زیادہ سے زیادہ اُن کی نظموں کو جدیدیت کے زیرِ اثر	مابعد جدیدیت، مابعد جدید حسیت، عصری حسیت، اردو نظم، احتشام علی

			لکھی جانے والی نظم کی توسیع قرار دے کر اس پر راشد، فیض، مجید امجد، میرا جی اور اختر الایمان کے اثرات ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ عصری حسیّت کے تناظر میں ان نظم نگاروں کا جائزہ نہ صرف ان نظم نگاروں کی نظموں کو ما قبل جدید اردو نظم کی شعریات سے علاحدہ کر رہا ہے بلکہ فکری اور اسلوبیاتی سطح پر اظہار کی نو بہ نو صورتوں کو بھی نشان زد کر رہا ہے جو مابعد جدید عہد کی مخصوص حسیّت کا زائیدہ ہیں۔	
علی، صائمہ	"ہمہ یاراں دوزخ": آپ بیتی یا رپورتاژ	۵۱۱ تا ۵۲۵	یہ مقالہ صدیق سالک کی کتاب "ہمہ یاراں دوزخ" کی صنفِ ادب کو زیر بحث لاتا ہے کہ یہ رپورتاژ ہے یا آپ بیتی۔ اس میں "ہمہ یاراں دوزخ" کو رپورتاژ قرار دیا گیا ہے۔ یہ رپورتاژ سقوط ڈھاکہ کے بعد سالک کی ہندوستان میں دو سالہ قید کے تجربے پر مشتمل ہے۔	صدیق سالک، ہمہ یاراں دوزخ، آپ بیتی، رپورتاژ، صائمہ علی
فاروقی، شمس الرحمٰن	The Name and Nature of a Language: Would Urdu by any other Name Smell as Sweet? (زبان کا نام اور نوعیت: کیا اردو کے علاوہ کوئی اور نام مناسب ہوتا؟)	۳ تا ۱۲ (حصہ انگریزی)	اردو زبان، اپنے آغاز ہی سے، ہندوستان کے لوگوں کو آپس میں جوڑے ہوئے ہے۔ یہ ہندوستان کی واحد جدید زبان ہے جسے تمام طبقات کے لکھاریوں نے بطور وسیلۂ اظہار استعمال کیا۔ مقالہ نگار نے اپنے اس مقالے میں دلائل کے ساتھ ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے جو اردو زبان کی اصل، بنیاد اور زبان کے نام کے بارے میں پائی جاتی ہیں۔	Urdu language, Nature of Urdu, Name of Urdu language, Shams-ur-Rehman Faruqi
فاروقی، مہر افشاں	The Legacy of the "Misfit" Poet: Repositioning Majid Amjad in the Modern Urdu Canon (ایک نظر انداز کردہ شاعر کی میراث: جدید اردو تعبیر میں مجید امجد کی بحالی)	۴۵ تا ۷۷ (حصہ انگریزی)	اس مضمون میں مقالہ نگار نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اردو شاعر مجید امجد کو، ن۔ م۔ راشد، میرا جی اور فیض احمد فیض جیسا مقام کیوں نہیں مل سکا؟ انھوں نے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ مجید امجد کی شاعری موجودہ مغربی ادب کے مشابہ نہیں ہے جبکہ تینوں مذکورہ شاعروں میں اس کا عکس نظر آتا ہے۔	Majid Amjad, Urdu Poet, Modern Urdu Canon, Noon, Meem Rashid, Mehr Afshan Farooqi
فیاض، ایم۔ خالد	افسانہ: بحیثیتِ صنفِ ادب	۴۶۹ تا	افسانہ عہدِ جدید کی ایک اہم صنفِ ادب ہے۔ اختصار، آج کی دنیا کا وہ بڑا تقاضا ہے جسے فنی سطح پر برتنے کا شعور مختصر افسانے نے دیا لیکن اب افسانے کو ایسی	اردو افسانہ، افسانے کی

		۴۸۴	تعریفوں کے چنگل سے آزاد کروانے کی ضرورت ہے جن میں صرف اس کی قرأت کے دورانیے کو ہی اس کی شناخت اور بنیاد قرار دیا جاتا ہے۔ ایسی تعریفیں بطور صنفِ ادب، افسانے کی وقعت کو بڑھانے میں معاون نہیں ہیں۔ اب افسانے کا مطالعہ اس نہج پر کرنا ضروری ہے جس سے بطور صنفِ ادب اس کی اہمیت واضح ہو۔ اس کے لیے دوسری اصناف کی قدر و قیمت کم کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر صنف کی اپنی ایک اہمیت اور شناخت ہے اور یہ اصناف ایک دوسرے کی مخالف نہیں ہیں۔	تعریف، صنف ادب، ایم۔ خالد فیاض
کرسٹ، رونلڈ/ میمن، محمد عمر	خورخے لوئس بورخیس: فکشن کا فن	۵۲۷ تا ۵۶۷	محمد عمر میمن نے خورخے لوئس بورخیس (Jorge Luis Borges) کے انٹرویو کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ یہ انٹرویو جولائی ۱۹۶۶ء میں رونلڈ کرسٹ (Ronald Christ) نے لیا اور اس انٹرویو کا متن دی پیرس ریویو (سرما۔ بہار ۱۹۶۷ء) سے لیا گیا ہے۔	خورخے لوئس بورخیس، انٹرویو، دی پیرس ریویو، رونلڈ کرسٹ، محمد عمر میمن
کیومرثی، محمد	تدریسِ افسانہ: نیا تناظر	۴۵۷ تا ۴۶۷	یہ مقالہ تدریسِ افسانہ کے تکنیکی مسائل سے بحث کرتا ہے۔ بحیثیت صنف ادب، افسانے کی ساخت، ہیئت، تکنیک اور زبان و بیان کے سبھی پہلو اس لائق ہیں کہ دوران تدریس انھیں موضوعِ بحث بنایا جائے۔ افسانے کی تدریس کے دوران اس کے فنی و فکری ارتقا کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے نیز اس معاشرتی و تاریخی تناظر کا ادراک و شعور بھی لازم ہے جس میں رہ کر افسانہ تخلیق کیا جاتا ہے۔ ان ادبی تحریکوں کے مقاصد، طرزِ فکر و احساس اور فنی ترجیحات کو پیش نظر رکھنا بھی تدریس کا مقصد ہونا چاہیے جن سے وابستگی متعلقہ افسانے یا افسانہ نگار کی شناخت بن چکی ہو۔	تدریس افسانہ، اردو افسانہ، صنفِ ادب، محمد کیومرثی
مشتاق، صباحت	اردو افسانہ، عالمی ادبی تحریکوں کے تناظر میں	۴۸۵ تا ۵۰۰	بیسویں صدی میں صنعتی اور سائنسی ترقی نے سماجی شعور پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں انسانی اقدار کی پامالی، زندگی پر بے اعتباری اور خون ریزی نے اہل علم کو نئے زاویے سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ کے خاتمے کے بعد مغرب میں بہت سی علمی اور ادبی تحریکیں رد عمل کے طور پر سامنے آئیں۔ دادا ازم (Dadaism) اور سرئیلزم (Surrealism) اس کے رد عمل میں وجود میں آئیں۔ اردو ادب بالخصوص افسانہ بھی ان ادبی تحریکوں سے متاثر ہوا جسے اس مقالے میں زیر بحث لایا گیا ہے۔	اردو افسانہ، عالمی ادبی تحریکیں، دادا ازم، سرئیلزم، صباحت مشتاق
نوشاہی، عارف	''تکملۃ التکملۃ'': سندھ میں فارسی	۴۷ تا	سندھ فارسی شعر و ادب کا ایک قدیم مرکز رہا ہے اور یہاں تذکرہ نویسی کی پختہ روایت موجود ہے۔ یہاں نہ صرف مقامی سندھیوں نے تذکرے تصنیف کیے	نبی بخش خاز بلوچ، تکملۃ التکملہ،

	تذکرہ نویسی کی روایت کا آخری نمونہ	۵۱	بلکہ سندھ سے باہر سے آئے ہوئے مصنفین کے لیے بھی یہاں کی فضا تصنیف وتالیف کے لیے بہت ساز گار تھی۔ سندھ میں تذکرہ نویسی اور تکملہ نویسی کی اس روایت کا حسنِ ختام ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ (۱۹۱۷ء۔ ۲۰۱۱ء) کے تکملۃ التکملۃ پر ہوتا ہے جو ۲۰۰۷ء میں آرٹس فیکلٹی، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو کی طرف سے شائع ہوا۔ ''تکملۃ التکملۃ''تاریخی ترتیب پر لکھا گیا ہے اور تاریخی ترتیب کے اندر تہجی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ یہ کل ۱۷۶ (ایک سو چھہتر) شاعروں کے مختصر حالات اور انتخاب کلام پر مشتمل ہے۔ شاعروں کے شمول میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ یہ نہ صرف مقامی اور پیدائشی سندھی شعرا کا تذکرہ ہے بلکہ ان میں وہ شعرا بھی شامل ہیں جو باہر سے آکر سندھ میں کچھ عرصہ مقیم ہوئے۔ دین ومذہب کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، دو ایک ہندو شعرا بھی شامل ہیں، باقی تمام مسلمان شعرا ہیں۔ تکملۃ التکملۃ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سندھ میں فارسی شعر وشاعری کے آخری دور کی دستاویز ہے۔	تذکرہ نویسی، فارسی تذکرہ نویسی، عارف نوشاہی
نیر، ناصر عباس	موت کا زندگی سے مکالمہ: بلراج مین را کا افسانہ	۳۴۱ تا ۳۷۵	بلراج مین را کا افسانہ بیسویں صدی میں ساٹھ اور ستر کی دہائی کے دہلی کے شہری تمدن اور ضمناً پنجاب کی دیہی معاشرت سے متعلق ہے۔ یوں اس کا رخ اس معاصر زندگی کی طرف ہے جسے افسانہ نگار اور اس کے ہم عصر جی اور بھگت رہے ہیں۔ بلراج مین را حقیقت نگاری کو افسانے کے ایک اسلوب کے طور پر تو بروے کار لاتے ہیں مگر بنیادی طور پر وہ اپنے زمانے کی تہ دار اور پیچیدہ سچائی کی ترجمانی کے لیے سرریئلی، جادوئی حقیقت نگاری، علامت اور انہونی یعنی uncanny سے کام لیتے ہیں۔ ان کی نظر میں افسانہ آرٹ کی وہ خصوصیات رکھتا ہے، جو مصوری، موسیقی یا فلم سے مخصوص ہیں۔ وہ اپنے متعدد افسانوں میں نظم کی طرح ہی ایک قسم کا آہنگ وجود میں لاتے ہیں۔ تاہم یہ آہنگ شعری آہنگ نہیں بیانیہ آہنگ ہے۔ اسے کردار، واقعے، صورت حال اور منظر نامے کے بیان کے عمل کی مدد سے ابھارا گیا ہے۔ اسی طرح وہ بصری آرٹ کی کچھ تکنیکوں کو کام میں لاتے ہیں۔ اس مقالے میں مین را کے افسانوں کا مفصل تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	بلراج مین را، اردو افسانہ، کمپوزیشن دو، تکنیک، مقتل، ناصر عباس نیر
واصف، واصف علی	اقبال اور خودی	۲۲۵ تا ۲۳۲	اقبالؒ نے خودی کے مضمون کو بہت وسعت عطا کر دی ہے۔ اقبال کے نزدیک خودی ہر شے کی بنیادی فطری قدر ہے جس سے اس شے کا قیام ممکن ہے اور جس کے بغیر وہ شے قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ انفرادی جوہر ہے جو اس شے کو دوسری اشیا سے علاحدہ وممتاز کرتا ہے۔ یہ وہ تشخص ہے جس سے اس ذات کی بقا ممکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جو کسی شے کے زندہ رہنے کا واحد جواز	علامہ اقبال، تصور خودی، فلسفۂ خودی، واصف علی واصف

	ہے۔ درحقیقت خودی ہر قابلِ ذکر وجود کے باطن کی نورانی کلید ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کسی ذات کے ہونے اور نہ ہونے کا فرق مٹ جائے۔ خودی ہر وجود میں موجود ہے اور اس کا اپنا علاحدہ وجود نہیں زندگی کی طرح جو ہر ذی جان میں ہے اور خود میں نہیں۔ حُسن کی طرح جو ہر حسین میں ہے اور اُس کا اپنا الگ، ٹھوس اور قابلِ محسوس وجود نہیں۔ اس لیے خودی کو ایک علاحدہ مضمون کے طور پر سمجھنا ممکن ہی نہیں۔			

تحقیق: ۲۵ (۲۰۱۳ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، محمد سرفراز	اردو میں خطوط نگاری کی روایت اور محمد طفیل کی خطوط نگاری	۴۲۵ تا ۴۷۷	خطوط نگاری ذاتی سطح پر ابلاغ کی نہایت لطیف صورت ہے۔ خط ویسے تو ذاتی ضرورت کے لیے لکھے جاتے ہیں لیکن ادبی و علمی شخصیات کو لکھے گئے خطوط کی خاص اہمیت ہے۔ اردو میں مکتوب نگاری کی شان دار روایت موجود ہے۔ اس سلسلے میں محمد طفیل مدیر "نقوش" کے خطوط کو اہم مقام حاصل ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ان کے خطوط نے کئی ادیبوں سے شاہ کار خطوط لکھوائے تو بے جا نہ ہو گا۔ بیسویں صدی کے نصف آخر میں شاید ہی کوئی ایسا ادیب ہو جس سے محمد طفیل کا قلمی رابطہ نہ ہو۔ "نقوش" کی ادارت کے دوران ان کو لاکھوں خطوط لکھنے پڑے اور اتنی ہی تعداد میں ان کو خط لکھے گئے۔ اس مقالے میں محمد طفیل کے چند منتخب غیر مطبوعہ خط شائع کیے جا رہے ہیں۔	اردو خطوط نگاری کی روایت، محمد طفیل، مدیر نقوش، محمد طفیل کے غیر مطبوعہ خطوط، محمد سرفراز احمد
اختر، محمد سلیم	مکاتیب: ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ بنام ڈاکٹر انعام الحق کوثر	۱ تا ۶	ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ (۱۹۱۹ء-۲۰۱۱ء) جو انگریزی خواں حلقوں میں بالعموم ڈاکٹر این۔ اے۔ بلوچ کے نام سے معروف ہیں۔ ان کا شمار پاکستان کے نام ور علما اور دانش وروں میں ہوتا ہے۔ آپ ایک کامیاب محقق، مدرس، منتظم، مدون، سندھی اردو لغت نویس، لوک ورثہ شناس تھے۔ آپ ایک اعلیٰ علمی و ادبی شخصیت تھے۔ آپ کے بہت سے اوصاف میں سے ایک وصف باقاعدگی سے خطوط کا جواب بھی دینا ہے۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر بلوچستان کی اعلیٰ علمی و ادبی شخصیتوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مقالے میں شامل خط نبی بخش نے انعام الحق کوثر کو ۲۰۰۱ء میں لکھا ہے۔ اس خط میں انھوں نے کتب بھجوانے پر شکریہ ادا کیا ہے اور ہر کتاب پر ایک جامع تبصرہ کیا ہے جو ان کا اعلیٰ علمی اظہار ہے۔	نبی بخش خان بلوچ، مکاتیبِ اردو، انعام الحق کوثر، این- اے- بلوچ، محمد سلیم اختر
اقبال، سید جاوید	ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ڈاکٹر نجم الاسلام کی باہمی مراسلت	۷ تا ۱۷۹	اس مقالے میں ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ڈاکٹر نجم الاسلام کی مراسلت کو پیش کیا گیا ہے جس کی ابتدا ڈاکٹر نجم الاسلام نے ۲۷ مئی ۱۹۶۶ء سے کی تھی اور یہ سلسلہ ۱۰ فروری ۲۰۰۱ء تک جاری رہا۔ ان دونوں صاحبان علم و فضل کی لگ بھگ ۳۵ سال کی خط و کتابت رہی لیکن بھرپور مراسلت "تحقیق" کے اجرا (۱۹۸۷ء) کے زمانے میں ہوئی۔ دونوں صاحبان کے جو مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط دستیاب ہوئے وہ دو سو سے زائد تھے لیکن مقالہ نگار کے پاس صرف ۱۶۰ خطوط محفوظ ہیں۔ ان میں ۹۴ خطوط نجم صاحب کے ہیں اور ۶۶ خطوط مختار	نجم الاسلام، مختار الدین احمد، تحقیق، اردو مکاتیب، سید جاوید اقبال،

			صاحب کے ہیں جس میں اکاون مطبوعہ ہیں۔ان خطوط کی داخلی شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ دونوں حضرات کے ۴۲ خطوط اور بھی ہیں جو یا تو ضائع ہو چکے ہیں یا پھر کہیں اور محفوظ ہیں- اس مقالے میں ان دونوں صاحبان کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ان کو شائع کرنے کا مقصد ان خطوط کو محفوظ بنانا ہے۔چونکہ مطبوعہ خطوط کے شمارے بھی ناپید ہیں اس لیے ''تحقیق''، میں چھپ کر یہ محفوظ ہو جائیں گے۔	
اقبال، سید جاوید / ہما، عابدہ	امیر اور تلامذۂ امیر کے روابط: مکتوباتِ امیر کی روشنی میں	۷۰۸ تا ۷۶۷	امیر احمد امیر مینائی اردو کے ایک معتبر شاعر ہیں۔ان کے تلامذہ کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جن کا تذکرہ امیر کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں اور ادبی تذکروں میں خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے- امیر مینائی اپنے تلامذہ کے کلام کی اصلاح بذریعہ خط و کتابت بھی کرتے تھے- تلامذہ کے کلام پر امیر کے طریقۂ اصلاح کے بارے میں معلومات ان کے خطوط میں بکھری ہوئی ہیں- روزانہ ہندوستان بھر سے سینکڑوں شاگرد خط لکھتے اور اصلاح لیتے- امیر مینائی ہر خط کا باری باری جواب دیتے۔یہ خطوط علمی و ادبی حوالوں سے بہت اہم ہیں کیونکہ یہ امیر مینائی کی ہمہ جہت شخصیت کو سمجھنے میں معاون ہیں- اس میں کوئی شک نہیں جو استادانہ شان امیر کے ہاں نظر آتی ہے وہ ان کے معاصرین میں نہیں اور اس کے گواہ یہ خطوط ہیں-	اردو مکتوب نگاری، امیر مینائی، تلامذۂ امیر مینائی، مکتوبات امیر، سید جاوید اقبال، عابدہ ہما
امتیاز، محمد	مکاتیب: ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۲۵۱ تا ۲۶۸	ڈاکٹر طاہر فاروقی اور ڈاکٹر وحید قریشی اردو زبان و ادب کے معروف نام ہیں- دونوں درس و تدریس، تحقیق، تنقید، اقبال شناسی اور کئی دیگر حوالوں سے مشترک صفات کے مالک تھے- دونوں کے درمیان گہرے مراسم تھے- ان کے درمیان تقریباً ۲۵ (پچیس) سال تک خط و کتابت رہی- اگرچہ ان کے خطوط کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔یہ تعداد صرف ۱۶ ہے جو غیر مطبوعہ ہیں تاہم ان خطوط میں محض مزاج پرسی اور نجی زندگی کے معاملات کی احوال آشنائی ہی نہیں بلکہ ان کے مزاج، علمیت تحقیقی و تدوینی اور تصنیفی کام کی رفتار، اردو زبان کی خدمت، درس و تدریس، اقبال شناسی، اپنے وقت کے بعض اہم تاریخی حوالوں اور دیگر قومی و ملی خدمات کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے-	طاہر فاروقی، وحید قریشی، اقبال شناسی، اردو مکتوب نگاری، خط و کتابت، محمد امتیاز
امتیاز، محمد	مکتوبات: مشاہیر ادب بنام روشن نگینوی	۶۵۹ تا ۶۷۶	روشن نگینوی کا اصل نام سید سلطان احمد زیدی اور تخلص روشن تھا-آپ اپنے عہد کے معروف و ممتاز شاعر تھے- آپ کے حلقۂ احباب میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے جن سے آپ کی خط و کتابت رہتی تھی- مقالہ نگار کو ان کی فائلوں سے مختلف ادیبوں کے خطوط ملے جن میں پاکستان و ہندوستان کے نام	مشاہیر ادب، روشن نگینوی، سید سلطان احمد زیدی، جگن ناتھ

			ور ادیب شامل ہیں۔ ان میں پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی، ڈاکٹر جمیل جالبی، جگن ناتھ آزاد، یوسف ظفر، ڈاکٹر خورشید خاور کے دو دو خط شامل ہیں۔ ایک خط سیدہ اختر کے نام بھی ہے اور ایک یوسف ظفر کے نام۔ جب یہ خطوط ارسال کر رہے تھے تو مکتوب نگار نے ان کی ایک نقل اپنے پاس رکھ لی تھی۔ اس مقالے میں یہ خط بھی شامل ہیں۔	آزاد، کیفی، خورشید خاور، یوسف ظفر، محمد امتیاز
انصاری، عبداللطیف	ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی باہمی مراسلت	۳۰۴ تا ۳۲۸	اس مقالے میں ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کے خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ ڈاکٹر رحیم بخش، ڈاکٹر نجم الاسلام کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے ۱۹۸۸ء میں آپ کی نگرانی میں شعبۂ اُردو، سندھ یونی ورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کا مقالہ تحریر کیا۔ ڈاکٹر نجم الاسلام کے اپنے شاگردوں سے خطوط کے ذریعے روابط تھے۔ اس مقالے میں بھی ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رحیم بخش کی باہمی خط و کتابت کو پیش کیا جارہا ہے۔ اس میں ڈاکٹر رحیم بخش کے ۱۵ اور ڈاکٹر نجم الاسلام کے ۵ خطوط شامل ہیں۔	نجم الاسلام، رحیم بخش شاہین، سندھ یونی ورسٹی، عبداللطیف انصاری
بخاری، سید نصرت	اردو میں مکتوب نگاری کی روایت اور تحقیق میں اس کی اہمیت	۳۹۵ تا ۴۲۴	اس مقالے میں اردو خطوط نویسی کی روایت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیقی و علمی حوالوں سے ان کی اہمیت بھی بیان کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ اردو میں جتنی علمی و ادبی شخصیات نے خطوط تحریر کیے ہیں ان خطوط کا محاکمہ کرتے ہوئے ادبی تحقیق میں ان کی اہمیت واضح کی جائے۔	اردو مکتوب نگاری، خطوط نویسی، محمد طفیل کے خطوط، احمد ندیم قاسمی، سید نصرت بخاری
پاریکھ، رؤف	تحسین سروری اور ان کا جیل سے لکھا گیا ایک خط	۵۹۹ تا ۶۰۳	اس مقالے میں تحسین سروری کا صفیہ بیگم کے نام خط شامل ہے۔ تحسین سروری شاعر، ادیب، صحافی، محقق، ماہر غالبیات اور مدون تھے۔ مقالے میں شامل یہ خط انھوں نے ۱۲ جون ۱۹۶۰ء کو سکندر آباد جیل سے صفیہ بیگم کو لکھا تھا جو معروف اہل قلم سلیمان اریب کی اہلیہ تھیں۔ سلیمان اریب تحسین سروری کے دوست تھے۔ اریب اور ان کی اہلیہ "صبا" کے نام سے حیدر آباد دکن سے ایک پرچہ نکالتے تھے۔ تحسین سروری نے اس خط میں صفیہ بیگم کو اپنا کچھ کلام "صبا" میں شامل کر کے بھجوایا تھا۔ اس لیے ادبی لحاظ سے اس خط کی بہت اہمیت ہے۔	تحسین سروری، سلیمان اریب، ماہ نامہ صبا، صفیہ بیگم، رؤف پاریکھ
جبیں، زبیدہ	مکاتیب: رشید حسن خان بنام محمد طفیل	۲۶۹ تا ۲۸۱	رشید حسن خان اردو کے نامور محقق، مدون اور نقاد ہیں۔ تحقیق اور تدوین متن کے شعبے میں اردو کا کوئی محقق رشید حسن خان کا ہمسر نظر نہیں آتا۔ "فسانۂ عجائب"، "باغ و بہار"، "مثنوی گلزار نسیم"، "سحر البیان"، "مثنویاتِ شوق" ان کے مخصوص اور معیاری اسلوب اور تحقیق و تدوین کی ایسی مثالیں ہیں جنھیں نمونے کی تدوینیات کہا جاتا ہے۔ رشید حسن خان اپنے	مکاتیبِ اردو، رشید حسن خان، محمد طفیل، نقوش، زبیدہ جبیں

			نام آنے والے ہر خط کا جواب دیتے تھے- از خود بھی دوست احباب کو خط لکھتے رہتے تھے- انھوں نے سینکڑوں نہیں ہزاروں خطوط لکھے ہوں گے- ان کے خطوط کا پہلا مجموعہ ۶۳ خطوط پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے مجموعے میں گیارہ سو سے اوپر خطوط شامل ہیں- اندازہ ہے کہ اصحاب علم وادب کے ذخیروں میں ان کے کئی خطوط محفوظ ہوں گے- اس مقالے میں رسالہ ''نقوش'' کے بانی اور مدیر جناب محمد طفیل کے نام رشید حسن خان کے دس خطوط پیش کیے گئے ہیں- یہ خطوط گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور کے حفاظت خانے میں محفوظ ہیں-	
جمیل، عابدہ	ذخیرۂ نقوش میں احمد ندیم قاسمی کے خطوط: تدوین و حواشی	۴۹۸ تا ۵۹۸	مدیر ''نقوش'' محمد طفیل کے معاصر ادیبوں اور شاعروں سے گہرے روابط تھے-انھوں نے اپنی محنت اور لگن سے ''نقوش'' کو اردو کے دوسرے ماہناموں کا سرتاج بنادیا- محمد طفیل کے پاس ادیبوں کے خطوط کا وسیع ذخیرہ تھا جو ان کے صاحبزادے جاوید طفیل صاحب نے جی۔ سی۔ یونی ورسٹی لاہور کو عطیہ کر دیا- اس ذخیرۂ نقوش میں ادیبوں اور شاعروں کی قلمی تحریروں کے ساتھ ساتھ ہزاروں کی تعداد میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ خطوط بھی شامل ہیں- ان میں زیادہ تر خط احمد ندیم قاسمی کے ہیں- چنانچہ اس ذخیرۂ علمی کی اہمیت کو پیش رکھتے ہوئے اس مقالے میں ذخیرۂ ''نقوش'' میں شامل احمد ندیم قاسمی کے غیر مطبوعہ خطوط کو ترتیب و تدوین اور حواشی کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے-	ذخیرۂ نقوش، احمد ندیم قاسمی، اردو مکتوب نگاری، جاوید طفیل، جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، عابدہ جمیل،
چوہان، حافظ صفوان محمد	مکاتیب سید محمد ابوالخیر کشفی بنام حافظ صفوان محمد چوہان	۳۴۳ تا ۳۵۲	ماہر لسانیات اور نقاد پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی اردو کی اہم ادبی اور تہذیبی شخصیت تھے- ان کی علمی جہات متنوع ہیں- مقالہ نگار کی ابوالخیر کشفی سے باہمی مراسلت بھی رہی اور براہِ راست ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا- مقالے میں شامل خطوط اس لحاظ سے اہم ہیں کہ ان میں ابوالخیر کشفی کے علمی و ادبی خیالات جمع ہیں- خصوصاً اردو زبان واملا کے بارے میں ان کے خیالات کا پتا چلتا ہے۔ مقالہ نگار نے حواشی میں ادھر ادھر کی معلومات دینے کے بجائے ڈاکٹر کشفی کے ان خیالات کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے جن کی طرف اشارے ان خطوط میں موجود ہیں یا جن کے بارے میں مقالہ نگار سے گفتگو رہتی تھی-	سید محمد ابوالخیر کشفی، ماہر لسانیات، اردو زبان واملا، حافظ صفوان محمد چوہان
حسین، تنویر غلام	مکاتیب: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بنام ڈاکٹر جمیل جالبی	۳۵۳ تا ۳۶۳	اس مقالے میں ڈاکٹر ذوالفقار حسین کے ۱۰ خط شامل ہیں جو انھوں نے ڈاکٹر جمیل جالبی کو تحریر کیے- مکتوب نگار ڈاکٹر ذوالفقار حسین سابق صدر شعبۂ اردو جامعہ پنجاب ممتاز محقق، نقاد، دانش ور اور ادیب ہیں- مکتوب الیہ ڈاکٹر جمیل جالبی، سابق وائس چانسلر کراچی یونی ورسٹی اور پاکستان کے کئی بڑے	جمیل جالبی، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، اردو مکتوب نگاری،

			اداروں کے رکن وصدر رہے ہیں۔ درج بالا دونوں شخصیات کے درمیان جو مراسلت رہی اس کے چند خط ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی دستاویزات میں محفوظ تھے جنھیں پیش کیا جارہا ہے۔ان میں پہلے تین خط ڈاکٹر صاحب کے زمانہ تدریس کے دوران لکھے گئے ہیں۔ اگلے تین خط استنبول کے قیام کے دوران تحریر کیے گئے اور آخری چار خطوط جب وہ ناظم ''بزمِ اقبال'' تھے، اس وقت کے تحریر کردہ ہیں۔ ان خطوط سے دونوں ادبی شخصیات کے علمی و ادبی کارناموں پر روشنی پڑتی ہے۔	بزمِ اقبال، تنویر غلام حسین
خان، حسن محمد	ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں خطوط کے آئینے میں	۲۱۸ تا ۲۳۱	ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان(۲۰۰۵ء- ۱۹۱۲ء) سندھ یونی ورسٹی جامشورو میں صدر شعبہ کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔آپ ایک استاد، محقق، مذہبی سکالر اور سماجی کارکن کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ کے روحانی معتقد اور شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے جن سے آپ کی خط وکتابت جاری رہتی تھی۔آپ کے پاس جتنے بھی خط آتے آپ ہر ایک کا جواب لکھتے۔ خط لکھنے والا کسی بھی حیثیت اور کسی بھی علاقے کا ہو آپ جواب ضرور دیتے۔ آپ نے تقریباً تیس ہزار(۳۰۰۰۰)کے لگ بھگ خطوط تحریر کیے ہیں۔ آپ کے یہ خطوط آپ کی شخصیت، مزاج اور شاگردوں کے ساتھ روابط کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ڈاکٹر غلام مصطفٰی کے ۱۶ خطوط شامل ہیں جو آپ نے ڈاکٹر حسن محمد خان کو تحریر کیے۔ ڈاکٹر حسن نے اپنی پی۔ایچ۔ڈی۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰی کے زیرِ نگرانی مکمل کی اور تحقیق کے لیے دونوں کی باہمی مراسلت جاری رہی جس میں ڈاکٹر محمد حسن کے پوچھے گئے سوالات کا ڈاکٹر غلام مصطفٰی نے مفصل اور جامع جواب دیا۔ اس مقالے میں شامل ڈاکٹر غلام مصطفٰی کے یہ خطوط آپ کی شخصیت کے آئینہ دار ہیں۔	اردو مکتوب نگاری، غلام مصطفٰی خان، سندھ یونی ورسٹی، حسن محمد خان
خان، محمد ساجد	مکتوبات: عزیز احمد بنام صمد شاہین	۶۱۷ تا ۶۲۴	عزیز احمد تخلیق، تحقیق اور تنقید ہر میدان میں اپنی انفرادی شان رکھتے ہیں۔ صمد شاہین دوماہی رسالہ ''نیادور'' کے مدیر تھے۔ اس مقالے میں صمد شاہین کے نام لکھے گئے عزیز احمد کے چار خطوط پیش کیے جارہے ہیں۔ دونوں کے درمیان قدر مشترک ''نیادور'' ہے۔ مکتوب الیہ مدیر ہیں تو مکتوب نگار قلمی معاون ہیں۔ ان خطوط سے عزیز احمد کے ذہنی روّیے، افکار و خیالات، قلبی احساسات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ خطوط زمانی ترتیب سے مرتب کیے گئے ہیں۔ تین خط ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء سے ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء کے درمیانی عرصے کے ہیں جبکہ ایک خط پر تاریخ درج نہیں۔ اس کی داخلی شہادت کی بنیاد پر اسے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔	اردو مکتوب نگاری، عزیز احمد، صمد شاہین، ماہ نامہ نیادور ، محمد ساجد خان

رانا، ناصر	مکتوبات: احمد ندیم قاسمی بنام خلیل آتش	۴۸۶ تا ۴۹۷	احمد ندیم قاسمی عظیم شاعر اور افسانہ نگار تھے۔ آپ کئی مؤقر جریدوں کے مدیر رہے اس لیے کئی شخصیتوں سے خط و کتابت رہی۔ خلیل آتش کو اقبال کا مترجم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے اقبال کی کئی شاہ کار نظموں کا پنجابی ترجمہ کیا ہے۔ خلیل آتش کی بہت سی ادبی شخصیات کے ساتھ خط و کتابت بھی رہی۔ اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کے خلیل آتش کے نام تحریر کیے گئے ۲۲ خطوط شامل ہیں۔ جبکہ آخری تین خط الگ سے شامل کیے گئے ہیں جو خلیل آتش کی وفات کے بعد ان کی بیوی کے نام لکھے گئے تھے۔	احمد ندیم قاسمی، خلیل آتش، کوثر، ناصر رانا
رانا، ناصر	سید نور محمد قادری کے نام مولوی سعید، ایم۔ اسلم اور میاں محمد شفیع (م ش) کے مکتوبات	۶۴۴ تا ۶۵۸	سید نور محمد قادری ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ انھیں بیک وقت ماہر اقبالیات، محقق اور نقاد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ نور محمد قادری کے ملک بھر سے علما و ادبا سے روابط تھے۔ نور محمد قادری نے ملک بھر سے سینکڑوں مشاہیر کے خطوط بھی یادگار چھوڑے ہیں۔ اس مقالے میں شامل خطوط منڈی بہاءالدین کے کتب خانے سے حاصل کیے گئے ہیں۔ یہ خطوط تین ادبی شخصیتوں کو تحریر کیے ہیں۔ ان مشاہیر میں مولوی محمد سعید، ایم۔ اسلم اور میاں محمد شفیع شامل ہیں۔ اس مقالے میں مولوی سعید کے چھ، ایم۔ اسلم کے تین اور میاں محمد شفیع کے بھی چھ خط شامل ہیں۔	نور محمد قادری، مولوی محمد سعید، ایم۔ اسلم، میاں محمد شفیع، ناصر رانا
ساحر، عبدالعزیز	مکاتیب: علامہ عبدالعزیز خالد بنام عبدالعزیز ساحر	۳۶۴ تا ۳۸۶	علامہ عبدالعزیز خالد ہفت زبان شاعر تھے اور نثر نگار بھی۔ انھوں نے مختلف اصناف ادب کی تخلیق میں اعلیٰ ادبی اسلوب اختیار کیا اور متنوع موضوعات پر ان کے نثری افکار نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ انھوں نے سینکڑوں خطوط تحریر کیے ہیں۔ ان کے مکتوب الیہان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یقیناً ہزاروں خطوط ان کے مکتوب الیہم کے پاس محفوظ ہوں گے جو چھپ نہیں سکے۔ اس مقالے میں عبدالعزیز خالد کے عبدالعزیز ساحر کے نام لکھے گئے پندرہ خطوط شامل ہیں۔	مکاتیب اردو، علامہ عبدالعزیز خالد، ہفت زبان شاعر، عبدالعزیز ساحر
سدید، انور	خلیل الرحمٰن اعظمی کے خطوط قاضی نذیر احمد کے نام	۶۷۹ تا ۶۸۴	اس مقالے میں خلیل الرحمٰن اعظمی کے ۴ خط شامل ہیں جو انھوں نے قاضی نذیر احمد کو تحریر کیے۔ یہ دونوں اپنے عہد کی عظیم علمی و ادبی شخصیات تھیں۔ ان خطوط کے آئینے میں دونوں صاحبان علم و فضل کے کاموں پر مفصل روشنی پڑتی ہے۔	اردو مکتوب نگاری، خلیل الرحمٰن اعظمی، قاضی نذیر احمد، انور سدید
سعید، محمد	مکتوبات: شہزاد منظر بنام ڈاکٹر سلیم اختر	۶۲۵ تا ۶۴۳	شہزاد منظر بنیادی طور پر صحافت سے وابستہ تھے لیکن اردو فکشن میں بھی بہت نام کمایا۔ ڈاکٹر سلیم اختر اردو ادب کے نمایاں اور معروف نقاد ہیں۔ شہزاد منظر اور ڈاکٹر سلیم اختر کے درمیان مکتوب نگاری کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ شہزاد منظر	اردو مکتوب نگاری، شہزاد منظر، سلیم اختر،

			نے ڈاکٹر سلیم اختر کو ۱۱ خطوط لکھے۔ یہ خطوط ستمبر ۱۹۷۷ء سے نومبر ۱۹۹۴ء کے درمیان تحریر کیے گئے۔ یہ خطوط شہزاد منظر کی شخصیت کے عمدہ عکاس ہیں۔	محمد سعید
سعید، محمد / ہشام السعید	ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر شفقت رضوی کی باہمی مراسلت	۲۸۲ تا ۳۰۳	ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر شفقت رضوی اردو ادب اور خاص طور پر اردو تحقیق کی اہم شخصیات ہیں۔ دونوں کے درمیان رشتے کی وجہ بھی تحقیق ہی تھی۔ دونوں شخصیات کم گوئی، کم آمیزی، بزم اجتنابی، تحقیق میں ہمہ تن مشغولیت، دوسرے محققین سے تعاون جیسی صفات سے متصف تھیں۔ ڈاکٹر نجم الاسلام سابق صدر شعبۂ اردو سندھ یونی ورسٹی جامشورو اور مجلہ ''تحقیق'' کے مدیر رہے۔ پروفیسر شفقت حسین رضوی انگریزی کے پروفیسر تھے۔ مقالہ نگار نے دونوں اسکالرز کے ۱۴ خطوط حاصل کیے جن میں سے ۹ ڈاکٹر شفقت کے اور ۵ ڈاکٹر نجم الاسلام کے ہیں۔ اگرچہ یہ کوئی اتنی باقاعدہ مراسلت نہیں تھی لیکن ان خطوط سے ان دونوں شخصیات کے تحقیقی و علمی کام کا اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر شفقت انگریزی کے پروفیسر تھے تاہم ان کو جامعہ سندھ کے شعبۂ اردو سے خاص قلبی تعلق تھا جس کے گواہ یہ خطوط ہیں جو اس مقالے میں پیش کیے گئے ہیں۔	نجم الاسلام، پروفیسر شفقت رضوی، مجلہ تحقیق، محمد سعید، ہشام السعید
ظفر، ظفر احمد	عبدالعزیز خالد کے دو غیر مطبوعہ خطوط	۳۸۷ تا ۳۹۲	علامہ عبدالعزیز خالد عربی، فارسی اور اردو زبان پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اور آپ نے اپنے احباب، شاگردوں اور اہل علم شخصیات کو سینکڑوں خطوط لکھے۔ اس مقالے میں ان کے دو غیر مطبوعہ خطوط شامل کیے جا رہے ہیں جس میں انھوں نے ڈاکٹر ظفر احمد ظفر کو ان کے اردو املا اور اردو محاورات کے سلسلے میں تحریر کردہ خطوط کا جواب دیا ہے۔	اردو مکتوب نگاری، عبدالعزیز خالد، عربی، اردو املا و محاورات، ظفر احمد ظفر
عابد، نذر/الطاف محمد	مکتوبات: احمد ندیم قاسمی بنام ارشاد شاکر اعوان	۴۸۱ تا ۴۸۵	احمد ندیم قاسمی بطور شاعر اور افسانہ نگار کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ ادب میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ احمد ندیم قاسمی متعدد ادبی جریدوں کے مدیر بھی رہے۔ اس وجہ سے ان کے کئی ادیبوں سے خطوط کے ذریعے روابط تھے۔ آپ خود بھی ہر خط کا باقاعدگی سے جواب دیتے تھے۔ یہ خطوط اپنی علمی حیثیت کی بنا پر بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر شاکر اعوان اردو کے معروف محقق اور ماہر اقبال شناس ہیں۔ اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کے تین خطوط ڈاکٹر شاکر اعوان کے نام شائع کیے جا رہے ہیں۔	مکتوباتِ اردو، احمد ندیم قاسمی، ارشاد شاکر اعوان، نذر عابد، محمد الطاف
عادل، عبدالسلام	ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر الیاس عشقی کی باہمی مراسلت	۳۲۹ تا ۳۴۲	ڈاکٹر الیاس عشقی علم و ادب کے حوالے سے ایک معتبر اور قدر آور نام ہے۔ آپ ماہر لسانیات کے حوالے سے جانے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کی زیر نگرانی آپ نے اپنی پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مکمل کی۔ دوران تحقیق پی۔ ایچ۔ ڈی	نجم الاسلام، ڈاکٹر الیاس عشقی،

			۔کے مقالے میں معاونت کے لیے ڈاکٹر نجم الاسلام سے مختصر خط و کتابت بھی رہی۔ اس مقالے میں ڈاکٹر الیاس عشقی اور ڈاکٹر نجم الاسلام کے خطوط پیش کیے جا رہے ہیں جو انھوں نے ۲۷ فروری ۱۹۹۲ء سے ۲۵ اگست ۲۰۰۰ء تک لکھے۔ ان خطوط کی تعداد صرف سات ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبان علم و فضل حیدرآباد ہی میں مقیم تھے اور اکثر اوقات براہِ راست ان کی ملاقاتیں رہتی تھیں تاہم ان کے درمیان کبھی کبھی خط و کتابت بھی رہی۔ یہ خطوط جو اس مقالے میں پیش کیے گئے ہیں وہ مدیر تحقیق نے فراہم کیے ہیں۔	ماہر لسانیات، ڈاکٹر غلام مصطفی، مدیر تحقیق، عبدالسلام عادل
عبدالسلام، ابرار/ خان، محمد ساجد	مکاتیب ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام لطیف الزمان خان	۱۸۰ تا ۲۱۷	پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد عربی، فارسی اور اردو کے ادیب، محقق، ماہر مخطوطہ شناس اور استاد تھے۔آپ ماہر غالبیات کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں۔ مختار الدین احمد کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا۔ ہندوستان اور ہندوستان کے باہر سے روزانہ سینکڑوں خط انھیں ملتے۔ بیسویں صدی کی ادبی شخصیات کے ہزاروں خطوط ان کے نام آتے جو انھوں نے جھنڈیر لائبریری میلسی کو دے دیے تھے۔ ان کی تعداد ۶ ہزار سے زائد ہے۔ اس مقالے میں وہ خطوط شامل ہیں جو مختار الدین صاحب کی طرف لطیف الزماں کو لکھے گئے ہیں۔ یہ خطوط مختار الدین کی علمی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ جن موضوعات پر کام کر رہے تھے ان کی تفصیل بھی ان خطوط میں ملتی ہے۔	مکاتیبِ اردو مختار الدین، لطیف الزماں خان، جھنڈیر لائبریری، میلسی، ابرار عبدالسلام، محمد ساجد خان
عثمانی، محمد ہارون	مکتوبات: رام لعل بنام ڈاکٹر سلیم اختر	۶۰۴ تا ۶۱۶	رام لعل کو پریم چند اور جدید افسانہ نگاروں کے درمیان ایک کڑی مانا جاتا ہے۔ رام لعل افسانہ نگار، ناول نگار اور تنقید نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر اردو ادب کے معروف نقاد ہیں۔ ۸۰ کی دہائی میں رام لعل کا پاکستان میں ڈاکٹر سلیم اختر سے قلمی رابطہ رہا۔ یہ کل سترہ خطوط ہیں۔ یہ خطوط ڈاکٹر سلیم اختر نے فراہم کیے ہیں۔ اس مقالے میں یہ خطوط تدوین و حواشی کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔	رام لعل، سلیم اختر، مکتوباتِ اردو، محمد ہارون عثمانی
عنبرین، شازیہ	ازدواجی محبت کے نمائندہ چند خطوط کے مجموعے: ایک محاکمہ	۶۸۵ تا ۷۰۷	سیاسی، دفتری، تجارتی، کاروباری، اطلاعاتی، علمی، معلوماتی، شخصی اور خیالی خطوط کے ساتھ ساتھ اس دور کی مکتوب نگاری میں ایک طرز جو بہت مقبول ہوئی وہ ان رومانوی خطوط کی تھی جو شعر و ادب کی دنیا کے معروف مثالی جوڑوں نے ایک دوسرے کو لکھے۔ بیویوں کے شوہروں کے نام اور شوہروں کے بیویوں کے نام خط لکھنا کوئی نئی بات نہیں مگر ان خطوط کی اشاعت یقیناً نئی بات تھی۔ اس لیے جب یہ خطوط شائع ہوئے تو انھیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔اس مقالے میں ان ادیب جوڑوں کے ایک دوسرے کے نام لکھے گئے خطوط کا	ازدواجی محبت کے خطوط، صفیہ، جان نثار اختر، منٹو، ایلس، فیض، شازیہ عنبرین

			تفصیلی محاکمہ کیا گیا ہے۔	
ہما، عابدہ / رضوی، سید طارق حسین	مکاتیب: ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۲۳۲ تا ۲۵۰	ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان اور ڈاکٹر وحید قریشی مولوی محمد شفیع کے شاگرد تھے۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰی نے ہزاروں کی تعداد میں خطوط تحریر کیے جو مختلف تحقیقی مجلات میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کے خطوط پر مشتمل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان کے یہ مختصر خطوط مدعا نگاری کی بہترین مثال ہیں۔ ان خطوط سے سندھ یونی ورسٹی میں ہونے والے تحقیقی کاموں اور تحقیقی سرگرمیوں کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ خطوط اردو تحقیق کے فروغ میں ڈاکٹر غلام مصطفٰی کی شبانہ روز خدمات کی ایک جھلک بھی دکھاتے ہیں اور ان کے اور ڈاکٹر وحید الدین کے مشترکہ تحقیقی کاموں کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ۱۶ خطوط پیش کیے جا رہے ہیں جو ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان نے ڈاکٹر وحید قریشی کے نام لکھے ہیں۔ یہ خطوط گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور کے ''گوشہ طفیل'' سے حاصل کیے گئے ہیں۔	وحید الدین، غلام مصطفٰی خان، وحید قریشی، مولوی محمد شفیع، عابدہ ہما، سید طارق حسین رضوی

تحقیق: ۲۶(۲۰۱۳ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
امتیاز، محمد	مکاتیب: ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۹ تا ۳۵	ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ڈاکٹر وحید قریشی دونوں اردو ادب کی جانی پہچانی شخصیات ہیں- ان کی تخلیقات میں کثرت سے مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ان کی ایک دوسرے کے ساتھ پر زور خط و کتابت تقریباً۵۵ سالوں پر محیط ہے-	اردو مکاتیب مختار الدین احمد، ڈاکٹر وحید قریشی، محمد امتیاز
امتیاز، محمد	مکاتیب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۴۸۷ تا ۵۰۹	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور ڈاکٹر وحید قریشی اردو ادب کی نامی گرامی شخصیات ہیں- تقریباً تئیس سال تک اُن کی آپس میں پر جوش خط و کتابت جاری رہی- اس مقالے میں مکاتیب کے اقتباسات کے ساتھ ان خطوط کی ادبی حیثیت پر توجہ مرکوز کروانے کی ایک کوشش کی گئی ہے -	رفیع الدین ہاشمی، وحید قریشی، اردو مکاتیب، محمد امتیاز
پاریکھ، رؤف	قیصر تمکین اور ان کے چند خطوط	۵۱۰ تا ۵۲۱	قیصر تمکین(۱۹۳۳ء-۲۰۰۹ء) ایک صحافی، افسانہ نویس اور نقاد تھے- انھوں نے ۱۹۶۵ء میں انڈیا سے انگلینڈ کی طرف ہجرت کی اور بہت سے انگریزی اخبارات جن میں مشہور زمانہ اخبار 'دی ٹائمز' بھی شامل ہے، میں کام کیا- علاوہ ازیں افسانوں کے مجموعے، ناولٹ اور تنقیدی مضامین بھی لکھے- اس مقالے میں قیصر تمکین کے چند خطوط شامل ہیں جن میں کوئی اہم سوانحی پہلو یا علمی و ادبی نکتہ ہے-	قیصر تمکین، صحافت، دی ٹائمز، رؤف پاریکھ
جیلانی، سید انیس شاہ	مکاتیب: شکیل بدایونی بنام شکیل عادل زادہ	۵۲۲ تا ۵۳۸	شکیل بدایونی نے فلمی شاعر کے طور پر شہرت پائی- انھوں نے انڈین فلموں کے لیے بہت سے گیت لکھے- یہ گیت انھوں نے سب سے زیادہ برصغیر کے مشہور فلمی شاعروں پر لکھے- موجودہ مضمون میں شکیل بدایونی بنام عادل زادہ کراچی کو لکھے گئے خطوط کو سامنے لایا گیا ہے- عادل زادہ اپنی منفرد نثری تحریروں کی وجہ سے بھی مشہور ہیں۔یہ خطوط اُس وقت لکھے گئے جب شکیل بدایونی کی شہرت عروج پر تھی اور عادل زادہ گم نام تھے- وہ شکیل بدایونی سے بہت زیادہ متاثر تھے۔شکیل بدایونی اپنے عہد کے ایک دلوں کو چھو لینے والے شاعر تھے اور ان کے بہت زیادہ فلمی رابطے تھے مگر شکیل بدایونی اور ان کے پرستاروں کے درمیان خط و کتابت کا دورانیہ زیادہ عرصے تک محیط نہیں ہے۔پہلی دفعہ اُن کے یہ تیرہ خطوط اس مضمون میں شامل ہو رہے ہیں- یہ خطوط اُن کے منفرد طرزِ تحریر کی وجہ سے بہت دلچسپی کے حامل ہیں- شکیل مقالہ نگار کے دوست تھے اور ان کے پاس کافی عرصے سے ان کے یہ خطوط	شکیل بدایونی، شکیل عادل زادہ، اردو مکاتیب، سید انیس شاہ جیلانی

			محفوظ تھے۔ لٰہذا مقالہ نگار نے سوچا کہ وقت کافی گزر گیا ہے کیوں نہ ان کو شائع کروایا جائے۔ چنانچہ اس مضمون میں یہ خطوط شائع کیے جا رہے ہیں۔	
شیخ، راشد	مکاتیب: ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام مشفق خواجہ	۳۶ تا ۴۷۰	ڈاکٹر مختار الدین احمد اردو، عربی اور فارسی تینوں زبانوں کے معروف اسکالر ہیں۔ وہ مظہر الحق عربی اور فارسی یونی ورسٹی، پٹنہ کے وائس چانسلر تھے۔ انھوں نے علی گڑھ یونی ورسٹی میں عربی شعبے کے سربراہ کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیں۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد کے پاکستان کی ادبی شخصیات اور محققین کے ساتھ قریبی مراسم تھے۔ اردو کے مشہور و معروف محقق اور مصنف مشفق خواجہ کے ساتھ بھی قریبی تعلقات تھے۔ اردو اور فارسی تحقیق میں ان دونوں کا شمار چوٹی کی شخصیات میں ہوتا ہے۔ ان کے ان قریبی مراسم کا عرصۂ حیات تقریباً نصف صدی تک پھیلا ہوا ہے۔ ۱۳۴ مکاتیب پر مشتمل مشفق خواجہ اور مختار الدین احمد کی کتاب بعنوان ''مکتوبات مشفق خواجہ بنام مختار الدین احمد'' ۲۰۰۱ء میں لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ محمد رشید شیخ بھی ان دونوں شخصیات کے ساتھ قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ اس مضمون میں دلچسپی کے باعث انھوں نے ۲۲۰ مکاتیب پر مشتمل مختار الدین اور مشفق خواجہ کے خطوط کی کاپیاں جمع کی ہیں۔ تحریری پروف خوانی اور ان خطوط پر تعارفی مضمون کے مراحل سے گزرنے کے بعد پہلی دفعہ یہ تحقیقی رسالہ ''تحقیق'' میں شائع ہو رہے ہیں۔	اردو مکاتیب، ڈاکٹر مختار الدین احمد، مشفق خواجہ، شیخ راشد
عقیل، معین الدین	تدوین مکاتیب: تقاضے اور اصول	۱ تا ۸	تحقیق کے میدان میں تدوین کی اہمیت مسلم ہے۔ شخصی و سوانحی مطالعات اور تحقیق کے ماخذ و مصادر میں مکاتیب کی تدوین اپنی نوعیت اور اہمیت کے اعتبار سے کسی بھی بنیادی ماخذ سے کم نہیں ہے۔ یہ شخصیت کے جاننے، سمجھنے یا اس کے ذہن و فکر اور اس کے حال و احوال کا مطالعہ کرنے میں اسناد کے لیے ایک اہم وسیلے یا ماخذ کے طور پر استعمال میں آتے رہے ہیں۔ متن کی تدوین کی اہمیت کے پیش نظر اس مضمون میں مصنف نے متن کی تدوین کے اصول اور تقاضے اور ضروری حواشی و تعلیقات اور متن سے متعلقہ معلومات اور پیش کش جو مستند مطالعات کے ماخذ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں، کا احاطہ کیا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے مشہور و معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ کے بہت ہی نایاب اور غیر مطبوعہ خطوط کو منتخب کیا ہے اور ان محققین کے لیے تدوین کی مثال پیش کی ہے جو ذاتی خطوط کو تحقیقات اور مطالعات کے لیے ماخذ کے طور پر مرتب کرنا چاہتے ہیں۔	تدوین شخصیت مطالعات، مکاتیب کی تدوین متن، تدوین مکاتیب، اصول تدوین، حواشی و تعلیقات، معین الدین عقیل،
قریشی، خادم	مکتوبات شیخ محدث	۵۳۹	شیخ عبد الحق کے خطوط اُن کی کتاب بعنوان ''المکاتیب والرسائل'' میں محفوظ	شیخ محدث

حسین	دہلوی کی مذہبی اور معاشرتی اہمیت	تا ۵۵۰	ہیں جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھی ہے جو سولھویں صدی عیسوی کے نامی گرامی مذہبی سکالر تھے ۔انھوں نے ساٹھ سے زیادہ ضخیم کتابیں مختلف موضوعات پر لکھیں- یہ مکتوبات عام خطوط کی طرح نہیں بلکہ اپنے عنوانات اور تعلیمات کی بناپر رسائل کی حیثیت رکھتے ہیں جن میں وضاحت کے ساتھ مذہبی،روحانی،نفسیاتی،معاشرتی اور علمی موضوعات پر حکیمانہ گفتگو کی گئی ہے اور فطرت انسانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انسان کی اصلاح وتربیت کی کوشش کی گئی ہے- لہٰذا یہ مکتوبات انسان کی روحانی تربیت اور معاشرے کی اصلاح کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہیں-	دہلوی، المکاتیب والرسائل، مکتوبات اردو، خادم حسین قریشی
کوثر،ریحانہ	ابواللیث صدیقی، اختر انصاری اکبر آبادی،اسلوب احمد انصاری کے خطوط ڈاکٹر وحید قریشی کے نام	۴۷۱ تا ۴۸۶	ڈاکٹر وحید قریشی اردو ادب کے مشہور و معروف محقق ہیں- اردو ادب کی دنیا کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات ہیں- ان کو ہر روز بہت سے خطوط موصول ہوتے تھے جن پر بلاتاخیر جواب دے دیا کرتے تھے- وہ موصول ہونے والے خطوط اور خطوط کا جواب دونوں کا ریکارڈ بھی رکھتے تھے۔یہ خطوط جی- سی یونی ورسٹی،لاہور میں محفوظ ہیں- چودہ خطوط کے اوپر مذکور مصنفین کے نام اس ریکارڈ سے اس مضمون کے لیے منتخب کیے گئے ہیں۔یہ خطوط بہت دلچسپ اور ڈاکٹر وحید قریشی کے ادبی ماحول کے بارے میں معلومات کا خزانہ ہیں- یہ خطوط اُن کے روّیے، طرزِ تحریر اور اُن مصنفین کی ادبی زندگی کے آئینہ دار ہیں جو ڈاکٹر وحید قریشی سے خط وکتابت میں مشغول تھے -	ابواللیث صدیقی، اختر انصاری، اسلوب احمد انصاری،اکبر آبادی،ڈاکٹر وحید قریشی،جی۔ سی۔یونی ورسٹی، ریحانہ کوثر

تحقیق: ۲۷(۲۰۱۴ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، فیض الدین	نسخہ ہاے کلیات نظیر: ایک غیر مطبوعہ مسدس سے متعلق چند معروضات	۶۳ تا ۸۴	اردو نظم نگاری میں نظیر اکبر آبادی کو بہت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ ان کے کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ نظیر اکبر آبادی کا سماجی مشاہدہ بہت گہرا تھا۔یہی وجہ ہے کہ انھیں عوامی شاعر کا خطاب دیا گیا۔اردو ادب میں اب تک کوئی دوسرا شاعر ایسی شاعری نہیں کر سکا۔ نظیر نے شاعری کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ اس مقالے میں نظیر اکبر آبادی کی ایک غیر مطبوعہ مسدس کو منتخب کیا گیا ہے اور اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ یہ طبع ہوئی ہے یا نہیں۔اس بحث کے لیے اس مقالے میں تمام ممکنہ وسائل سے مدد لی گئی ہے۔	کلیات نظیر، غیر مطبوعہ مسدس، اردو نظم نگاری، نظیر اکبر آبادی، فیض الدین احمد
احمد، نسیم	کلام سودا میں الحاق	۱ تا ۴۷	شعراے اردو کے کلیات ودواوین میں الحاق شدہ کلام کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ایسا عموماً شاعر کے نام یا تخلص کی مطابقت ، مضامین کی مماثلت، کاتب کی بے توجہی یا لاعلمی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اردو قصیدہ نگاری میں سودا کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ سودا کے کلیات کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ نسخوں میں بھی غزلیات اور دیگر اصناف میں ایسے کلام کا بہت سا حصہ شامل ہو گیا ہے جو دوسرے شعرا کے دیوانوں میں موجود ہے یا معاصر تذکروں میں ان کے نام سے درج ہے۔ اس ضمن میں شیداؔ، رندؔ، سوزؔ، یقینؔ، مجذوبؔ، فغاںؔ، بیانؔ، تاباںؔ، جرأت اور معروف وغیرہ کے نام لیے جا سکتے ہیں۔ اس مقالے میں ان تمام شعرا کے کلام کے ساتھ سودا کے کلام کا جائزہ لیا گیا ہے اور سوداؔ کے کلام میں الحاق و تصرفات کی نشان دہی کی گئی ہے۔	کلام سودا، الحاق، اردو قصیدہ نگاری، سوزؔ، بیانؔ، فغانؔ، نسیم احمد
اختر، عمران / عابد، قاضی عبدالرحمٰن	خطۂ ملتان میں ہریانی کے خدوخال: عمرانی ولسانی مطالعہ	۱۴۷ تا ۱۶۲	خطۂ ملتان زمانۂ قدیم سے ہی علم و ادب کا مرکز رہا ہے۔اس خطے کی ثقافتی ولسانی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔ اس مقالے میں ملتان میں ہریانی زبان کا عمرانی و لسانیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ خطۂ ملتان میں ہریانی زبان کے خدوخال دہلی کے شورش زدہ علاقوں سے افراد کی ہجرت کے ساتھ ہی شروع ہو جاتے ہیں۔ خطۂ ملتان میں ہریانی زبان اپنے خدوخال زیادہ واضح نہ کر سکی اور دیگر علاقائی زبانوں کی نسبت اسے زیادہ پذیرائی نہ حاصل ہو سکی۔ اس زبان کا ادبی سرمایہ زیادہ تر بانگڑو یا جاٹو میں موجود ہے۔اس زبان نے خطۂ ملتان میں اکثریتی زبان کا درجہ تو حاصل نہ کیا تاہم اردو پنجابی، سندھی اور ملتانی زبان کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ہریانی زبان ایک کثیر لفظی زبان ہے اس کا لسانی	خطۂ ملتان، ہریانی زبان، ہریانی کے خدوخال، لسانیات، بانگڑو زبان، جاٹو زبان، عمران اختر قاضی،

			ڈھانچہ بھی دیگر مقامی بولیوں کی طرح بہت سی تحتی بولیوں کی آمیزش سے وجود میں آیا ہے۔	عبدالرحمٰن عابد
انجم، شاہ	جلیل قدوائی کی تحقیقی وتدوینی خدمات	۱۷۱ تا ۳۱۵	اس مقالہ میں جلیل قدوائی کی تحقیقی وتدوینی خدمات کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ ایک ابتدائی تعارف اور چند تمہیدی معروضات کے علاوہ ان حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل: جلیل قدوائی کے مدونہ ادبی متون، حصہ دوم: مشمولات متن سے متعلق جلیل قدوائی کی خدمات، حصہ سوم: تدوینی خدمات بسلسلہ راس مسعود، حصہ چہارم: انجمن ترقی اردو کی ڈکشنریوں پر نظر ثانی واضافہ۔ اس مقالے کا مقصد جلیل قدوائی (۱۹۰۴ء-۱۹۹۶ء) کی تحقیقی وتدوینی خدمات سے ہے۔ ۱۹۱۹ء تک کے عہد کو جلیل قدوائی کا نمائندہ دور کہہ سکتے ہیں۔ اس مقالے میں اس دور میں ہونے والے تحقیقی وتدوینی کام پر بحث کرتے ہوئے جلیل قدوائی پر مولوی عبدالحق اسکول کا اثر دکھایا گیا ہے اور ان کے تحقیقی کام کو سراہا گیا ہے۔	جلیل قدوائی، تحقیق وتدوین، راس مسعود، انجمن ترقی اردو، شاہ انجم
بٹ، کرن داؤد	بلوچستان میں اردو کی ادبی تحقیق کے مسائل	۹۲ تا ۱۲۴	اس مقالے میں پاکستان کے پسماندہ ترین صوبے بلوچستان میں اعلیٰ تحقیقی کام کے متعلق بات کی گئی ہے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ بلوچستان میں اردو کے تحقیقی مسائل کو ایک مقالے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ بلوچستان میں اس وقت سات جامعات سرکاری اور چار نجی شعبوں میں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب یونی ورسٹیاں مختلف شعبوں میں تحقیقی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن ان گیارہ جامعات میں سے صرف دو جامعات میں شعبۂ اردو قائم ہے جن میں سے ایک یونی ورسٹی آف بلوچستان اور دوسری سردار بہادر خان وومنز یونی ورسٹی، بلوچستان ہے۔ اس لیے بلوچستان میں اردو ادبی تحقیق مسائل سے دوچار ہے۔ دوسرے شعبوں کی نسبت اردو میں محققین کی تعداد بہت کم ہے۔ اب تک جامعہ بلوچستان میں پچھلے تیس سالوں کے دوران سات مقالوں پر پی۔ایچ۔ڈی۔ کی ڈگریاں دی جا چکی ہیں۔	بلوچستان، اردو کی ادبی تحقیق، شعبۂ اردو بلوچستان یونی ورسٹی، سردار بہادر خان وومنز یونی ورسٹی، کرن داؤد بٹ
تنظیم الفردوس/ نوید، عظمیٰ	اردو کی ایک متوازی فرہنگ: ابوالفضل صدیقی کی غیر مطبوعہ ڈائری	۳۲۵ تا ۳۷۲	اردو افسانے کی روایت کا ایک منفرد نام ابوالفضل صدیقی (۱۹۰۸-۱۹۸۷ء) کا ہے۔انھوں نے ۱۹۳۲ء سے باقاعدہ لکھنا شروع کیا۔ابتدا میں ہفت روزہ ''ریاست'' دہلی میں ابو شاہد کے نام سے ان کے چند مضامین شائع ہوئے۔ابو الفضل کو دیہاتی زندگی سے بہت دلچسپی تھی۔ دیہاتی زندگی سے اپنی دلچسپی کے اظہار کو انھوں نے محض اپنے افسانوی فن تک محدود نہیں رکھا بلکہ ''رموز باغبانی'' کے نام سے ایک کتاب بھی تحریر کی۔ انھوں نے دیہاتی ڈکشن کو ایک فرہنگ کی شکل میں محفوظ کر دیا تھا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کی	ابوالفضل صدیقی، غیر مطبوعہ ڈائری، ریاست، رموز باغبانی، لغت، تنظیم الفردوس، عظمیٰ نوید

			زندگی میں یہ فرہنگ/لغت شائع نہ ہو سکی۔ یہ نادر غیر مطبوعہ فرہنگ، ایک ڈائری کے صفحات پر مرتب کی گئی تھی۔ موجودہ حالت میں یہ ڈائری مکمل نہیں ہے بلکہ صرف ایک سو بارہ اوراق کا عکس ہے جن پر ابوالفضل نے دیہاتی لغت بنائی اور ان کے معنی دیے۔ اس مقالے میں اس ڈائری کے اوراق مدون کر کے مع حواشی پیش کیے گئے ہیں۔	
جہاں، فردوس	''کلیاتِ سودا'' اور ''دیوانِ بیان'' میں شامل مشترک کلام کے انتساب کا قضیہ (مع ترمیم و اضافہ)	۴۸ تا ۶۲	میرزا محمد رفیع سودا اٹھارویں صدی کے چند بڑے شاعروں میں سے ایک ہیں۔ سودا کا شمار ان خوش نصیب شعرا میں ہوتا ہے جن کو ان کی زندگی میں ہی اعلیٰ مقام مل گیا تھا لیکن افسوس ناک بات یہ ہے کہ اردو شعرا کے کلام میں الحاق و تصرف بہت زیادہ ہے۔ سودا کے یہاں بھی جتنی بڑی تعداد میں دوسروں کا کلام شامل ہے اور اصل متن میں جس کثرت سے تصرفات اور تحریفیں ہوئی ہیں اس کی مثال اردو ادب میں کم ہی ملتی ہے۔ اس مقالے میں سودا اور بیان کے مشترک کلام کی بحث کی گئی ہے۔ چونکہ مقالہ بہت مختصر ہے اس لیے اختصار کے پیشِ نظر بیان کی دو مثنویوں اور دو رباعیوں پر گفتگو ہے جو کلیاتِ سودا اور دیوانِ بیان میں مشترک ہیں۔	کلیاتِ سودا، دیوانِ بیان، مشترک کلام، الحاق و تصرف، فردوس جہاں
رضوی، سید طارق حسین/ ہما، عابدہ	سندھ سے شائع ہونے والے خواتین کے اردو ادبی رسائل: محرکات اور رجحانات	۳۱۶ تا ۳۲۴	اردو ادبی صحافت کی تاریخ میں سید احمد دہلوی، منشی محبوب عالم، مولوی محب حسین، مولوی سید ممتاز علی، شیخ محمد اکرام اور راشد الخیری وغیرہ نے خواتین کی اصلاح و ترقی کی کوششیں کیں۔ اس مقالے میں سندھ سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد کے حوالے سے بات کی گئی ہے کہ ان رسائل نے خواتین میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے بہت کوششیں کیں۔ ان رسائل میں 'شعاعِ اردو'، 'خاتونِ پاکستان'، 'کارواں'، 'حجاب'، 'پیامِ سحر'، 'نشیمن'، 'اصلاحِ نسواں'، 'عصمت'، 'بنات'، 'مستورات'، 'شاہکار'، 'عکسِ نو'، 'بانو'، 'سفینہ'، 'حافظہ'، 'مشرق'، 'محور'، 'العلم'، 'اخبارِ خواتین'، 'آواز'، 'پاکستانی ادب' اور 'زینت' شامل ہیں۔	سندھ، اردو رسائل، شعاعِ اُردو، عصمت، خواتین، زینت، سید طارق حسین رضوی، عابدہ ہما
قادری، شبیر احمد	اردو تذکروں میں تحقیقی اشارات	۱۶۳ تا ۱۷۰	اس مقالے میں اردو تذکروں میں موجود تحقیقی زاویوں کو امثال کے ذریعے اجاگر کیا گیا ہے۔ اردو شعرائے کرام کے تذکروں میں زبان و بیان، اصنافِ نظم اور نقد و نظر کا ایسا تنوع پایا جاتا ہے جو اردو کی قدیم کتب میں بالعموم دیکھنے میں نہیں آتا۔ تحقیق میں تلاش اور مواد جمع کرنا سب سے اہم ہے۔ قدیم تذکروں میں شعرا کے کوائف مثلاً اُن کے اسما، ولدیت، علاقائی نسبت، سلسلۂ تلمذ، تاریخِ ولادت و وصال اور خاص طور پر اشعار کا انتخاب تذکرہ نگاروں کی خصوصی توجہ کا مرکز قرار پائے۔ اس ضمن میں انھیں جن مشکلات کا سامنا کرنا	اردو تذکرے، تحقیقی اشارات، طبقات الشعرا، تذکرہ بے جگر، تذکرہ گلستان، سخن، یادگار شعرا، شبیر احمد

			پڑاان کا بیان مقدموں میں بھی ملتا ہے۔ان تذکروں کا لسانی، تنقیدی، سوانحی اور تحقیقی حوالوں سے مطالعہ وقت کی اہم ضرورت ہے اس لیے تذکروں کی تحقیقی جہات کا مطالعہ ہونا چاہیے۔	قادری
کاظمی، سیّدہ فلیحہ زہرا/شیخ، حافظ عبدالغنی	کلہوڑا عہد: تاریخ نویسی کا زریں دور	۸۵ تا ۹۱	۱۷۳۷ء میں سندھ پر کلہوڑوں کی حکومت قائم کی گئی- اس وقت سندھ میں سیاسی حالات بہت برے تھے- نادر شاہ درانی اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے بہت سے مسائل کو جنم دیا مگر اس کے باوجود کلہوڑا خاندان نے علم و ادب اور دانش مندوں کی حمایت و سرپرستی کو جاری رکھا- ان کے ۶۸ سالہ دورِ حکومت میں تاریخ نویسی (منظوم و منثور) کو خاص اہمیت حاصل رہی- اس سلسلے میں منظوم تواریخ میں ''شاہنامہ سرابی''، ''مختار نامہ''، ''تاریخ عباسیہ'' اور منثور تواریخ میں ''تحفۃ الکرام''، ''لب تاریخ کلہوڑا''، ''تبصرۃ الناظرین''، ''تاریخ عالم آرائی نادر'' وغیرہ اہم ہیں- اس دور کے نامور مؤرخین میں میر شیر علی قانع، باغ علی سندھی، میرزا محمد علی، میرزا مہدی خان، سید میر محمد فرزند، میر عبدالجلیل بلگرامی، صمصام الدولہ شاہ نواز خان خواصی اور وزیر محمد کاظم شامل ہیں-	کلہوڑا عہد، تاریخ نویسی، ۱۷۳۷ء، شاہنامہ سرابی، تاریخ عباسیہ، میر شیر علی قانع، ،سیدہ فلیحہ زہرا کاظمی، حافظ عبدالغنی شیخ
وزیر، نصراللہ	ہمسایہ زبانوں کے تناظر میں پشتو کے املائی نظام کا تقابلی جائزہ	۱۲۵ تا ۱۴۶	اس مقالے میں پشتو زبان اور برصغیر کی دوسری زبانوں کے حروف تہجی اور اصوات کا تقابل کیا گیا ہے- برصغیر کی دیگر ہمسایہ زبانوں میں سے ایک پشتو ہے جو پاکستان اور افغانستان کے پشتون علاقوں میں واضح اکثریت میں بولی اور سمجھی جاتی ہے- اس کا شمار قدیم آریائی زبانوں میں کیا جاتا ہے جس کے بولنے والوں کی تاریخی قدامت پانچ ہزار سال پرانی بتائی جاتی ہے- پشتو زبان کے بولنے والے اس بات پر متفق ہیں کہ پشتو میں دخیل الفاظ اور تمام ہم صورت الفاظ کو اپنی اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے۔اردو کی طرح پشتو میں بھی ہمسایہ زبانوں کے پیش نظر حروف نہ صرف شامل ہیں بلکہ اس کے حروف تہجی میں بہت سی آریائی زبانوں کی بیشتر اصوات کی ادائیگی کے لیے بھی گنجائش موجود ہے-	لسانیات، پشتو زبان، املائی نظام، پشاور، افغان، آریائی زبان، نصراللہ وزیر

تحقیق: ۲۸(۲۰۱۴ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احسن، عزیز	نعتیہ ادب کی تخلیق، تنقید اور تحقیق کے تلازمات	۹۱ تا ۱۲۳	اس مقالے میں نعتیہ شاعری سے بحث کی گئی ہے، نعتیہ شاعری پر تنقید و تحقیق کے حوالے سے بات کی گئی ہے، نعتیہ شاعری کے بارے میں کچھ حدود مقرر کی گئی ہیں اور نعتیہ شاعری کیا ہے؟اور کیسے کی جاتی ہے؟اس بارے میں راہ نمائی کی گئی ہے- اس حوالے سے اس مقالے میں بہت سی امثال مع حوالہ جات پیش کی گئی ہیں کہ کیسے اور کن الفاظ کا نبی ﷺ کے لیے استعمال لغت میں ممنوع ہے۔ خیال کیسے باندھا جائے؟نبی ﷺ سے مانگنے کے بجائے اللہ تعالٰی سے مانگنا چاہیے- ان کی پرستش کے الفاظ نہیں آنے چاہییں اور نعتیہ شاعری کو پرکھنے کے اور اس بارے میں تحقیق کرنے والے کو نعت کے اصولوں سے واقف ہونا چاہیے۔ اس مقالے میں چند اصولوں کی مدد سے کچھ نعتیہ کلام کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اور نئے محققین کے لیے کچھ اصول اور حدود بھی مقرر کر کے اس بات کی آگاہی دی گئی ہے کہ نعتیہ کلام پر مزید کام کی گنجائش ہنوز موجود ہے-	نعتیہ ادب، نعتیہ شاعری، اصول و حدود نبی پاک ﷺ، عزیز احسن
بھٹو، جبین/ شیخ، حافظ عبدالغنی/ سوڈھر، زین العابدین	صحابیات کی شعر سے دلچسپی اور رثائی شاعری	۱۶۶ تا ۱۷۵	عربی شاعری پر نظر ڈالیں تو دورِ جاہلیت سے عروج اسلام تک شاعری کے میدان میں شعرا(خواتین شعرا) کے نام بہت کم ملتے ہیں جنھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے- ان میں وہ شاعرات بھی شامل ہیں جنھوں نے مرثیہ نگاری یا مرثیہ گوئی میں حصہ لیا- اس مقالے میں ایسی شاعرات کا ذکر کیا گیا ہے جو صحابیات کے زمرے میں آتی ہیں- ان کی شاعری سے دلچسپی اور ان کی شاعری کو مع امثال بیان کیا گیا ہے- ان شاعرات میں صفیہ بنت عبدالمطلب اسما بنت ابو بکر، الخنساء، بی بی اسماء بن عمیس شامل ہیں۔دوسری کئی صحابیات کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شاعرات تھیں۔اس مقالے میں ان شاعرات کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری پر بحث کی گئی ہے-	صحابیات کی شاعری، رثائی شاعری، صفیہ بنت عبدالمطلب، بی بی اسما، الخنساء، جبین بھٹو، حافظ عبدالغنی شیخ، زین العابدین سوڈھر،
جسٹن، پنکی	انیسویں صدی میں اردو مذہبی گیتوں کے ہندوستانی عیسائی شعرا	۱۳۹ تا ۱۶۵	اس مقالے میں انیسویں صدی میں اردو مذہبی گیتوں کے ہندوستانی عیسائی شعرا کے حوالے سے کچھ حقائق سامنے لانے کی سعی کی گئی ہے- انیسویں صدی میں بعض ایسے عیسائی شعرا بھی سامنے آئے جنھوں نے اپنی مذہبی فکر کو شاعری کے سانچے میں ڈھالا- ان کے تحریر کردہ گیت آج بھی مذہبی اجتماعات اور عبادت گاہوں میں من و عن گائے جاتے ہیں-ان شعرا میں	مذہبی گیت، ہندوستانی عیسائی شعرا، جانوییئے، چتمبر، پریم داس،

			جانوییۓ، چتمبر، چمن لعل، حلیم، داس، پریم داس، رسا، سفیر، گوری شنکر، لیتھبری، منت، میرین، ایف۔ نجم الدین، واعظ وغیرہ شامل ہیں۔ان میں سے بعض شعرا ایسے ہیں جن کا ذکر تاریخ ادب میں ہونا چاہیے- مذہبی گیتوں کے ان شعرا کے حالات ناپید ہیں۔مقالہ نگار نے مختلف کتب سے استفادہ کرتے ہوئے تمام دستیاب معلومات ہم تک پہنچانے کی کوشش کی ہے-	لیتھبری، پنکی جسٹن
خورشید، جاوید احمد	حافظ محمود شیرانی کا ایک غیر معروف و نادر علمی کارنامہ	۱ تا ۱۶	انگریزی زبان میں حافظ محمود شیرانی کی ایک نادر کاوش موجود ہے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی اور نہ ہی زیادہ لوگ اس کے بارے میں واقفیت رکھتے ہیں- ۱۹۱۱ء میں شبلی نے ڈاکٹر ہنری اسٹب (Dr Henry Stubbe) کی ایک کتاب کو مرتب کیا تھا جس کا عنوان ہے "An account of the rise and progress of Mohamedanism and a Vindication of him and his religion from calumnies of the charistians" ۲۴۷ صفحات پر مشتمل یہ کتاب آن لائن موجود ہے- کتاب کے آن لائن متن میں ایک قدرے مختصر دیباچہ شامل ہے جس کے نیچے شیرانی صاحب کا نام درج ہے - مقالہ نگار کو اسی حوالے سے ایک متن اور ملا جو اس کتاب کے باب ہشتم پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں اسی باب کا ترجمہ شامل ہے-	حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر ہنری اسٹب، جاوید احمد خورشید
دانش، ذوالفقار علی	سندھ کی خانقاہوں میں قرآن فہمی کے اسالیب (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)	۱۷ تا ۲۸	قرآن فہمی کے لیے تراجم اور تفاسیر کا ایک بڑا ذخیرہ اردو زبان میں محفوظ ہے- سندھ کی خانقاہوں سے وابستہ افراد نے بھی اس علمی ورثے میں اپنا حصہ شامل کیا ہے- زیرِ بحث مقالے میں سندھ کے مشائخ کی اردو میں قرآنی تفاسیر اور قرآن فہمی پر مبنی کتب کے محرکات، اسلوب، پیش کش اور موضوعات کا تاثراتی تنقید کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے- یہ تجزیہ تاریخی ترتیب کے مطابق ہے- قرآن فہمی کے حوالے سے سندھ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برصغیر میں سب سے پہلا فارسی ترجمہ مخدوم نواح ہالائی سندھی کا ہے- قیام پاکستان کے بعد سندھ میں پہلی اردو تفسیر شبیر احمد عثمانی کی ہے- سندھ کی خانقاہوں میں اردو کی مختلف نثری اصناف ادب پر وسیع ذخیرہ موجود ہے جن میں تفاسیر بھی ہیں-	سندھ، قرآن فہمی، خانقاہِ سندھ، مخدوم نوح ہالائی سندھی، شبیر احمد سندھی، ذوالفقار علی دانش
سرور، روبینہ	قرآنی تراجم کے اثرات اردو زبان و ادب پر	۶۹ تا ۹۰	برصغیر کے علما نے جب تراجم قرآن کا آغاز کیا تو ان کا اصل مقصد مسلمانوں کو قرآن فہمی کے ذوق کے ساتھ دین کی سمجھ پیدا کرنا تھا مگر اس کا فائدہ اردو نثر کو بہت ہوا۔اردو نثر میں سادگی اور پختگی پیدا ہوتی گئی۔نثر اردو نے سرسید عہد میں بہت ترقی کی- سرسید کے رفقا میں سے مولوی نذیر احمد نے ''عزائب	قرآنی تراجم، قرآن فہمی، سرسید، مولوی نذیر احمد، عزائب القرآن،

			القرآن'' لکھ کر علمی وادبی زبان کو وسعت بخشی۔ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلمان ندوی کی ''سیرۃ النبی ﷺ'' کی اشاعت کے بعد سے تفسیر اور تراجم کے بعد اردو زبان میں سب سے زیادہ کام سیرۃ النبی ﷺ پر ہوا۔ اردو زبان میں مذہبی ادب پر مسلسل کام ہو رہا ہے۔ اس کام میں سترھویں صدی سے لے کر تا حال کوئی تعطل نہیں آیا۔ قرآن کے تراجم نے اردو زبان پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔	سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، روبینہ سرور
شذرہ	انیسویں صدی کے منتخب علمائے اہلِ سنت کی اردو خدمات: تحقیقی مطالعہ	۱۶۷ تا ۲۲۰	انیسویں صدی کے علمائے اہلِ سنت کی اردو تصانیف کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے صرف مذہبی موضوعات پر ہی قلم نہیں اٹھایا بلکہ اردو ادب کی معروف اصناف میں بھی ان کی تصانیف موجود ہیں جو یقیناً اپنی اہمیت کے اعتبار سے اردو ادب میں نہایت گراں ہیں۔ علمائے دین نے اردو شاعری میں گراں قدر اضافے کیے۔ مقالہ نگار نے کم و بیش ستر ایسے علمائے کرام کا ذکر کیا ہے جو اردو میں شاعری کرتے تھے۔ ان میں کئی صاحب دیوان بھی تھے۔ بعض علمائے کرام کے تذکروں میں اردو شعر بھی ملتے ہیں۔ ایسے شعرا میں مولوی غلام جیلانی، مولوی محمد سعید الدین کاکوروی، مولوی عبداللہ دہلوی، مفتی صدر الدین آزردہ، مولوی حبیب النبی، مولوی حبیب احمد، مولوی فیض احمد بدایونی، مولوی نجم الدین چڑیا کوٹی کے نام اہم ہیں۔ اردو شاعری کے علاوہ اردو نثر کے فروغ و ارتقا میں بھی علمائے کرام نے اہم خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے مذہبی موضوعات کے علاوہ تاریخ، سوانح، تذکرہ، لغت نویسی، میلاد نگاری اور سیرۃ النبی ﷺ پر کتابیں تصنیف کیں۔ علمائے اہل سنت نے انیسویں صدی میں اردو نثر و شاعری اور زبان کے فروغ و ارتقا میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔	مولوی حبیب النبی، فیض احمد بدایونی، مولوی عبداللہ دہلوی، مولوی نجم الدین چڑیا کوٹی، مولوی حبیب احمد، علمائے اہل سنت، شذرہ
عباس، سید ظفر	بیسویں صدی میں جدید مرثیہ	۱۲۴ تا ۱۳۸	بیسویں صدی نے جہاں انسان کی زندگی کو بدل کے رکھ دیا وہیں اس سے اصناف ادب بھی متاثر ہوئی ہیں۔ ادب نے عصری مسائل کی پیش کش عمدہ طریقے سے کی۔ بیشتر اصناف ادب کی طرح مرثیے نے بھی اپنے عہد کی عمدہ عکاسی کی۔ یہی وجہ ہے کہ بیسویں صدی کے بیشتر مسائل اس زمانے کے مرثیوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ جدید زمانے میں کربلا کے واقعے کو اس طرح پیش کیا گیا کہ وہ جدید زمانے کا ایک اہم استعارہ بن گیا۔ بیسویں صدی کے اہم مرثیہ نگاروں میں جوش ملیح آبادی، سید آل رضا، نسیم امروہوی، قیصر بارہوی اور بہت سے دوسرے مرثیہ نگار بھی شامل ہیں۔ دورِ حاضر کے مرثیوں میں مختلف تشبیہات و استعارات اپنے لغوی معنی یا روایتی مفہوم سے بلند ہو کر	بیسویں صدی، جدید مرثیہ، اصناف ادب، واقعہ کربلا، جوش ملیح آبادی، سید آل رضا، قیصر بارہوی، نسیم امروہوی، سید ظفر عباس

			عصری شعور کے ترجمان بھی ہیں۔	
قریشی، محمد طاہر	ز۔خ۔ ش (زاہدہ خاتون شروانیہ) کی ملی شاعری میں نعتیہ عناصر	۲۳۹ تا ۲۴۵	بیسویں صدی کے ربع اوّل میں ملی شاعری کا ایک اہم نام ز۔خ۔ ش (زاہدہ خاتون شروانیہ ۱۸۹۴ء۔۱۹۲۳ء) کا ہے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سچی محبت بلکہ عشق ز۔خ۔ ش کے دل میں موجود تھا۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۲ء تک ہر بڑے سانحے پر انھوں نے نظمیں لکھی ہیں۔ یہ نہ صرف برعظیم پاک وہند کی امت مسلمہ کی حالت پر بے چین رہتی تھیں بلکہ عالم اسلام میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں پر مظالم کی خبریں سنتیں تو بے چین ہو جاتیں اور پھر اپنی اس بے چینی کا اظہار اپنی نظموں میں کرتیں۔ زاہدہ خاتون شروانیہ شاہ دوعالم حضور پاک ﷺ کی محبت میں سرتاپا گرفتار تھیں۔ ان کی نعتوں میں حضور ﷺ سے عشق کا جذبہ بھرپور طریقے سے چھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی اہم نظموں میں 'ظہور امام'، 'معارف ملیہ'، 'عالم خواب'، 'اپیل بابت ہلال احمر'، 'آئینہ حرم' وغیرہ شامل ہیں۔	ز۔خ۔ ش، زاہدہ خاتون شروانیہ، ملی شاعری، نعتیہ عناصر، حضور پاک ﷺ، زندہ باد انور شاہ، اپیل بابت ہلال احمر، محمد طاہر قریشی
قریشی، محمد طاہر	اقبال کی ملی شاعری اور نعت کا امتزاج	۲۲۱ تا ۲۳۸	اس مقالے میں اقبال کی شاعری سے ان چند اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے جن پر نعتیہ تاثر غالب ہے۔ کلام اقبال کے مطالعے کے دوران ایک چیز کا بار بار احساس ہوتا ہے کہ اقبال کے کلام میں براہِ راست نعتیہ عناصر بہت کم دکھائی دیتے ہیں لیکن ان کے اشعار میں نعتیہ تاثر موجود ہے۔ گویا اقبال کے ہاں نعت بین السطور ملتی ہے۔ اقبال نعت گو شاعر نہیں ہیں۔ اردو کلام اقبال میں نعتیں بھی موجود نہیں ہیں لیکن ان کے کلام میں بھرپور نعتیہ تاثر موجود ہے۔ مثلاً: ''کی محمد ﷺ سے وفا تو نے'' چونکہ اقبال کے فکر و فلسفے کا محور و مرکز ملت اسلامیہ ہے اور ملت اسلامیہ کا مرکز حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت۔ اس لیے اقبال نے برصغیر پاک وہند کی عوام کو بھی اس رمز سے آگاہ کیا ہے کہ ملت کا تصور آنحضرت ﷺ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکت ہی کی بدولت ملت اسلامیہ ایک قوم ہے۔	علامہ اقبال، نعتیہ شاعری، نعتیہ عناصر، عشق رسول ﷺ، حضور نبی کریم ﷺ، محمد طاہر قریشی

تحقیق: ۲۹ (۲۰۱۵ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اُردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
انصاری، صائمہ ناز	قیام پاکستان: ردو قبول کا نثری منظر نامہ	۵۹ تا ۱۰۵	یہ مقالہ اردو ادب میں ۱۹۴۷ء کے بعد ہونے والی تبدیلیوں سے بحث کرتا ہے- تقسیم ہند بڑے پیمانے پر تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی- ادیبوں نے اس تقسیم کو انسانوں کی تقسیم سے مماثل قرار دیا- اردو ادب میں ناول، افسانے اور ڈراموں میں اس کا واضح اظہار ملتا ہے- اس مقالے میں مقالہ نگار نے ۱۹۴۷ء کے تناظر میں لکھے گئے ناولوں، افسانوں اور ڈراموں کا تنقیدی تجزیہ کرنے کے بعد ادیبوں کے ہاں قیام پاکستان کے ردو قبول کے نظریات کو واضح کیا ہے-	قیام پاکستان، نثری منظر نامہ، آنگن، میرے بھی صنم خانے، شب گزیدہ، غدار، سیاہ حاشیے، صائمہ ناز انصاری
بشیر، سمیرا	تقسیم اور فسادات کے بعد اردو افسانے کی فضا	۳۸ تا ۵۸	تقسیم ہند اور فسادات کے بعد جہاں سیاسی اور سماجی فضا تبدیل ہوئی وہیں ادب میں بھی کئی طرح کی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ فسادات، قتل و غارت گری، لوٹ مار اور خواتین کی بے حرمتی کے جو واقعات پیش آئے اسے بکثرت افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں پیش کیا- مہاجرین کو غربت اور بے گھری کا احساس ہوا تو ادیبوں نے اس احساس کو دوچند کر دیا اور مہاجرین کے سماجی و نفسیاتی مسائل کی عمدہ تصویر کشی کی-	اردو افسانہ، تقسیم برعظیم، ممتاز مفتی، منٹو، غلام عباس، سمیرا بشیر
بہار، سیدہ آمنہ	اردو نظم میں کشمیر، ۱۹۴۷ء تک	۱۴۰ تا ۱۷۴	عام طور پر کشمیری ادب کو چار بڑے ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ اردو ادب کو تین بڑے ادوار میں رکھا جاسکتا ہے۔ ان تمام ادوار میں نثر نگاروں کے قطع نظر تقریباً ۴۰ کشمیری شعرا ہیں جن کی ہیئت اور اسلوب نے کشمیری ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان شعرا کی تخلیقات میں ایک اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے کشمیر کا لفظ تواتر سے استعمال کیا ہے۔ زیر نظر مقالے میں اردو شاعری میں کشمیر کا تاریخی تناظر تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔	۱۹۴۷ء، اردو شاعری، کشمیر، تاریخی تناظر، سیدہ آمنہ بہار
بی بی، تحسین	تقسیم ہند کے بعد احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں سیاسی شعور کے عناصر	۱۰۶ تا ۱۲۵	احمد ندیم قاسمی اردو ادب کے بہت بڑے افسانہ نگار ہیں ۔جب آپ نے افسانے لکھنے شروع کیے تو وہ سیاسی لحاظ سے ہندوستان کی ابتری کا دور تھا ۔ آزادی کی تحریکیں عروج پر تھیں اور ہندوستانی اپنے حق کے لیے جدوجہد کر رہے تھے ۔اس زمانے میں ترقی پسند تحریک اپنے عروج پر تھی ۔احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں ترقی پسند سیاسی شعور کی واضح جھلک موجود ہے ۔ تقسیم سے پہلے کے افسانوں میں ایسا کم تھا مگر جوں ہی پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ہر طرف جو افراتفری کا سماں تھا اور ملکی سطح پر جو سیاسی تبدیلیاں آرہی تھیں، احمد	احمد ندیم قاسمی، سیاسی شعور، افق، تکمیل، اتقا، درو دیوار، سپاہی بیٹا، تقسیم ہند، تحسین بی بی

			ندیم قاسمی کے فن میں وہ واضح نظر آتی ہیں ۔اس مقالے میں احمد ندیم قاسمی کے افسانوں کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے سیاسی شعور پر بحث کی گئی ہے۔	
تنظیم الفردوس	اردو کا ایک فراموش شدہ شاعر: رنجور عظیم آبادی	۲۱۰ تا ۲۴۱	رنجور عظیم آبادی بیسویں صدی کے ابتدائی عرصے میں ایک ایسے پر گو اور قادر الکلام شاعر تھے جن کی رباعیات کا ایک مجموعہ ان کی حیات میں شائع ہو چکا تھا اور اکثر ان کا کلام مختلف رسائل میں بھی چھپتا رہتا تھا ۔یہ پختہ کار شاعر اپنی اس حیثیت کے علاوہ بھی نام وری کے حقدار تھے جو کہ انھیں نہ مل سکی۔ خدا بخش لائبریری، پٹنہ سے ان کا کلام چھپ چکا ہے ۔شاعرانہ کلام سے قطع نظر رنجور کی نثری تصانیف بھی قابل لحاظ تعداد میں اور موضوعاتی تنوع کے اعتبار سے بے حد اہم ہیں۔ اس مقالے میں رنجور عظیم آبادی کے کلام اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے ان کے دستیاب شعری کلام کی روشنی میں بیسویں صدی کے اوائل میں جانے پہچانے شعری رویوں اور رجحانات کے پس منظر میں ان کے شعری مرتبے کا تعین کرنے کی ایک کوشش کی گئی ہے۔	رنجور عظیم آبادی بیاض رنجور، معروضات، دیوانِ رنجور، تذکرۂ صادقہ، تنظیم الفردوس
خورشید، جاوید احمد	انگریزی ادب میں مغربیت کا تناظر: جیمز ایل رائے فلے کر پر مشرقی ادب کے اثرات	۱۷۵ تا ۱۹۶	جیمز ایل رائے فلے کر کا شمار ان کئی نثر نگار اور شاعروں میں ہوتا ہے جن کا ادبی مشرقیت کے رجحان کے تحت مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد بھی ادبی مشرقیت کو پروفیسر ڈاکٹر سید منیر واسطی کے تحقیقی کام کے حوالے سے دیکھنا ہے اور فلے کر پر مشرقی ادب کے اثرات کا جائزہ لینا ہے ۔ فلے کر کی تخلیقات کا اہم ترین موضوع تاریخ اور مشرق میں بسنے والے مسلمانوں کی ثقافت ہے۔ فلے کر کی شاعری میں بالخصوص ان کی دیگر نثری تخلیقات میں بالعموم جن ماخذ سے وہ متاثر ہیں وہ اپنے موضوعات اور پیش کش میں مشرقی ہیں۔ اس مقالے میں فلے کر کی تخلیقات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے ادب پر مشرق کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	جیمز ایل رائے فلے کر، ایڈورڈ سعید، ڈون جوان، ماریو پراز، ای۔ایم۔ فورسٹر، ٹورن ڈوٹ، جاوید احمد خورشید
رضوی، سید طارق حسین	سندھ سے شائع ہونے والے بچوں کے اردو ادبی رسائل	۲۹۷ تا ۳۰۵	اردو میں بچوں کے لیے ادبی تخلیقات کا سلسلہ ابتدائی نصاب ناموں کی صورت میں ملتا ہے۔ بچوں کا سب سے پہلا باقاعدہ رسالہ ''پھول'' (۱۹۰۹ء) لاہور سے شائع ہوا۔ پھر وقتاً فوقتاً مختلف خطوں میں بچوں کے لیے رسائل شائع ہوتے رہے۔ سندھ سے شائع ہونے والا بچوں کا پہلا ادبی رسالہ ماہ نامہ ''کونپل'' تھا۔ اس کے بعد ''میرا رسالہ''، ''بھائی جان''، ''ہمدرد نونہال'' اور بہت سے دوسرے رسائل کا اجرا ہوا۔اس مقالے میں سندھ سے شائع ہونے والے رسائل کا تجزیہ کیا گیا ہے اور ان کو شائع کرنے کے بنیادی محرکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ابتدائی رسائل جو بچوں کے لیے شائع کیے گئے تھے	بچوں کے رسائل، ہمدرد نونہال، پیسہ اخبار، پھول، بھائی جان، کونپل، سید طارق حسین رضوی

			ان کا مقصد مالی منفعت نہیں تھا بلکہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی اصلاح ہی ان کا بنیادی مقصد تھا۔	
سلطانہ، یاسمین	اردو میں افسانہ نگاری: آغاز سے ۱۹۳۶ء تک	۱ تا ۳۷	افسانہ نگاری کی ابتدا بیسویں صدی میں امریکہ سے ہوئی۔ اردو میں افسانہ نگاری کا باقاعدہ آغاز ۱۹۰۷ء میں پریم چند کے افسانے ''دنیا کا سب سے انمول رتن'' سے ہوتا ہے۔ ابتدائی دور کے افسانوں میں دو طرح کے افسانے ملتے ہیں ایک حقیقت پسند، جنھوں نے معاشرتی مسائل کی عکاسی کی۔ دوم وہ افسانے جنھیں رومانیت پسند کہا جاتا ہے۔ ان افسانوں نے سماجی سطح پر استحصال کی صورتوں کو بیان کیا اور اس کے علاوہ یہ افسانے اسلامی روایات و اقدار کے ترجمان بھی ہیں۔ اگرچہ ابتدائی دور کے افسانے فنی پختگی سے محروم ہیں تاہم یہ افسانے اردو افسانہ نگاری کی بنیاد بھی ہیں۔ اس مقالے میں آغاز سے لے کر ۱۹۳۶ء تک کی افسانہ نگاری کا محاکمہ کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، بیسویں صدی، پریم چند، قرۃ العین حیدر، منٹو، عصمت چغتائی، رومانیت پسند، حقیقت پسند، یاسمین سلطانہ
سواتی، نیاز	جدیدیت: مباحث و مسائل کا تحقیقی تناظر	۱۹۷ تا ۲۰۹	''جدیدیت'' کا لفظ انگریزی اصطلاح ''ماڈرنٹی'' کے اردو متبادل کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ایک زبان کی کسی اصطلاح کا بعینہٖ مفہوم کسی دوسری زبان کا کوئی ایک لفظ مکمل طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر ایسی اصطلاحات جو اپنا خاص تاریخی، سماجی اور تہذیبی پس منظر رکھتی ہیں، عموماً نا قابل ترجمہ ہوتی ہیں۔ تہذیبی و تاریخی تصورات کا اصل زبان میں باقاعدہ اور دقت نظر سے مطالعہ کیے بغیر محض سادہ ترجمے کی بنیاد پر استعمال ان تصورات کی تفہیم کو نہ صرف مشکل بناتا ہے بلکہ مزید پیچیدگیوں اور غلط فہمیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ فرڈی نینڈ ڈی سوسیئر نے لسانی نظام کو ایک معاشرتی عمل کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ اس کے پیش کردہ تصور Langue کے مطابق زبان کے داخلی اصول اور شعریات ایک طویل عرصے بعد وضع ہوتے ہیں۔ ہر زبان اپنے داخل میں نشانات و علامات اور تصورات کی الگ دنیا اور پس منظر رکھتی ہے۔ وٹگنسٹائن کے نزدیک کسی مخصوص طرز زندگی یا تصور کا اس کی زبان کے باہر سے تجزیہ ناممکن ہے۔ اسے صرف اندر سے، اس کی اپنی اصطلاحات اور لفظیات کی رو سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مغرب سے جدیدیت کی آمد کے بعد اردو نے بھی اس کو اپنا لیا ہے مگر بعد میں جب مغرب نے جدیدیت کے نتائج دیکھنے سے بیزاری کی روش اختیار کی۔ اس مقالے میں جدیدیت کے آغاز و ارتقا سے متعلق بحث کی گئی ہے کہ اردو میں ابھی تک جدیدیت سے متعلق بہت سے مباحث تشنہ ہیں۔	جدیدیت، وٹگنسٹائن، فریڈم، سوسیئر، لادینیت، مائیکل مین، نوآبادیات، نیاز سواتی
عباس، تہمینہ	افسانے میں روحانیت	۱۲۶	اردو ادب کی ابتدا سے ہی روحانی موضوعات زبان و ادب کا حصہ بنتے رہے ہیں	اردو افسانہ،

	اور مادیت کی کش مکش : قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کے خصوصی مطالعے کے ساتھ	تا ۱۳۹	لیکن اس کے ساتھ ساتھ مادیت کا عنصر بھی حاوی ہے۔ یہ کش مکش اردو افسانے میں بھی واضح نظر آتی ہے۔ اردو افسانے کی صنف نے جب عروج پکڑا تو کئی ممتاز ادیبوں نے شاہ کار افسانے تخلیق کیے اور ان میں سے کئی ادیبوں کے ہاں روحانیت و مادیت کی واضح کش مکش نظر آتی ہے۔ اس مقالے میں اردو کے چار افسانہ نگاروں کے ہاں روحانیت اور مادیت کے عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ شامل ہیں۔	روحانیت، مادیت، قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، اشفاق احمد، بانو قدسیہ، جگ جگ، یاخدا، تہمینہ عباس
عثمان، محمد یامین	عطیہ فیضی کا خاندان	۲۴۲ تا ۲۷۶	عطیہ فیضی کے آباو اجداد کا تعلق کاٹھیاواڑ اور سورت کی ریاستوں کے درمیان خلیج کیمبے سے تھا۔ کیمبے کو کھمبایت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ عطیہ فیضی کے جد امجد طیب جی کا تعلق سلیمانی بوہرہ جماعت سے تھا۔ طیب علی کے والد بھائی میاں تجارت کرتے تھے اور خود طیب جی کے سب سے بڑے بیٹے شجاع الدین طیب جی، جو عطیہ فیضی کے نانا تھے، اپنے والد کا کاروبار سنبھالتے تھے۔ ان کا شمار کراچی کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ ان کی اکلوتی بیٹی امیر النساء بیگم عطیہ فیضی کی والدہ تھیں۔ آپ ایک اچھی شاعرہ اور مصنفہ تھیں۔ امیر النساء بیگم کی شادی حسن علی بن فیض حیدر سے ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ کی اولاد کے نام کے آگے فیضی لگایا جاتا ہے۔ عطیہ فیضی کی باقی دو بہنوں نازلی بیگم اور زہرا بیگم نے بھی علم و ادب میں خوب نام کمایا۔ ۴ جنوری ۱۹۶۷ء کو عطیہ فیضی کی وفات ہوئی تو کراچی میں سلیمانی بوہروں کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔	عطیہ فیضی، زہرا بیگم، طیب جی، نازلی بیگم، سیر یورپ، امیر النساء بیگم، حسن علی بن فیض حیدر، محمد یامین عثمان،
عنایت، کوثر (کوثر ایمن)	رسائل میں بچوں کے منظوم ادب کا اجمالی جائزہ	۲۸۷ تا ۲۹۶	شعرا میں امیر خسرو کو بچوں کے ادب کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ انھوں نے خالق باری تعالیٰ کی حمد کے علاوہ ہندی اور فارسی کی لغت تیار کی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں اور دیگر قوموں نے بچوں کی تعلیم و تربیت کی ضرورت بھی شدت سے محسوس کی اور بچوں کے باقاعدہ نصاب کی تیاری اور ان کے لیے کتب شائع کی جانے لگیں جن میں نثر و نظم دونوں شامل تھیں۔ اس کام میں حالی، آزاد اور اسماعیل میرٹھی پیش پیش رہے۔ ان حضرات نے بچوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا۔ اس سلسلے میں مختلف فکر سے تعلق رکھنے والے اہل علم نے بچوں کے لیے رسائل کا اجرا کیا جس میں صرف بچوں کے لیے ہی ادب شائع کیا گیا۔ ان رسائل میں ''تہذیبِ نسواں'' (کچھ حصہ بچوں کے لیے مختص تھا)، ''پھول''، ''تعلیم و تربیت''، ''بچوں کا اخبار''، ہفتہ وار ''پریم''، ''نونہال'' اور بہت سے دوسرے رسائل شامل ہیں۔ اس	بچوں کا منظوم ادب، پھول، تعلیم و تربیت، ہفتہ وار پریم، نونہال، کوثر عنایت (کوثر ایمن)

			مقالے میں تمام رسائل کے حوالے سے بچوں کے لیے منظوم ادب کا جائزہ لیا گیا ہے-	
لقمان، قاری محمد/ سعید، ایس۔ایم۔	علامہ قاری محمد طیب قاسمی کی علمی وادبی خدمات پر ایک نظر	۲۷۷ تا ۲۸۶	علامہ قاری محمد طیب قاسمی ایک شعلہ بیان خطیب اور واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مفکر بھی تھے- آپ دارالعلوم دیوبند کی ان شخصیات میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی قلمی خدمات سے اپنا ایک مقام بنایا- آپ کے اساتذہ میں وہ جیّد عالم شامل ہیں جنھوں نے دارالعلوم دیوبند کو اعلیٰ مقام و مرتبہ عطا کیا- حضرت علامہ قاری صاحب کی علمی خدمات اتنی وسیع ہیں کہ ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا- آپ نے جو علمی وادبی معلومات سے بھرپور کتب اور کتابچے تحریر فرمائے وہ دینی معلومات کے بھرپور خزانے ہیں- اس مقالے میں علامہ قاری محمد طیب قاسمی کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے-	قاری محمد طیب، دارالعلوم دیوبند، تعلیماتِ اسلام اور مسیح اقوام، تحقیقات حکیم الاسلام، توضیحات، حکیم الاسلام، قاری محمد لقمان، ایس۔ ایم۔ سعید

تحقیق: ۳۰(۲۰۱۵ء)

مدیر: سید جاوید اقبال، شعبۂ اردو؛ فیکلٹی آف آرٹس، سندھ یونی ورسٹی، جامشورو

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اصغر، محمد	مولانا احمد رضا خان کی تحریف حرفی اور طنز و مزاح	۱۰۹ تا ۱۲۱	مولانا احمد رضا خان ہندوستان کے شہر بریلی کے رہنے والے تھے۔ آپ نامور شاعر اور نثر نگار تھے۔ آپ نے متنوع موضوعات پر سو سے زائد کتب تصنیف کیں اور کئی غیر مطبوعہ کتب بھی آپ سے منسوب ہیں جن سے اب تک طلبہ مستفید ہوتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خان کثیر الجہات شخصیت کے حامل تھے۔ آپ نے حرکات اور حروف کے ذریعے تحریف حرفی کے ادبی شاہ کار تخلیق کیے۔ آپ نے نہایت عمدگی سے ادبی دنیا کو لطافت سے نوازا اور لسانی دسترس اور باریکیوں کو برت کر دکھایا جس سے آپ کی لسانی مہارت کا اظہار ہوتا ہے۔	طنز و مزاح، مولانا احمد رضا خان، تحریفِ حرفی، محمد اصغر
برنی، عائشہ سعید	انجمن ترقی اردو: شعبۂ خواتین کی خدمات (۱۹۵۲ء-۱۹۶۱ء)	۱۸ تا ۳۰	نومبر ۱۹۵۲ء میں مولوی عبدالحق نے انجمن ترقی اردو کے ایک اہم اجلاس میں محترمہ بیگم محمد شریف کو انجمن کے شعبۂ خواتین کا تاحیات صدر منتخب کیا۔ اس وقت تک انجمن ترقی اردو اپنے قیام کے پچاس سال پورے کر چکی تھی۔ انجمن ترقی اردو اور اردو زبان کے فروغ و ترویج کی تحریک میں بھی خواتین کا کردار اس وقت اہم ہو گیا جب مولوی عبدالحق نے شعبۂ خواتین (پاکستان) قائم کیا۔ یہ شعبہ اپنے قیام (۱۹۵۲ء) سے لے کر مولوی عبدالحق کی وفات (۱۹۶۱ء) تک فعال کردار ادا کرتا رہا اور باقاعدہ تحریک کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس مقالے میں سال بہ سال اجلاسوں، کانفرنسوں و دیگر علمی، تعلیمی و ادبی کارگزاریوں کو ایک رپورٹ کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ انجمن ترقی اردو کی اس شاخ کی کارکردگی کو اجاگر کیا جا سکے۔	انجمن ترقی اردو، شعبۂ خواتین، خواتین کی خدمات، مولوی عبدالحق، بیگم محمد شریف، بیگم خورشید، عائشہ سعید برنی
بٹ، کرن داؤد	اہلِ بلوچستان کی جامعات میں اردو تحقیق	۷۵ تا ۱۰۹	بلوچستان میں اردو زبان و ادب میں تحقیق کا رجحان کافی کم تھا جس کی وجہ وسائل کی کمی تھی۔ اہلِ بلوچستان نے جامعاتی سطح پر اردو تحقیق (ایم۔ اے۔، ایم۔ فل۔ اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔) کو مختلف ادوار میں فروغ دیا۔ اس لیے ان کے محرکات و رجحانات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ بلوچستان کی جامعات میں ایک عرصے تک مقالہ نویسی کو ضروری نہیں سمجھا گیا۔ بہت بعد میں جامعات میں ایچ۔ ای۔ سی۔ کے ضابطے کے مطابق اردو میں تحقیقی مقالہ قلم بند کرنے کا آغاز ہوا۔ یوں اب تک مختلف جامعات میں ایم۔ اے۔، ایم۔ فل۔ اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی سطح پر مقالہ لکھے جا رہے ہیں۔ اس مقالے میں ان تمام موضوعات کی تفصیل ملتی ہے جن پر اس وقت مختلف جامعات میں	بلوچستان، جامعاتِ بلوچستان، عبدالرحمٰن براہوی، مقبول ظفر، ڈاکٹر انعام الحق، کرن داؤد بٹ

			مقالے تحریر کیے جارہے ہیں-	
پروین، فوزیہ	کلاسیکی ادب کا ایک ممتاز محقق: افسر امروہوی	۱۳۹ تا ۱۵۶	افسر امروہوی پاکستان بننے کے بعد کراچی آئے اور پھر کہیں نہیں گئے-آپ طبعاً نام و نمود اور شہرت سے دُور بھاگتے تھے-آپ نے ساری زندگی اردو کی خدمت میں گزار دی- افسر امروہوی مولوی عبدالحق کے ساتھ انجمن ترقی اردو کے ساتھ وابستہ ہوگئے اور بڑی محنت اور لگن سے مخطوطات انجمن ترقی اردو کی آٹھ جلدیں مرتب کیں۔اس کے بعد "تذکرۂ عروس الاذکار"، "تذکرہ مداح الشعرا"، "بیاض مراثی" مرتب کیا۔ساتھ ہی خاندان انیس اور تلامذۂ دبیر کے حالات وغیرہ تحریر کیے-آپ کے مضامین "نگار" (لکھنؤ)، "ادب لطیف"، "نیرنگ خیال"، "معارف" وغیرہ میں شائع ہوتے رہے۔ خمخانۂ جاوید میں صدیقی تخلص سے آپ کی شاعری شائع ہوئی- اس مقالے میں آپ کے تحقیقی وتدوینی کام کا جائزہ لیا گیا ہے-	کلاسیکی ادب، محقق، ترقی اردو، افسر امروہوی، انجمن ترقی اردو، مخطوطات انجمن، تذکرۂ عروس الاذکار، بیاض مراثی، ادب لطیف، معارف، نیرنگ خیال، نگار، فوزیہ پروین
راہی، محمد رضی/ صدیقی، وجیہہ الحسن	انجمن ترقی اردو کا سیاسی، سماجی اور تاریخی پس منظر	۱ تا ۱۷	انجمن ترقی اردو "آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل" کانفرنس کا ایک ذیلی ادارہ تھی- اِس کا پہلا نام "مجلس تعلیمی" تھا- یہ ۱۹۰۳ء میں قائم ہوا- اس کے پہلے سیکرٹری علامہ شبلی تھے پھر مولانا حبیب الرحمٰن اور عزیز مرزا اس کے سیکرٹری کے عہدے پر فائز ہوئے- ان کے بعد مولوی عبدالحق نے اس ادارے کو سنبھالا اور اس ادارے کو اورنگ آباد لے آئے- ان کی نگرانی میں اس ادارے کے تحت ہر علم و فن پر کتب شائع ہونا شروع ہوئیں- تب یہ ایک الگ ادارہ نہیں بلکہ ترقی کرکے "انجمن ترقی اردو" بن گیا- پاکستان بننے کے بعد یہ ادارہ کراچی منتقل ہوگیا- اس مقالے میں انجمن ترقی اردو کا سیاسی، سماجی اور تاریخی پس منظر بیان کیا گیا ہے-	انجمن ترقی اردو، مولوی عبدالحق، علامہ شبلی نعمانی، حبیب الرحمٰن شیروانی، عزیز مرزا، محمد رضی راہی، وجیہہ الحسن صدیقی
زیدی، شیراز	ماہ نامہ "تہذیب" میں شامل ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے ادبی اداریے	۱۲۲ تا ۱۳۸	معروف محقق، نقاد اور ماہر لسانیات ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ایک ادبی صحافی بھی تھے-انھوں نے اپنے زمانۂ طالب علمی سے علی گڑھ میگزین کے چار شمارے اپنی ادارت میں نکالے- اردو لغت بورڈ کے تحقیقی مجلے "اردو نامہ" کا ۵۴ واں شمارہ بھی آپ کی ادارت میں نکلا- ۱۹۳۸ء میں علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے ماہ نامہ مجلہ "تہذیب" کا اجرا ابواللیث صدیقی نے ہی کیا اور انھوں نے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے اس ادبی مجلے کی ذمہ داریاں سنبھالیں تو ان کے اداریے یا ابتدائیے ہر ماہ شائع ہونے لگے۔یہ ابتدائیے صرف ادبی ابتدائیے نہیں بلکہ ان میں سرسید سے متعلق اہم معلومات، تاریخ، سیاست، تہذیب و معاشرت اور علی گڑھ سے متعلق اہم معلومات کا خزانہ ہے- لیث صاحب کے ابتدائیے ماہ نامہ "تہذیب" (کراچی) کی ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۴ء تک کی فائلوں میں بکھرے ہوئے ہیں- اب	اردو رسائل، ماہ نامہ "تہذیب" ابواللیث صدیقی، اردو نامہ، علی گڑھ میگزین، مولانا حسرت موہانی، اردو اداریہ، ابتدائیہ، شیراز زیدی

			ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی طالب علم ان ابتدائیوں پر کام کر کے ان ابتدائیوں کو قعر گم نامی سے نکال لے تاکہ ان سے مستفید ہوا جا سکے۔	
عبدالکریم، قدسیہ	ریڈیو پاکستان، کراچی کے مشاعرے	۳۱ تا ۵۷	زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ زندگی کے سب شعبوں میں نت نئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ گزشتہ صدی تک ابلاغ عامہ کا دائرہ صرف مطبوعات تک محدود تھا مگر اب یہ دائرہ وسیع ہو کر انٹرنیٹ کی لا محدود دنیا تک پہنچ گیا ہے۔ برقی ذرائع ابلاغ میں قدامت کے لحاظ سے ریڈیو کو اہمیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں ریڈیو نشریات کا آغاز بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں ۲۳ جولائی ۱۹۲۷ء کو ریڈیو اسٹیشن کے قیام سے ہوا۔ ابتدا میں ہی آل انڈیا ریڈیو سے علمی وادبی پروگرام نشر ہوتے تھے جن میں مشاعرے بھی شامل تھے۔ کراچی ریڈیو اسٹیشن ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو قائم ہوا اور پاکستان کی آزادی کی پہلی سالگرہ پر یہاں سے مشاعرہ شروع ہوا۔ اس مقالے میں اس مشاعرے سے لے کر تاحال جتنے مشاعرے ریڈیو پاکستان کراچی میں ہوئے ان کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	ریڈیو پاکستان کراچی، اردو مشاعرے، آل انڈیا ریڈیو، سیماب اکبر آبادی، بزم مشاعرہ، قدسیہ عبدالکریم
عثمان، محمد ارشد	نادم سیتاپوری کی علمی وادبی خدمات	۱۵۱ تا ۱۷۹	سید محمد مظہر نادم سیتاپوری کو اردو ادب کی گم نام شخصیات میں رکھا جا سکتا ہے کیونکہ اردو ادب کی تاریخ میں آپ کا تذکرہ نہیں ملتا ہے۔ نادم سیتاپوری اپنی ذات میں انجمن تھے۔ آپ بہترین نثر نگار بھی تھے۔ آپ کی زندگی تخلیق و تحقیق میں بسر ہوئی۔ فن وادب کی کئی اہم شخصیات سے آپ کا واسطہ رہا جن کے خاکے بھی مختلف رسائل میں آپ نے شائع کروائے۔ بد قسمتی سے خاکوں کا کوئی مجموعہ آپ نکال نہ سکے۔ اس مقالے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ نادم سیتاپوری کے علمی وادبی کارناموں کو سامنے لایا جائے تاکہ اردو ادب میں ان کی گم نام شخصیت کی کوئی حیثیت متعین ہو سکے۔	نادم سیتاپوری، یادش بخیر، سیتاپور کا کتب خانہ، مومن کے پسماندگان، منجدہار، ان سنی، محمد ارشد عثمان
نوازش، محمد خاور	اردو ہندی کی وحدت: چند بنیادی نکات	۱۸۰ تا ۱۸۵	اردو اور ہندی زبانوں کے ہند آریائی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ دونوں زبانوں میں لسانی اشتراک موجود ہے۔ ان دونوں کا شجرۂ نسب سنسکرت اور اس سے پہلے ویدک عہد سے جا ملتا ہے۔ کھڑی بولی اس زبان کی ابتدائی شکل تھی جسے آج اردو یا ہندی کہا جاتا ہے۔ یہ اردو، ہندی تقسیم برعظیم سے قبل ایک ہی زبان تھی مگر اس زبان کو خطے کی تقسیم نے تقسیم کر دیا اور ایک بولی دو لکھاوٹ میں بدل گئی۔ دونوں زبانوں کا رسم الخط بدل گیا جس کی وجہ سے انھیں دو الگ زبانیں سمجھا جانے لگا۔ اس مقالے میں اردو ہندی لسانی اشتراک پر مفصل بحث کی گئی ہے۔	اردو زبان، ہندی زبان، اردو ہندی وحدت، گیان چند جین، کھڑی بولی، شورسینی اپ بھرنش، خلیق انجم، محمد خاور نوازش

یٰسین، رانا غلام	خانوادہ گولڑہ شریف کی ادبی خدمات	۵۸ تا ۷۴	گولڑہ شریف کو ایک علمی، روحانی اور ادبی مرکز بنانے کے سلسلے میں سلسلۂ چشتیہ کے عظیم روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ کی شان دار خدمات اور مساعی جلیلہ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے اپنی علمیت اور روحانیت کے ساتھ ساتھ شعر و ادب میں بھی قابل ذکر خدمات سرانجام دیں اور کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے وصال کے بعد بھی علم و ادب کا یہ مرکز اسی طرح روشن ہے اور اس خانوادے نے روحانیت کے ساتھ ساتھ ادب کے چراغ بھی روشن کر رکھے ہیں۔ پیر مہر علی شاہ کے اس روحانی علم کو آپ کے فرزند حضرت غلام معین الدین گیلانی نے آگے بڑھایا۔ ان کے بیٹے پیر نصیر الدین نصیر نے علمی و ادبی نشست کو سنبھالا اور شعر و ادب میں خوب نام کمایا۔ آپ جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ اس طرح اس خانوادہ گولڑہ شریف نے روحانی علم کے ساتھ ساتھ ادبی خدمات بھی سرانجام دی ہیں۔	گولڑہ شریف، خانوادہ گولڑہ شریف، پیر مہر علی شاہ، غلام معین الدین گیلانی، بابو جی، پیر نصیر الدین نصیر، شمس الہدایۃ، مکتوبات مہریہ، رانا غلام یٰسین

تحقیق نامہ: ۱۴(۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبہ اُردو، جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ارم، صائمہ	ڈپٹی نذیر احمد کا ایک کم یاب اور نظر انداز شدہ ناول۔ ''ایامیٰ'' (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)	۵۰ تا ۵۶	ڈپٹی نذیر احمد اُردو کے اہم اور بنیادی ناول نگار ہیں۔ اُن کا کام تہ در تہ مفہوم رکھتا ہے جبکہ اُن کی تنقیدی تحسین اُس عہد کے مسلم معاشرے کی تفہیم کی جانب اشارہ کرتی ہے اور بلاشبہ اُن کا عہد سماجی ڈھانچے میں تبدیلی کا اہم ترین عہد تھا۔ ''ایامیٰ'' نذیر احمد کا بہترین مگر نظر انداز شدہ ناول ہے۔ اِس مضمون میں اِسی ناول کی تنقید اور تحقیق کو زیرِ بحث لا کر اس کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ مختصراً یہ ناول بتاتا ہے کہ نذیر احمد ایک مصلح سے زیادہ سماجی اور معاشرتی نقاد تھے۔	اُردو ناول، نذیر احمد دہلوی، ایامیٰ، صائمہ ارم
انجم، شفیق	قدیم متون میں علامات و رموزِ تحریر کی قرأت کے مسائل	۳۴ تا ۳۹	کلاسیکی اُردو ادب میں قدیم نشانات اور علامات کی تفہیم انتہائی مشکل ہے۔ ایسے ریسرچ اسکالر جو اِن مسودوں یا مخطوطوں سے سروکار رکھتے ہیں، اس مشکل کا شکار ہیں۔ بنیادی طور پر بہت سی ایسی علامات استعمال میں نہیں ہیں اور موجودہ عہد کی زبان میں تحریری صورت میں موجود نہیں ہیں۔ اس مضمون میں اِسی موضوع سے متعلق مسائل اور مشکلات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اِن کے حل کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے۔	اردو مخطوطے، علامات، قدیم متون، قرأت کے مسائل، شفیق انجم
پاشا، محمد عرفان احسن	عالم گیریت کے زبان اور ادب پر اثرات	۱۴۲ تا ۱۵۱	عالم گیریت کو موجودہ عہد میں انتہائی اثر انگیز حقیقت تصور کیا جاتا ہے۔ بالخصوص ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں جڑواں میناروں کی تباہی کے بعد مختلف قوموں کے درمیان روابط بھی فروغ پائے۔ اِس صورتِ حال میں زبان اور ادب دونوں مواد اور ہیئت کے حوالے سے براہِ راست متاثر ہوئے۔ یہ مضمون زبان و ادب خصوصاً اُردو زبان و ادب میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو پیش کرتا ہے۔	ورلڈ ٹریڈ سنٹر، اردو زبان و ادب، عالم گیریت، محمد عرفان احسن پاشا
جعفری، جواز	یورپ اور امریکہ کی اُردو غزل	۶۸ تا ۸۳	اس مضمون میں یورپ اور امریکہ کے ان غزل گو شعرا کی نشان دہی کی گئی ہے جو اعلیٰ تخلیقی حیثیت کے ساتھ غزل کہہ رہے ہیں۔ یہ شعرا موضوع اور امیجز کے حوالے سے انفرادی رنگ کے حامل ہیں۔	یورپ، امریکہ، اردو غزل، جواز جعفری
حیدر، سفیر	عبداللہ حسین: تیسرے راستے کی تلاش (''اداس نسلیں'' کے بعد کے فکشن کے تناظر میں)	۱۵۲ تا ۱۵۸	عبداللہ حسین کے یہاں تیسرے راستے کی تلاش بنیادی افسانوی محرّک ہے۔ وہ انسانوں کے درمیان ظالم اور مظلوم، بھیڑ اور بھیڑیے کے رشتے کے علاوہ تیسرے رشتے کے خواہش مند ہیں جو ایک غیر جانبدار اور بے ضرر راستہ ہو۔	تیسرا راستہ، عبداللہ حسین، اداس نسلیں، سفیر حیدر

رحمٰن، نسیمہ	پنجاب بک ڈپو	۵۷ تا ۶۷	۱۸۵۷ء کے آغاز میں لاہور میں ایک کتاب اور ترجمے کا ادارہ قائم کیا گیا جو بعد میں پنجاب بک ڈپو کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ نہ صرف ایک پبلشنگ اِدارہ تھا بلکہ انگریزی، عربی اور فارسی کی کتب اور مضامین کے تراجم میں بھی مددگار ثابت ہوا۔ یہ نصاب کی فراہمی کے ساتھ ساتھ زبان اور تلفظ کی اصلاح کے لیے بھی معاون ثابت ہوا۔ اِس حوالے سے اُردو کے ارتقا میں پنجاب بک ڈپو کا متحرک کردار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔	پنجاب بک ڈپو، ترجمہ، نصاب، نسیمہ رحمٰن،
روشن آرا، شمیم	حضرت کعب بن مالکؓ...ایک بلند پایہ شاعر	۸۴ تا ۸۹	حضرت کعب بن مالکؓ کو حضرت محمد ﷺ کا شاعر کہا گیا ہے۔ آپؓ ایک مشہور شاعر تھے۔ آپؓ کی نوجوانی ہی میں آپ کی شاعری کو شہرت مل گئی تھی۔ آپؓ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ؐ نے آپؓ کی ہستی مبارک اور اسلام کا دفاع تلوار اور قلم سے کیا۔ آپ ؐ نے آپؓ کی شاعری کی تعریف کی اور کئی مرتبہ اِس کو سننا پسند فرمایا۔	حضرت محمدؐ، حضرت کعب بن مالکؓ، عربی شاعری، شمیم روشن آرا
ریاض، راؤ رفعت	پاکستانی داستانوں میں معاشرت، سیاسی روّیوں اور رجحانات کی عکاسی	۹۷ تا ۱۰۳	داستان نگاری کی روایت بہت قدیم ہے۔ بیسویں صدی کے دوران داستان نگاری اپنے عروج پر پہنچی اور بہت سی نثری اور منظوم داستانیں منظر عام پر آئیں لیکن بیسویں صدی کے آخر تک یہ روایت زوال پذیر ہو گئی۔ پاکستان میں اِس روایت نے بیسویں صدی کے نصف میں دوبارہ جنم لیا۔ اکیسویں صدی کے اولین عشرے میں اس کا سراغ لگانا مشکل کام ہے۔ اب داستان کی روایت بدل چکی ہے اِن جدید داستانوں (کہانیوں) میں جدید تکنیک نے سپر نیچرل کرداروں کی جگہ لے لی ہے لیکن اس کے باوجود پرانی داستانوں کی طرح یہ داستانیں بھی اپنے کلچر اور زمین کی عکاس ہیں۔ یہ داستانیں بہت خوبصورتی سے پاکستانی معاشرت، سیاسی رویوں اور رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہ تحقیق پاکستان میں لکھی گئی داستانوں کا سیاسی اور سماجی مطالعہ ہے۔	ریاض، پاکستانی داستانیں، پاکستانی معاشرت، سیاسی رویے، راؤ رفعت
سعید، سعادت/ انور، میاں محمد	فکرِ اقبال اور انسانی عزّتِ نفس کی بازیابی	۷ تا ۱۶	علامہ کی شاعری اور فلسفہ دونوں بصیرت افروز ہیں جو تیسری دُنیا کے ممالک کے عام انسانوں کی غلامانہ نفسیات کو تبدیل کرنے یا بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اُن کی انقلابی سوچ نے انحطاط زدہ انسانیت کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا۔ اُن کی شاعری انسانیت کے زوال کی کہانی ہے اور دوسری طرف قومی اور بین الاقوامی سطح کے قارئین کے لیے انسانی سطح پر زندگی کا ایک پیغام ہے۔ اِس مضمون میں علامہ کی شاعری اور فلسفہ میں ایسی فکر کی نشان دہی کی گئی ہے جس نے عزت نفس اور سوچ کی آزادی کے بارے میں مغربی مفکرین کی آرا کو متاثر کیا ہے۔	علامہ محمد اقبال، فکرِ اقبال، انسانی عزتِ نفس، سعادت سعید، میاں محمد انور
سنجرانی، خالد	نوآبادیاتی عہد میں	۱۷	اس مضمون میں اُردو کے وہ تراجم متعارف کروائے گئے ہیں جو مطبع نول کشور	نوآبادیاتی عہد، ساؤتھ ایشیا انسٹی

محمود	مطبع نول کشور کے چند اُردو تراجم	تا ۳۳	نے برصغیر کے نوآبادیاتی عہد میں شائع کیے۔اب یہ مذکورہ کتابیں سا ؤ تھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ، جرمنی میں موجود ہیں۔	ٹیوٹ،نول کشور، ہائیڈل برگ، خالد محمود سنجرانی
صبا،حنا	ٹیگور اور اقبال: تقابلی مطالعہ	۱۱۳ تا ۱۱۶	ٹیگور اور اقبال کو مختلف تقابلی مطالعات میں زیرِ بحث لایا جاتا رہا ہے۔اس مضمون میں دونوں عظیم تخلیق کاروں کے یہاں مشترکہ موضوعاتی عناصر کو دریافت کیا گیا ہے۔	شاعری، ٹیگور، اقبال،حنا صبا،
الطاف اللہ	خیبر پختون خوا میں اُردو وادب! تاریخی پہلو	۱۰۴ تا ۱۱۲	یہ مضمون قیامِ پاکستان سے قبل خیبر پختون خوا میں اُردو زبان وادب کے تاریخی پہلو کی جانب ایک اشارہ ہے۔اس صوبے میں اُردو زبان وادب کی ترویج کے لیے مختلف عشروں میں کی جانے والی کاوشوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتا ہے اور بڑی وضاحت کے ساتھ مختلف اسکالرز، شعرا، ادب اور آرٹ سے تعلق رکھنے والی ان شخصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے جنھوں نے اِس حوالے سے نہایت شان دار کردار ادا کیا۔اگرچہ صوبہ خیبر پختون خوا میں امتیازی حیثیت پشتو بولنے والی آبادی کی ہے لیکن اِس کے باوجود انھوں نے اُردو وزبان ادب کی نشوونما اور ترویج میں بہت اہم کردار ادا کیا اور اس مقصد کی خاطر مختلف تنظیمیں بھی قائم کی ہیں۔	خیبر پختون خوا، اُردو وادب، تاریخ ادب، الطاف اللہ
علی، صائمہ	اُردو نثر میں حبسیہ عناصر... ایک مطالعہ	۱۲۶ تا ۱۴۱	یہ مقالہ اردو نثر کے حبسیہ عناصر پر ایک تحقیق ہے- یہ ایک ایسا بیانیہ ہے جسے ایک قیدی نے عالم حبس میں یا آزادی کے بعد تخلیق کیا ہے- حبسیہ نثر، دورانِ قید، انسانی نفسیات پر اندرونی اور بیرونی اثرات کے نتیجے میں وجود میں آتی ہے- عمومی طور پر مصنف کے اندرونی تاثرات اس کے لاشعور پر اثرانداز ہوتے۔یہ مطالعہ ایک محبوس ذہن کی اندرونی اور بیرونی صورتِ حال کا تجزیہ پیش کرتا ہے-	حبسیہ عناصر، انسانی نفسیات، صائمہ علی
قادر، محمد ہارون	اُردو افسانے کی جہت نمائیاں	۱۵۹ تا ۱۶۴	اُردو افسانہ نگاری میں نئی تکنیک نے کلاسیکی افسانوی اسالیب کی صورت تبدیل کردی ہے۔ محمد ہارون قادر نے بطور نقاد علامتی اور استعاراتی افسانوی اسالیبِ اظہار کی تفہیم میں ایک رجحان ساز کردار ادا کیا ہے۔اُردو کے جدید افسانہ نگاروں نے معاصر مغربی افسانوی تکنیکوں سے بہت زیادہ اثرات جذب کیے ہیں۔زیرِ مطالعہ نقاد نے کبھی بھی روایتی افسانوی اسلوبِ بیان کو نہیں سراہا بلکہ جدید انداز میں لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔	اردو افسانہ، افسانوی تکنیک، اسلوب بیان، علامتی افسانہ، محمد ہارون قادر
کوثر، ریحانہ	روزمرّہ، محاورہ، مقولہ اور ضرب المثل و کہاوت	۹۰ تا ۹۶	اِس مضمون میں اُردو کی چند اہم اصطلاحات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔اگرچہ معروف مصنفین نے اِس موضوع پر لکھا ہے مگر ان کی تحریروں میں ابہام موجود ہے۔غالباً یہ موضوع اُن پر پوری طرح واضح نہ ہوا یا پھر انھوں نے گہرے مفہوم تک جانے کی زحمت گوارا نہ کی۔اس مضمون میں نہ صرف اِن	اصطلاحات، اردو روزمرہ، اردو کہاوت، اردو مقولہ،

			کی خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے بلکہ اصطلاحات کا اصل چہرہ بھی سامنے لایا گیاہے۔اب سب کچھ واضح ہے تمام اصطلاحات، ضرب المثل، روزمرہ، محاورہ اور مقولہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور اپنی انفرادی شناخت رکھتے ہیں۔	اردو ضرب المثل، ریحانہ کوثر
ہارون، ثنا	ابلاغ عامہ اور چھاپہ خانہ کا ابتدائی دور	۱۱۷ تا ۱۲۵	زمانہ قدیم میں علم کی کچھ اپنی حدود تھیں بہت سے معاملات میں یہ مختلف دائروں میں اور حدود میں قید تھا۔ چھاپہ خانے کی ایجاد سے خیالات دُنیا بھر میں نہایت تیزی سے پہنچے۔شائع شدہ کتب، اخبارات، جدول اور جرنلز کا مواد، سائنس، سماجی سائنس اور آرٹ پر مشتمل تھا۔ جس نے علم کو پھیلانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ مغربی دُنیا کے متعلق علم کی نوعیت کا تجزیہ کرتے ہوئے ایڈورڈ سعید اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مستشرقین نے مشرق اور مغرب کے شعور میں ایک نام نہاد خلا تخلیق کیا۔اُن کا نقطہٴ نظر یہ ہے کہ مغربی میڈیا مشرقی دُنیا کی حقیقی تصویر پیش نہیں کرتا۔اِس طرح مغربی اسکالرز نے اپنے چھاپہ خانوں کو مشرق اور مغرب کے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے۔	ابلاغ عامہ، ایڈورڈ سعید، مستشرقین، مغربی میڈیا، چھاپہ خانہ، ثنا ہارون
ہاشمی، طارق محمود	اُردو غزل کے اسمائے ضمیر	۴۰ تا ۴۹	غزل اُردو شاعری کی ایسی ثقافتی صنف ہے جس کی موضوع کے حوالے سے کوئی حدود نہیں۔ شعرا نے اِس صنفِ سخن میں رومانوی خیالات اور سماجی نظریات کا اظہار کیا۔ غزل کی تاریخ میں بہت سے کردار علامتی ہیں۔ان میں عاشق محبوب، رقیب، ناصح، ساقی، رند، گل، بلبل اور پروانہ چند معروف کردار ہیں۔کچھ ایسے کرداروں کو تنقید میں زیرِ بحث نہیں لایا گیا جو اسمائے ضمیر کی صورت میں محدود معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے شارحین نے اِس بات پر زور دیا کہ اِس میں اسما صرف عاشق اور محبوب کے لیے ہی استعمال کیے گئے ہیں۔ جبکہ اُن کی تعبیر اور تشریح ان سطحوں پر کی جاسکتی ہے جس سے اُن کی سیاسی اور سماجی گہرائی کو پرکھا جاسکتا ہے یا پھر دریافت کیا جاسکتا ہے۔	اردو غزل، علامتی غزل، اسمائے ضمیر، طارق محمود ہاشمی

تحقیق نامہ: ۱۵(۲۰۱۴ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبۂ اردو؛ جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، فاروق	غالب کی اُردو نثر کا سیاسی اور سماجی تجزیہ	۳۳ تا ۴۲	غالب بلاشک وشبہ نہ صرف اُردو شاعری بلکہ اُردو نثر کا معروف نام ہے۔ غالب کی نثر ان کے معاصر عہد کے معاملات کی تفہیم میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہ مضمون غالب کی نثر کے نمایاں سیاسی و سماجی پہلو ؤں کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔	اُردو نثر، مرزا غالب، خطوط غالب، احمد فاروق
افتخار، ثمینہ	''امراؤ جان ادا''... ایک شاہ کار	۱۰۶ تا ۱۱۲	''امراؤ جان ادا'' فرسودہ زندگی کی تصویر ہے۔ تاہم یہ تصویر اپنے پیش روؤں سے یکسر مختلف ہے۔ یہ تصویر نہ تو اصلاحِ احوال کی ظاہری چکاچوند کو اُبھارتی ہے اور نہ ہی مضحکہ خیز مبالغہ آرائی کرتی ہے۔ اس تصویر میں ہم حقیقت نگاری کے اصلی مفہوم سے آگاہ ہوتے ہیں۔ اس کا کوئی کردار نہ تو فرشتہ ہے نہ شیطان بلکہ ہر کردار دوسرے سے منفرد ایک انسان ہے۔ ہر ایک کی اپنی مثالی خوبیاں ہیں جو اُس کو دوسرے سے منفرد کرتی ہیں۔	امراؤ جان ادا، اردو ناول، مرزا ہادی رسوا، ثمینہ افتخار
بزمی، محمود الحسن	''من میلہ'' از ضمیر جعفری (سیف الملوک کا منظوم اُردو ترجمہ)	۴۹ تا ۶۵	میاں محمد بخش ایک مشہور صوفی شاعر ہیں۔ اُن کی کتاب ''سفر العشق'' جو ''سیف الملوک'' کے نام سے معروف ہے، مثنوی کی صورت میں ہے جو کلاسیکی پنجابی شاعری کی ایک صنف ہے۔ بظاہر یہ شہزادہ سیف الملوک اور شہزادی بدر الجمال کے عشق کا قصہ ہے جو تصوف کے حوالے سے ذوق و شوق، ایثار و وفا، جستجو اور مہم جوئی پر مشتمل ہے۔ حقیقت میں یہ وہ مساعی ہے جو راہِ سلوک (تصوف کے راستے کی مختلف منازل) پر چلنے والے سالک کو پیش آتی ہیں۔ مشہور ادبی شخصیت ضمیر جعفری نے ''سیف الملوک'' کے کچھ منتخب پنجابی اشعار کا منظوم اُردو ترجمہ کیا ہے۔ اس مضمون میں ضمیر جعفری کی کتاب ''من میلہ'' پر تحقیقی و تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے۔ اُس نے اُردو کے قارئین کو پنجابی فکر و دانش سے آشنا کرنے کی کوشش کی ہے۔	پنجابی شاعری، تصوف، میاں محمد بخش، سیف الملوک، من میلہ، ضمیر جعفری، محمود الحسن بزمی
بٹ، عبدالرحمٰن	تشکیل پاکستان میں اُردو کا حصہ	۱۲۰ تا ۱۲۳	پاکستان کے علاحدہ وجود کا مطالبہ صرف دشمن سے نجات نہیں تھا بلکہ اس کا اصل مقصد تو ایک قوم کو اُس کی منفرد قومی شناخت فراہم کرنا تھا۔ اس تناظر میں اُردو زبان نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ یہ مضمون تشکیلِ پاکستان میں اُردو کے کردار کی اہمیت کو اُجاگر کرتا ہے۔	تشکیل پاکستان، اردو زبان، منفرد قومی شناخت، عبدالرحمٰن بٹ
بھٹی، محمد سلمان / عابد، محمد امجد	ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید میں عصری	۱۱۳ تا	ڈاکٹر عبادت بریلوی ایک اہم نقاد کے طور پر مشہور ہیں۔ اُن کی تنقید کا بنیادی تعلق معاشرتی اور سماجی معاملات سے ہے۔ چونکہ انھوں نے عصری شعور کو	نظریاتی بصیرت، ڈاکٹر عبادت

	شعور	۱۱۹	ثقافتی، سماجی، تعلیمی اور نظریاتی بصیرت سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اس لیے ہم اُن کی تنقید میں عصری شعور اور اس سے جُڑے حقائق کے متعلق مباحث دیکھتے ہیں۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ کسی بھی نقاد کو تب تک حق بجانب نہیں سمجھا جاتا جب تک اُس کے کام میں عصری شعور موجود نہ ہو۔	بریلوی، اردو تنقید، عصری شعور، محمد سلمان بھٹی، محمد امجد عابد
ثاقب، محمد اقبال	ایران اور برصغیر کے درمیان بعد از اسلام روابط کی مختصر تاریخ	۲۶ تا ۳۲	ظہورِ اسلام کے بعد ایران و برصغیر کے دو قومی روابط از منہ قدیم کی نسبت زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوئے۔ غزنوی دور میں جب محمود نے ہندوستان کو فتح کیا تو اُس کے ساتھ ایرانی دانش وروں، مصنفین اور شعرا کی ایک بڑی تعداد بھی یہاں منتقل ہوئی جس سے یہ روابط مضبوط سے مضبوط تر ہوتے گئے۔ غزنویوں کے بعد غوریوں نے بھی برصغیر میں فارسی زبان و ادب کی ترقی و ترویج میں گہری دلچسپی لی۔ یہ خوشگوار تعلقات خلجی، تغلق، لودھی اور بہمنی شاہان کے ادوار میں جاری رہے۔ ان تعلقات کے حوالے سے مغلیہ دور کو سنہری دور کہا جاتا ہے۔ تقسیمِ ہندوستان کے بعد ایران کے انڈیا، پاکستان اور بنگلہ دیش کے ساتھ تعلقات انتہائی خوشگوار ہیں۔ یہ تعلقات بھائی چارے، امن اور بقائے باہمی کی بنیاد پر ہیں۔	بعد از اسلام روابط، تاریخ نویسی، ایران، برصغیر، محمد اقبال ثاقب
حیدر، سفیر	نثار عزیز بٹ کی ناول نگاری (مرکزی کرداروں کا وجودی بحران)	۲۱۸ تا ۲۲۳	نثار عزیز بٹ اُردو کے نمائندہ ناول نگاروں میں شامل ہیں۔ اُردو ناول میں وجودی مباحث کی نشان دہی مختلف ناول نگاروں کے یہاں کی جا سکتی ہے لیکن نثار عزیز بٹ کے کرداروں کی وجودی صورت حال ان کے ناولوں کا بنیادی موضوع اور محرک ہے۔ اس مضمون میں نثار عزیز بٹ کے ناولوں کے مرکزی کرداروں کے وجودی بحرانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	نثار عزیز بٹ، وجودی بحران، اردو ناول نگاری، سفیر حیدر
خالد، عبدالکریم	سہیل احمد خان..... علامتوں کے تعاقب میں	۷ تا ۱۷	سہیل احمد خان معروف نقاد، سکہ بند دانش ور اور ایک بڑے شاعر تھے۔ اُن کا اصل کام علامتوں کے سرچشموں کا سُراغ لگانا اور اُن کی تفہیم تھا۔ اس کام کے لیے وہ تحقیق و جستجو کا ایک سلسلہ شروع کرتے ہیں اور اسے لامحدود سفر کا نام دیتے ہیں۔ انھوں نے علم کی مختلف سطحوں کی تفہیم کے لیے ایک گہری بصیرت عطا کی ہے۔ آج وہ تو ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن اُن کی عطا کی ہوئی فہم و فراست آج بھی موجود ہے۔	سہیل احمد خان، اردو تنقید، علامت نگاری، عبدالکریم خالد
خان، شائستہ حمید	''نثری نظم'' ایک تجزیہ	۱۴۱ تا ۱۴۵	شاعری کی دوسری اصناف کی مانند ''نثری نظم'' بھی ایک صنفِ شاعری ہے۔ نثری شاعری اُردو میں انگریزی ادب سے آئی ہے۔ یہ صنف فی زمانہ نزاع کا شکار ہے۔ اس کے حامی اور نقاد اس کے وجود کو معاشرتی ضرورت سمجھتے ہیں اور اس کی اہمیت کو دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ یہ تحقیقی مضمون اس بات پر زور دیتا ہے کہ جذبات کے اظہار کے لیے قوافی، بحور اور اوزان کی	اردو شاعری، اصنافِ ادب، نثری نظم، شائستہ حمید خان

			پیروی ضروری نہیں ہوتی۔	
خاور، محمد امین	مثنوی ''گلزارِ نسیم''۔ معرکہ شرر و چکبست کے پس منظر میں	۱۳۳ تا ۱۴۰	پنڈت دیا شنکر نسیم کی مثنوی ''گلزارِ نسیم'' مشہور مثنوی ہے۔ چکبست نے اسے مدوّن کر کے دوبارہ ۱۹۰۵ء میں شائع کیا۔ چکبست نے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہوئے اس کو اُردو کی سب سے بہترین مثنوی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ دوسری طرف عبدالحلیم شرر نے ''دلگداز'' میں اس پر تبصرہ لکھتے ہوئے اس کی خامیوں پر روشنی ڈالی۔ چکبست اور دوسرے لکھنوی لکھاریوں نے شرر کے اس تبصرے کو تعصب زدہ قرار دیتے ہوئے بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا۔ مضمون نگار نے ''گلزارِ نسیم'' پر تبصرے کے حوالے سے شرر کے متن کو حق بجانب سمجھا ہے۔ اس مضمون میں مضمون نگار نے مختلف محققین کی تحقیقات سے حوالے دیتے ہوئے ''گلزارِ نسیم'' پر شرر کے تبصرے کو مبنی بر حق قرار دیا ہے۔	پنڈت دیا شنکر نسیم، عبدالحلیم شرر، دلگداز، اردو مثنوی، چکبست، محمد امین خاور
رباب، عظمت	اُردو تدوینِ متن کی روایت میں دبستانِ علی گڑھ کا کردار	۶۶ تا ۷۶	اُردو تدوینِ متن کے دبستانوں میں دبستانِ علی گڑھ ایک اہم دبستان ہے۔ اس دبستان کے مدونین نے بڑے مشہور اور اہم متون کی تدوین کی جن میں کلاسیکی شاعری اور تذکرے شامل ہیں۔ لسانی خصوصیات اور تاریخی حوالے تدوینِ متن کے اس دبستان کی اہم خوبیاں ہیں۔ اس مضمون میں ڈاکٹر عظمت رباب نے اس دبستان کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے مدون کردہ اہم کام کی تفصیل پیش کی ہے۔	تدوینِ متن، اردو تذکرہ نویسی، دبستانِ علی گڑھ، عظمت رباب
رسول، فیض	حافظ محمود شیرانی کا فارسی کلام	۱۲۴ تا ۱۳۲	حافظ محمود شیرانی اُردو کے مقبول ترین محققین میں سے ہیں۔ انھوں نے اُردو اور فارسی میں شاعری بھی کی لیکن ان کے ضخیم تحقیقی کام کے سامنے اُن کی شاعری مغلوب اور نظر انداز ہو گئی۔ اس مضمون میں ان کی شاعری بالخصوص فارسی شاعری پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	حافظ محمود شیرانی، فارسی شاعری، فیض رسول،
سرور، طاہرہ	کرنل مسعود اختر شیخ بطور مترجم	۱۵۶ تا ۱۶۹	اس مضمون میں کرنل مسعود اختر شیخ کو بطور مترجم ترکی زبان شناس کہا گیا ہے۔ کرنل مسعود اختر کو معروف مصنفین اور دوستوں سے اپنے ادبی ذوق کی آبیاری کی ترغیب ملی۔ انھوں نے درجنوں ترکی افسانوں اور نظموں کا اُردو، پنجابی اور انگریزی میں ترجمہ کیا اور مفصل طور پر ترکی ادبا اور شعرا کو اُردو اور انگریزی دان طبقے سے متعارف کروایا۔	کرنل مسعود اختر شیخ، ترجمہ نگاری، افسانہ، ترکی زبان، پنجابی ترجمہ، انگریزی ترجمہ، طاہرہ سرور
سعید، محمد	رشید حسن خاں کی غالب شناسی	۷۷ تا ۹۸	رشید حسن خاں کا شمار برصغیر کے نام وَر محققین میں ہوتا ہے۔ ان کی تحقیق کثیر الجہت موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ یہ مضمون خصوصی طور پر رشید حسن خاں کی غالب شناسی کو سامنے لاتا ہے۔ بہت سے محققین نے غالب	رشید حسن خاں، غالب شناسی، مرزا غالب،

			کی شخصیت اور اس کے اندازِ بیان کو موضوعِ تحقیق بنایا ہے لیکن رشید حسن خاں نے غالب کے کام کو اپنے منفرد اندازِ تحقیق سے دریافت کیا ہے۔	محمد سعید
سلیم، عائشہ	آغا حشر کاشمیری کی ڈراما نگاری	۱۸۵ تا ۱۹۴	آغا حشر کاشمیری اُردو کے معروف ترین ڈراما نگار ہیں۔ اس مضمون میں آغا حشر کاشمیری کی ڈراما نگاری کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا ہے اور اُن کی ڈراما نگاری کے فکری اور فنی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	آغا حشر کاشمیری، ڈراما نگاری، عائشہ سلیم
سنجرانی، خالد محمود	اُردو افسانہ اور جرم کے سطحی تصورات	۱۸ تا ۲۵	لوگ سماج مخالف روّیے کو جن وجوہات کی بنا پر پرکھتے ہیں اُن میں کوائف، محلِ وقوع، معاشرتی برداشت اور توقعاتِ زندگی کا معیار شامل ہے۔ اس وجہ سے وہی روّیہ جو ایک شخص کے نزدیک سماج مخالف ہے دوسرے کے ہاں قابلِ قبول ہے۔ اس تصور کی انفرادیت کی وجہ سے سماج مخالف روّیے کی کوئی مستقل تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ اس مشکل پر قابو پانے کے لیے اُردو افسانے کے ذریعے سماج مخالف روّیے کا تجزیہ و تعریف کی جاتی ہے۔ اُردو افسانہ نگاروں نے سماج مخالف روّیے کے حوالے سے اس سچ کو قبول کیا کہ اس پر روحانیت، مذہب اور معاشرتی راہ نمائی کا بہت گہرا اثر ہے۔	اُردو افسانہ، جرم کے سطحی تصورات، سماج مخالف رویہ، خالد محمود سنجرانی
طارق، گلشن	اقبال کی لسانی بصیرت	۱۴۶ تا ۱۵۵	انسانوں کے درمیان ابلاغ کا بنیادی اور اہم ذریعہ زبان ہے۔ لہٰذا علمِ لسانیات کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں کی سوچ اور احساسات کو نہ صرف اُجاگر بلکہ تبدیل کرنے والے ایک ہی انسان تھے ڈاکٹر علامہ اقبال، جنھوں نے زبان کے کثیر الجہت پہلوؤں کے استعمال سے یہ سب کیا۔ یہ مضمون اقبال کی لسانی بصیرت پر روشنی ڈالتا ہے۔	اردو شاعری، علمِ لسانیات، علامہ اقبال، لسانی بصیرت، گلشن طارق
عثمانی، محمد ہارون	مدیر 'مخزن' شیخ عبد القادر بطور سفر نامہ نگار	۹۹ تا ۱۰۵	سر شیخ عبد القادر ایک کثیر الجہت شخصیت کے مالک تھے۔ انھوں نے سیاست، قانون و انصاف، ادبی اور معاشرتی اصلاحات کے میدان میں خدمات کے علاوہ ۱۹۰۱ء میں اُردو میں ایک معیاری ادبی رسالہ ''مخزن'' بھی جاری کیا۔ شیخ عبد القادر مئی ۱۹۰۴ء کو بار ایٹ لا کرنے کے لیے انگلستان چلے گئے اور مئی/جون ۱۹۰۷ء تک یورپ میں مقیم رہے۔ اس دوران انھوں نے استنبول (ترکی) کا سات ہفتوں کا دورہ بھی کیا۔ انھوں نے اپنے اس سفر کا احوال بھی لکھا۔ استنبول کا یہ سفر نامہ کتابی صورت میں ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا اور اُن کے یورپ کے دورہ سے متعلق مضامین ''مخزن'' کے مختلف شماروں میں چھپے۔ اُن کے سفر نامے ادبی چاشنی کے حامل ہیں اور اُن کے اُسلوب نے اُن کو اُردو سفر نامہ نگاروں کی فہرست میں اعلیٰ مقام و مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔	شیخ عبد القادر، سفر نامہ، استنبول، رسالہ مخزن، محمد ہارون عثمانی
غفور، رضیہ	حقیقت نگاری کے ابتدائی خدوخال	۱۹۵ تا	حقیقت نگاری دُنیا کی معروف ترین ادبی تحریکوں میں سے ایک ہے۔ برصغیر کی ادبی روایت میں حقیقت نگاری کی تحریک سے مضبوط کوئی ادبی تحریک نظر	اردو ادب کی تحریک، ترقی پسند تحریک، حقیقت

		۱۹۹	نہیں آتی۔اس مضمون میں برصغیر میں اس تحریک کے ورود سے پہلے دُنیا میں اس تحریک کی ابتدا کے بنیادی عناصر کو اُجاگر کیا گیا ہے۔	نگاری،ادبی تحریک،رضیہ غفور
قادر، محمد ہارون	اُردو کا ابتدائی نظمیہ ڈراما	۲۲۴ تا ۲۳۳	اس مضمون میں نظمیہ ڈراما کے ابتدائی دور کے بارے میں بنیادی معلومات موجود ہیں۔ واجد علی شاہ کا ڈراما ''رادھا کنیا'' اور امانت لکھنوی ''اندر سبھا'' ابتدائی نظمیہ ناٹک ہیں۔اس مضمون میں دونوں ڈراموں پر ان کے نظمیہ انداز کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔	اردو ڈراما، نظمیہ ڈراما، رادھا کنیا، اندر سبھا، نظمیہ ناٹک، محمد ہارون قادر
لطیف، واصف	پنجابی، اُردو پر انگریزی زبان کا بے جا غلبہ	۱۷۰ تا ۱۷۶	اُردو پاکستان کی قومی زبان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں ذرائع ابلاغ کا ذریعہ ہے جبکہ انگریزی سرکاری اور دفتری زبان کے عہدے پر براجمان ہے۔صوبائی زبانوں کے علاوہ بہت سی علاقائی زبانیں بھی پاکستان میں بولی جاتی ہیں جبکہ پنجابی بولنے والے لوگوں کی بلند ترین شرح ۴۵ فیصد ہے۔اِن دنوں انگریزی اور دوسری علاقائی زبانوں کے غیر ضروری اثرات نمایاں ہیں۔اس مضمون میں دو زبانوں، اُردو اور پنجابی پر انگریزی کے غلبے کا تجزیہ کیا گیا ہے۔اس تجزیے کا لب لباب یہ ہے کہ اگر یہ دونوں زبانیں اپنی الگ شناخت اور خوبصورتی کو برقرار رکھنا چاہتی ہیں تو انگریزی لفظوں کے کثیر استعمال سے گریز کرتے ہوئے مذکورہ زبانوں کو اپنے خزانوں کو کھنگالنا چاہیے۔	اردو زبان، پنجابی زبان، انگریزی زبان، انفرادی شناخت، واصف لطیف
مجید، رضیہ	مومن، اسلام اور ملت اسلامیہ	۱۷۷ تا ۱۸۴	مومن خاں مومن عمومی طور پر اپنی عشقیہ شاعری کی بنیاد پر جانے جاتے ہیں۔وہ اُردو کی کلاسیکی شاعری کی نشاۃ ثانیہ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔شاہ ولی اللہ، سید اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی شہید کی سرپرستی میں برصغیر میں ایک انقلابی تبدیلی آئی۔مومن عہدِ شباب کے رومانوی مزاج کے بعد سید احمد بریلوی کے شاگرد ہو گئے اور ان کی تحریکِ جہاد سے متاثر ہوئے۔ ''مثنوی جہادیہ'' میں مومن کی مذہبی اور جہادی سوچ کا واضح طور پر اظہار ملتا ہے۔اس کی مدد سے انھوں نے مسلمانوں کے اندر گم گشتہ عظمت کی بازیافت کی آرزو پیدا کی۔	مومن خاں مومن، سید احمد بریلوی، تحریک جہاد، ملت اسلامیہ، مثنوی جہادیہ، رضیہ مجید
مشتاق، صفیہ	رسالہ 'شاہ کار' کا سرسری جائزہ (مضمون نگاری کے حوالے سے)	۴۳ تا ۴۸	انیسویں صدی کے رسائل معلومات کی فراہمی کا بنیادی ذریعہ ہیں۔اس مضمون میں مضمون نگاری کے حوالے سے رسالہ ''شاہ کار'' کا جو اپریل ۱۹۳۵ء میں لاہور سے مولانا تاجور نجیب آبادی کی سرپرستی میں شائع کیا گیا، کا مضمون نگاری کے حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے۔	مضمون نگاری، مولانا تاجور نجیب آبادی، رسالہ شاہ کار، صفیہ مشتاق
نعیم، صفدر	اُردو تنقید میں تہذیب و ثقافت.....	۲۱۰ تا	بیسوی صدی کے آغاز میں نقادوں کے ایک گروہ نے ادب کو سماجی، معاشی اور ثقافتی حوالوں سے سراہنا شروع کیا۔ بیسوی صدی کے دانش وروں اور	اردو تنقید، ثقافتی و تہذیبی عناصر،

	ایک اجمالی جائزہ	۲۱۷	لکھاریوں نے اُردو ادب میں تہذیب وثقافت کو نمایاں مقام دیا۔ مختلف ادوار میں ادب نے ثقافت کو ادبی دُنیا میں متعارف کروایا۔ اس ثقافتی تفریق نے ادبی تحریروں کو زندہ جاوید کرنے میں مدد فراہم کی۔ اس مضمون میں اُن ثقافتی اور تہذیبی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے جن کا تعلق اُردو تنقید سے بہت گہرا ہے۔	تہذیب وثقافت، اردو ادب، صفدر نعیم
ہارون، ثنا	پاکستان میں اُردو صحافت: تنقیدی و تحقیقی جائزہ	۲۰۰ تا ۲۰۹	تقسیم کے بعد برصغیر میں اُردو صحافت نے انقلابی ترقی کی۔ اس مضمون میں تشکیلِ پاکستان سے پہلے اور بعد میں اُردو صحافت کے مثبت اور منفی کردار کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اُردو صحافت نے جہاں پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا وہاں زرد صحافت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔	اردو صحافت، تشکیلِ پاکستان، زرد صحافت، پاکستانی صحافت، ثنا ہارون

تحقیق نامہ: ۱۶(۲۰۱۵ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبۂ اُردو، جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اکبر، غلام/ سلیم، محمد	عربی فارسی زبان و ادب کے علمی روابط	۹۶ تا ۱۰۵	اس مقالے میں بتایا گیا ہے کہ عربی اور فارسی ادب کے مابین روابط کا سلسلہ دونوں اقوام کے ابتدائی دور سے ہے۔ عرب ایران اور سلطنتِ روم میں آتے تھے اور قبل از اسلام کے معروف شعرا امراءالقیس، لقلیط، اعشیٰ قیس نے بہت سی فارسی اصطلاحات اپنی شاعری میں استعمال کی ہیں۔ اسلامی عہد میں بھی عربی اور فارسی ادب کے روابط جاری رہے۔ رسول پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے احادیث میں کچھ فارسی الفاظ کا استعمال کیا۔ عربی اور اسلامی ادب کے فارسی زبان اور ادب پر اثرات قبل از اسلام اور عباسی عہد میں نمایاں ہیں۔	لسانی عربی زبان و ادب، فارسی زبان و ادب، امراءالقیس، غلام اکبر، محمد سلیم
انصاری، فیض رسول	''مقالاتِ شیرانی'' کی روشنی میں تاریخ مصوری	۱۰۶ تا ۱۱۳	حافظ محمود شیرانی کی تحریروں میں مصوری کے مختلف دبستانوں کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً مصوری کا دکنی، مغل، ایرانی اور بالخصوص اکبری دبستان۔ زیرِ نظر مضمون میں ''مقالاتِ شیرانی'' کی روشنی میں ''تاریخ مصوری'' پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	حافظ محمود شیرانی، مقالاتِ شیرانی، تاریخ دبستان مصوری، فیض رسول انصاری
بزمی، محمود الحسن	سید غلام مصطفیٰ دی تفسیر سورۂ یوسف مطبوعہ ۱۸۸۶ء (پنجابی تفسیری ادب دی اک لازمی کڑی)	۳۵ تا ۴۴	اس مقالے میں یہ نکتہ سامنے لایا گیا ہے کہ پنجابی شعرا نے سورۂ یوسف پر شعری تبصرہ کیا ہے۔ ان میں کچھ نے اپنے ترجمے یا تبصرے کو قرآنی عبارت کے ساتھ پیش کیا ہے اور بعض نے حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی کو مثنوی کی صورت میں قلم بند کیا ہے۔ مضمون نگار نے ایسے ہی ایک غیر معروف پنجابی شاعر سید غلام مصطفیٰ کا انتخاب کیا ہے جن کی تفسیر سورۂ یوسف ۱۳۰۳ھ بمطابق ۱۸۸۶ء میں شائع ہوئی اور جس سے پنجابی ادبی مورخ ابھی تک ناواقف ہیں۔	سید غلام مصطفیٰ، تفسیر سورۂ یوسف، پنجابی تفسیر، پنجابی ترجمہ، محمود الحسن بزمی
ترین، روبینہ/ نوازش، محمد خاور	اقبال: ''اسرارِ خودی'' سے ''تاریخِ تصوف'' تک (ایک بازیافت)	۲۶ تا ۳۴	ذیل کا مقالہ اس نکتے سے بحث کرتا ہے کہ ''اسرارِ خودی''، ''تاریخ تصوف'' کے ساتھ اقبال کا پہلا اہم کارنامہ ہے۔ اس مضمون میں کچھ اہم سوالات اُٹھائے گئے ہیں جو اس انداز میں پہلے سامنے نہیں آئے اور بظاہر اقبال شکنی کے ذیل میں سمجھے جا سکتے ہیں۔ یہ مقالہ قاری کے لیے اقبال کی شخصیت اور فن کے حوالے سے کچھ نئے پہلو سامنے لاتا ہے۔	علامہ محمد اقبال، اسرارِ خودی، تاریخ تصوف، روبینہ ترین، محمد خاور نوازش
ثاقب، محمد اقبال	برصغیر میں ''بوستان	۰۲	برصغیر میں شیخ اجل مشرف الدین سعدی کے بارے میں لکھی جانے والی	شیخ سعدی،

	سعدی'' کی اُردو اور فارسی شرحوں کا تاریخ وار تعارف و تجزیہ	تا ۵۲	تالیفات کو مدنظر رکھا جائے تو اس خطے میں سعدی شناسی کی تاریخ کم و بیش چار سو سالوں پر محیط ہے۔ ادب کی تاریخ میں ہر چند ''گلستان سعدی'' کو جو شہرت نصیب ہوئی وہ بے مثال ہے مگر ''بوستان'' کو بھی سعدی کا شاہکار گردانا جاتا ہے۔ برصغیر میں بوستان سعدی پر ۷۴ شرحیں تالیف ہوئیں۔ یہ وہ تعداد ہے جس کے بارے میں یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ برصغیر کے علاوہ دُنیا کے کسی اور خطے بشمول ایران میں ''بوستان'' پر اس قدر تحقیق نہیں ہوئی۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس خطے کی معاشرت اور ثقافت پر سعدی کے کتنے گہرے اثرات ہیں۔	گلستان سعدی، برصغیر پاک و ہند، اردو شرح، فارسی شرح، شرح کلام سعدی، محمد اقبال ثاقب
حیدر، سفیر	''غلام باغ''.... مرکزی کرداروں کے داخلی بحران	۱۴۵ تا ۱۵۵	مرزا اطہر بیگ کا ناول ''غلام باغ'' اکیسویں صدی کا نمائندہ اُردو ناول ہے۔ یہ ناول گہرے فلسفیانہ اور نفسیاتی مباحث کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ بات عیاں ہے کہ اس ناول کے کردار داخلی بحران کا شکار ہیں۔ اس مضمون میں مرکزی کرداروں کے داخلی مسائل کے سرچشموں کو تلاش کیا گیا ہے۔	اردو ناول، غلام باغ، مرزا اطہر بیگ، داخلی بحران، سفیر حیدر
خان، شائستہ حمید	اُردو غزل قیامِ پاکستان کے بعد (ایک جائزہ)	۷۹ تا ۸۵	قیامِ پاکستان کے بعد بلاشبہ غزل کو اُردو ادب میں ایک پُرزور طرزِ سخن کے طور پر لیا گیا۔ اُردو غزل کی داخلی سطح پر نئے مضامین، نئی معنویت، معاصر معاملات کے بیان اور مسجع اسلوب سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ پاکستان جیسی نئی مملکت میں معاصر زندگی کو بھرپور انداز میں پیش کیا گیا اور اس عہد کے مسائل کو صنفِ غزل میں انتہائی کامیابی کے ساتھ سمویا گیا۔ یہ مضمون قیامِ پاکستان کے بعد غزل کے نفع و نقصان کو بھی زیرِ بحث لاتا ہے۔	اُردو غزل، قیامِ پاکستان، اردو شاعری، شائستہ حمید خان
خان، الماس	مولانا الطاف حسین حالی کی محققانہ بصیرت	۸۶ تا ۹۵	مولانا الطاف حسین حالی کو عام طور پر شاعر، نقاد اور سوانح نگار کی حیثیت سے شناخت کیا جاتا ہے لیکن اس مضمون میں یہ بات دریافت کی گئی ہے کہ حالی کے اندر تحقیقی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ وہ اپنی تحریر کردہ سوانح عمریوں کے تناظر میں عظیم محقق کے طور پر سامنے آتے ہیں، جہاں وہ اپنی محبوب شخصیات کو تاریخی حقائق کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔	الطاف حسین حالی، محققانہ بصیرت، سوانح نگاری، اردو تحقیق، الماس خان
خاور، امین	''دل گداز'' میں شرر کی تبصرہ نگاری	۱۱۴ تا ۱۲۱	عبدالحلیم شرر ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ ''دل گداز'' میں مختلف النوع موضوعات پر قلم اُٹھانے کے علاوہ تبصرے بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ان تمام تبصروں کو یک جا کر کے شرر کی تبصرہ نگاری کو موضوع بنایا گیا ہے۔	عبدالحلیم شرر، دلگداز، تبصرہ نگاری، امین خاور
رحمٰن، نسیمہ	نثر اور نثری اسالیب	۶۰ تا	نثر نگاری کے متنوع پہلو ہیں اور نثر شاعری کے تقابل میں کم معروف ہے لیکن اسلوب ایک ایسی خصوصیت ہے جو نثر کو دلچسپ، مقبول اور بامعنی بناتی	اردو نثر، اسلوبیاتی تنوع،

		٦٨	ہے اس مضمون میں نثر کو اسلوبیاتی تنوع کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	نثری اسالیب، نسیمہ رحمٰن،
سعید، محمد	رشید حسن خاں کا علمی سرمایہ	۴۵ تا ۵۹	رشید حسن خاں اُردو کے معروف محقق ہیں۔ یہ مضمون رشید حسن خاں کی زبان اور ادب کے حوالے سے خدمات کو پیش کرتا ہے۔ اس میں خصوصی طور پر رشید حسن خاں کو کلاسیکی ادب پر کام کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	رشید حسن خاں، اردو تدوین، باغ و بہار، فسانہ عجائب، محمد سعید
سنجرانی، خالد محمود	شیکسپیئر کی تخلیقی دُنیا اور فرائیڈ کی نفسیاتی بصیرت	۱۴ تا ۱۹	سگمنڈ فرائیڈ نے اپنے نفسیاتی نظریات کا اطلاق شعر و ادب پر کیا۔ اس حوالے سے اس نے شیکسپیئر کے ڈراموں کو اپنا موضوع بنایا اور تحلیل و تجزیہ کی مدد سے شیکسپیئر کی لاشعوری دُنیاؤں کا سراغ لگایا۔ یہ مقالہ فرائیڈ کے ان نفسیاتی محاکموں کا تجزیاتی مطالعہ فراہم کرتا ہے جو اس نے شیکسپیئر کے حوالے سے تحریر کیے۔ ان مضامین کی اشاعت سے جہاں نفسیاتی تنقید کا در وا ہوا وہاں اس پر اعتراضات کا بھی ایک باب کھل گیا۔ اس مقالے میں تحلیلِ نفسی کی وسیع کائنات کے ساتھ ساتھ اس کے محدودات کی بھی نشان دہی کی گئی ہے۔	شیکسپیئر، فرائیڈ، ہیملٹ، نفسیات، لائنل ٹرلنگ، تحلیلِ نفسی، ڈراما، خالد محمود سنجرانی
علی، صائمہ	جدید اُردو شاعری میں تشکیک اور الحاد کا رُجحان.....ایک مطالعہ	۱۲۲ تا ۱۴۰	خالق کے وجود کی صداقت، انسان اور کائنات کے حوالے سے مذہب، فلسفہ، سائنس اور شاعری میں سوالات اُٹھتے رہے ہیں۔ نثر نگار کی نسبت شاعر اس تناظر میں زیادہ آزاد محسوس ہوتا ہے۔ اُردو کی کلاسیکی شاعری میں یہ بحث علامتی سطح پر موجود ہے لیکن بیسویں صدی کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی صورت حال سے پیدا شدہ شعور سے اُردو شاعری بھی متاثر ہوئی۔ خصوصی طور پر ترقی پسندوں کے یہاں یہ بحث براہِ راست اظہار کا حصّہ بنی۔ اس مضمون میں ان شعرا کے کام کو دریافت کیا گیا ہے جن کے یہاں جدید شاعری میں اس بحث کو بطور رجحان اپنایا گیا۔	اردو شاعری، ترقی پسند تحریک، صائمہ علی
کامران، محمد	انٹرنیٹ، اُردو افسانہ اور وکی پیڈیا	۷ تا ۱۳	انٹرنیٹ نے ہر سُو اپنی کرنیں بکھیر دی ہیں۔ اس کی مدد سے خواب اور حقیقت کے مابین فاصلے کم ہوگئے ہیں۔ پاکستان میں انٹرنیٹ کا استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ کمپیوٹر کی دُنیا میں ترقی کے سماجی، معاشی، ادبی اور سیاسی زندگی پر گہرے اثرات ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے ہم دُنیا کے کسی بھی موضوع تک دسترس حاصل کر سکتے ہیں اور گھر بیٹھ کر استفادہ کر سکتے ہیں۔ ''وکی پیڈیا'' جیسی مشہور ویب سائٹ کا پاکستانی افسانے کی ترویج میں کردار پر بحث کے ساتھ ساتھ یہ مضمون معاصر ادبی رجحانات اور پاکستانی معاشرے میں اس کے مقام پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔	انٹرنیٹ، اُردو افسانہ، وکی پیڈیا، محمد کامران
نسیم، ثوبیہ	''ہر فن مولا'' کا	۱۴۱	عطاء الحق قاسمی ''ہر فن مولا'' کے پس منظر میں لوگوں کو یہ درس دینا چاہتے	عطاء الحق قاسمی،

	تجزیاتی مطالعہ	تا ۱۴۴	ہیں کہ کس طرح محنت اور عقل مندی سے انسان اعلیٰ مدارج طے کر سکتا ہے اور اَن پڑھ اور حریص انسان اپنی نااہلی اور کم عقلی سے کس طرح چالاک لوگوں کی چاپلوسی کا شکار ہو کر کنگال ہو جاتا ہے۔اس ڈرامے کے تجزیاتی مطالعہ میں معاشرے کی نہایت اہم اقدار کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اردو ڈراما، ہر فن مولا، ثوبیہ نسیم
نیاز، شبنم	اُردو شاعری میں طنز و مزاح کی روایت (شمالی ہند تا اکبر الٰہ آبادی)	۶۹ تا ۷۸	طنز و مزاح کا معاشرے اور انسانی فطرت پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اسی طرح طنز اور مزاح کا ادب میں بہت قریبی تعلق اور باہمی آمیزش ہوتی ہے۔اُردو ادب کی بھی عالمی ادب کی طرح گہری جڑیں ہیں۔یہ مضمون شمالی ہند سے لے کر اکبر الٰہ آبادی تک کے طنز و مزاح کی روایت، اس کی ابتدا اور اظہار پر بحث کرتا ہے۔یہ دو نام اُردو طنز و مزاح کے مستند مرکز و محور ہیں جن کے حوالے کے بغیر معاصر طنز و مزاح کو نہیں سمجھا جا سکتا۔	اردو شاعری، طنز اور مزاح، شمالی ہند، اکبر الٰہ آبادی، شبنم نیاز

تحقیق نامہ : ۱۷(۲۰۱۵ء)

مدیر: محمد ہارون قادر، شعبۂ اُردو، جی۔ سی۔ یونی ورسٹی، لاہور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، امتیاز	ادبی ترجمہ کے مسائل۔ڈاکٹر عبد الحکیم حسان عمر کی آرا کا تجزیاتی مطالعہ	۷۹ تا ۹۰	ترجمہ نگاری ایک اہم ادبی صنف ہے۔ ترجمہ نگاری کے مختلف طریقہ ہائے کار ہیں۔ زیر نظر مقالے میں ڈاکٹر عبد الحکیم حسان کے تراجم کے حوالے سے مباحث کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	ادبی ترجمہ، ترجمے کے مسائل، ڈاکٹر عبد الحکیم حسان، امتیاز احمد
احمد، محمود	سیّدنا حسّان بن ثابتؓ مناقب و مرویات	۱۶۵ تا ۱۷۴	سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے شاعر تھے۔ نبی کریم ﷺ آپ کی شاعری کو پسند فرماتے، باقی شعرا پر ان کی شاعری کو ترجیح دیتے، انھیں اپنے منبر پر کھڑا کرتے، ان کے اشعار سنتے اور ان کی شاعری میں جبریل کی تائید کی خوشخبری سناتے تھے۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے کا حق ادا کرنے والے تھے کہ کفار و مشرکین کی ہجو کا خوب خوب جواب دیتے کہ مخالفین کو دوبارہ ہجو کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایات بہت کم ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً گیارہ (۱۱) ہے جن میں سے بھی صرف چار (۴) روایات ایسی ہیں جو انھوں نے سنداً رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں اور باقی ان سے مروی اقوال ہیں۔	مناقب، حسّان بن ثابتؓ، شاعری، حضرت محمد ﷺ، عہدِ نبویؐ، محمود احمد
ارشد، راشد	صنفِ حمد: ایک تفہیمی جائزہ	۳۱۲ تا ۳۲۳	چونکہ خدا کے وجود پر دنیا کی تمام اقوام یقین رکھتی ہیں اس لیے حمد ایک آفاقی صنف ہے۔ حمد کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی تعریف۔ جب ایک باشعور انسان اپنا اور باہر کی وسیع دُنیا کا، بے شمار جاندار اور بے جان چھوٹی بڑی اشیا کا اور بہت چھوٹے ذرے سے لے کر لامحدود کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے خالق کی تعریف کیے بغیر نہیں رہتا۔ دُنیا کے دیگر ادب کی طرح اردو ادب میں بھی صنفِ حمد کا ایک اہم مقام ہے۔ اس مضمون میں یہ بحث کی گئی ہے کہ حمد کیا ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ مزید برآں معروف اسکالروں، نقادوں اور ادبی شخصیات کے حمد کے بارے میں نظریات کو اس مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔	صنفِ نظم، حمد، اللہ کی تعریف، راشد ارشد
ارم، صائمہ	اُردو کلیاتِ غالب (نسخۂ اشرف)۔ایک نئی جہت	۹۱ تا ۹۵	اُردو ''کلیاتِ غالب'' (نسخۂ اشرف) کی اشاعت اُردو میں غالبیات کی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ پہلی مرتبہ غالب کی شاعری حروف تہجی کی ترتیب سے مکمل اور اصل شکل میں پیش کی گئی ہے۔ پچھلے دو سو سال سے غالب کی	مرزا غالب، غالب شناسی، نسخۂ اشرف،

			شاعری اور مطالعۂ غالب اُردو شاعری اور تنقید کے موضوعات بنے رہے ہیں۔ پاکستان اور انڈیا میں غالبیات کی تعلیم کے لیے باقاعدہ ادارے ہیں مگر یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ غالب کا مکمل کلام اس ترتیب اور صحت سے شائع ہوا ہے۔ یہ ڈاکٹر اشرف اور ڈاکٹر عظمت کا کارنامہ ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر صائمہ ارم نے اس کاوش کی نمایاں خصوصیات بیان کی ہیں۔	دیوانِ غالب، صائمہ ارم
آسی، بابر نسیم	اکبر کے نورتنوں کی علمی و ادبی خدمات	۱۱۳ تا ۱۲۱	جلال الدین اکبر ایک ناخواندہ شخص تھا۔ ماہرینِ علم کی سنگت نے اسے عالم فاضل بنادیا تھا۔ وہ فنونِ لطیفہ اور ادب کے بہترین ذوق کا حامل تھا۔ وہ شعرا اور مصنفین کی وہ بہت زیادہ حوصلہ افزائی کیا کرتا تھا۔ ملکی معاملات کو چلانے کی وزارت کے ذمہ دار ''نورتن'' کہلاتے تھے۔ اس مضمون میں نورتن اور ان کی علم و ادب دوستی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	جلال الدین اکبر، بیربل، فیضی، مان سنگھ، تان سین، ابوالفضل، بابر نسیم آسی
اعجاز، سمیرا	تمدنِ دہلی کے مآخذ مطالعہ	۱۴۸ تا ۱۵۵	دہلی کی تاریخ کے تناظر میں یہ بات واضح ہے کہ یہ ثقافتی اور ادبی لحاظ سے مالا مال رہی ہے۔ اس مضمون میں معلومات کے ان بنیادی مآخذ پر روشنی ڈالی گئی ہے جو کلاسیکی ادب کے حوالے سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔	تاریخ دہلی، تمدنِ دہلی، تہذیب و ثقافت، سمیرا اعجاز
اعوان، محمد آصف	اُردو زبان کا فروغ: ماضی، حال اور مستقبل	۶۴ تا ۶۷	اس مقالے میں یہ بتایا گیا ہے کہ اُردو بطور زبان ماضی اور حال میں مسلسل ارتقائی عمل کی غماز ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ مستقبل میں اُردو عالم گیر زبانوں میں سے ایک زبان ہو گی۔	عالم گیر زبان، اُردو زبان، قومی زبان، محمد آصف اعوان
امین، فرخندہ	اکیسویں صدی کے ناولوں میں سیاسی شعور	۳۰۴ تا ۳۱۱	اکیسویں صدی اپنی ابتدا اور خصوصاً نوگیارہ کے حوالے سے سیاسی اہمیت رکھتی ہے۔ اس مقالے میں اکیسویں صدی کے اُردو ناولوں کو سیاسی شعور کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	ورلڈ ٹریڈ سنٹر، نوگیارہ، اردو ناول، فرخندہ امین
انجم، نائیلہ	نوآبادیاتی دور کی دُعائیہ شاعری	۲۴۵ تا ۲۵۳	زیرِ نظر تحقیقی مقالہ نوآبادیاتی دور کی دُعائیہ شاعری کے تناظر میں قلم بند کیا گیا ہے جس میں مذہبی اور سماجی حوالوں سے شاعروں کی وابستگی کو پرکھا گیا ہے نیز اس دور کی دُعائیہ شاعری کا تجزیاتی مطالعہ بھی کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، نوآبادیات، نوآبادیاتی دور، دُعائیہ شاعری، نائیلہ انجم
بانو، گلناز	خیبر پختون خوا میں اُردو نثر کی ابتدا کا تحقیقی مطالعہ (ادبیات سرحد کی	۱۲۲ تا ۱۳۱	اس مقالے کا مقصد خیبر پختون خوا میں اُردو نثر کی پہلی تحریر کا تحقیقی جائزہ لینا ہے۔ اس ضمن میں فارغ بخاری کی کتاب کو مرکز و محور بنایا گیا ہے۔ اس کتاب میں تحقیق سے ثابت کیا گیا ہے کہ ''تفسیر ہندی'' وہ پہلا مسودہ ہے جو اُردو کا پہلا نمونہ مانا جاسکتا ہے۔ ان کے مطابق یہ کتاب ۱۳۵۰ء میں لکھی گئی تھی۔	اُردو نثر، خیبر پختونخوا، ادبیاتِ سرحد، تفسیر ہندی،

	روشنی میں)			فارغ بخاری، گلناز بانو
بزمی، محمود الحسن	داستان یوسف از جواہر داس (منظوم قصہ یوسف علیہ السلام دا مسیحی قصہ گو)	۵۳ تا ۶۳	زیر نظر مقالے میں ایک مسیحی شاعر جواہر داس کے منظوم قصے ''داستانِ یوسف'' کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جواہر داس نے اپنے قصے کا ماخذ اپنی ''کتاب مقدس'' کو بتایا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام نہ صرف مسلمانوں کی روایت رہی ہے بلکہ مسیحی شعرا نے بھی اس بارے میں طبع آزمائی کی ہے۔	جواہر داس، قصہ یوسف علیہ السلام، داستان یوسف، مسیحی شعرا، محمود الحسن بزمی
ثاقب، محمد اقبال	''ریاض رضوان'' اور ''گلدستۂ جنان'' گلستان سعدی کی دو اُردو شرحوں کا تعارف اور تجزیاتی مطالعہ	۳۶ تا ۴۱	سعدی کی تصنیف ''گلستان'' برصغیر کی معروف ترین تصنیف ہے۔ یہ اس قدر معروف تصنیف ہے کہ اپنی تدوین کے دور سے لے کر تاحال ہر خاص و عام کے زیرِ مطالعہ رہنے کے ساتھ ساتھ مختلف درجات پر شاملِ نصاب بھی رہی ہے۔ اسی بناپر ''گلستان'' باقی زبانوں کے علاوہ اُردو میں بھی ترجمہ کی گئی اور اس کی بہت سی شرحیں بھی لکھی گئیں۔ اس مقالے میں گلستان کی دو شرحوں ''ریاضِ رضوان'' اور ''گلدستۂ جنان'' کو متعارف کروا کر ان کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔	شیخ سعدی، گلستان سعدی، ریاض رضوان، گلدستۂ جنان، اردو شرح، محمد اقبال ثاقب
ثقلین، محمد	کرشن چندر کے ناولوں میں سیاسی مباحث	۲۶۴ تا ۲۷۳	اس مقالے میں کرشن چندر کے ناول، ان کی معاصر صورتِ حال کے تناظر میں زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ کرشن چندر نے مختلف انداز میں قبل از تقسیم اور بعد از تقسیم کی سیاسی صورتِ حال کو اپنی افسانوی نثر میں سمویا ہے۔	سیاسی مباحث، اردو ناول، کرشن چندر، محمد ثقلین
جاوید، سعدیہ	نئی شاعری..... ڈاکٹر انیس ناگی	۲۹۴ تا ۲۹۷	ڈاکٹر انیس ناگی اُردو ادب کے نمائندہ شاعر، ادیب اور مترجم ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں ڈاکٹر انیس ناگی کی ''جدید شاعری'' کی تحریک کے حوالے سے خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اردو شاعری، جدید شاعری، جدیدیت، سعدیہ جاوید
حیدر، سفیر	بانو قدسیہ کی ناول نگاری کا تجزیاتی مطالعہ (بحوالہ تصورِ انسان)	۳۲۴ تا ۳۴۰	بانو قدسیہ مقبول اور نمائندہ اُردو ادیبہ ہیں۔ اس مضمون میں ان کے ناول، ''راجہ گدھ''، ''شہرِ بے مثال'' اور ''حاصل گھاٹ'' کو بحوالہ تصورِ انسان زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	اردو ناول نگاری، بانو قدسیہ، حاصل گھاٹ، راجہ گدھ، شہرِ بے مثال، سفیر حیدر
خالد، محمد سرفراز	محبت رسول ﷺ اور حفیظ تائب	۴۲ تا ۵۲	حضرت محمد ﷺ سے عقیدت و محبت اسلام کی تعلیمات کا بنیادی موضوع ہے۔ تہذیبِ اسلامی کے عُروج سے آج تک بہت سے اسکالرز نے اپنے احساسات کا اظہار نظم و نثر کی صورت میں کیا ہے۔ عربی، فارسی، اُردو اور دیگر زبانیں اس موضوع سے بھری پڑی ہیں اور یہ روایت پنجابی زبان میں بھی	نعت گوئی، پنجابی شاعری، حفیظ تائب، محبت رسول ﷺ،

			ہے۔پنجابی شعرا میں حفیظ تائب نے بھی عشق رسول ﷺ کا اظہار اپنی شاعری میں کیا ہے۔اس مضمون میں عشق رسول ﷺ میں ڈوبی شاعری کو قرآن وسنت کی روشنی میں موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	محمد سرفراز خالد
خانم،الماس	پُت پینڈو کی"۱۵ کہانیاں"	۱۳۸ تا ۱۴۷	اُردو ادب کے حوالے سے مستنصر حسین تارڑ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کا پہلا افسانوی مجموعہ "سیاہ آنکھ میں تصویر" تھا۔اس کے بعد طویل عرصے تک ناول، سفر نامے اور کالم ان کی توجہ کا مرکز رہے۔ ۲۰۱۵ء میں ان کا دوسرا افسانوی مجموعہ " ۱۵ کہانیاں" اشاعت پذیر ہوا جس میں ان کے اندر سویا ہوا افسانہ نگار انگڑائی لے کر بیدار ہوا۔ یہ پندرہ افسانے ۱۵ کہانیاں ہیں اور خاص طور سے مابعد ۹/۱۱ کے پاکستان کی آئینہ دار ہیں۔ ۱۵ میں سے ۹ کہانیاں دہشت گردی سے متعلق ہیں اور بقیہ کہانیاں بھی اپنے موضوعات کے اعتبار سے اہمیت کی حامل ہیں۔زیرِ نظر تحقیقی مقالہ "۱۵ کہانیاں" کے تجزیاتی وتنقیدی مطالعے پر مشتمل ہے۔	اردو افسانہ، ۱۵ کہانیاں، ۹/۱۱، دہشت گردی، مستنصر حسین تارڑ،الماس خانم
رحمٰن،نسیمہ	سلسلۂ "قصص ہند" (تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ)	۹۶ تا ۱۱۲	انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں اُردو نثر میں لکھی گئی سیریل "قصصِ ہند" معروف سلسلہ ہے۔اس سلسلے کا محکمہ تعلیم کی سرپرستی میں تعلیمی مقاصد کے لیے اہتمام کیا گیا۔اس کی کئی اشاعتیں اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ اس سلسلے کے تینوں حصے کسی تحریر میں تنقیدی نقطۂ نظر سے زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔موضوع اور اُسلوب کے نوآبادیاتی دور اور بعد کے ہر عہد کی تبدیلی کا مطالعہ کیا گیا ہے۔اِس نقطۂ نظر سے اس (سلسلے) کا مطالعہ نہ صرف ناگزیر بلکہ دلچسپی کا بھی موجب ہوگا۔	سلسلہ، نوآبادیات، نوآبادیاتی دور، اُردو نثر،نسیمہ رحمٰن
رضوی،سیدہ مصباح	جدید مرثیہ اور قائم رضا نسیم امروہوی	۱۵۶ تا ۱۶۴	مرثیہ اُردو شاعری کی ایک اہم صنف ہے جس کے معروف ترین نام دبیر اور انیس ہیں۔یہ صنف بڑی زرخیز ہے۔زیرِ نظر مضمون میں قائم رضا نسیم امروہوی کی مرثیہ نگاری کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	جدید مرثیہ، قائم رضا نسیم امروہوی، مرثیہ نگاری، سیدہ مصباح رضوی
ریاض، عظمیٰ	چارلس ڈکنز کا فن۔۔تجزیاتی مطالعہ	۷۵ تا ۷۸	زیرِ نظر مضمون میں چارلس ڈکنز کے اندازِ تحریر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ڈکنز نے عالمی ادب کے کئی مصنفین کو اپنے اس اسلوب سے متاثر کیا جو اس نے اپنے افسانوی ادب یعنی ناولوں اور مختصر کہانیوں میں استعمال کیا۔	چارلس ڈکنز، عالمی ادب، انگریزی ناول، انگریزی افسانہ، عظمیٰ ریاض
ریاض،فرزانہ	جوش ملیح آبادی:	۲۵۴	انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں نظم نگاری کا رجحان	غزل دشمنی،

	غزل مخالف غزل گو	تا ۲۶۳	غزل گوئی پر غالب آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس تناظر میں جن لوگوں نے غزل دشمنی کا ثبوت دیا ان میں ایک معتبر نام جوش ملیح آبادی کا ہے۔ انھوں نے غزل پر فکری اور فنی دونوں حوالوں سے اعتراضات کیے مگر ان کی تخلیقی شخصیت کا اظہار نظم کے ساتھ ساتھ غزل میں بھی ہوتا رہا اور وہ کوشش کے باوجود غزل اور غزل کی تہذیب سے اپنا رشتہ نہ توڑ سکے۔ یہ مقالہ فکری اور تخلیقی سطح پر پائے جانے والے اسی تضاد (Contradiction) کی آئینہ داری کرتا ہے۔	اردو غزل گوئی، جوش ملیح آبادی، شاعر انقلاب، اردو غزل پر اعتراضات، فرزانہ ریاض
سلیم، عائشہ	میر کی غزلوں میں سراپا نگاری	۲۱۸ تا ۲۳۱	زیرِ نظر مضمون میں رجحان ساز اور کلاسیکی اُردو شاعر میر تقی میر کی اُردو غزل کو سراپا نگاری کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	میر تقی میر، سراپا نگاری، اردو غزل، عائشہ سلیم
سنجرانی، خالد محمود	مغرب کے نفسیاتی افسانوں کے ابتدائی اُردو تراجم	۳۱ تا ۳۵	یہ مقالہ ترجمہ نگاری کی اس اوّلین روایت کو سامنے لاتا ہے کہ جو نفسیاتی افسانوں سے عبارت ہے۔ مغرب کے افسانوی ادب بالخصوص افسانے میں نفسیاتی انکشافات کا اثر ور سوخ فرائیڈ کے نفسیاتی مباحث کے بعد شروع ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں اُردو میں چند ایسے مترجمین موجود تھے جنھوں نے مغرب کے ان افسانوں کو اُردو زبان میں ڈھالا جن کے پس منظر میں کوئی نہ کوئی نفسیاتی حقیقت موجود تھی۔ ان مترجمین میں صلاح الدین عثمان، سید تفضل حسین اور مالک رام قابلِ ذکر ہیں جنھوں نے ایڈ گرایلن پو، ٹرگی نف اور لیونڈ اینڈریف کے نفسیاتی افسانوں کو اردو میں منتقل کیا۔ ترجمہ نگاری کی اس جہت نے بعد ازاں اُردو افسانے میں کرداروں کی نفسیاتی الجھنوں کو پیش کرنے میں معاونت کی۔ موضوع اور اسلوب کے حوالے سے بھی ان مترجمین نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔	اُردو افسانہ، اردو ترجمہ، مغرب کے نفسیاتی افسانے، صلاح الدین عثمان، سید تفضل حسین، مالک رام، ایڈ گرایلن پو، ٹرگی نف، خالد محمود سنجرانی
شائستہ، روبینہ	شہزاد احمد کی غزل میں تلاش و تشکیک	۱۸۲ تا ۱۸۵	شہزاد احمد، تقسیم کے بعد، اُردو کے نمایاں ترین شعرا میں سے ہیں۔ ان کا ذاتی شعری اسلوب اس وجہ سے منفرد ہے کہ ان کے یہاں فلسفہ اور نفسیات کا علم پس منظر کے طور پر موجود ہے۔ اس مضمون میں ان کی غزل میں تلاش اور تشکیک کے موضوع کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	شہزاد احمد، اردو غزل، تشکیک و تلاش، روبینہ شائستہ
شاہ، سید اشفاق حسین	صوفیانہ جہادی فکر: برطانوی سامراج اور پیر پاگارو صبغت اللہ شاہ ثانی	۶۸ تا ۷۴	صوفیا نے نوآبادیاتی دور میں نوآبادیات کے خلاف اہم کردار ادا کیا۔ زیرِ نظر مضمون میں پیر پاگارو صبغت اللہ شاہ ثانی کے نوآبادیاتی دور میں مزاحمتی کردار کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	صوفیانہ جہادی فکر، تصوف، نوآبادیات، صبغتؒ اللہ شاہ ثانی، سید اشفاق حسین شاہ

شاہد، اقبال	برصغیر ایرانی سفر ناموں کے آئینے میں	۷ تا ۵۱	فارسی زبان وادب کا برصغیر میں ایک اہم کردار ہے۔ سفر نامہ فارسی نظم ونثر میں معروف صنفِ ادب ہے اور مطالعہ زبان اور تحصیلِ علم میں اس کا نمایاں مقام ہے۔ رسوم ورواج، ثقافت، سماجی رویوں، عقائد اور مذاہب کی تفہیم میں بھی اس کی اہمیت نمایاں ہے۔ دُنیا کی معروف اور غیر معروف لائبریریوں میں کتابی شکل میں اور مخطوطات کی صورت میں فارسی کے بہت سے نسخہ جات موجود ہیں۔ یہ مضمون برصغیر کے منظر نامے کا فارسی سفر ناموں کے تناظر میں ایک اہم مطالعہ ہے۔	سفر نامہ، فارسی سفر نامہ، برصغیر پاک وہندِ سیاحت نامہ صاعی، ابو الفتح حسنی، میر عبداللطیف، اقبال شاہد
عابد، قاضی	"قصصِ ہند": تاریخیت اور نوتاریخیت	۱۶ تا ۳۰	یہ مضمون ""قصصِ ہند"" (جلد دوم) از مولوی محمد حسین آزاد میں تاریخیت اور نوتاریخیت کے عناصر سے متعلق ہے۔ اس اصطلاح کو سب سے پہلے سٹیفن گرین بلات نے برتا۔ ""نوتاریخیت"" نظریاتی اور تشریحی کاوش کا نام ہے جو معروف فرانسیسی دانش ور اور مابعد جدیدیتی مفکر فوکو کے نظریے میں بھی تنقیدی پس منظر کے طور پر متحرک ہے۔ آزاد کا متن محمود غزنوی، اکبر اعظم، اورنگزیب، شواجی اور کچھ تاریخی خواتین کرداروں کے متعلق نظریاتی اساس کو تبدیل کر دیتا ہے جو ۱۸۵۷ء کے بعد ان کے بارے میں تیار ہو گئی تھی۔ مسلمان اور ہندو مؤرخین کے نظریات ان شخصیات سے متعلق اساطیری تھے مگر آزاد نےاِس نظریے کو بدلنے میں مدد دی ہے۔	قصصِ ہند، مولانا محمد حسین آزاد، فوکو، نوتاریخیت تاریخیت، قاضی عابد
عباس، جرأت	خیال امروہوی کی غزل میں جنسیت	۲۹۸ تا ۳۰۳	جنسیت بطور موضوع اُردو ادب میں خصوصاً ترقی پسند تحریک کے ساتھ نمایاں ہو کر سامنے آئی۔ زیرِ نظر مضمون میں یہ بحث کی گئی ہے کہ خیال امروہوی کے یہاں ہوس پرستی کے مزاج کے خلاف ہر شعر ایک تازیانہ بن کر اُبھرتا ہے۔	جنسیت، ہوس شکنی، اردو غزل، خیال امروہوی، جرأت عباس
علی، جعفر	وحید الحسن ہاشمی کی غزل کا دینی آہنگ	۱۷۵ تا ۱۸۱	فارسی ادب کے زیرِ اثر اُردو غزل میں مذہبی موضوعات نے کم و بیش ہر عہد میں راہِ اظہار پائی ہے۔ یہ غزل کا طرۂ امتیاز ہے کہ اس نے سیاسی، معاشرتی اور معاشی مسائل کو بھی اپنے اندر سمویا ہے۔ معاصر غزل گو شاعر وحید الحسن ہاشمی نے بھی ان موضوعات پر قلم کشائی کی ہے۔ انھوں نے نعت، منقبت، سلام، نوحہ اور غزل کے ذریعے مذہب کا پرچار کیا ہے اور انسان دوستی کو موضوعِ غزل بنایا ہے۔ ان کی شاعری کا محور واقعہ کربلا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر تصور اسی واقعے سے مخترع ہے۔	وحید الحسن ہاشمی، دینی آہنگ، نعت، منقبت، سلام، نوحہ، واقعۂ کربلا، جعفر علی
علی، احتشام	میراجی کی نظم (ولیم ایمپسن کے نظریۂ ابہام کی روشنی میں)	۲۳۲ تا ۲۴۰	میراجی کو جدید اُردو نظم کا ایک بنیاد گزار تصور کیا جاتا ہے لیکن ان کی نظموں میں ابہام کو بعض ناقدین کے یہاں منفی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں نہ صرف میراجی کے یہاں ابہام کو زیرِ بحث لایا گیا ہے بلکہ معروف نقاد	اردو نظم، جدید نظم، آزاد نظم، میراجی، ولیم

			ولیم ایمپسن کے نظریے 'ابہام کی سات اقسام' کے تناظر میں میراجی کی مبہم نظموں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	ایمپسن، ابہام کی سات اقسام، احتشام علی
علی، جمشید	''خطباتِ اقبال'' مرتبہ سعید شیخ..... تدوینی اطلاقی جائزہ	۲۸۲ تا ۲۹۳	اس میں خطباتِ اقبال کی عصری معنویت کے ساتھ ساتھ سعید شیخ کے مرتب کردہ ایڈیشن کا تدوینی اصولوں کے مطابق جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مضمون میں یہ دیکھا گیا ہے کہ مرتب نے ترتیب متن، حواشی و تعلیقات اور حوالہ جات کے اہتمام کے ضمن میں جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ کس حد تک اندرونِ سطور دی جانے والی معلومات کو اصل متن سے الگ کرنے اور ان کے بنیادی مآخذ تک رسائی کرنے میں معاون ثابت ہوا ہے۔ بہر حال سعید شیخ کی تحقیقی و تدوینی کوششوں سے حضرت اقبالؒ کے انگریزی خطبات کی تفہیم میں پیش آنے والی مشکلات دور ہو گئیں۔ اس ایڈیشن کا شمار تدوینِ متن کے اہم ترین اور مستند نسخوں میں ہوتا ہے۔	علامہ اقبال، سعید شیخ، خطباتِ اقبال، تدوینِ متن، جمشید علی
لطیف، واصف	''ہیر'' وارث شاہ میں آفاقی سچائیاں	۱۹۵ تا ۲۰۱	وارث شاہ ۲۵۰ برس پہلے وفات پا جانے کے باوجود آج بھی اپنی تخلیق ''ہیر'' کی بدولت زندہ ہیں۔ ''ہیر'' موضوعاتی اعتبار سے تنوع کی حامل تخلیق ہے اور اسی بنا پر اسے پنجاب کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے۔ ہیر آفاقی سچائیوں کی حامل تصنیف ہونے کی بدولت زمان و مکان سے ماورا ہو جاتی ہے اور انسان کے لیے کشش کا باعث بن جاتی ہے۔ اس مضمون کے آخری حصے میں وارث شاہ کو عالمی شاعر ثابت کیا گیا ہے۔	ہیر، وارث شاہ، آفاقی سچائی، پنجابی کلاسیکی ادب، واصف لطیف
مجاہد، رضوان احمد	کسریٰ منہاس کی تاریخ گوئی	۱۳۲ تا ۱۳۷	تاریخ گوئی اُردو شاعری کی صنف ہے جس میں اشعار کی صورت میں تاریخ پیدائش، تاریخ وفات یا کسی اور موقع کا دن بیان کیا جاتا ہے۔ شعر گوئی کے اس عمل میں وہ خاص عدد دیکھا جاتا ہے جو کسی حرف کا متبادل ہوتا ہے اور ان اعداد کے حاصل جمع سے مطلوبہ سال نکالا جاتا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں کسریٰ منہاس کی جو معروف شاعر اور نقاد ہیں، تاریخ گوئی پر بحث کی گئی ہے۔	کسریٰ منہاس، تاریخ گوئی، قطعہ تاریخ، شعر گوئی، رضوان احمد مجاہد
مجید، رضیہ	حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور مسلم نشاۃ ثانیہ	۲۱۳ تا ۲۱۷	زیرِ نظر مضمون میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکری کارناموں کو مسلم نشاۃ ثانیہ کے تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ انھوں نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا اور علمِ حدیث کے حوالے سے چند نئے گوشے متعارف کروائے۔ انھوں نے اپنی عربی اور فارسی تصانیف میں اس راستے کی نشان دہی کی جس پر چل کر مسلمان معاشرہ اور حکومت صحیح معنوں میں خود کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔	حضرت شاہ ولی اللہ، مسلم نشاۃ ثانیہ، ترجمہ، قرآن، فارسی ترجمہ، رضیہ مجید
مشتاق، صدف	بلوچستان کا مسئلہ	۱۸۶	بلوچستان میں لکھا گیا افسانہ مقامی زمین سے انسلاک کا رشتہ رکھتا ہے۔ مقامی	بلوچی افسانہ، اردو افسانہ، بلوچستان

	اور اُردو افسانہ	تا ۱۹۴	مسائل کو بلوچی افسانے میں بڑے مضبوط اور جدید انداز میں پیش کیا گیا ہے۔	کے مقامی مسائل، جدید اسلوب، صدف مشتاق
منور، سعدیہ	پنجاب میں نوآبادیاتی نظام کا فروغ اور حربے	۲۷۴ تا ۲۸۱	زیرِ نظر مضمون میں نوآبادیاتی نظام کو برصغیر اور خصوصاً پنجاب کے حوالے سے زیرِ بحث لایا گیا ہے کہ کس طرح برطانیہ پنجابیوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے نوآبادیاتی نظام کو مضبوط اور قائم رکھنے کے لیے سر گرم رہا۔	نوآبادیات، حکومت برطانیہ، نوآبادیاتی نظام، پنجاب، سعدیہ منور
ہارون، ثنا	نئی عالمی صورتِ حال میں اداریہ نویسی کے تقاضے	۲۴۱ تا ۲۴۴	اداریہ نویسی، صحافت کی اہم ترین اصناف میں سے ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اداریہ نویسی کے بنیادی تقاضوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور خصوصی طور پر نئی عالمی صورتِ حال کے جو دہشت گردی کی پیدا کردہ ہے، حوالے سے دیکھا گیا ہے۔	اداریہ نویسی، صحافت، دہشت گردی، ثنا ہارون
یاسمین، روبینہ	اُردو ادب کی روایت میں تصورِ انسان	۲۰۲ تا ۲۱۲	اس مضمون میں اُردو ادب میں تصورِ انسان کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اُردو کی افسانوی نثر اور شاعری میں مختلف تناظرات میں انسان میں بطور موضوع دلچسپی لی گئی ہے۔	تصورِ انسان، اُردو ادب، افسانوی نثر، اردو شاعری، روبینہ یاسمین

تخلیقی ادب: ۱۰(۲۰۱۳ء)

مدیران: روبینہ شہناز، عابد سیال، شعبۂ اُردو، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، حسین/ضیاء الحق	شاہ ہمدان اور اُن کی تصانیف: چند نئے حقائق	۱۰۲ تا ۱۲۱	شاہ ہمدان برصغیر پاک وہند کے ایک بہت بڑے عالم اور صوفی تھے۔ وہ ایک جلیل القدر سالک طریقت، صاحب کرامت بزرگ، بے مثال مبلغ الاسلام، مخلص مشیر سلاطین وامرا، منفرد صاحب قلم اور باعمل تھے۔ آپ کی ۱۷۰ چھوٹی بڑی تصانیف ہیں۔ حضرت شاہ ہمدانؒ نے آج سے ۷۰۰ سال قبل تاجکستان، کرغزستان، ازبکستان، افغانستان، چترال، گلگت بلتستان اور کشمیر میں شان دار تبلیغی خدمات سرانجام دیں۔ کشمیر میں آپ نے نہ صرف ۵۰ ہزار سے زائد افراد کو مشرف بہ اسلام کیا بلکہ اسلامی قانون بھی نافذ کروایا۔ اس کے علاوہ آپ نے وہاں کے لوگوں کی سماجی، اخلاقی، معاشرتی اور معاشی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کا تعلق سلسلۂ کبروی سے تھا۔ حضرت علامہ اقبال نے آپ کی تعریف میں کئی نظمیں کہی ہیں۔ انھوں نے آپ کو سید السادات اور سالار عجم کے لقب دیے ہیں۔ بہت سے محققین نے آپ کے کاموں پر روشنی ڈالی ہے لیکن وہ اسے مکمل طور پر منظر عام پر نہ لا سکے۔ اس مقالے میں آپ کی تصانیف سے متعلق مکمل معلومات فراہم کی گئی ہیں۔	شاہ ہمدان، سالک، تصوف، تبلیغ، حسین احمد، ضیاء الحق
بتول، سائرہ/ شہناز، روبینہ	شعریات انشائیہ: چند بنیادی مباحث	۷۰ تا ۸۱	"انشائیہ" ایک جدید صنف ادب ہے، بیسویں صدی کے بعد اُردو تنقید لکھنے والوں نے اس اصطلاح کو باقاعدہ طور پر استعمال کیا۔ اگر اس ادبی صنف کی تاریخ کو دیکھا جائے تو اس کی جڑیں سرسید احمد خان کی تحریک سے وابستہ نظر آتی ہیں۔ محقق نے یہاں پر تکنیکی معنی کو استعمال کرتے ہوئے شعریات انشائیہ پر روشنی ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں مختلف تنقید لکھنے والوں کے ہاں انشائیہ کی جو تعریفیں مقبول اور عام ہیں انھیں بھی آخر میں پیش کیا گیا ہے۔	انشائیہ، شعریات انشائیہ، وزیر آغا، انور سدید، جمیل آذر، سائرہ بتول، روبینہ شہناز
بلوچ، غلام قاسم مجاہد	بلوچ شعرا کے دواوین	۴۳ تا ۵۴	یہ مضمون ہمیں اُن بلوچ شعرا سے متعارف کرواتا ہے جنھوں نے اُردو شاعری اور اُردو دواوین لکھنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ ملا محمد حسن خان براہوی پہلے بلوچ شاعر تھے جنھوں نے اُردو دیوان لکھا۔ آپ کا تعلق "ریاست قلات بلوچستان" سے تھا اور آپ نے اپنا یہ اُردو دیوان ۱۸۴۷ء میں مکمل کیا۔ اس کے علاوہ دوسرے بلوچ شعرا جنھوں نے اُردو دواوین لکھے اُن میں بقا محمد بگٹی، خضر حیات خضر بن محمد یوسف چانڈیہ، ظہور احمد فاتح سحا قانی	بلوچ شعرا، دواوین، اردو، ملا محمد حسن خان براہوی، بقا محمد بگٹی، میر علی نواز خان، محمد حیات

			بلوچ، میر عبدالحسین خان سانگی ٹالپور، میر علی نواز خان ناز ٹالپور اور محمد حیات خان بیدار رند شامل ہیں۔ ان میں سے تین بلوچ شعرا کا تعلق صوبہ بلوچستان سے، دو کا تعلق سندھ سے اور دو کا تعلق صوبۂ پنجاب سے ہے۔	خان بیدار رند، غلام قاسم مجاہد بلوچ
بی بی، تحسین / اسلم، فوزیہ	اسد محمد خان کے افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ	۱۷۴ تا ۱۸۶	افسانوی دُنیا میں ایک اہم نام اسد محمد خان کا بھی ہے۔ ان کے سامنے افسانے کا کوئی نمونہ نہیں تھا بلکہ علامتیت اور تجریدیت تھی اور انھوں نے اپنی پہچان و انفرادیت کے لیے الٹرا ماڈرن ازم کی راہ کا انتخاب کرتے ہوئے اپنے افسانوں میں ابہام و تجریدیت کو مزید اُبھارا۔ اسد محمد خان کے افسانے تہ در تہ معنویت سے لپٹے ہوئے ہیں اور ان کے افسانے حقیقت نگاری کے ٹھہراؤ، تسلسل اور ربط سے عبارت ہیں۔ اسد محمد خان نے پاکستانی افسانے کو نئے امکانات اور نئی جہات سے روشناس کرایا ہے۔ اسد محمد خان ایسے افسانہ نگار ہیں جن کے پاس متنوع زندگی کا گہرا تجربہ، فطرت انسانی کا شعور اور اظہار کی بے پناہ صلاحیت کے ساتھ تخیل اور معاصر زندگی سے لپٹی ہوئی پیچیدہ حقیقت کو بیان کرنے کے لیے نئے فنی وسائل ہیں۔ تکنیک تلاش کرنے میں اُن کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ اسد محمد خان کا تخلیقی سفر مسلسل اور نت نئے تجربوں سے مزین ہے۔ ان کے افسانوں میں موضوعات اور وقت کے بدلتے رجحانات سے متعلق ان کی سوچ کا جائزہ لینا اس مضمون کا مقصد ہے۔	اسد محمد خان، علامتیت، اردو افسانہ، تجریدیت، تحسین بی بی، فوزیہ اسلم
رشید، صفدر	مغرب کے اُردو لغت نگار	۵۵ تا ۶۹	لغت نگاری کے حوالے سے پہلے اُن لوگوں نے کام نہیں کیا جو اُس ملک یا علاقے کے مقامی رہنے والے تھے۔ بلکہ اُن لوگوں نے کام کیا جو لغت کے ذریعے اُن مقامی باشندوں کی زبان اور ثقافت سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بالکل ایسا ہی برصغیر میں بھی ہوا۔ اس مضمون میں مغرب کے اُردو لغت نگاروں کا ایک جائزہ لیا گیا ہے اور اُن کوششوں کو بیان کیا گیا ہے جو اس ضمن میں قابل تعریف ہیں۔	اردو لغت نگاری، مغربی لغت نویس، ہیڈلے، جان شیکسپیئر، ڈنکن فوربز، صفدر رشید
رفیق، روبینہ	پروین شاکر کی شاعری کی نسائی اور سماجی جہتیں	۱۴۰ تا ۱۴۸	پروین شاکر اُردو شاعری کا ایک ایسا نام ہے جو ہر لحاظ سے ایک نئی آواز ہے۔ منفرد، جمیل اور مستقبل گیر آواز، "خوشبو (۱۹۷۷ء)"، "صد برگ (۱۹۸۰ء)"، "خود کلامی (۱۹۸۵ء)"، "انکار (۱۹۹۰ء)"، اور "کف آئینہ (۱۹۹۴ء)" جس کی گواہی ہیں۔ ریشمی شائستگی سے گندھا یہ لہجہ پروین شاکر کا ہے جو نسائی جذبوں اور تجربوں کے اظہار کے نئے امکانات کا امانت دار بھی ہے۔ پروین شاکر کی شاعری میں عورت ہونے پر ندامت کا احساس تو نہیں مگر سب سے کمزور ہونے پر دُکھ کا احساس ضرور ملتا ہے۔ پروین نے ظلم اور جبر کے خلاف حق کی حمایت کا اعلان اپنی کئی نظموں میں کیا ہے۔ پروین شاکر کے	پروین شاکر، خوشبو، صد برگ، کفِ آئینہ، انکار، نسائی لہجہ، روبینہ رفیق

			بارے میں عمومی طور یہی سمجھا جاتا ہے کہ انھوں نے جذبات کے اظہار میں بہت نرمی سے کام لیا ہے۔ ان کی شاعری عورت کے داخلی جذبوں کی تفہیم کے ساتھ ساتھ ان جذبوں کے اظہار پر سماجی رد عمل کی سفاکی کو بھی نمایاں کرتی ہے اور یہ بھی کہ محبت کی ریاضت اور سپردگی کے ایثار کے ساتھ اکثر اوقات منافقت ہوتی ہے۔ یہ مضمون ان کے نقطۂ نظر اور اُس دور کے جدید رجحانات کا مطالعہ ہے۔	
ساحر، عبدالعزیز	سید ضمیر جعفری کے غیر مطبوعہ خطوط: تعارف اور حواشی	۹ تا ۲۳	سید ضمیر جعفری جدید ادبی دور کے ممتاز لکھنے والوں میں سے ایک ہیں۔ وہ ایک شاعر، ظریف اور ایڈیٹر تھے۔ اس کے علاوہ کئی دیگر پہلوؤں کے حوالے سے بھی انفرادیت رکھتے تھے۔ انھوں نے مختلف کاموں کے ذریعے اُردو نثر کے ایک منفرد دور کی عکاسی کی ہے۔ اس مضمون میں اُن خطوط کو شامل کیا گیا ہے جو انھوں نے اپنے ہم عصر شاعر دوست صابر مٹھیالوی کے نام لکھے تھے۔ جعفری کی زندگی کے بارے میں بعض اہم حقائق ان خطوط میں پائے جاتے ہیں سو یہ خطوط ادبی اور ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی اہمیت کے بھی حامل ہیں۔ جعفری صاحب کے پہلے خط سے پتا چلتا ہے کہ وہ ابتدا میں درد تخلص کرتے تھے۔ اگرچہ زمانۂ طالب علمی ہی میں انھوں نے تخلص ترک کر کے اپنے نام ضمیر کو بطور تخلص اپنا لیا تھا لیکن ایک غزل کے مقطع میں انھوں نے درد تخلص ہی رہنے دیا۔ دوسرا یہ کہ وہ شاعری میں کسی کے شاگرد نہیں تھے مگر فردوسی اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری (م ۱۹۸۲ء) کو اپنا استادِ معنوی سمجھتے تھے۔	سید ضمیر جعفری، صابر مٹھیالوی، اردو مکتوب نگاری، عبدالعزیز ساحر
سبحانی، میمونہ / بیگم، کاشفہ	عابد صدیق کی تنقیدی خدمات	۱۸۷ تا ۲۰۲	عابد صدیق اُردو کے نقاد، شاعر اور معروف معلم تھے اور طویل عرصہ تک تدریس کے مقدس پیشے سے منسلک رہ کر تشنگانِ علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ عابد صدیق ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ بحیثیت شاعر اور بحیثیت نقاد دونوں جگہوں پر مستحکم دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے بہت سا علمی علمی و تحقیقی کام کیا۔ آپ کے ۶۰ سے زائد مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ نثر میں آپ کی تاحال تین کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ ''مغربی تنقید کا مطالعہ: افلاطون سے ایلیٹ تک''۔ عابد صدیق کی نظری تنقید پر اہم کتاب ہے۔ اس میں مغربی مفکرین کے نظریات کو بہت سادہ اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ "تحسینیات" تنقیدی مضامین کی کتاب ہے اور علم و ادب کی ایک عظیم مثال ہے جبکہ "مغرب میں آزاد نظم اور اُس کے مباحث" بنیادی طور پر اُن کے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کے مقالے کا ابتدائی حصہ ہے۔ عابد صدیق کا تعلق کسی ادبی	عابد صدیق، اردو تنقید، تحسینیات۔ مغرب میں آزاد نظم اور اس کے مباحث، میمونہ سبحانی، کاشفہ بیگم

			تحریک سے نہیں تھا اور نہ آپ کسی تنقیدی دبستان سے وابستہ تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے مغربی تنقیدی خیالات کا ایک بڑا سرمایہ انگریزی سے اُردو میں منتقل کر کے مغربی ناقدین کے نظریات کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اس مقالے کا مقصد عابد صدیقی کی تنقیدی خدمات اور علم و ادب کے سرمائے کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔	
طاہرہ، قرۃ العین	"اے غزالِ شب" میں سیاسی شعور	۱۵۶ تا ۱۷۳	"اے غزالِ شب" مستنصر حسین تارڑ کا تازہ ترین ناول ہے۔ اس ناول کی اشاعت نے قاری کو ایک خوش گوار حیرت سے ہمکنار کیا ہے۔ "اے غزال شب" تاریخی تجزیے، سیاسی تغیرات، معاشی انقلاب، تہذیبی مشاہدے غرض عہد موجود کی بین الاقوامی سیاسی، ثقافتی، جغرافیائی، مذہبی و اقتصادی شطرنج پر کھیلی جانے والی وہ بازی ہے جس میں مختلف نشیب و فراز کے بعد شکست عوام ہی کا مقدر رہے۔ "اے غزال شب" کمیونزم کی تاریخ کا خاکہ بھی ہے اور اس کے عروج و زوال کی کہانی بھی۔ یہ افراد کی داستان بھی ہے اور اقوام کا احوال بھی اور جغرافیائی حدود میں بٹے ملکوں کی کتھا بھی۔ اس ناول میں مختلف کردار مختلف کہانیوں کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں لیکن ان سب کا مسئلہ ایک ہے۔ "اے غزال شب" ایک طویل المیہ، رزمیہ اور نوحہ ہے۔ اس کے موضوع کو ہنگامی ادب کا حصہ کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اس کا تعلق ابدیت کے ساتھ متصل ہے۔ ناول کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ کوئی بھی مٹی کسی غیر مٹی کے بیٹے کو گود نہیں لیتی۔ اگر اسے حالات مجبور کر دیں تو وہ گود لے بھی لیتی ہے لیکن کبھی نہ کبھی اسے اپنی گود سے اُتار بھی دیتی ہے۔ تب اسے اپنے آبائی زمینوں کی پُکار سنائی دینے لگتی ہے۔ یہ مضمون سماجی و تاریخی حالات کے تحت بدلتے ہوئے رُجحانات سے متعلق موضوع کو ہمارے سامنے لاتا ہے۔	اردو ناول، اے غزال شب، مستنصر حسین تارڑ، سیاسی شعور، سیاسی ناول، قرۃ العین طاہرہ
عابد، نذر	عرفان صدیقی کی غزل: ایک مطالعہ	۱۳۰ تا ۱۳۹	بیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں غزل گوئی کا آغاز کرنے والے ہندوستانی شعرا میں عرفان صدیقی ایک ایسے اہم اور معتبر شاعر ہیں جنھوں نے غزل گوئی کے بدلتے ہوئے رجحانات اور معیارات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنی تخلیقی توانائی کو بھرپور انداز میں برتا۔ یوں انھوں نے عصری تقاضوں کو سنبھالتے ہوئے اُردو غزل کو نت نئے رنگوں اور تازہ ذائقوں سے آشنا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ تقسیم برصغیر کے بعد کے شعری منظرنامے پر نظر ڈالی جائے تو اُردو غزل موضوعاتی اور اسلوبیاتی سطح پر ایک نئی انگڑائی لیتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد جس ذہنی و جذباتی فضا میں برصغیر کے مسلمان	بیسویں صدی، غزل گوئی، تقسیم برصغیر، عرفان صدیقی، نذر عابد

			سانس لے رہے تھے عرفان نے اس کو کمال ہنر مندی کے ساتھ اپنی غزل کا موضوع بنایا ہے۔ اپنی زمین سے وابستہ سماجی مسائل ہوں، عالم اسلام کی عظمت رفتہ کو معاصر منظر نامے پر پرکھنے کا شعور ہو یا عالم انسانیت کو درپیش دکھوں کا گہرا احساس ہو، ہر حوالے سے عرفان صدیقی کی غزل میں انسان دوستی کا جذبہ ایک زیریں لہر کے طور پر موجزن رہتا ہے۔ اس مقالے میں مصنف نے عرفان صدیقی کی غزل کے تمام پہلوؤں کا تنقیدی نقطۂ نظر سے جائزہ پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں اُن کی شاعری میں سے مناسب مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔	
عباس، سہیل	خواجہ حسن نظامی: ایک صاحب طرز نثار	۹۴ تا ۱۰۱	خواجہ حسن نظامی ایک مخصوص اور منفرد طرز کے نثار تھے۔ انھوں نے اپنی تکنیکی صلاحیتوں کی بدولت ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ انھوں نے اپنی تخلیقات میں دہلی کی تباہی اور بربادی کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کی حسِ مزاح اور ظرافت نے ان کی تحریروں میں خوشگواریت کا عنصر پیدا کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کی نثر نگاری اور اسلوب بیان سے متعلق امتیازی خصائص کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	خواجہ حسن نظامی، اردو نثر نگاری، دیا سلائی، بیگمات کے آنسو، سی پارۂ دل، سہیل عباس
فاطمہ، صدف	جمیل الدین عالی کی قومی شاعری	۲۰۳ تا ۲۱۴	اُردو زبان و ادب کے حوالے سے جمیل الدین عالی کی شخصیت کے کئی پہلو نظر آتے ہیں۔ وہ اچھے نثر نگار ہیں جو قاری کو اپنی تحریروں میں سمو لیتے ہیں۔ آپ صرف ایک اچھے شاعر ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک بیوروکریٹ، ایک سماجی کارکن، ایک سیاسی شخصیت اور نظم کے شیدائی بھی ہیں۔ آسان اور شگفتہ تحریر، اچھوتا انداز بیان، بے ساختہ پن اور قاری کے دل میں اُترتی بات کہنے کا سلیقہ جمیل الدین عالی کو خوب آتا ہے۔ قومی شاعری کے حوالے سے جمیل الدین عالی کو ایک بہت بلند مقام حاصل ہے۔ انھوں نے قومی نغمے لکھ کر نہ صرف ۱۹۶۵ء کی جنگ پر قوم کی رگ و ریشے میں نیا خون دوڑایا بلکہ یہ احساس پیدا کر دیا کہ اس ملک کی شناخت اور ہماری قومی پہچان اس کے بغیر کوئی نہیں۔ عالی کے قومی نغموں کا مجموعہ "جیوے جیوے پاکستان" اس بات کی بھرپور غمازی کرتا ہے کہ عالی کو اپنے دیس اس کی مٹی اور اس کی دھوپ چھاؤں سے کتنا پیار ہے۔ اس مجموعے میں ۴۸ قومی نغمے اور ترانے شامل ہیں۔ یہ نغمے آج بھی ٹی وی، ریڈیو پر جب سنائے جاتے ہیں تو دلوں میں ایک ولولہ پیدا ہو جاتا ہے اور رویوں میں زندگی بھر جاتی ہے۔ اس مقالے میں جمیل الدین کی قومی شاعری کا تنقیدی نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا گیا ہے۔	جمیل الدین عالی، قومی شاعری، قومی نغمے، جیوے جیوے پاکستان، قومی ترانے، صدف فاطمہ
قریشی، بشریٰ	مسدس: بنیادی	۸۲	اُردو شاعری کی بہت سی اقسام ہیں جیسے غزل، نظم، قصیدہ، مرثیہ، قطعہ،	اردو شاعری،

	مباحث	تا ۹۳	رباعی، مثنوی، مسدس، مربع اور مسمط وغیرہ یہ تمام اصناف اُردو شاعری کو وقار مہیا کرتی ہیں۔ مسدس اُردو شاعری کی مشہور صنف ہے۔ مرثیہ اور قصیدہ زیادہ تر مسدس کی شکل میں ہی ترتیب دیا جاتا ہے۔ مرثیہ جو انیس اور دبیر نے لکھا وہ اس کی بہترین شکل ہے۔ مسدس حالی اُردو شاعری کا ایک عروج ہمارے سامنے لے کر آئی ہے۔ مسدس نے نہ صرف اُردو زبان کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ اس کے علاوہ یہ فکری سطح پر بھی تعریف کی مستحق ہے۔ اس مقالے میں مسدس کی ترقی اور فن کا تفصیلی انداز میں احاطہ کیا گیا ہے۔	قصیدہ، مسدس، مسدس حالی، مدو جزر اسلام، بشریٰ قریشی
محمود الاسلام	منٹو کے افسانوں میں کردار کی انفرادیت	۳۷ تا ۴۲	اُردو افسانہ نگاری میں منٹو ہر فن مولا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے افسانوں کو کردار نگاری کے حوالے سے ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ کردار نگاری میں منٹو کا ایک الگ مقام ہے۔ منٹو کے کردار سماج کے مختلف درجوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے کرداروں کے ذریعے معاشرے کی اُن تصویروں کو بے نقاب کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے جن کا تعلق سماجی مسائل اور مختلف تنازعات سے تھا۔ اس مضمون میں منٹو کی کردار نگاری کی فضیلت کو نمایاں کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، سعادت حسن منٹو، منٹو کے کردار، ترقی پسند تحریک، محمود الاسلام
مراد، رخشندہ/ سیال، عابد	اقبال اور استعارۂ کربلا	۱۲۲ تا ۱۲۹	علامہ محمد اقبال اپنی شاعری اور فکر کے حوالے سے پوری دُنیا میں جانے جاتے ہیں۔ اقبال نے نوجوانوں کی سیرت سازی اور شخصیت کی تعمیر کی ہے اور اپنی فکر و فن میں مسلم تاریخ کی عظیم شخصیتوں اور محترم کرداروں کے منفرد پہلوؤں کو پیش کیا ہے۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جن کی زندگیوں کو نظریات، روایات اور اسلوب حیات سمجھا جاتا ہے۔ اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے اقبال نے "واقعہ کربلا" کو بطور استعارہ پیش کیا ہے۔ کلام اقبال میں واقعہ کربلا ایک مستقل علامتی استعارے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقبال کے نزدیک حضرت امام حسینؑ کی سیرت و کردار، حقیقت، شرافت، نجابت اور ظاہر و باطن کی پاکیزگی کا نام ہے جسے انھوں نے "شبیریت" اور "حسینیت" سے تعبیر کیا ہے۔ اُردو شعر و ادب میں واقعہ کربلا اور اس کے محترم کرداروں کو جدید معنویت میں پیش کر کے اقبال نے ایک نئے تحقیقی رجحان اور رویے کی نہ صرف بنیاد رکھی ہے بلکہ آنے والے شعرا کو اظہار کرنے کے نئے امکانات فراہم کیے ہیں۔	علامہ محمد اقبال، واقعہ کربلا، استعارۂ کربلا، شبیریت، حسینیت، رخشندہ مراد، عابد سیال
ندیم، ایوب	عارف عبدالمتین کی طویل نظم "شہر	۱۴۹ تا	اُردو شاعری میں طویل نظم کی روایت خاصی مستحکم ہے اس کا سبب وہ محرکات ہیں جو شاعر کو طویل نظم لکھنے کی طرف راغب کرتے ہیں۔ عارف عبدالمتین	طویل نظم، عارف عبدالمتین، شہرِ

	بے سماعت "کا فکری و فنی مطالعہ	۱۵۵	ایک ترقی پسند شاعر تھے۔ وہ اپنی طویل نظم "شہرِ بے سماعت" میں جو اُن کی زندگی کی آخری مطبوعہ تصنیف ہے، ایک ایسے دوراہے پر کھڑے نظر آتے ہیں جہاں خارجیت اور داخلیت کے راستے یک جا ہو جاتے ہیں۔ عارف عبدالمتین کی "شہرِ بے سماعت" اپنی تکمیل کے لیے خارج سے داخل کی طرف سفر کرتی ہے۔ اس نظم کے لیے شاعر نے غزل کی ہیئت کا انتخاب کیا ہے۔ پوری نظم پچاس شعری ٹکڑوں یا غزلوں پر مشتمل ہے۔ ہر ٹکڑے میں سات اشعار ہیں اور ہر ٹکڑے کی ابتدا مطلع سے ہوتی ہے۔ بادی النظر میں یہ نظم غزلوں کا مجموعہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ نظم اُن کی آپ بیتی بھی ہے اور جگ بیتی بھی۔ شاعر نے اس نظم کی اساس تین بنیادی سوالوں پر رکھی ہے۔ انسان کیا تھا؟ کیا ہے؟ اور اُسے کیسا ہونا چاہئے؟ وہ سمجھتے تھے کہ آج کا انسان مادیت، تصنع اور منافقت کی وجہ سے اپنی اصل شناخت کھو بیٹھا ہے۔ اس لیے انسانی باطن کی بازیافت ضروری ہے۔ اسی طرح شاعر ایک ایسے آئیڈیل کا متلاشی نظر آتا ہے جس کے جسمانی وجود سے زیادہ اُس کا تصوراتی وجود اہم ہے۔ یہ نظم ایسی صدا ہے جسے شہرِ بے سماعت میں سُننے والا کوئی نہیں ہے۔	سماعت، اُردو شاعری، ایوب ندیم
نیر، ناصر عباس	یورپی تعقل و تخیل اور مشرقی ادب: چند ابتدائی معروضات	۲۴ تا ۳۶	یورپی مستشرقین نے مشرقی ادب کے لسانیاتی مطالعات کے حوالے سے بے شمار کام کیا ہے۔ خاص طور پر انگریزی اور فرانسیسی ماہرین نے مشرقی زبانوں کے بارے میں تحقیق پر مبنی مواد جمع کرنے میں اپنی بھرپور کوششیں کر ڈالیں۔ مصنف کا اپنا خیال یہ ہے کہ زبان کو بطور ذریعہ استعمال کرتے ہوئے مشرق والوں کو مغربیت کی طرف لانے کی ایک کوشش تھی۔ اس مضمون میں لسانیاتی مطالعے کے بنیادی محرکات پر بطور تبادلۂ خیال کیا گیا ہے اور نو آبادیاتی تناظر میں کچھ حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	یورپی مستشرقین، مشرقی ادب، اردو زبان، لسانیاتی مطالعات، تحقیق، ناصر عباس نیر

تخلیقی ادب: ۱۱(۲۰۱۴ء)

مدیران: روبینہ شہناز، عابد سیال، شعبہ اُردو؛ نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسد، غلام شبیر	وزیر آغا کی تنقید (ساختیات اور سائنس کے حوالے سے)	۱۴۶ تا ۱۶۰	اُردو تنقید کے باب میں وزیر آغا کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آج سے چوبیس سال پہلے شائع ہونے والی وزیر آغا کی کتاب "ساختیات اور سائنس" اپنے انداز نظر اور فکری زاویوں کے حوالے سے آج بھی تازہ دم نظر آتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وزیر آغا نے جس موضوع پر بھی قلم اُٹھایا انتہائی سلجھے ہوئے انداز میں اُٹھایا اور جو بھی رائے قائم کی اُس پر ہمیشہ قائم رہے۔ انھوں نے ہمیشہ ادب کے آفاقی پہلوؤں پر زور دیا اور ادب سے آفاقی ادب تخلیق کرنے کی اُمید رکھی۔ سب سے بڑی بات اُن کا اسلوب تنقید ہے جو ہر قسم کی اعادیت و محدودیت سے پاک، شستہ، رواں اور سہل ہے۔ ادب کی تفہیم سے ترسیل کا سلیقہ کوئی اُن سے سیکھے۔ انھوں نے کبھی بھی کسی تحریک یا رجحان کی پاس داری نہیں کی بلکہ ہمیشہ تنقید، تخلیق، تحقیق کے ضمن میں سچا اور کھرا اور ادب کے تقاضوں کے مطابق مؤقف اختیار کیا جس پر تادمِ آخر قائم رہے۔ ماحول سے بے نیاز ہو کر انھوں نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے کل کے دشمن آج اُن کے معترف نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "ساختیات اور سائنس" جتنی کل معتبر اور مقبول تھی اتنی ہی آج بھی اہم ہے اور نظری و عملی تنقید کا بے مثال نمونہ ہے۔ اس مقالے میں وزیر آغا نے تنقیدی حوالے سے جو کام کیا ہے اُن کی مشہور کتاب "ساختیات اور سائنس" کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	وزیر آغا، اردو تنقید، ساختیات اور سائنس، کلچر اور پاکستانی کلچر، غلام شبیر اسد
اسلم، فوزیہ	معاصر افسانے میں احمد جاوید کے امتیازات	۱۳۵ تا ۱۴۵	احمد جاوید کا شمار اس اہم نسل میں ہوتا ہے جنھوں نے در حقیقت نہ صرف یہ کہ نئے افسانے کی مقبولیت میں اضافہ کیا بلکہ اس میں نئے نئے تجربے بھی کیے۔ علاوہ ازیں پاکستان کے ایک نازک سیاسی دور میں صورتِ حال سے متعلق موضوعات کو بیان کرنے کے لیے بھی کام کیا۔ احمد جاوید کو جو بات اپنے معاصرین سے منفرد بناتی ہے ان میں ایک تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے عصر کے فرد سے رشتہ جوڑا تو دوسرا یہ ہے کہ وہ اپنے عصر کو تاریخ کے مختلف ادوار میں رکھ کر اس کا مقام متعین کرتے ہیں اور اس طرح انسان پر گزرنے والے مصائب و آلام کو تاریخ کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ احمد جاوید کا دوسرا امتیاز مقامی سطح پر مارشل لا کی پیدا کردہ جبریت اور آمریت کے خلاف	احمد جاوید، اردو افسانہ، غیر علامتی کہانی، شاعرانہ سخن، فوزیہ اسلم

			شدید رد عمل ہے۔"غیر علامتی کہانی" کے سب ہی افسانے کسی نہ کسی حد تک سیاسی دباؤ کے خلاف شدید احتجاج اور مزاحمت کا رویہ سامنے لاتے ہیں۔اپنے افسانوں میں اپنے موضوعات کے ساتھ احمد جاوید کی وابستگی تجزیاتی فکر کے باعث ہے۔احمد جاوید کا لہجہ نہ صرف مختلف اور اثرانگیز ہے بلکہ افسانے کی پوری روایت میں یہ لہجہ ایک علاحدہ اور جان دار مقام کا تعین کرے گا۔وہ شاعرانہ سخن کے ساتھ نثر لکھتے ہیں اور لفظوں کی تکرار سے ردھم پیدا کرتے ہیں۔احمد جاوید اردو افسانے کے ایسے تخلیق کار ہیں جنھیں افسانوی روایت میں نظر انداز کرنا آسان نہیں۔اس مقالے میں احمد جاوید کے افسانے لکھنے کے انداز کا اُن کے ہم عصر لکھنے والوں کے ساتھ ایک موازنہ ہے۔	
اعوان، محمد آصف	اقبال کی ایک مکتوب الیہا۔عطیہ فیضی	۴۴ تا ۴۹	بیگم عطیہ فیضی کا تعلق ایک علمی وادبی خاندان سے تھا۔آپ یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ترکی کے شہر استنبول میں پیدا ہوئیں۔عطیہ فیضی کو فنون لطیفہ سے طبعی لگاؤ تھا۔اقبال سے عطیہ فیضی کی پہلی ملاقات یکم اپریل ۱۹۰۷ء کو یورپ میں اس وقت ہوئی جب اقبال مس بیگ کی رہائش گاہ پر ان سے ملنے کے لیے گئے۔اقبال نے عطیہ فیضی کے نام بہت سے خطوط تحریر کیے۔چونکہ شروع شروع میں ان خطوط کی قدر و قیمت کا پوری طرح احساس نہیں تھا اس لیے بہت سے خطوط محفوظ نہ رہ سکے۔اقبال نے سوائے ایک آدھ مکتوب کے تقریباً سبھی خطوط میں بیگم عطیہ فیضی کو مائی ڈیر مس فیضی یا مائی ڈیر مس عطیہ کہہ کر مخاطب کیا ہے تاہم اس بے تکلفی کے ساتھ ساتھ خطوط کے اسلوب بیان سے اقبال کے دل میں بیگم عطیہ فیضی کے لیے عزت واحترام کے جذبات کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔عطیہ فیضی کے نام اقبال کا آخری خط ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کا تحریر کردہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس خط کے بعد بھی اقبال نے عطیہ کے نام خطوط تحریر کیے ہوں۔ان کے کل خطوط کی تعداد بارہ ہے۔اس مقالے میں عطیہ فیضی کی زندگی کا خاکہ اور اُن کے نام اقبال کے خطوط کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔	بیگم عطیہ فیضی، اردو خطوط نویسی، علامہ محمد اقبال، محمد آصف اعوان
آصف، محمد	احمد ندیم قاسمی کی خاکہ نگاری	۱۷۹ تا ۱۹۱	احمد ندیم قاسمی نے شاعری، تنقید، کالم نگاری اور صحافت کے ساتھ ساتھ خاکہ نگاری میں بھی اپنا لوہا منوایا۔احمد ندیم قاسمی کے خاکوں کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان میں نہ صرف ادیبوں کی شخصیت اور نظریات اُجاگر ہوتے ہیں بلکہ احمد ندیم قاسمی کے عہد کا ادبی وسماجی ماحول، ان کے اپنے فنی وادبی رجحانات اور ان کی تخلیقی وتنقیدی شخصیت بھی نمایاں نظر آتی ہے۔احمد ندیم قاسمی کے خاکوں کے دو مجموعے شائع ہوئے۔ایک انھوں نے خود اپنی زندگی میں	احمد ندیم قاسمی، خاکہ نگاری، میرے ہمسفر، میرے ہم قدم، محمد آصف

			"میرے ہمسفر" کے نام سے شائع کرایااور دوسرا مجموعہ اُن کی وفات کے بعد ان کی بیٹی ناہید قاسمی نے ''میرے ہم قدم'' کے نام سے شائع کروایا۔احمد ندیم قاسمی صحافی بھی تھے۔وہ صحافتی زندگی اور کالم نگاری کی بدولت برمحل واقعات، جزئیات اور تفصیلات کے ذریعے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ موضوع تحریر کا کوئی بھی گوشہ نظروں سے اوجھل نہیں رہتا۔ قاسمی نے بحیثیت مجموعی اس صنف کو ایک نیا رُخ دیا ہے۔انھوں نے خاکہ نگاری صرف شغل آرائی کے لیے نہیں کی بلکہ بزم آرائی کے لیے کی ہے۔انھوں نے اہم شخصیات کو زندہ کر کے جیتے جاگتے انداز میں پیش کیا ہے۔احمد ندیم قاسمی صحیح معنوں میں "پاکستانی سماج کا ضمیر" ہے۔ان کی خاکہ نگاری کے یہ مجموعے اپنی فنی خوبیوں کی بدولت بڑے بڑے نام ور ادیبوں کے حوالے سے اُردو خاکہ نگاری کی روایت میں ایک اہم اضافہ ہے۔	
بیگم، ارشاد	"جانگلوس" کا کرداری مطالعہ	۱۹۹ تا ۲۰۴	شوکت صدیقی اردو ادب کے نام ور مصنفین کی صف میں شامل ہیں۔یوں تو وہ بہترین افسانہ نگار کے طور پر پہچانے جاتے ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ناول "خدا کی بستی" اور "جانگلوس" نے ان کی شہرت کو دوام بخشا تو غلط نہ ہوگا۔ شوکت صدیقی نے ناول "جانگلوس" میں پاکستانی معاشرے کے دو طبقوں کی نمائندگی کی ہے۔ایک ظالم طبقہ اور دوسرا مظلوم طبقہ۔انھوں نے اپنے کرداروں کے ذریعے طبقاتی ذہنیت کا پردہ چاک کیا۔ "جانگلوس" میں مصنف نے تہذیب یافتہ اور غیر مہذب دیہی مقتدر طبقے کی بے حسی اور لاقانونیت کی عکاسی کی ہے۔ "جانگلوس" دیہی انڈر ورلڈ کا منظر نامہ ہے شاید یہ بات عجیب سی لگے لیکن جاگیردارانہ نظام بھی ایک نوع کا انڈر ورلڈ یا جرائم کی دُنیا ہے۔ مجموعی طور پر اس ناول کی اُٹھان فطری ہے اور وہ اپنے معاشرے کی سچی تصویر کشی کرتے نظر آتے ہیں۔اس طبقے کے کردار اپنے طبقے کی نمائندہ خصوصیات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی انفرادی پہچان بھی رکھتے ہیں اور کردار نگاری کے حوالے سے مصنف کی گہری دسترس کے عکاس ہیں۔یہ مقالہ اس ناول سے متعلق کرداروں کا ایک تجزیاتی مطالعہ ہے۔	شوکت صدیقی، اردو ناول، جانگلوس، انڈر ورلڈ، ارشاد بیگم
پتافی، شکیل	پاکستان میں غالبیات کے تراجم	۵۰ تا ۹۰	پاکستان میں غالب کے آثار کو کامل اور جزوی تراجم کی صورت میں منظر عام پر لانے کی جو کاوشیں ہوئیں ان سے تفہیم غالب کا دائرہ وسیع ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں میں غالبیات کے حوالے سے فکر و آگہی کے نئے امکانات روشن ہوئے۔اگرچہ دنیا کی کئی زبانیں مثلاً عربی، فارسی، بنگالی، ہندی، مرہٹی، روسی، فرانسیسی، ترکی، جرمن، اطالوی، اور انگریزی وغیرہ میں	مرزا غالب، غالبیات، تراجم، لطیف الزمان خان، پرتو روہیلہ، شکیل پتافی

			غالب کی نظم ونثر کے تراجم ہو چکے ہیں لیکن پاکستان میں جو تراجم ہوئے وہ ایک خاص لسانی اور فکری رجحان کا نتیجہ ہیں جہاں تک غالب کی فارسی نظم ونثر کے اُردو تراجم کا تعلق ہے تو نثر میں مکتوبات غالب کو زیادہ اہمیت دی گئی۔اس شعبے میں لطیف الزماں خاں اور پرتو روہیلہ کا کام خاصا معیاری اور قابل قدر ہے۔پاکستان میں منظوم اُردو تراجم زیادہ تر غالب کی فارسی غزلیات کے ہوئے ہیں۔اس مقالے میں غالب کے کلام کے حوالے سے جو تراجم کیے گئے خصوصاً اُردو اور فارسی نثر اور شاعری کے حوالے سے،اُن پر تحقیقی حوالے سے کام کیا گیا ہے۔	
تبسم، فہمیدہ	شمالی ہند میں داستان نویسی کا آغاز اور ''قصہ مُہر افروز دلبر''	۹۷ تا ۱۰۲	''سب رس'' اُردو ادب کی پہلی ادبی داستان ہے۔اس کے مصنف کا نام ملا وجہی ہے۔اس کے تقریباً ایک سو سال کے عرصے کی طویل خاموشی کے بعد شمالی ہند میں ''قصہ مہر افروز ودلبر'' منظر عام پر آئی۔یہ داستان اُردو زبان میں سادگی اور لطافت کا ایک شاہ کار ہے یہ شمالی ہند میں نثری ادب کے ارتقا کو واضح طور پر پیش کرتی ہے۔''قصہ مہر افروز ودلبر'' کی ادبی حیثیت اس کے پس منظر کے مقابلے میں شک و شبے سے بالاتر ہے۔دراصل یہ ایک ایسی داستان ہے جس کو شمالی ہند میں اُردو داستان نگاری کا باب اول کہا جا سکتا ہے۔اس کی زبان پر کھڑی بولی، ہندی اور فارسی کی چھاپ بھی نظر آتی ہے لیکن ہندی کے اثرات غالب ہیں۔یہ ایسا ادبی چلن ہے جو محمد شاہی دور میں عام ہو رہا تھا اور زبان نئے اسلوب سے آشنا ہو رہی تھی۔اس مقالے میں اس اُردو داستان کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے اور ''قصہ مُہر افروز دلبر'' کا باریک بینی سے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو داستان نویسی، عیسوی خان بہادر، شمالی ہند کا نثری ادب، قصہ مُہر افروز، فہمیدہ تبسم
حسن، مرتضیٰ	سرگودھا میں آپ بیتی کی روایت	۲۰۵ تا ۲۱۴	سرگودھا ادبی تخلیقات کے حوالے سے خاصا زرخیز ہے۔کوئی ایسی صنف ادب نہیں جس میں یہاں طبع آزمائی نہ کی گئی ہو۔بعض ناقدین تو ادبی لحاظ سے سرگودھا کو دبستان قرار دیتے ہیں۔سرگودھا سے تعلق رکھنے والے کئی شعرا اور ادبا قومی اور بین الاقوامی سطح پر معروف ہیں۔غزل، نظم، انشائیہ، افسانہ، سفر نامہ اور مرثیہ کے ساتھ ساتھ آپ بیتی کی صنف میں بھی سرگودھا کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔سرگودھا میں اُردو آپ بیتی کی روایت میں ''کچھ دیر پہلے نیند سے ''کو خاص اہمیت حاصل ہے۔وزیر آغا کی آپ بیتی ''شام کی منڈیر سے ''کے بعد سجاد نقوی کی خود نوشت سرگودھا میں لکھی گئی آپ بیتیوں میں سب سے منفرد ہے۔یہ آپ بیتی اُردو آپ بیتی کی روایت میں ایک نمایاں آپ بیتی ہونے کے ساتھ ساتھ سرگودھا کی آپ بیتی کی روایت میں نہایت اہم	سرگودھا، آپ بیتی، شام کی منڈیر سے، سجاد نقوی، کچھ دیر پہلے نیند سے، مرتضیٰ حسن

			اضافے کی حیثیت کی حامل ہے۔ اُردو آپ بیتی کی روایت میں سرگودھا اور اہلِ سرگودھا نے بھی اپنا حصہ ڈالا ہے اور اسے مزید مستحکم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مقالے کا مقصد سرگودھا میں آپ بیتی کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ ہے۔	
رفیق الاسلام، محمد	"پریشان جلوے": تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۰۳ تا ۱۱۷	اُردو ادب کی ترقی میں ریاست بہاول پور کو یاد نہ کیا جائے تو یہ ایک ناممکن سی بات ہو گی۔ یہاں پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں لیکن ان میں ''پریشان جلوے'' سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اسے ریاست بہاول پور میں شائع ہونے والے اولین تذکروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب کسی فرد واحد کے قلم و فن کا شاہ کار نہیں بلکہ بہت سے اصحاب قلم کے نتائج قلم کا شاخسانہ ہے۔ یہ تقریباً اٹھائیس شعرا اور ادیبوں کی تخلیقات کا مجموعہ ہے۔ ان میں چند نام ایسے ہیں جو ادب سے بھی وابستہ رہے اور نام کمایا۔ اس سلسلے میں احمد ندیم قاسمی، شفیق الرحمٰن، امین حزیں اور شبیر بخاری قابلِ ذکر ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں شامل کی گئی تخلیق سے قبل اُس کے خالق کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔ "پریشان جلوے" کی نثری تخلیقات تین مضامین، گیارہ افسانوں اور ایک مزاحیہ داستان پر مشتمل ہیں۔ "تعارف" سر عبدالقادر کا تحریر کردہ مضمون ہے جو اُن کے مخصوص طرز نگارش کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کتاب میں ہمیں بیک وقت بہت سی اصناف نظر آتی ہیں جیسے افسانوی نثر، تنقید، شاعری وغیرہ۔ اس مقالے میں اس نایاب کتاب پر تنقیدی حوالے سے کام کیا گیا ہے۔	بہاول پور، پریشان جلوے، احمد ندیم قاسمی، شفیق الرحمٰن، شبیر بخاری، سر عبدالقادر، محمد رفیق الاسلام
شہناز، روبینہ	اُردو ادب کی زوال یافتہ اصناف	۹۱ تا ۹۶	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے ہندوستان کی تاریخ میں تبدیلی کی ایک ایسی لہر پیدا کر دی جس نے سیاسی، سماجی، ثقافتی، اقتصادی اور ادبی زاویے سے زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ فکر و عمل کا ایک نیا جذبہ اور احساس بیدار ہوا جس کے تحت ادب کے معیارات میں بھی تغیر رونما ہوا۔ ادب کے فنی و اسلوبیاتی پیرایوں میں نئی اقدار نمایاں ہوئیں۔ نئی دنیا محض وقت کے تصور کے بدلنے تک نہ تھی بلکہ اس میں ایک ایسی نہ ختم ہونے والی اقتصادی تگ و دو بھی شامل ہو چکی تھی جس نے انسان کو بری طرح اپنے شکنجے میں جکڑ لیا۔ برصغیر میں سیاسی زوال کے اثرات نے نہ صرف تہذیبی ڈھانچے کو شکست و ریخت کا شکار کیا بلکہ سماجی زندگی کا نظام درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ زندگی گزارنے کے قدیم طریقے اور رویے مشکلات کا باعث بننے لگے اور لوگوں کو نئے دور کا ساتھ دینے پر خود کو آمادہ کرنے میں بہت دیر لگی۔ یہی حال اصناف ادب کا ہوا۔ ایسی	اصنافِ ادب، زوال یافتہ اصناف، قصیدہ، ہجو گوئی، مثنوی، داستان، روبینہ شہناز

			اصناف جو زمانے کا ساتھ دینے کے قابل نہ رہیں اور ان کی ہیئت، مزاج اور اسلوب میں جدید دور کے ساتھ قدم ملا کر چلنے کی گنجائش نہ تھی، رفتہ رفتہ زوال کا شکار ہوتی گئیں اور ان کی جگہ ایسی جدید اصناف نے لے لی جو اپنے دور کی بہتر ترجمانی کرنے کے قابل تھیں۔ اس مقالے میں انھی زوال یافتہ اصناف پر بحث کی گئی ہے اور ان کے زوال کے اسباب کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔	
ظفر، عمران	فیض کے اشاریے: فیض شناسی کی ایک اہم جہت	۱۲۸ تا ۱۳۴	اُردو تحقیق و تنقید کی روایت میں فیض احمد فیض کی شخصیت اور فن کے حوالے سے گراں قدر سرمایہ موجود ہے تاہم ان پر لکھی گئیں تصانیف اور مضامین کے علاوہ فیض شناسی کی دیگر جہتیں منظر عام پر آئی ہیں۔ اگرچہ اُردو ادب میں اشاریہ سازی کی روایت خاصی پرانی ہے تاہم ۱۹۷۷ء میں معین الدین عقیل نے فیض احمد فیض پر تحقیقی و تنقیدی کام کرتے ہوئے اشاریے کی ضرورت کے پیش نظر اس مشکل کام کا بیڑا اُٹھایا۔ فیض احمد فیض کے اشاریوں پر مجموعی بات کریں تو ممکن ہے معین الدین عقیل کا مرتب کردہ "اشاریہ کلام فیض" جدید اشاریہ سازی کے اصولوں پر پورا نہ اُترے اس کے باوجود یہ کام محققین کے لیے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے جبکہ آصف اعوان کا مرتبہ اشاریہ "اک ذرا فیض تک "کلام فیض کا جامع اور ہمہ جہت اشاریہ ہے۔ اسی طرح طاہر تونسوی کا مرتب کردہ اشاریہ بھی فیض شناسی میں ممد و معاون ثابت ہوا ہے اور فیض پر تحقیق کی نئی راہیں متعین کرنے میں راہ نمائی کرتا ہے۔ بلاشبہ مذکورہ محققینِ فیض نے اپنی تحقیقی صلاحیتوں کو بروے کار لاتے ہوئے فیض شناسی کی روایت میں اس نئی جہت کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔	اشاریہ سازی، فیض احمد فیض، اشاریہ کلام فیض، اک ذرا فیض تک، عمران ظفر
عامر، زاہد منیر	گریزاں لمحوں سے برستا حسن	۱۷۰ تا ۱۷۸	جمیل یوسف کا نام پاکستان کے ممتاز شاعروں میں شمار ہوتا ہے۔ جمیل یوسف کے نزدیک کل کائنات کی رونق اس کا حُسن ہے۔ اور وہ اسی کے ترجمان ہیں۔ اس لیے ان کے نزدیک شاعری کسی خیال کی ترجمانی نہیں بلکہ حسن بیان کا نام ہے جیسا کہ انھوں نے اپنے مجموعہ شعر کے مختصر دیباچے میں کہا ہے کہ "شاعری بنیادی طور پر حُسن بیان کا نام ہے کسی خاص موضوع کا نام نہیں"۔ جمیل یوسف کے لیے زندگی کی کھٹنائیاں حسن کے جلووں کے زیر سایہ سہل ہو سکتی ہیں۔ وہ ہر دشواری اور ہر لمحے کی گراں باری کو حسن کی رفاقت ہی میں سہل کر لیتے ہیں۔ جمیل یوسف کا قاری ان کے کلام میں دو چیزوں کا احساس بہت غالب پائے گا ایک تو یہ کہ کائنات کے مظاہر حسن کا تعلق ناظر کے داخل کی کیفیت سے ہے اور دوسرا یہ کہ دیکھنے والے کی باطنی	جمیل یوسف، شہر گماں، بابر سے ظفر تک، زاہد منیر عامر

			کیفیت ہی خارج کے منظر کا حسین ہونا متعین کرتی ہے۔اس مقالے میں اُن کی شاعری کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور مقالہ نگار کا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ جمیل یوسف کو پاکستانی عصری ادب بالخصوص غزل کے حوالے سے کبھی بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔	
علی،ذوالفقار	اُردو سفر نامہ اور یورپی معاشرت	۱۹۲ تا ۱۹۸	مقالہ "اُردو سفر نامہ اور یورپی معاشرت" کے لکھنے کا مقصد یورپی معاشرت کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو تلاش کرنا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح سے مثبت چیزوں کو اپنایا اور منفی چیزوں سے خود کو بچایا جاسکتا ہے۔ سفر نامہ ایک ایسی سیر بین ہے جس میں کسی ملک اور قوم کی تہذیب و معاشرت کو قارئین مصنف کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ سفر نامہ نگار دیگر ممالک کی تہذیب، تاریخ، رسوم ورواج اور طرز معاشرت کا گہری نظر سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اردو سفر نامہ اپنے آغاز ہی سے مختلف معاشروں اور تہذیبوں کا عکاس بنا رہا ہے۔ بالخصوص یورپی معاشرت جس کی چکاچوند نے گزشتہ دو صدیوں سے اقوام عالم کو اپنا گرویدہ بنایا، اُردو سفر نامہ نگاروں کی توجہ کا خاص مرکز رہی ہے۔ اُسلوب اور تکنیک کے اعتبار سے سفر نامہ نگاروں کے ہاں مختلف اور متنوع اسالیب ملتے ہیں جن سے اُردو نثر میں بہت اضافے ہوئے ہیں یوں اُردو سفر نامے میں نہ صرف یورپ کے تہذیبی ثقافتی اور معاشرتی امور سامنے آتے ہیں بلکہ اردو نثر میں سفر نامے کے اسلوب میں عمدہ اضافے بھی ہوئے ہیں۔	سفر نامہ، یورپی معاشرت، انگلستان، جرمنی، اسپین، فرانس، ذوالفقار علی
قریشی،عبدالودود	نسیم حجازی کی ناول نگاری پر تنقید: تعصب یا حقیقت	۱۶۱ تا ۱۶۹	نسیم حجازی پاکستان کے مقبول ترین ناول نگار تھے۔ پاکستان میں شاید ہی کوئی قاری ہو جس نے نسیم حجازی کا کوئی نہ کوئی ناول نہ پڑھ رکھا ہو مگر پھر بھی اُردو ناول کی تنقید کے ہر دور میں نسیم حجازی کو نظرانداز کیا جاتا رہا اور ناول پر تنقید کی کتابوں میں ان کا تذکرہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔ نسیم کے سبھی ناول تاریخی کہلاتے ہیں۔ جو بات نسیم کو اس صف کے دوسرے مصنفین سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ نسیم تاریخ کو مسخ نہیں کرتے بلکہ جو معاشرتی و تہذیبی تفصیلات کہانی میں شامل کرتے ہیں وہ معروف تاریخی واقعات کے پس منظر کو واضح تر کرکے انھیں سمجھنے میں آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔ تاریخ کے ساتھ مطابقت کے علاوہ فن داستان گوئی میں نسیم حجازی کا قلم یکتائے زمانہ اور منفرد مقام رکھتا ہے۔ محقق کی ذاتی رائے کے مطابق نسیم حجازی ایک مقبول ترین ناول نگار تھے اور اُن کے ناولوں کے حوالے سے کی گئی تنقید کا تجزیاتی حوالے سے مطالعہ کرنا بھی مقالے کا حصہ ہے۔	اردو ناول، نسیم حجازی، تاریخی ناول، فن داستان گوئی، عبدالودود قریشی

محمد، علی	کلامِ اقبال میں تصور معیشت	۳۳ تا ۴۳	معاشیات نے دورِ حاضر میں انسان کے ہر پہلو کو متاثر کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں معیشت ہی ایسا محور قرار پایا ہے۔ جس کے ارد گرد انفرادی اور اجتماعی زندگی چکر کاٹتی نظر آتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق معاشی ترقی اور خوشحالی بے شک زندگی کے اصل مقاصد نہیں ہیں لیکن یہ بڑے ذرائع ضرور ہیں کامیابی حاصل کرنے کے لیے۔ اس لیے علامہ اقبال کی بھی معاشی آزادی پر زور دینے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے نظریے میں اقتصادی ترقی ہی دراصل سیاسی آزادی کی راہ فراہم کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے لیے بالخصوص انھوں نے تجویز پیش کی کہ ان کے لیے ادب اور فلسفے کے ساتھ ساتھ تکنیکی علم سیکھنا انتہائی ناگزیر ہے۔ اس مقالے کا مقصد کلامِ اقبال میں تصور معیشت پر بحث کرنا ہے۔	علامہ محمد اقبال، کلامِ اقبال، تصورِ معیشت، علی محمد
ندیم، خالد	مکتوباتِ مشاہیر میں ذکرِ اقبال	۹ تا ۳۲	کہا جاتا ہے کہ اقبال کے فکر و فن کے تقریباً تمام موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے اور اب مزید کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک تو اقبال کی نظم و نثر کو بھی جدید اصول تدوین کے مطابق مرتب نہیں کیا جا سکا۔ اسی طرح اُردو اور انگریزی نثر کے مجموعے صحتِ متن کے ساتھ اور ڈھنگ سے مرتب نہیں ہو سکے۔ انگریزی خطوط، نثری مضامین اور تقاریر کا کوئی معقول ترجمہ بھی سامنے نہیں آ سکا اور اسی طرح اقبال کی اُردو نثر کا انگریزی ترجمہ بھی منتظر فردا ہے۔ تفہیم اقبال کا آغاز اقبال کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا۔ شیخ عبدالقادر کے مضمون (مطبوعہ خدنگ نظر) سے یہ روایت برابر آگے بڑھتی جا رہی ہے۔ اُردو میں مکتوب نویسی، بالخصوص ادبی مراسلہ نگاری دیگر اصناف کی نسبت کچھ ایسی قدیم بھی نہیں۔ خطوط غالب سے اس صنف ادب کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے۔ اُردو مکتوبات کے سلسلے میں ناقدین کی نظر بالعموم اسلوب پر ہی رہی ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں خصوصاً مکتوباتِ مشاہیر میں ذکرِ اقبال کو موضوع بنایا گیا ہے اُن کی کتابیں، فن کو فکر جو اقبال کے حوالے سے ہے، مقالے کا حصہ بنایا گیا ہے۔	علامہ اقبال، اُردو مکتوبات، ذکرِ اقبال، جاوید اقبال، خلیق انجم، رفیع الدین ہاشمی، غلام رسول مہر، رشید حسن خاں، خالد ندیم
ندیم، روش	نو آبادیاتی دور میں ادب کا فیمنیاتی پس منظر	۱۱۸ تا ۱۲۷	انیسویں صدی سے پہلے اُردو ادب کی تاریخ میں ہمیں کسی بھی عورت مصنف کی کوئی تصنیف نظر نہیں آتی۔ سر سید سے ترقی پسندی تک نو آبادیاتی دور کے اُردو ادب کا مطالعہ ایک بدلتے ہوئے فیمنیائی نقطۂ نظر کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رشید النساء سے رشید جہاں تک آتے آتے صورتِ حال مکمل طور پر بدلتی ہوئی سامنے آتی ہے۔ بیداری و اصلاحِ نسواں کے لیے کی گئیں کوششوں کے نتیجے میں بیسویں صدی کے آغاز سے ہی خواتین خود میدان میں	نو آبادیاتی دور، فیمنیاتی پس منظر، تانیثیت، ممتاز شیریں، قرۃ العین حیدر، بیگم شائستہ اکرام اللہ، روش

ندیم	اُترنے لگیں۔ان خواتین نے مردانہ روایتی واخلاقی بندشوں اور اقدار کو رد کر کے نئی ہندوستانی عورت کے لیے راستہ ہموار کیا جس کی بنیاد پر ترقی پسند ذہن کی نئی عورت جدید اقدار و اخلاقیات کی تشکیل کرتے ہوئے نئے خیالات میں ایک نئے روپ میں ابھری۔رشید جہاں، عصمت چغتائی، ادا جعفری، ممتاز شیریں، بیگم شائستہ اکرام اللہ اور قرۃ العین حیدر اسی نئی روایت کی نمائندہ تھیں۔اس تحقیقی مقالے میں نو آبادیاتی دور میں اُردو ادب کے فیمنیائی پس منظر کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔			

جرنل آف ریسرچ: ۲۳(۲۰۱۳ء)

مدیر : روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اصغر، عاصمہ	جدید اردو غزل میں اظہار ذات (ساقی فاروقی کے حوالے سے)	۶۹ تا ۸۰	جدید اردو غزل نئی حسیات کی بدولت منفرد جہات کی حامل ہے۔اردو غزل کی روایت میں خود شناسی اور اظہار ذات مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہی ہے۔ اظہار ذات کی خواہش شاعر کو کبھی کبھی خود ستائی اور تفاخر کی طرف لے جاتی ہے۔ مقالہ نگار نے ساقی فاروقی کی غزل میں اظہار ذات کی مختلف جہات کا جائزہ لیا ہے۔	جدید اردو غزل، ساقی فاروقی، مطابقت ناپذیری، خود شناسی، اظہارِ ذات، عاصمہ اصغر
آبی، ابرار	مجلہ 'فنون' کی تحقیقی جہت: ایک جائزہ	۸۱ تا ۹۰	ادبی مجلوں کے متعلق عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان میں شاعری، افسانہ اور تخلیقی ادب کی دیگر اصناف شامل ہوں گی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر ادبی جریدے میں تخلیقات کے ساتھ ساتھ تحقیقی و تنقیدی مضامین بھی شامل ہوتے ہیں۔ تحقیقی مضامین کو مجلوں میں سب سے کم توجہ دی گئی تاہم 'صحیفہ'، 'نقوش'، 'اورینٹل کالج میگزین' اور 'فنون' میں تحقیقی مضامین کو جگہ دی گئی۔ اس مقالے میں 'فنون' کے تحقیقی سرمائے کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ادبی مجلہ، فنون، نقوش، صحیفہ، محمد کاظم، اخوان الصفا، ابرار آبی
بتول، عابدہ/ عباس، مظفر	متن: تعریف، حدود وامکانات (تحقیقی جائزہ)	۱۷۷ تا ۱۸۴	ادبی فن پاروں کی تدوین کے لیے تحقیق اور تنقید دونوں بہت اہم ہیں۔ تدوین کے تمام مراحل کے لیے متن بہت اہم ہے۔ متن کی تعریف مختلف انداز سے کی جاتی ہے۔ اس مقالے میں متن کی مختلف توضیحات اس کی حدود اور امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔	متنی تنقید، متن، مولوی عبدالحق، عابدہ بتول، مظفر عباس
پاریکھ، رؤف	فیلن کی اردو بہ انگریزی لغت اور اس کے چند دلچسپ اندراجات واسناد	۲۳ تا ۳۷	ایس۔ ڈبلیو۔ فیلن نے مختلف لغات مرتب کیں جن میں سے ایک "A new Hindustani-English Dictionary" ہے۔ یہ لغت ۱۸۷۹ء میں بنارس سے شائع ہوئی۔ یہ اردو بہ انگریزی لغت ہے۔ اس میں اندراجات اردو حروف میں ہیں اور انگریزی میں تشریح کی گئی ہے۔ اس مقالے میں مذکورہ لغت سے چند اندراجات شامل کیے گئے ہیں۔ فیلن کی لغت کے بارے میں معروف محققین کی آراء بھی دی گئی ہیں۔	ایس۔ ڈبلیو۔ فیلن، لغت نویسی، اکرام چغتائی، اردو بہ انگریزی لغت، مولوی عبدالحق، وارث سرہندی، نامانوس مقامی الفاظ، رؤف پاریکھ
پروین، شہناز	خواجہ میر درد کا صوفیانہ مسلک	۹۱ تا	میر درد اٹھارویں صدی کی شعری روایت میں ایک منفرد مقام اور پہچان رکھتے ہیں۔ یہ میر درد کی انفرادیت ہے کہ انھوں نے تصوف کے پیچیدہ موضوعات	خواجہ میر درد، اٹھارویں صدی کی

		١٠٢	کو شاعری کے قالب میں ڈھالا اور سادگی، لطافت اور تاثیر کو برقرار رکھتے ہوئے صوفیانہ اسرار و رموز کو پیش کیا۔ خواجہ میر درد نے تصوف کو محض ایک نظری فلسفہ روحانیت کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اسے ایک طرزِ حیات کے طور پر سمجھا اور اپنایا۔	اردو شاعری، دبستان دہلی، تصوف، طریقِ محمدیہ، نالۂ درد، شہناز پروین
تنظیم الفردوس	شرق و غرب کا افسانوی ادب: اردو ترجموں کی ایک منفرد مثال	١ تا ٢٢	اس مقالے میں ممتاز شیریں کے افسانوی ادب کے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مغربی افسانے کے تراجم سے ممتاز شیریں کے بے پناہ اعتماد کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ انگریزی زبان و ادب کی بہت اچھی طالب علم تھیں اور انھوں نے تخلیقی و تنقیدی نوعیت کے کئی اہم کام براہِ راست انگریزی زبان میں بھی کیے تھے۔ ممتاز شیریں نے نہ صرف اولیں افسانوی تراجم کے نمونے پیش کیے اور مختلف زبانوں سے افسانوں کو ترجمہ کرنے کی روایت قائم کی بلکہ افسانوی تراجم کی فنی اور تکنیکی حیثیت پر بھی گفتگو کی۔	ممتاز شیریں، افسانوی ادب کے تراجم، نیا دور، جرمن کلاسیکی ادب، سبز جیکٹ، روسی افسانہ نگاری، تنظیم الفردوس
جاوید، خالد/ احمد، انوار/ عابد، قاضی	ہاجرہ مسرور کے افسانوں کی فکری جہات	٤٥ تا ٥٤	اس مقالے میں ہاجرہ مسرور کے افسانوں کے موضوعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ہاجرہ مسرور کے افسانوں کے موضوعات متنوع ہیں اور معاشرے کے متعدد پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں انفرادی مسائل کی بجائے اجتماعی مسائل نظر آتے ہیں۔ ہاجرہ مسرور نے نچلے طبقے کے مسائل اور رویوں کو قریب سے دیکھا اور ان کو اپنا موضوع بنایا۔	ہاجرہ مسرور، اردو افسانہ، ترقی پسند افسانہ نگاری، خالد جاوید، انوار احمد، قاضی عابد
حسین، شگفتہ	کامیاب ادارت کی ایک روشن مثال: مرزا ادیب	٣٩ تا ٤٤	مرزا ادیب بطور ڈراما نگار اور ادیب قارئین میں بے حد مقبول رہے۔ لیکن بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ ایک اردو جریدے کی ادارت بھی کرتے رہے ہیں۔ یہ جریدہ ماہنامہ "ادب لطیف" ہے جو ١٩٣٥ء سے لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ مرزا ادیب ستمبر ١٩٣٥ء سے اگست ١٩٤٠ء تک اور پھر مارچ ١٩٤٩ء سے جولائی ١٩٦٢ء تک "ادب لطیف" سے وابستہ رہے۔ اس جریدے کی ادبی اہمیت اور انفرادیت مرزا ادیب کی ادارت میں قائم ہوئی۔	مرزا ادیب، ادب لطیف، ادبی جریدہ، نقوش، ترقی پسند ادب، چوہدری افتخار علی، شگفتہ حسین
رفیق، روبینہ	شہزاد: علی پور کے ایلی کا ایک کردار۔ تانیثی تناظر میں	٥٥ تا ٦٠	شہزاد "علی پور کا ایلی" کا ایک نسوانی کردار ہے۔ شہزاد کی آمد سے نہ صرف ایلی کی زندگی میں شادابی اور روشنی آجاتی ہے بلکہ آصفی محلے کی فضا بدل جاتی ہے۔ مقالہ نگار نے شہزاد کے کردار کا تانیثی تناظر میں جائزہ لیا ہے۔ اس مقالے میں مذکورہ کردار کا سماجی تناظر اور اس کا نفسیاتی تجزیہ بھی شامل ہے۔	شہزاد، علی پور کا ایلی، آصفی محلہ، تانیثیت، روبینہ ترین
سفیان، محمد	اقبال اور چودھری محمد حسین (باہمی تعلقات مکاتیب اقبال	٦١ تا ٦٨	چودھری محمد حسین ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے بیس سال سے زیادہ عرصہ علامہ اقبال کی صحبت میں گزارا۔ آپ علامہ اقبال کے معتمد رفیق، مزاج شناس اور کلام آشنا تھے۔ کلام اقبال کو وہ نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ ہر شعر	علامہ اقبال، چودھری محمد حسین، مکاتیب

	کی روشنی میں)		کی شانِ نزول سے بھی آگاہ تھے۔اس مقالے میں مکاتیبِ اقبال کی روشنی میں اقبال اور چودھری محمد حسین کے باہمی تعلقات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	اقبال، کلام اقبال، محمد سفیان
شمس الرحمٰن، غلام	احمد زروق کی قواعد التصوف، اسلوب اور مآخذ (Ahmad Zarruq's Qawaid al-Tasawwaf: Style and Sources)	۲۱۱ تا ۲۲۳	اس مقالے میں شمالی افریقہ کے مصنف احمد زوراق کی قوائد التصوف کے اسلوب اور ماخذات کا جائزہ لیا گیا ہے۔اس کتاب کی نوعیت اور طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے صوفیانہ ادب میں اس کے مقام و مرتبے کا تعین کیا گیا ہے۔	Ahmad Zarruq, Qawaid-al-Tasawwaf, Sufi Literature, North African Sufism, Ghulam Shams-ur-Rehman
صدیقی، واصف اقبال/ جمال، نجیب	آزاد انصاری: مقلد حالی	۱۷۱ تا ۱۷۶	آزاد انصاری بنیادی طور پر غزل گو شاعر تھے۔ بیدل سہارن پوری سے اصلاح لیتے تھے۔ بعد میں حالی کی شاگردی اختیار کی۔ آزاد انصاری، حالی کے تنقیدی نظریات پر عمل پیرا تھے۔ان کی شاعری میں سہلِ ممتنع، سلاست وصفائی زبان، ندرتِ بیان، تکرارِ الفاظ، شعر میں اصطلاحات علمیہ کا استعمال، مغربی شاعری سے استفادہ، خلاف فطرت شعر نہ کہنا یہ تمام اوصاف حالی کے زیرِ اثر آئے تھے۔ آزاد انصاری شاعری کے علاوہ تنقید میں بھی حالی سے متاثر نظر آتے ہیں۔	آزاد انصاری، الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، معارف جمیل، معارفِ جلیل، واصف اقبال صدیقی، نجیب جمال
عابدی، ناصرہ	قیام پاکستان کے بعد استاد قمر جلالوی کے اوراق کی بازیابی	۱۱۵ تا ۱۲۴	استاد قمر جلالوی غزل کے مقبول شاعر ہیں۔ قمر جلالوی ستمبر ۱۹۴۷ء میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ پاکستان آ گئے تھے۔ ہجرت کے واقعات کو قمر جلالوی نے سب سے پہلے اپنی غزل میں پیش کیا۔ اس اعتبار سے قمر جلالوی وہ پہلے شاعر تھے جن کے کلام میں ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آنے والے مہاجرین کے مشکلات اور ان کے کرب کا اظہار ہوا ہے۔ مقالہ نگار نے انھیں ''شاعر ہجرت'' کہا ہے اور پاکستان آنے کے بعد ان کی شاعری میں آنے والی تبدیلیوں کی نشاندہی کی ہے۔	قمر جلالوی، شاعر ہجرت، پاک و ہند مشاعرہ، اوجِ قمر، بزمِ قمر، ناصرہ عابدی
علی، چوہدری اظہر	وارث شاہؒ: محاسن شعری	۱۳۵ تا ۱۴۲	وارث شاہؒ پنجابی زبان وادب کے بلند مرتبہ شاعر ہیں، ان کی تخلیق ''ہیر'' ان کا شاہکار ہے۔ ''ہیر وارث شاہ'' کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہے اور علمی و ادبی اعتبار سے بھی ہر کسوٹی پر پورا اترتی ہے۔ اس مقالے میں کلام وارث شاہ کے شعری محاسن کا جائزہ لیا گیا ہے۔	وارث شاہؒ، ہیر وراث شاہ، پنجابی شاعری، یادگارِ وارث، چوہدری اظہر علی

علی، لیاقت	فکشن میں کردار نگاری کا فن	۱۴۳ تا ۱۵۴	کہانی یا قصہ میں شامل اشخاص کے احوال واطوار کا بیان کردار نگاری کہلاتا ہے۔ فکشن کی مختلف اصناف میں جو اشخاص واقعات کے سلسلے کی کڑی بنتے ہیں ان کی کوئی نہ کوئی انفرادی پہچان ہوتی ہے، جب اپنی اسی انفرادیت کی وجہ سے وہ فکشن میں بیان ہو تے ہیں، تو وہ کردار بن جاتے ہیں۔ فکشن کے دیگر عناصر پلاٹ اور کہانی کی طرح کردار نگاری بھی ایک اہم عنصر ہے۔اس مقالے میں کردار نگاری کی مختلف جہتوں پر بحث کی گئی ہے۔	فکشن، کردار نگاری، اشخاص قصہ، شمس الرحمٰن فاروقی، کردار سازی، ناول نگاری، لیاقت علی
فیاض، ایم خالد	الگ وژن، جدا تاریخ (ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ'')	۱۰۳ تا ۱۱۴	اس مقالے میں اردو ادب کی تاریخ نویسی میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے اردو ادب کی مختلف تواریخ کا تقابل کرتے ہوئے ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ'' کی اہمیت واضح کی ہے۔	ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، تذکرہ نگاری، ادبی تاریخ نویسی، ڈاکٹر جمیل جالبی، ایم خالد فیاض
قاضی، راشدہ	تین نابینا شاعر (ابوالعلاء معری، جرأت، ظہور احمد فاتح)	۱۶۱ تا ۱۷۰	بصارت قدرت کی ایک عظیم نعمت ہے۔ جس سے بصارت کی نعمت چھن جائے اس کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر انسان بینائی جیسی نعمت سے محروم ہو جائے تو خالقِ کائنات اس کی جگہ ایسی صلاحیتیں عطا کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔اس مقالے میں تین ایسے شعرا کا احوال شامل ہے جو بصارت سے محروم تھے لیکن اپنی تخلیقی صلاحیتوں کی بدولت ایک جہانِ معنی دریافت کیا۔	نابینا شاعر، ابوالعلاء معری، قلندر بخش جرأت، ظہور احمد فاتح، عباسی دور، عربی شاعری، راشدہ قاضی
کاظمی، کامران عباس	منٹو کے خطوط بنام چچا سام: تجزیاتی مطالعہ	۱۵۵ تا ۱۶۰	منٹو نے چچا سام کے نام نو خطوط لکھے جو ''اوپر نیچے اور درمیان'' میں شامل ہیں۔ یہ خطوط نما مضامین ہیں جن میں منٹو نے امریکی سامراج کے عزائم اور امریکہ کی حکمت عملی پر طنز ومزاح کے رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔اس مقالے میں ان خطوط کے موضوعات کو پیش کیا گیا ہے۔	سعادت حسن منٹو، اوپر نیچے اور درمیان، چچا سام کے نام خطوط، امریکی سامراج، منٹو کے خطوط، کامران عباس کاظمی
کوسکن، حسن	غیر ملکی زبانوں کی تدریس میں تعلیمی کھیلوں کی اہمیت (The	۱۸۵ تا ۲۱۰	غیر ملکی زبانوں کی تدریس میں تعلیمی کھیلوں کی اہمیت اس مقالے میں غیر ملکی زبانوں کی تدریس میں مختلف گیمز کی اہمیت واضح کی ہے۔تدریس میں اگر تعلیمی کھیلوں کو شامل کر لیا جائے تو طلبا کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔اس طریقہ	German as a foreign language, marble games,

language course, Hassan Coskun	سے سیکھی جانے والی چیزیں زیادہ دیر پا ہوتی ہیں۔		importance of Marble games in teaching of foreign languages)	
فیض احمد فیض، سرائیکی شاعری، صوفیانہ شاعری، شاکر شجاع آبادی، سلطان باہو، مقبول حسن گیلانی	اس مقالے میں سرائیکی صوفی شاعری کے عناصر کا جائزہ لیتے ہوئے، فیض احمد فیض کے کلام میں ان عناصر کی کھوج لگائی گئی ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق دھرتی سے محبت، آمریت سے اختلاف اور مصائب زدہ ہم وطنوں کی حالت زار جیسے موضوعات سرائیکی کی صوفی شاعری سے جدید شاعری تک موجود ہیں اور یہی فیض کے پسندیدہ موضوعات ہیں۔ سرائیکی شاعری میں نرمی، ملائمت اور لطافت اپنی مثال آپ ہے اور یہی اوصاف فیض کے اسلوب میں نمایاں ہیں۔	۱۲۵ تا ۱۳۴	کلامِ فیض اور سرائیکی شاعری میں مماثلت	گیلانی، مقبول حسن

جرنل آف ریسرچ: ۲۴(۲۰۱۳ء)

مدیر: روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
آصف، محمد	ملتان کا پہلا باقاعدہ نظریہ ساز، باشعور جدیدیت پسند شاعر: عرش صدیقی	۲۰۳ تا ۲۱۸	اس مقالے میں عرش صدیقی کے نظریہ شعر کی وضاحت کرتے ہوئے ان کی شاعری کی نمایاں جہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ عرش صدیقی اس ادب کے خلاف ہیں جو مصائب سے فرار حاصل کر کے، اپنی ذات کے اندر ڈوب کر، حقائق سے گریز کر کے یاسیت اور قنوطیت کا نمونہ بن کر رہ جائے۔	عرش صدیقی، کلیاتِ عرش صدیقی، دیدۂ یعقوب، جیلانی کامران، ملتان کی شاعری، محمد آصف
بابر، نورینہ تحریم/رفیق، روبینہ	رشید اختر ندوی کی تاریخ نگاری	۳۱ تا ۴۶	رشید اختر ندوی ایک معروف مؤرخ اور ناول نگار ہیں۔ رشید اختر ندوی نے مختلف ادوار اور مختلف ملکوں کی تاریخ پر متعدد کتابیں لکھنے کے ساتھ کئی تاریخی ناول بھی لکھے ہیں۔ بطور مؤرخ رشید اختر ندوی اپنے طرزِ فکر کا برملا اظہار کرتے ہیں۔ وہ خود کو تاریخ کا ایک جانب دار طالب علم قرار دیتے ہیں۔	رشید اختر ندوی، تاریخ نگاری، اسلامی تاریخ، تاریخی ناول، نورینہ تحریم بابر، روبینہ رفیق
بشیر عقیلہ/نسیم، آصفہ	نشاط کا نفسیاتی مفہوم۔ کلام غالب کی روشنی میں	۱۱ تا ۲۰	اس مقالے میں نفسیاتی نقطۂ نظر سے نشاطیہ طرزِ احساس کی وضاحت کی گئی ہے۔ نیز کلام غالب میں نشاطیہ پہلوؤں کے نفسیاتی محرکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ غالب کے ہاں رجائیت کی بدولت نشاط ایک خوش گوار تاثر بن جاتا ہے۔ نشاط کو جب کیفیت ذہنی قرار دیتے ہیں تو اس کیفیت کا تعلق وجدان سے وابستہ ہو جاتا ہے۔	غالب، کلام غالب، فرائڈ، نشاطیہ طرزِ احساس، وجدانی کیفیت، عقیلہ بشیر، آصفہ نسیم
خان، محمد ساجد	میر کی عشقیہ شاعری کے چند پہلو	۴۷ تا ۶۴	میر تقی میر غزل کے شاعر ہیں اور حسن و عشق غزل کا اہم موضوع رہا ہے۔ میر کی غزل میں بھی عشق ایک اہم موضوع کے طور پر موجود ہے۔ عشق میر کے لیے زندگی میں ایک مسرت، ایک غم، ایک سکھ یاد کھ کا نام نہیں بلکہ یہ زیست ہی ان کے ہاں عشق کا بدل ہے۔ اس مقالے میں میر کی عشقیہ شاعری کے چند پہلو سامنے لائے گئے ہیں اور ان کے تصورِ عشق اور تصورِ عاشق کی وضاحت کی گئی ہے۔	میر تقی میر، اردو غزل، عشقیہ شاعری، مرزا غالب، محمد ساجد خان
خان، محمد شفیع الدین/جمال،	ممتاز حسین: مارکسزم سے روحانیت تک	۱ تا	ممتاز حسین کو ترقی پسند نقاد سمجھا جاتا ہے۔ ممتاز حسین نے افسانہ نگاری چھوڑ کر ۱۹۴۴ء میں تنقید لکھنا شروع کی اس وقت تک وہ کیونزم کو ایک صداقت	ممتاز حسین، مارکسزم، کیونزم،

نجیب		۱۰	کے طور پر اپنا چکے تھے۔ ۱۹۵۳ء میں اپنی کتاب ''نئی قدریں'' میں وہ اپنی پرانی روش سے ہٹنے کی کوشش کرتے دکھائی دیتے ہیں اور ''تخلیقی مارکسزم'' کی طرف قدم اٹھاتے ہیں۔ ممتاز حسین روحانی حیثیت کے بھی قائل رہے وہ روحانیت کا جواز مارکسی جمالیات میں پیش کرتے ہیں۔	تخلیقی مارکسزم، محمد شفیع الدین خان، نجیب جمال
خلیل، محمد ابوذر	سیرِ افلاک: اقبال اور معری کی نظر میں (تنقیدی و تقابلی جائزہ)	۱۰۳ تا ۱۱۸	سیرِ افلاک اور عالم بالا کے تخیلاتی سفر سے متعلق نظریات زمانہ قدیم سے موجود ہیں۔ ہر دور میں ہر قوم اور مذہب کے لوگوں نے اپنے مذہبی تصورات اور اپنی علمی قابلیت کے مطابق دوسری دنیا کے بارے میں اپنے نظریات پیش کیے۔ ابوالعلاء معری اور اقبال کے ہاں یہ تصور نیا نہیں تھا تاہم ان دونوں کے عالم افلاک کے سفر میں ایک عجیب سے قدر مشترک پائی جاتی ہے کہ وہ دونوں وہاں جا کر شعرا سے ملتے ہیں۔ ان دونوں شاعروں کے سیرِ افلاک کے سفر ناموں میں جہاں بہت سے مشترک باتیں ہیں وہاں کچھ اختلافات بھی ہیں۔ اس مقالے میں ان اشتراکات اور اختلافات کی وضاحت کی گئی ہے۔	ابوالعلاء معری، علامہ اقبال، سیرِ افلاک، جاوید نامہ، رسالۃ الغفران، ابوذر خلیل
رانا، شمیم ظفر	رشید امجد کی تنقید نگاری: تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۷۹ تا ۱۹۲	ڈاکٹر رشید امجد اپنے عہد کے نامور افسانہ نگار ہیں۔ رشید امجد نے جدید اردو نظم کے شاعر میراجی پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا۔ انھوں نے پاکستان جدید اردو شاعری اور فکشن پر بڑی بامعنی تنقید لکھی۔ ان کے مطابق خیال، تکنیک اور اظہار مل کر ایک بڑا فن پارہ تخلیق کرتے ہیں، توازن اور فن کا نقطۂ نظر فن پارے میں دائم رہنے کی قوت پید کرتے ہیں۔	رشید امجد، اردو تنقید، میراجی، جدید اردو شاعری، جدید اردو فکشن، شمیم ظفر رانا
سرور، یاسمین	اردو انشائیہ میں فطرت نگاری	۱۹۳ تا ۲۰۲	انشائیہ مضمون سے بالکل الگ اور منفرد صنف ادب ہے، جو اپنے اندر ایک خاص لطافت رکھتی ہے۔ انشائیہ میں معنی کی کئی پرتیں کھلتی ہیں اور اس کا اسلوب ہلکا پھلکا ہوتا ہے۔ اردو انشائیہ نگاروں نے انشائیوں میں فطرت کے رنگ کو بھی سمویا اور حسین مناظر کی عکاسی بھی کی۔ سجاد حیدر یلدرم، نیاز فتح پوری، آغا شاعر قزلباش، وزیر آغا، جمیل آزر، امجد طفیل، اکبر حمیدی، انور سدید، رتن ناتھ اور مشکور حسین یاد کے انشائیوں میں فطرت کے رنگ مختلف زاویوں سے جھلکتے ہیں۔	اردو انشائیہ، فطرت نگاری، اصنافِ ادب، سجاد حیدر یلدرم، وزیر آغا، انور سدید، یاسمین سرور
سنجرانی، خالد محمود	چودھری محمد علی ردولوی کا ایک اہم افسانہ	۲۷ تا ۳۰	اس مقالے کا موضوع چودھری محمد علی ردولوی کا افسانہ ''تیسری جنس'' ہے۔ یہ افسانہ اردو میں ہم جنس پرستی کے موضوع پر پہلا افسانہ ہے۔ اس افسانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ افسانہ نگار نے فرائڈ اور ہولاک ایلس کا مطالعہ بھی کر رکھا ہے۔ ردولوی کے افسانے میں سنسنی نہیں پھیلائی گئی بلکہ دھیمے انداز میں افراد کے جنسی میلانات کی مدد سے انفرادی رویوں کی بازیافت کی گئی ہے۔	محمد علی ردولوی، تیسری جنس، سجاد حیدر یلدرم، عصمت چغتائی، ممتاز شیریں، خالد محمود سنجرانی

سیال، عابد	اقبال کی غزل: خصوصیات و امتیازات	۶۵ تا ۸۰	اس مقالے کا موضوع اقبال کی اردو غزل ہے۔ اقبال نے اردو غزل میں نئی راہیں نکالیں، اردو غزل میں نئے موضوعات متعارف کروائے۔ اقبال کی اردو غزل میں عشق و محبت کا بھی ایک منفرد تصور ملتا ہے۔ اقبال کی پوری شاعری میں نمایاں ترین فنی خصوصیت ان کا رنگ تغزل ہے۔ اقبال نے شاعری کو علم کی وسعت کے ساتھ مشروط کر دیا اور عصرِ حاضر کی علمی صداقتوں کو شاعری میں اس طرح شامل کیا کہ علم و فن کے درمیان کوئی فاصلہ باقی نہ رہا۔	علامہ اقبال، اردو غزل، بیسویں صدی کی اردو شاعری، اردو غزل میں امیجری، عابد سیال
ضیاء الحسن	منٹو کا تصورِ فحاشی	۲۱ تا ۲۶	جدید ادب میں منٹو ایک ایسا ادیب ہے جس پر فحش نگاری کا الزام لگایا گیا۔ مقالہ نگار کہتے ہیں کہ منٹو فحش نگار نہیں تھے لیکن وہ جس جرأت اور بے باکی سے غیر انسانی نظامِ معاشرت سے مبارزت طلب ہوئے اس کا ایک ہی جواب تھا: منٹو فحش نگار ہے۔ اس الزام کا ایک فائدہ تو بہت نمایاں تھا کہ منٹو سے زیادہ پڑھے جانے والا دوسرا ادیب نہیں ہے۔	سعادت حسن منٹو، جدید اردو ادب، منٹو کا تصورِ فحاشی، اختر حسین رائے پوری، ضیاء الحسن
عنبرین، شازیہ	اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کی لوک اصناف	۸۱ تا ۱۰۲	اس مقالے میں اردو اور پاکستان کے دیگر علاقائی زبانوں کی لوک اصناف میں مشترک اور اختلافی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔ ان اصناف میں لوری، گیت، سہرا، ٹپہ، ماہیا، ڈھولا، چھلا وغیرہ شامل ہیں۔ پنجابی، سرائیکی، بلوچی، پشتو اور سندھی زبانوں میں یہ اصناف مختلف ناموں سے موجود ہیں اور اس کے علاوہ ہر علاقائی زبان کی اپنی لوک اصناف بھی ملتی ہیں۔	لوک اصناف، لوری، سہرا، اکھان، جگنی، دوہڑا، شازیہ عنبرین
لغاری، مہرونہ	جدید افسانے کے تناظر میں مستنصر حسین تارڑ کی افسانہ نگاری	۱۶۳ تا ۱۷۸	مستنصر حسین تارڑ اردو کے معروف ادیب اور متنوع جہت شخصیت ہیں۔ وہ سفر نامہ، ناول، ڈرامہ، ناولٹ، افسانہ اور کالم لکھتے ہیں۔ بحیثیت افسانہ نگار وہ اردو افسانے کو ایک نئی تخلیقی جہت سے روشناس کراتے ہیں۔ ان کے افسانوں میں تجربے کے گہرائی اور اسلوب کی انفرادیت ملتی ہے۔ اس مقالے میں مستنصر حسین تارڑ کے افسانوی مجموعے ''سیاہ آنکھ میں تصویر'' کے افسانوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، سیاہ آنکھ میں تصویر، اردو افسانہ، سفر نامہ، مہرونہ لغاری
مقدس، رابعہ	اردو غزل کے حوالے سے سرسید کا حاسۂ انتقاد	۱۲۷ تا ۱۳۴	۱۸۵۷ء تک غزل اردو شاعری کی سب اہم صنف تھی۔ سرسید نے اردو شاعری کے متعلق جو تنقیدی باتیں کی تھیں ان میں سے بیشتر کا رخ غزل کی جانب ہی تھا۔ سرسید اردو کے قدیم شعر و ادب میں موضوعاتی، اسلوبیاتی، لفظی و لسانی اور مقصدیت کے تحت تبدیلی کے خواہاں تھے۔ سرسید غزل سے ایسے موضوعات کو نکال دینا چاہتے تھے جو قومی تعمیر میں کوئی کردار ادا نہیں کرتے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ غزل کے مضامین بھی 'نیچر' کے مطابق ہونے چاہئیں۔	سرسید احمد خان، مقصدی شاعری، اردو تنقید، اردو غزل، رابعہ مقدس
نعیم، صفدر	اردو تنقید میں تہذیبی	۱۵۵	اردو ادب کی تنقید میں شعر و ادب کو تہذیبی، ثقافتی شعور کے ساتھ جانچنے کا	اردو تنقید، بیسویں

	مباحث	تا ۱۶۲	آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ ہر ناقد اپنے عہد کے ادبی تہذیبی سوالوں کا جواب دیتا ہے۔ بیسویں صدی کی تنقید میں دو دھارے، بہت نمایاں ہیں۔ ایک کے مطابق مصنف ہی تصنیف کے معنی کے بااختیار فیصلہ کنندہ ہوتا ہے۔ دوسرے دھارے کے مطابق مصنف کا وجود غیر ضروری ہے اور ادب فہمی کے لیے متن کو نئے انداز سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔	صدی کی تبدا، مقدمہ شعر و شاعری، حالی، شبلی نعمانی، تہذیبی مباحث، صفدر نعیم
نواز، شاہد	''قصبہ کہانی'' میں ہم عصر سماج	۱۱۹ تا ۱۲۶	ڈاکٹر تبسم کاشمیری کو ادبی مؤرخ، ناقد اور محقق کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس مقالے میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری کا بطور ناول نگار مطالعہ کیا گیا ہے۔ ''قصبہ کہانی'' ان کا ناول ہے جو ۱۹۹۳ء میں منظر عام پر آیا۔ یہ ایک علامتی کہانی ہے جس کا موضوع پاکستان کا سماج ہے۔ یہ کہانی بیسویں صدی کی آٹھویں اور نویں دہائی کے پاکستان کے سماج، عہد اور عصر کی داستان ہے۔	ڈاکٹر تبسم کاشمیری، قصبہ کہانی، تاریخ ادب اردو، لا=راشد، اردو ناول، شاہد نواز
نوازش، محمد خاور	کیا فقط یادِ ہجرت تھی اداسی کا سبب؟ (مطالعۂ ناصر: 'برگ نے' اور 'دیوان' کی روشنی میں)	۱۳۵ تا ۱۵۴	جدید اردو غزل میں ناصر کاظمی ایک نامور شاعر ہیں۔ ناصر کاظمی کو اداسی کا شاعر کہا جاتا ہے۔ ناصر کا غمِ جاناں دراصل غمِ دوراں ہے۔ ناصر کاظمی عصری شعور رکھنے والا شاعر ہے۔ وہ عالمی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھ رہا ہے۔ اس مقالے میں ناصر کاظمی کی شاعری میں اداسی کے اسباب و محرکات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ ناصر کاظمی کی اداسی کو صرف ہجرت اور ناسٹیلجیا تک محدود کر دینا درست نہیں ہے۔	ناصر کاظمی، جدید اردو غزل، برگ نے، دیوان، ہجرت، محمد خاور نوازش

جرنل آف ریسرچ: ۲۵ (۲۰۱۴ء)

مدیر : روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اقبال، طاہرہ	مسئلہ کشمیر پر مقبوضہ کشمیر میں اُردو افسانہ	۱۱۷ تا ۱۳۶	اس مقالے میں مقبوضہ کشمیر کے اُردو افسانہ نگاروں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دکھایا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ایسے افسانہ نگار شامل ہیں جنھوں نے سیاسی بے یقینی، ناانصافی، بدعنوانی، بے روزگاری، کرفیو، احتجاج اور انڈین پولیس اور آرمی کی طرف سے اچانک دھاوا بولنے جیسے عصری مسائل و واقعات کو موضوع بنایا ہے جبکہ دوسرا حصہ اُن افسانہ نگاروں پر مشتمل ہے جنھوں نے کشمیر کے سرحدی علاقوں میں رہنے والے ایسے لوگوں کے جذبات اور احساسات کو موضوع بنایا ہے جن کے عزیز رشتہ دار ہی نہیں بلکہ احساسات بھی زمینی تقسیم میں مقید ہو گئے ہیں۔ مقالہ نگار نے مقبوضہ کشمیر کے افسانہ نگاروں کی کہانیوں کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے۔	اُردو افسانہ، مسئلہ کشمیر، مقبوضہ کشمیر، کرفیو، خالد حسین، نور شاہ، ترنم، عمر مجید، منظورہ، طاہرہ اقبال
بخاری، سید صفدر حسین/مہار، اجمل	سرائیکی صوفی شعرا کا اُردو کلام۔ اُردو کی لسانی و ادبی تشکیل (ایک تحقیقی مطالعہ)	۲۱۳ تا ۲۲۶	سرائیکی کو تخلیقی اظہار کا ذریعہ بنانے والے کچھ صوفی شعرا نے اُردو میں بھی اشعار موزوں کیے۔ اُردو کی ابتدا کے مختلف نظریات میں سرائیکی وسیب کا حوالہ آتے ہی اس خطے کے ایسے شعرا کی اہمیت جن کے ہاں اردو کلام بھی ملتا ہو، بڑھ جاتی ہے۔ یہ مقالہ تیر ھویں صدی سے بیسویں صدی تک کے چند سرائیکی صوفی شعرا کے اردو کلام کا لسانی و فکری جائزہ پیش کرتا ہے۔	سرائیکی، صوفی شعرا، سید شمس الدین، سید نور الدین، سچل سرمست، سید صفدر حسین بخاری، اجمل مہار
پاریکھ، رؤف	جان۔ ٹی۔ پلیٹس، اس کی اُردو بہ انگریزی لغت، اس کے پیش رو اور مقلد	۱۹ تا ۳۸	جان۔ ٹی۔ پلیٹس اُردو کے ابتدائی لغت نویسوں میں سے ایک ہیں۔ ان کے پیش رووں میں ایس۔ ڈبلیو۔ فیلن اور جان شیکسپیئر کے کام کو علمی حوالے سے سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ مقالہ جان۔ ٹی۔ پلیٹس کی شہرۂ آفاق لغت 'A dictionary of Urdu, Classical Hindi and English' پر تحقیقی و تنقیدی حوالوں سے روشنی ڈالنے کے علاوہ لغت نویس کے سوانحی کوائف بھی سامنے لاتا ہے۔ مقالہ نگار نے جان ۔ٹی۔ پلیٹس کے کام میں اُن کے پیش رووں اور بالخصوص جان شیکسپیئر کے اثرات تلاش کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔	اردو لغت نویسی، جان۔ ٹی۔ پلیٹس A dictionary of Urdu, Classical Hindi and English جان شیکسپیئر، ڈاکٹر فیلن، رؤف پاریکھ،
پروین، عذرا	نسیم حجازی کے تاریخی ناول اور فنی تقاضوں کا تجزیہ	۱۳۷ تا ۱۴۸	اس مقالے میں ناول اور تاریخ کی ہم آہنگی کو تمہیدی بحث کے طور پر لیا گیا ہے اور اس کے بعد تاریخی ناول نگاری کے فنی تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہوئے نسیم حجازی کے تاریخی ناولوں کا فنی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے خیال میں	نسیم حجازی، تاریخی ناول، داستان مجاہد، محمد بن قاسم،

			عبدالحلیم شرر کے بعد اُردو میں تاریخی ناول نگاری کی روایت کا سب سے اہم حوالہ نسیم حجازی ہیں۔ اگرچہ اُن کے ناولوں کے فنی حوالے کچھ کمزور ہیں لیکن وہ ناولوں کی مجموعی فضا کے نیچے کچھ دب جاتے ہیں۔	آخری چٹان، عذرا پروین
جاوید، بابر	علامہ اقبال اور ابن خلدون کا عمرانیاتی فلسفہ	۱۴۹ تا ۱۵۶	علامہ اقبال اُردو کے فلسفی شاعر اور ابن خلدون فلسفۂ تاریخ کے ماہر کی حیثیت سے علمی دنیا میں پہچانے جاتے ہیں۔ دونوں علما کے عمرانی فلسفے میں نہایت گہری مطابقت پائی جاتی ہے۔ مقالہ نگار کے خیال میں علامہ اقبال اور ابن خلدون دونوں کے عمرانی نظریات قرآنی تعلیمات سے ماخوذ ہیں اس لیے دونوں مفکرین عصبیت کو مثبت معنوں میں لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ غالب اقوام میں قوت و عظمت دین ہی کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ عمرانیاتی عمل اور معاشرے کی تشکیل کو ان دونوں مفکرین نے زمان و مکاں کی قید سے آزاد سمجھا تاہم ان کے نظریات میں ایک جزوی اختلاف یہ نظر آتا ہے کہ ابن خلدون نے انفرادی واجتماعی اقدار کے تجزیے کے لیے معروضی انداز اختیار کیا جبکہ علامہ اقبال فرد اور معاشرے کے تعلق کو موضوعی انداز میں دیکھتے ہیں۔ یہ مقالہ دونوں فلسفیوں کے عمرانی نظریات میں یکسانیت کی نقب لگانے کی سعی ہے۔	علامہ اقبال، ابن خلدون، عمرانیات، عمرانیاتی فلسفہ، بابر جاوید
جعفری، جواز	کلاسیکی موسیقی کے پاکستانی گھرانے	۶۱ تا ۷۴	فنِ موسیقی میں 'گھرانہ' ایک ثقافتی اور علمی اصطلاح ہے۔ مسلمانوں نے ہندوستانی اور ایرانی موسیقی کے تال میل سے برصغیر میں گھرانے کا نظام متعارف کرایا اور گھرانہ گائیکی کے نتیجے میں برصغیر میں موسیقی کے بے شمار دبستان سامنے آئے جنھوں نے اپنے اپنے اسالیب کے ذریعے موسیقی کی روایت کو آگے بڑھایا۔ ان گھرانوں میں گوالیار گھرانہ، پٹیالہ گھرانہ، قصور گھرانہ، شام چوراسی گھرانہ، تلونڈی گھرانہ وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مقالہ نگار نے اس مضمون میں ان تمام گھرانوں کے تعارف اور مخصوص اندازِ گائیکی سے سیر حاصل بحث کی ہے۔	کلاسیکی موسیقی، گائیکی، ثقافتی، گوالیار گھرانہ، پٹیالہ گھرانہ، شام چوراسی گھرانہ، قصور گھرانہ، تلونڈی گھرانہ، جواز جعفری
حُر، مختار/ کمال، محمد اشرف	جھنگ میں اُردو غزل کی خواتین شاعرات	۱۶۷ تا ۱۷۶	جھنگ میں اُردو غزل گوئی کی ایک مستحکم روایت موجود ہے جس میں مرد شعرا کے علاوہ خواتین شاعرات نے بھی اپنی شعری استعداد اور صلاحیت کے مطابق بھرپور اضافہ کیا ہے۔ ان شاعرات میں ثریا سلیم، دُرانجم عارف، نسیم صحرائی، فرخ زہرا گیلانی، مسرت جبیں زیبا، سمیرا حمید، سعیدہ رشم، عینی راز، منزہ صبا اور نائلہ تبسم وغیرہ شامل ہیں۔ اس مقالے میں جھنگ کی خواتین شاعرات کے کلام کا فنی و فکری جائزہ لیتے ہوئے اُردو غزل کی روایت میں اُن کے مقام کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	جھنگ، اُردو غزل، خواتین شاعرات، ثریا سلیم، نسیم صحرائی، عینی راز، نائلہ تبسم، مختار حُر، محمد اشرف کمال

حمید، شائستہ	مہدی مجروحؔ بطور شاعر	۱۱۱ تا ۱۱۶	اُردو دنیا میں میر مہدی مجروح کا بڑا حوالہ غالب ؔ کی قربت، دوستی، شاگردی اور عزیزی ہے۔ اُن سے اُردو کے بیشتر قارئین کا پہلا اور بڑا تعارف غالب ؔ کے خطوط کے ذریعے ہوتا ہے لیکن یقینی طور پر وہ اپنے عہد کے ایک اہم اور نمایاں اُردو شاعر بھی تھے۔ اُن کی تخلیقی کائنات سے بہت کم رجوع کیا گیا ہے۔ اُن کا شعری مقام غالب ؔ کی بھاری بھر کم شخصیت کے نیچے کہیں دب کر رہ جاتا ہے۔ یہ مضمون میر مہدی مجروحؔ کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے اور اُن کے جمالیاتی ذوق کو سمجھنے کی کوشش بھی ہے۔	میر مہدی، تلامذۂ غالب، اردو شاعری، مجروح، مکتوباتِ غالب، شائستہ حمید
خٹک، خالد محمود	بلوچستان میں اُردو ناول : متنوع رجحانات	۴۷ تا ۵۶	بلوچستان میں اردو ناول کا آغاز 1915ء سے ۱۹۲۰ء کے درمیانی عرصے میں ہوا۔ ابتدا سے ہی ناول میں اس خطے کی تہذیب، ثقافت اور رہن سہن کو اجاگر کرنے کی کوشش نمایاں رہی۔ تاریخی ناول بھی لکھے گئے۔ خواتین تخلیق کاروں نے بھی ناول لکھے اور گھریلو زندگی کے نشیب و فراز کو موضوع بنایا۔ مقالہ نگار کے مطابق بلوچستان میں اُردو ناول نگاری کی روایت کا مجموعی جائزہ لینے سے ناولوں کے عمومی رجحانات میں اصلاحی، مقصدی، رومانوی، ترقی پسندانہ اور اسلامی تصوف کے پہلو حاوی نظر آتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی میں سیاسی پہلو بھی موضوع بنتے ہیں۔	بلوچستان، اردو ناول، بلوچی، تہذیب، جگن ناتھ سیٹھی، دیوتا، خوابوں کی بستی، ہاشم ندیم، خالد محمود خٹک
رانی، فوزیہ	عورت کا جہانِ باطن اور اُردو افسانہ	۸۷ تا ۹۶	اُردو کی خواتین افسانہ نگاروں نے ماحول سے وابستہ مسائل کے ساتھ ساتھ اپنے باطنی مسائل کو بھی موضوع بنایا ہے۔ عورت کی دوہرے دباؤ کی شکار شخصیت اُس کی افسانوی تخلیقات میں زیادہ شدت اور گہرائی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ اُردو افسانے کی روایت میں ایسی بہت سی خواتین افسانہ نگار نظر آتی ہیں جنھوں نے اپنے دور کے عمومی رجحانات کے ساتھ اپنے انفرادی تجربات، باطنی احساسات اور ایک عام عورت کی پیچیدہ ذہنی کیفیات کو بھی اپنی کہانیوں میں بیان کیا ہے۔ اس مضمون میں ممتاز شیریں، حجاب امتیاز علی، قرۃ العین حیدر، بانو قدسیہ، خالدہ حسین، ام عمارہ، عطیہ سید اور فرحت پروین وغیرہ کی کہانیوں کا جائزہ لیتے ہوئے عورت کے جہانِ باطن میں جھانکنے کی کوشش کی گئی ہے۔	تصورِ عورت، اردو افسانہ، قرۃ العین حیدر، ممتاز شیریں، حجاب امتیاز علی، خالدہ حسین، عطیہ سید، فرحت پروین، فوزیہ رانی
ربانی، غلام	سعادت حسن منٹو کی انسان دوستی ان کے افسانوں کی روشنی میں	۱۳ تا ۱۸	سعادت حسن منٹو کے افسانے ہمدردی اور انسان دوستی کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے سماج کے رذیلہ طبقے کو افسانوں کا موضوع بنایا۔ یہ مضمون اُن کی تخلیقی دنیا میں انسان دوستی کے حوالوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق منٹو کے کرداروں میں انسان دوستی کا جذبہ اُس وقت سب سے نمایاں نظر آتا ہے جب کوئی غیر انسانی حالات درپیش ہوں۔	سعادت حسن منٹو، انسان دوستی، اردو افسانہ، کھول دو، ممی، بابو گوپی ناتھ، غلام ربانی

رسول، غلام	پس جدیدیت: چند غور طلب سوالات	۱ تا ۱۲	پس جدیدیت ڈسکورس بنیادی طور پر فرانس، برطانیہ اور امریکہ سے درآمدہ فکر ہے۔ اُردو ناقدین اور اسکالرز نے اس کے حوالے سے زیادہ تر تعارفی اور وضاحتی نوعیت کے مضامین لکھے ہیں۔ اگرچہ ڈاکٹر محمد علی صدیقی اور عمران شاہد بھنڈر جیسے بعض مصنفین نے اس ڈسکورس سے سیر حاصل بحث کی ہے لیکن اس مغربی رجحان کے بارے میں تنقیدی رویہ بہت کم اختیار کیا گیا ہے۔ یہ مضمون اس حوالے سے کچھ بنیادی سوالات اُٹھانے کی سعی کرتا ہے۔	ڈسکورس، پس جدیدیت، مابعد جدیدیت، دریدا، ژاک لاکاں، غلام رسول
سلیم، عظمیٰ	ترجمہ اور لسانیات: نئے مباحث	۵۷ تا ۶۰	اس مقالے میں ترجمہ اور لسانیات کے تعلق پر علمی انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ بظاہر یہ دونوں مختلف ڈسپلنز ہیں لیکن چونکہ دونوں کی بنیاد زبان ہے اس لیے ان کی جڑیں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ زبانوں کی زندگی ترجمے کی مرہونِ منت ہے اور ترجمے کی زندگی زبان کی محتاج ہے سو ترجمہ لسانیات کے علم کی ایک اہم ترین شاخ ہے۔	ترجمہ، علم لسانیات، زبانیں، معنیات، لفظیات، عظمیٰ سلیم
سہیل، عامر/کلیم، طارق	مشفق خواجہ کے ادبی کالموں کی تحقیق میں اہمیت	۳۹ تا ۴۶	مشفق خواجہ کے تحقیقی و تنقیدی کاموں کے ساتھ ساتھ اُن کے ادبی کالموں کو بھی علمی دنیا میں بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ کالم روزنامہ 'جسارت' (کراچی)، ہفتہ وار 'زندگی' (لاہور) اور ہفتہ وار 'تکبیر' (کراچی) میں بیسویں صدی کی ساتویں دہائی سے نویں دہائی تک شائع ہوتے رہے۔ یہ کالم معاصر تخلیق کاروں، تنقیدی رویوں، تحریکات، کتب اور مختلف واقعات پر نہایت اہم معلومات مہیا کرتے ہیں۔ اس مضمون میں مشفق خواجہ کے کالموں کی مذکورہ حوالے سے اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	مشفق خواجہ، روزنامہ جسارت، ہفتہ وار زندگی، تکبیر، ادبی کالم نویسی، عامر سہیل، طارق کلیم
صفی، محمد سفیان	اقبال کا فلسفۂ جبر و قدر اور تقدیرِ الٰہی (مکاتیبِ اقبال کی روشنی میں)	۲۲۷ تا ۲۳۶	اقبال کو فلسفۂ عجم کے مطالعے کے بعد یہ احساس ہوا کہ مسلمانوں کے زوال کا ایک بڑا سبب تقدیر اور قسمت کا وہ عجمی تصور ہے جو ہر کسی کے دماغ پر مسلط ہے۔ یہ تصور خودی کی نفی کرتا ہے۔ اقبال نے تقدیر اور توکل کے اس غلط تصور کو بے عملی کا بنیادی سبب سمجھا۔ اس موضوع پر اقبال کی شاعری کے علاوہ اُن کے خطوط میں بھی کئی جگہوں پر وضاحت ملتی ہے۔ یہ مقالہ اقبال کے خطوط کی روشنی میں اُن کے فلسفۂ جبر و قدر اور تقدیرِ الٰہی کے تصور کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔	علامہ اقبال، اقبالیات، فلسفۂ جبر و قدر، خودی، جبر و قدر، تقدیرِ الٰہی، محمد سفیان صفی
عالم، شیبا	''دیوار کے پیچھے'': ایک رجحان ساز ناول	۱۷۷ تا ۱۸۴	''دیوار کے پیچھے'' انیس ناگی کا ایسا ناول ہے جو اُن کے روشن خیال اور باشعور تخلیق کار ہونے کا عملی نمونہ ہے۔ اس ناول کا موضوع پاکستان میں آمریت کے سائے میں پلتی ہوئی سیاسی صورتِ حال ہے۔ یہ مقالہ انیس ناگی کے متذکرہ ناول کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق ''دیوار کے پیچھے'' میں ترقی پسند خیالات کو وجودی نقطۂ نظر کے ذریعے ایک نئی معنویت	انیس ناگی، دیوار کے پیچھے، اردو ناول، سیاسی ناول، آمریت، وجودیت عدم تحفظ، انفعالی،

			اور بصیرت عطا کی گئی ہے اور یہ رجحان انیس ناگی کے قلم سے ہی پہلی دفعہ اُردو کہانی میں اُمڈ کر سامنے آیا ہے۔	شیبا عالم
عباس، وسیم / ترین، روبینہ	ملتان کے نمائندہ نظم گو شعراے اُردو کے فکری و فنی ماخذات	۲۰۱ تا ۲۱۲	ملتان میں اُردو غزل اور اُردو نظم کی بڑی مستحکم شعری روایت موجود ہے۔ شعراے ملتان کی فکری و فنی فیض کشی کی کئی جہات ہیں۔ اس مقالے میں ملتان کے نمائندہ نظم گو شعراے اردو کے فکری و فنی ماخذات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ جن نظم گو شعرا کے کلام کو اس مقالے میں موضوع بنایا گیا ہے اُن میں اسلم انصاری، عرش صدیقی، رحمان فراز، نجم الاصغر شاہیا، انوار انجم، فیاض تحسین، جابر علی سید، فرخ درانی اور ڈاکٹر محمد امین وغیرہ شامل ہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق ان شعرا نے اقبال، راشدؔ، میراجی، فیضؔ، ناصرؔ اور مجید امجد کے علاوہ مختلف فکری رجحانات جیسے جدیدیت، ترقی پسندی اور لسانی تشکیلات وغیرہ سے بھی گہرے اثرات قبول کیے ہیں۔	ملتان، اُردو نظم، اُردو شاعری، اسلم انصاری، عرش صدیقی، رحمان فراز، انوار انجم، فیاض تحسین، مجید امجد، ن۔ م۔ راشد، وسیم عباس، روبینہ ترین،
عطاء الرحمٰن / جمال، نجیب	جدید اُردو غزل: وجودیت کے تناظر میں	۷۵ تا ۸۶	وجودیت وہ طرزِ فکر ہے جس میں وجود کو جوہر پر فوقیت حاصل ہے۔ وجودیت کا فلسفہ بیسویں صدی عیسوی میں باقاعدہ زیرِ بحث آنا شروع ہوا۔ وجودیت کی بنیاد انسانی تجربے پر استوار ہے اور وجودیوں کے نزدیک اشیا ویسی ہی ہیں جیسی کہ دکھائی دیتی ہیں سو ہستی کے پس پردہ کسی پراسراریت کو تلاش کرنا بے سود ہے۔ اُردو غزل نے حقیقت کا جو تصور فارسی غزل سے اخذ کیا تھا وہ مابعد الطبیعیاتی نوعیت کا تھا۔ وجودی افکار جب اُردو غزل میں فروغ پانے لگے تو وہ تصور تشکیک کی زد میں آگیا۔ اس مضمون میں پاکستانی جدید اُردو غزل کا مطالعہ وجودی فکر کی روشنی میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	جدید اُردو غزل، وجودیت، فلسفہ، وجود، ہستی، سارتر، مابعد الطبیعیات، پاکستانی غزل، منیر نیازی، عطاء الرحمٰن، نجیب جمال
علی، لیاقت	فنونِ لطیفہ میں متخیلہ کا تصور	۹۷ تا ۱۱۰	فنونِ لطیفہ کی دنیا میں تخیل کی اہمیت پر قدیم یونان سے عہدِ حاضر تک سوالات اُٹھائے جا رہے ہیں۔ قوتِ متخیلہ ہی ایک عام انسان اور تخلیقی فن کار میں حدِ فاصل قائم کرتی ہے۔ تخیل کی اثر پذیری کے بارے میں سب سے پہلے افلاطون نے ایسے سوالات اُٹھائے جن کے جوابات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ انسانی فکر کا بنیادی ماخذ مادہ ہے لیکن تخیل اس میں وسعت لا کر خلق کی صلاحیت کا حامل ہو جاتا ہے۔ اس مضمون میں مغربی فلسفیوں اور اُردو کے ناقدین کے ہاں تخیل کی حدود تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ تخیل نسلِ انسانی کا ایک اجتماعی ورثہ ہے اور تخلیق کار اسے استعمال میں لا کر ہی معلوم سے نامعلوم کی طرف سفر کرتا ہے۔	فنون لطیفہ، تخیل، فلسفہ، متخیلہ، افلاطون، ارسطو، لیاقت علی
علی، رانی صابر / ترین،	اکیسویں صدی کا نیا سیاسی و سماجی	۲۳۷ تا	پاکستانی کے سیاسی و سماجی پس منظر کو بہت سے ناول نگاروں نے اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا ہے۔ اُن میں سے ایک مستنصر حسین تارڑ ہیں۔ اپنے نئے ناول	خس و خاشاک زمانے، مستنصر

روبینہ	منظر نامہ اور ''خس و خاشاک زمانے'' میں اس کا اظہار	۲۴۶	'خس و خاشاک زمانے' میں انھوں نے اکیسویں صدی کے نئے سیاسی و سماجی منظر نامے کی بنیادوں کو موضوع بناتے ہوئے تین مختلف نسلوں کے جذبات و احساسات سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔ ہجرت در ہجرت، مسلمانوں اور سکھوں کے تعلقات، شہری و دیہی ثقافت اور بدلتا ہوا سماج، اس ناول کے بنیادی حوالے ہیں۔ اس مضمون میں ان تمام حوالوں کی روشنی میں مستنصر حسین تارڑ کے اس ناول کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	حسین تارڑ، اردو ناول، سیاسی ناول، پاکستانی سیاست، مارشل لا، آمریت، رانی صابر علی، روبینہ ترین
فاطمہ، سید عنبر / نقوی، ہلال	محسن نقوی کی مذہبی شاعری (حمد و نعت سے رثائی ادب تک)	۱۸۵ تا ۲۰۰	محسن نقوی جدید اُردو شاعری کا ایک بڑا نام ہیں۔ انھوں نے اُردو شاعری میں نظم، غزل اور قطعہ کے علاوہ حمد، نعت، منقبت، سلام اور مرثیہ جیسی اصنافِ سخن کو بھی برتا۔ محسن کی مذہبی شاعری میں گہرا شعور، جذبات، عقیدت اور آگہی نظر آتی ہے۔ مذہبی شاعری پر مشتمل اُن کے شعری مجموعوں میں ''موجِ ادراک''، ''فراتِ فکر'' اور ''حق ایلیا'' شامل ہیں۔ یہ مضمون محسن نقوی کی مذہبی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ یہاں محسن کے ہاں فکری پہلوؤں کے ساتھ ساتھ فنی پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا گیا ہے اور اسلوب، تراکیب، لب و لہجے اور قوتِ بیان میں مذہبی عقیدت کی گہرائی کے ساتھ شاعرانہ مقام کا تعین بھی کیا گیا ہے۔	مذہبی شاعری، ہلال نقوی، مرثیہ، موج، ادراک، فرات فکر، حقِ ایلیا، میراثِ محسن، سید عنبر فاطمہ، محسن نقوی
یٰسین، رانا غلام	پروفیسر محمد عثمان کی نثر کا فکری مطالعہ	۱۵۷ تا ۱۶۶	پروفیسر محمد عثمان نے پاکستان، مذہب، اقبالیات، ثقافت اور تعلیم پر بہت سے مضامین لکھے ہیں۔ اُردو دنیا میں اُن کی پہچان اقبالیات ہے۔ اُن کے 'اسرار و رموز' اور خطباتِ اقبال کے تراجم کو اس ضمن میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ مضمون اُن کی نثری تحریروں کے مختلف فکری پہلوؤں سے بحث کرتا ہے۔	پروفیسر محمد عثمان، علامہ اقبال، اقبالیات، اسرار و رموز، خطباتِ اقبال، رانا غلام یٰسین

جرنل آف ریسرچ:۲۶(۲۰۱۴ء)

مدیر : روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

کلیدی الفاظ	ملخص	صفحات نمبر	عنوان	مقالہ نگار
عزیز احمد، نو آبادیات، ہندوستان، اشراف کلچر، اردو فسانہ، حمیرا اشفاق	اس مضمون میں عزیز احمد کے افسانوں پر تاریخی و تہذیبی سیاق میں روشنی ڈالتے ہوئے ہندوستانی اشرافیہ کے عہدِ زوال کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اُردو دنیا میں عزیز احمد کا نام ایک افسانہ نگار اور ناول نگار کے علاوہ مورخ اور محقق کی حیثیت سے بھی نہایت اہم سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ پر اُن کی گہری نظر اور وقیع مطالعہ اُن کی کہانیوں کے موضوع سے بہت تال میل رکھتا ہے۔ اُن کے افسانوں نے اپنے عہد کے تاریخی حوالوں کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ عزیز احمد نے بورژوا اور پرولتاری طبقے کے ساتھ ساتھ نو دولتیہ طبقے کو بطورِ خاص موضوع بنایا ہے اور ہندوستان میں اس طبقے کے زوال کے اسباب کو اپنی کہانیوں میں بخوبی اجاگر کیا ہے۔	۱۰۳ تا ۱۲۲	عزیز احمد کے افسانے: نو آبادیاتی ہندوستان میں اشراف کلچر کے عہد زوال کی داستان	اشفاق، حمیرا
سلیم اختر، علم نفسیات، اردو تنقید، نفسیاتی تنقید، نفسیاتی دبستان، فرائڈ، ژونگ، عاصمہ اصغر	اُردو میں نفسیاتی تنقید کے دبستان کا سب سے اہم نام ڈاکٹر سلیم اختر ہیں۔ اُنھوں نے اپنا پی ایچ۔ڈی۔ کا تحقیقی مقالہ 'اُردو میں نفسیاتی تنقید کا دبستان' کے موضوع پر لکھا اور فرائڈ، یونگ اور ایڈلر سے متاثر ہونے والے مشرقی اور مغربی ناقدین کی تحریروں کا نہایت گہرا مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر سلیم اختر نے ہی پہلی دفعہ یہ ثابت کیا اُردو کے اولین نفسیاتی نقاد میراجی نہیں بلکہ مرزا ہادی رسوا ہیں۔ اس مضمون میں ڈاکٹر سلیم اختر کی نفسیاتی تنقید کے موضوع پر لکھی گئی تحریروں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	۷۳ تا ۸۲	ڈاکٹر سلیم اختر کی نفسیاتی تنقید (پس منظر و پیش منظر)	اصغر، عاصمہ
نو آبادیات، ماقبل نو آبادتی عہد، انگریز، ہندوستانی، ہندی زبان، اُردو زبان، لسانیات، جان گل کرسٹ، فورٹ ولیم کالج، زبانِ حکمرانی، ساجد جاوید	اُردو لسانیات، تقابلی لسانیات اور ہندوستانیات کے شعبوں میں ڈاکٹر جان گل کرسٹ کی خدمات سے اُردو دنیا بخوبی آگاہ ہے۔ انھوں نے فورٹ ولیم کالج میں شعبہ ہندوستانی کے پروفیسر تعینات ہونے سے پہلے ہی اُردو (ہندوستانی) زبان کی لغت پر نہایت علمی کام مکمل کر لیا تھا۔ انھوں نے ہندوستان کی لنگوا فرانکا کو ہندوستانی کا نام دے کر اس میں کئی کتب تصنیف و ترجمہ کرائیں تاکہ نو آبادیاتی حکام کو یہ زبان سیکھنے میں مدد مل سکے۔ یہی زبان آگے چل کر ہندوستان میں فارسی کی جگہ زبانِ حکمرانی کا درجہ حاصل کرتی ہے۔ اس مضمون میں مقالہ نگار نے زبانِ حکمرانی کی تشکیل کو ایک لسانی منصوبہ قرار دیتے ہوئے اس ضمن میں گل کرسٹ کی مساعی پر تحقیقی حوالوں سے روشنی ڈالی ہے۔	۸۹ تا ۱۰۲	ماقبل نو آبادیاتی عہد میں زبانِ حکمرانی کی تشکیل، جان گل کرسٹ کا اہم لسانی منصوبہ	جاوید، ساجد

خان، محمد ساجد	راشد کی شاعری میں کردار	۲۰۵ تا ۲۲۲	ن۔م۔راشد جدید اُردو نظم کے سب سے اہم شاعر ہیں۔انھوں نے جدیدیت کی تحریک سے گہرے اثرات قبول کیے اور اس فکری رجحان کے تمام لازمی عناصر کو اپنی شاعری میں سمویا جن میں سے ایک زندہ کرداروں کو نظم کرنا بھی تھا۔راشد کے ہاں 'حسن کوزہ گر' اور جہاں زاد ایسے کردار اس تکنیک کا بھرپور اظہاریہ ہیں۔ایلیٹ نے کردار نگاری کو نظم میں تیسری آواز قرار دیا تھا۔اس مضمون میں ن۔م۔راشد کی کردار نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	ن۔م۔راشد، جدید شاعری، جدید نظم، اُردو نظم، جدیدیت، کردار نگاری، حسن کوزہ گر، رقص، انتقام، محمد ساجد خان
رمضان، محمد / جمال، نجیب	علامہ اقبال کی متروکہ نظم 'نالۂ یتیم' کا تجزیاتی مطالعہ	۶۵ تا ۷۲	انجمن حمایت اسلام لاہور کے پندرھویں اجلاس میں جب علامہ اقبال نے 'نالۂ یتیم' پیش کی تو اس نے مسلمانوں کی روحوں کو گرمانے کے علاوہ بطور شاعر اقبال کو معتبر پہچان بھی عطا کی لیکن یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ جب علامہ نے ۱۹۲۴ء میں اپنے شہرۂ آفاق اُردو مجموعۂ کلام 'بانگ درا' ترتیب دیا تو اس نظم کو ترک کر دیا۔اس مضمون میں 'نالۂ یتیم' کے فکری و فنی جائزے کے ساتھ ساتھ اس اہم سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ اقبال نے اس نظم کو کن اسباب کی بنا پر ترک کیا۔	علامہ اقبال، اردو نظم، متروک کلام، بانگ درا، انجمن، حمایتِ اسلام، اقبالیات، نالۂ یتیم، محمد رمضان، نجیب جمال
سلطانہ، عشرت	احسان دانش کا غیر مطبوعہ شعری کلام	۴۳ تا ۵۴	احسان دانش اپنے منفرد اسلوب اور شعری لغت کی بنا پر اُردو شاعری کی روایت میں اہم مقام کے حامل ہیں۔یہ مضمون اُن کے غیر مطبوعہ شعری کلام کی دریافت اور تجزیاتی مطالعے پر مبنی ہے۔مقالہ نگار کے مطابق اُن کا غیر مطبوعہ کلام اُن کے مطبوعہ کلام سے کہیں زیادہ ہے۔کچھ مجموعے تو ایسے ہیں جنھیں شاعر نے خود ترتیب دیا تھا لیکن محققین اور ناقدین کی نظروں سے اوجھل ہونے کی وجہ سے کبھی اُن کی شعری کائنات میں زیرِ بحث نہیں آئے۔	احسان دانش، غیر مطبوعہ کلام، اردو شاعری، میراثِ مومن، شفق رنگ، ابر نیساں، زنجیرِ بہاراں، قصر نگاراں، عشرت سلطانہ
عابد، قاضی	شکوہ: صدی بھر کی تعبیرات	۲۲۹ تا ۲۴۸	'شکوہ' علامہ اقبال کی معروف نظموں میں سے ایک ہے جو پہلی دفعہ انجمن حمایتِ اسلام کے ایک عوامی اجتماع میں پڑھی گئی۔سر عبدالقادر سے لے کر سلیم احمد ایسے اقبال شناسوں تک اس نظم کی بیسیوں تعبیرات کی گئی ہیں، ہر اقبال شناس نے اپنے مخصوص فکری نظام، تربیت اور آئیڈیالوجی کے سیاق میں اقبال کی اس نظم کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ڈاکٹر قاضی عابد کا یہ مضمون گزشتہ ایک صدی میں اس نظم کی تعبیرات کا علمی جائزہ پیش کرتا ہے اور اقبال کے فکری نظام کو سمجھنے میں بے حد اہم ہو سکتا ہے۔	علامہ اقبال، اردو نظم، بانگ درا، شکوہ، اقبال، اقبال شناس، عبدالقادر، سلیم احمد، قاضی عابد
عرفان، مریم / کاشمیری، تبسم	''الف لیلیٰ'' کی جمالیات	۱۷۳ تا ۱۸۴	داستان ''الف لیلیٰ'' عربی فکشن کی تاریخ کا نہایت اہم حصہ ہے۔اسے ایرانی اور ہندوستانی اثرات کی حامل داستان سمجھا جاتا ہے۔اس داستان کا اسلوب بھی برصغیر کی مٹی سے گوندھا ہوا ہے اور اس خطے کے جمالیاتی مرقعے اس داستان	عربی داستان نگاری، الف لیلیٰ، دیوی، ہزار داستان،

			میں واضح نظر آتے ہیں۔ ''الف لیلیٰ'' کی مجموعی فضا، کرداروں کی سراپا نگاری، اسلوبِ بیان، حسن کے مختلف مرقعوں اور تخیل جیسے مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے اس مضمون میں متذکرہ داستان کا جمالیاتی تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	عربی فکشن، مریم عرفان، تبسم کاشمیری
علی، رانی صابر	انتظار حسین: عصری ناول نگار	۱۸۵ تا ۱۹۴	پاکستانی معاشرے میں ۱۹۴۷ء کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کی صورت میں ایک بہت اہم تبدیلی رُونما ہوئی جب مختلف ثقافتوں اور ہندوستان کے مختلف علاقوں سے آنے والے لوگ، زبان، تہذیبیں اور مختلف رویے لے کر یہاں اکٹھے ہوئے۔ اُن مختلف قومیتوں کے حامل لوگوں کے مختلف تجربات، مختلف آبائی ٹھکانوں کے ساتھ لگاؤ اور نئے مسائل، جن میں روزگار، بے یقینی اور طبقاتی استحصال وغیرہ شامل ہیں، پاکستانی فکشن نگاروں کے لیے بڑے موضوعات بنے۔ انتظار حسین کا نام ایسے ہی چند ناول نگاروں میں شامل ہے جنھوں نے ہجرت کے دُکھ کے ساتھ نئی دنیا کے مصائب کو موضوع بنایا۔ اس مضمون میں انتظار حسین کے ناولوں کا موضوعاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	انتظار حسین، اُردو فکشن، بستی، آگے سمندر ہے، ذاکر، مجو بھائی، رانی صابر علی
کوثر، ریحانہ	اسلام سے قبل عربوں کے دوسری اقوام سے تجارتی تعلقات پر اُردو کی اولین تحریر	۸۳ تا ۸۸	شمس اللہ قادری کا نام اردو زبان کی ابتدا کے حوالے سے مختلف نظریہ سازوں میں شمار ہوتا ہے۔ اُن کی کتاب 'اردوئے قدیم' میں اُردو کے آغاز اور ارتقا سے سیر حاصل تحقیقی بحث کی گئی ہے۔ اسلام سے قبل عربوں کے دنیا کی دوسری اقوام کے ساتھ تجارتی تعلقات کے موضوع پر بھی انھوں نے لکھا۔ یوں تو سید سلیمان ندوی اور قاضی اطہر مبارک پوری نے اس موضوع پر بہت تفصیل سے لکھا ہے لیکن شمس اللہ قادری کا یہ اختصاص ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے ۱۹۰۶ء میں اپنے ایک مقالے بعنوان 'تجارت العرب قبل الاسلام' میں اس موضوع کو لیا۔ ڈاکٹر ریحانہ کوثر کا یہ مضمون شمس اللہ قادری کے مقالے کی اہمیت پر تحقیقی انداز میں روشنی ڈالتا ہے۔	اسلام، اہلِ عرب، تجارتی تعلقات، تجارت العرب، قبل الاسلام، شمس اللہ قادری، اردوے قدیم، ریحانہ کوثر
گوہر، صادق حسین	متنِ کلیاتِ فرید مرتبہ شفقت تنویر مرزا: اُردو حصے کا جائزہ	۱۹۵ تا ۲۰۴	خواجہ فرید کی ولادت کے سو سال پورے ہونے پر ۲۰۰۱ء میں دوست پبلی کیشنز اسلام آباد نے شفقت تنویر مرزا کا مرتبہ 'کلیاتِ فرید' شائع کیا جس کا آخری حصہ 'اُردو غزل' کے عنوان سے ہے۔ اس میں غزلوں کے علاوہ چند اُردو قطعات اور ایک قوالی بھی شامل ہے جس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اس مقالے میں لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے نہایت محنت کے ساتھ اُردو حصے کے مختلف فنی اسقام کی نشان دہی کی ہے جنھیں ترتیب کے دوران درست کیا جانا چاہیے تھا لیکن وہ باقی رہ گئے۔	متنِ کلیاتِ فرید، خواجہ فرید، شفقت تنویر مرزا، اُردو کلام، اردو غزل، صادق حسین گوہر
گیلانی، مقبول حسن	''تفسیر محمدیؒ'':	۵۵	''تفسیر محمدیؒ'' پنجابی زبان و ادب کا قیمتی سرمایہ ہے جسے معروف مذہبی اسکالر	تفسیر محمدیؒ، حافظ

	ادبی جہات	تا ۶۴	اور عالم حافظ محمد بارک اللہ نے لکھا ہے۔ یہ تفسیر قرآن مجید سے اُن کی عقیدت کے ساتھ ساتھ اپنی مادری زبان پنجابی سے گہرے لگاؤ کا بھی ثبوت ہے۔ اس مضمون میں ''تفسیرِ محمدیؐ'' کی مختلف ادبی جہات سے بحث کی گئی ہے جس میں فکری گہرائی کے ساتھ ساتھ بالخصوص اندازِ بیان کی روانی اور سلاست پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالہ نگار کے خیال میں مفسر نے پنجاب کے دیہاتی لوگوں کے لیے قرآن فہمی کو آسان بنانے میں اہم حصہ ڈالا ہے۔	محمد بارک اللہ، پنجابی زبان، پنجابی تفسیر، مقبول حسن گیلانی،
ناز، شہنیلا	اُردو افسانے اور ناول کی تاریخ کا اجمالی جائزہ	۱۵۱ تا ۱۷۲	اس مضمون میں فکشن کی تعریف کے بعد سر سید دور کو اُردو نثر میں ایک بڑی تبدیلی کے دور کے طور پر لیا گیا ہے۔ اسی دور میں اُردو ناول نے آنکھ کھولی اور پھر بیسویں صدی میں اُردو افسانے کا آغاز ہوا۔ برصغیر کے مخصوص حالات کے تناظر میں فکشن کی دونوں بڑی اصناف ناول اور افسانے کی اجمالی تاریخ اس مقالے کا موضوع ہے۔ مقالہ نگار نے مختلف تحریکات اور رجحانات کے تحقیقی حوالوں کی روشنی میں دونوں اصناف کے آغاز سے لے کر مشرقی پاکستان کی علاحدگی تک کی روایت کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔	اُردو افسانہ، اُردو ناول، اُردو فکشن، ترقی پسند تحریک، علامتی افسانہ، جدیدیت، رومانویت، شہنیلا ناز
ندیم، روش	منٹو کے ہاں طبقات کی نمائندگی کا پس منظر	۲۵ تا ۴۲	سعادت حسن منٹو اُردو کے اُن چند افسانہ نگاروں میں سے ایک ہیں جن پر تحقیق و تنقید کا کام بہت زیادہ ہوا ہے اور اب تک مختلف تنقیدی رجحانات کی روشنی میں اُن کی کہانیوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں منٹو کے ہاں طبقات اور بالخصوص معاشرے کے پسے ہوئے طبقے کی نمائندگی کو تلاش کیا گیا ہے۔ منٹو بیسویں صدی کے اُس ترقی پسند شعور اور ابھار کی پیداوار تھے جس نے نچلے طبقات اور کو بالخصوص عورت موضوع بنایا۔	سعادت حسن منٹو، اُردو افسانہ، طبقہ، طبقات، ترقی پسندی، نوآبادیات، روش ندیم
نصیر، لبنیٰ/ترین، روبینہ	اُردو خودنوشتیں: نوکر شاہی، سیاستدانوں اور ادیبوں کا سیاسی شعور (تضادات، تعصبات، حقائق کی پردہ پوشی یا بے باک اظہار)	۲۲۳ تا ۲۲۸	نظم اور نثر کی روایتی صورتوں میں ایک اہم صنف آپ بیتی یا خودنوشت ہے جس میں ادیب اپنی زندگی میں پیش آنے والے ان واقعات کا تذکرہ کرتا ہے جو نہ صرف اہم ہوں بلکہ معاشرے کے ذوق کو سنوارنے اور اس کی تخلیقی حیثیت کو متحرک کرنے میں بھی معاون ہوں۔ اس مضمون میں مختلف بیوروکریٹس، سیاستدانوں اور ادیبوں کی آپ بیتیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اُن کے سیاسی شعور تک پہنچنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے اس تحقیق کے ذریعے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ ان لوگوں کی خودنوشتوں میں تضادات، تعصبات اور حقائق سے پردہ پوشی کے عناصر کس حد تک موجود ہیں اور ایک بے باک اظہار کس حد تک ملتا ہے۔	خودنوشت، آپ بیتی، نوکر شاہی، سیاسی شعور، لبنیٰ نصیر، روبینہ ترین
نواز، شاہد	''عجائباتِ فرنگ'' کے	۱۴۱ تا	''عجائباتِ فرنگ'' کو اُردو کے اولین سفرنامے کے طور پر اہم سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس سفرنامے کے مصنف یوسف خان کمبل پوش بظاہر تاریخ ادب میں	عجائباتِ فرنگ، اردو سفرنامہ،

	تشکیلی پہلو	۱۵۰	اولین سفر نامہ نگار کے طور پر اپنی حیثیت منوا چکے ہیں لیکن مصنف کے حالات و کردار اور سفر نامے کا متن داخلی شواہد کی بنا پر ایسے بہت سے سوالات کو جنم دیتے ہیں جن سے اس مضمون میں سیر حاصل تحقیقی بحث کی گئی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ جہاں ایک طرف یہ سفر نامہ اپنے تخلیقی اسلوب اور اولیت کی بنا پر اہم ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ مقامیت کے خلاف نفرت اور حقارت اور انگریزوں کے حق میں لکھی گئی پروپیگنڈا نما تحریر بھی ہے۔	یوسف خاں کمبل پوش، تاریخ یوسفی، شاہد نواز
نوازش، محمد خاور	ادب یا تعمیری ادب؟ (موجودہ سماج میں اثر پذیری کا سوال)	۱۲۳ تا ۱۴۰	جب بھی آرٹ کے تعمیری پہلوؤں کو ترتیب دیا جائے گا ادب کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ ادب کسی بھی معاشرے کے اجتماعی مستقبل کی تعمیر و تشکیل میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس مقالے میں اس اہم سوال کو موضوع بنایا گیا ہے کہ موجودہ سماج کی مجموعی حالت تشکیل پانے میں بھی ادب کا تعمیری کردار کس قدر رہا ہے۔ مقالہ نگار نے مختلف ادبی تحریکات اور رجحانات کے ضمن میں مختلف تخلیق کاروں، ناقدین اور دانش وروں کی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے اُن کی سماج میں اثر پذیری سے بحث کی ہے۔ معاشرتی زوال کو انحطاط تک لے جانے والے چار بڑے عوامل کی کار فرمائی بھی اس مقالے کے اہم مباحث کا حصہ ہے۔	تعمیری ادب، سر سید احمد خاں، نیاز فتح پوری، پریم چند، تعمیری تنقید، محمد خاور نوازش
نیر، ناصر عباس	بر صغیر پر مسلم ثقافتی اثرات: نو آبادیاتی تناظر	۱ تا ۲۴	اس مضمون میں مقالہ نگار نے بر صغیر پر مسلم ثقافتی اثرات کی نوعیت اور مضمرات سے بحث کی ہے۔ یہ اہم سوال ہمیشہ اُٹھایا جاتا رہا ہے کہ ہندوستان میں نو آبادیاتی عہد کا آغاز ہمیشہ انگریزوں کی عمل داری قائم ہونے سے ہی کیوں سمجھا جاتا ہے جبکہ اس سے پہلے مسلمان بھی تو باہر سے ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تھے۔ مقالہ نگار نے اس اہم سوال کا جواب تلاش کرتے ہوئے ثقافتی اثرات کے بیانیے کو زبان کے ساتھ بھی جوڑ کر دیکھا ہے اور فارسی کی نو آبادیاتی حیثیت سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اُن کے خیال میں مسلم عہد کے ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی ڈھانچے کے ردِ عمل میں ابھرنے والی مزاحمت بڑی حد تک مقامی زبانوں کی لوک شاعری میں ظاہر ہوئی۔	بر صغیر، مسلم ثقافتی اثرات، نو آبادیات، نو آبادیاتی تناظر، بھگتی تحریک، ناصر عباس نیر

جرنل آف ریسرچ: ۲۷(۲۰۱۵ء)

مدیر : روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو، بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، رفیق	ضیاءالدین احمد برنی کے نام مشاہیر کے غیر مطبوعہ خطوط کا اہم ذخیرہ	۱ تا ۱۲	ضیاءالدین احمد برنی کا تعلق ایک علمی خانوادے سے تھا انھوں نے کئی بڑے ادیبوں، شاعروں اور دانشوروں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔ اُنھی ادیبوں اور شاعروں کے ضیاءالدین احمد برنی کے نام لکھے گئے خطوط نہ صرف ان کے باہمی گہرے مراسم کے آئینہ دار ہیں بلکہ بہت سی گراں قدر معلومات بھی لیے ہوئے ہیں۔ اس مضمون میں ضیاءالدین برنی کے نام مشاہیر کے چند غیر مطبوعہ خطوط دریافت کر کے حواشی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔	ضیاءالدین احمد برنی، مشاہیر، خطوط، مکتوب، غیر مطبوعہ، شبلی نعمانی، سلیمان ندوی، شاہد دہلوی، رفیق احمد
احمد، امتیاز/ عنبرین، شازیہ	منیر نیازی کی کالم نگاری	۲۰۵ تا ۲۱۶	کالم کو اب باقاعدہ طور پر اُردو میں ایک جامع صنف کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ مختلف ادیبوں، شاعروں اور دانش وروں کی کالمی تحریروں کو ادبی تحریروں کے برابر جگہ دی جاتی ہے بلکہ کالم ہی ایک ایسی صنف ہے جس نے ادب اور صحافت کو بھی ایک دوسرے کے قریب آنے کا سب سے زیادہ موقع دیا ہے۔ منیر نیازی نے جو جدید اُردو شاعری کا ایک بہت بڑا نام ہیں، روزنامہ 'جنگ' میں 'شہر نما' کے مستقل عنوان سے گاہے گاہے مختلف موضوعات پر کالم بھی لکھے ہیں۔ اس تحقیقی مقالہ میں اُن کی کالم نگاری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	منیر نیازی، اردو کالم نگاری، فکاہی کالم، ادبی، صحافت، شہر نما، روزنامہ جنگ، نثر، طنز، امتیاز احمد، شازیہ عنبرین
اعوان، محمد آصف	اثباتِ وجودِ باری پر یورپی متکلمانہ دلائل اور اقبال کے اعتراضات	۶۹ تا ۸۰	قرونِ وسطیٰ کے متکلمانہ فلسفہ میں وجودِ باری تعالیٰ کے اثبات کے لیے تین دلائل پیش کیے گئے ہیں، پہلا کونیاتی یا تعلیلی استدلال (Cosmological Argument) دوسرا غایتی استدلال (Teleological Argument) اور تیسرا وجودیاتی استدلال (Ontological Argument)۔ علامہ اقبال نے ان تینوں دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے ان سے اختلاف کیا ہے۔ اقبال کے خیال میں یہ دلائل اثباتِ وجودِ باری تعالیٰ کو ثابت کرنے میں باطل ٹھہرتے ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان تینوں دلائل اور اقبال کے تجزیے سے بحث کی گئی ہے۔	اثبات وجود باری تعالیٰ، یورپی متکلمانہ دلائل، کونیاتی، تعلیلی، غایتی، وجودیاتی، علامہ اقبال، اقبالیات، محمد آصف اعوان
الماس، روبینہ	پریم چند کے ناولوں میں طبقاتی شعور	۸۱ تا ۹۰	پریم چند کا شمار ترقی پسند تحریک کے اولین نمائندہ فکشن نگاروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے ہندوستانی سماج کے مختلف رویوں، حقیقتوں اور اقدار کو اپنے افسانوں اور ناولوں کا موضوع بنایا ہے۔ پریم چند کے ناولوں کا ایک بڑا موضوع طبقاتی استحصال ہے جو سیاسی اور معاشرتی سطح پر اُن کے عہد میں عام تھا۔ اس مضمون	منشی پریم چند، اردو افسانہ، اردو ناول، اردو فکشن، طبقاتی شعور، ترقی پسندی،

			میں پریم چند کے ناولوں کے تجزیے سے اُن کے طبقاتی شعور کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	استحصال، روبینہ الماس
بتول، سائرہ	مشکور حسین یاد کی انشائیہ نگاری	۱۲۱ تا ۱۳۰	انشائیہ اُردو میں نسبتاً ایک نئی نصف ہے اور اس میں طبع آزمائی کرنے والوں کی چند بڑے مصنفین کے باوجود، تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔ مشکور حسین یاد عصرِ حاضر کے انشائیہ نگاروں میں ایک معتبر نام ہے گو کہ وزیر آغا ز سکول آف تھاٹ کے کچھ لوگ انھیں انشائیہ نگار تسلیم نہیں کرتے لیکن مقالہ نگار کے خیال میں یہ تعصب ہے۔ مشکور حسین یاد کے انشائیے اُن کے منفرد اسلوب اور خیال کی طنزیہ لہر کی فکری اپج کی بنا پر اُردو انشائیہ کی روایت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ یہ مضمون مشکور حسین یاد کے انشائیوں کی مختلف خصوصیات پر روشنی ڈالتا ہے۔	مشکور حسین یاد، وزیر آغا، اسلوب، اردو انشائیہ نگاری، انشائیے کی شعریات، سائرہ بتول
پروین، عذرا	نجیب محفوظ کی ناول نگاری	۲۹ تا ۴۴	نجیب محفوظ پہلے عرب مصنف ہیں جنھوں نے نوبل پرائز حاصل کیا۔ اُنھوں نے اپنے ناولوں میں مصری معاشرے کو موضوع بنایا ہے۔ اُن کی ادبی تحریروں میں علاقائی اور عالمی سیاست اور اُس سے جڑے ہوئے عرب کے عام باشندوں کی زندگی کے مسائل واضح نظر آتے ہیں۔ اُن کے ناولوں میں گہرا سیاسی اور سماجی شعور بھی ملتا ہے۔ یہ مضمون نجیب محفوظ کی ناول نگاری کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	نجیب محفوظ، ناول نگاری، ترجمہ، عرب مصنف، عربی، مصر، سیاسی، سماجی شعور، عذرا پروین
پروین، عذرا / بشیر، عقیلہ	پاکستانی اُردو افسانے میں 'ترکِ سکونت' کے تجربے کا اظہار	۱۳ تا ۲۸	ترکِ سکونت یا نقل مکانی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ بعض اوقات نقل مکانی کا یہ عمل پر امن اور من چاہا جبکہ بعض اوقات پر تشدد اور جبری ہوتا ہے۔ اسی طرح کچھ تجربات عارضی ہوتے ہیں اور کچھ مستقل۔ ہمارے یہاں نقل مکانی کے دو بڑے تجربات تقسیمِ ہند اور پھر مشرقی پاکستان کی علاحدگی کے وقت ہوئے۔ ان دونوں تجربات پر لکھا بھی بہت گیا ہے لیکن ان تجربات سے ہٹ کر ترکِ سکونت کے ایسے تجربات جو معاشی، سماجی، علمی اور مذہبی وجوہ کی بنا پر ہوئے انھیں بہت کم موضوع بنایا گیا ہے۔ اس مضمون میں اُردو افسانے میں ایسے ہی 'ترکِ سکونت' کے تجربات کا اظہار تلاش کر کے تجزیہ کیا گیا ہے۔	پاکستانی اُردو افسانہ، ترکِ سکونت، نقل مکانی، وطن، نگار، دیارِ غیر، عذرا پروین، عقیلہ بشیر
جاوید، طارق / بھٹی، مزمل	اُردو رسم الخط میں تبدیلی اور اصلاح کی تجاویز کا عہد بہ عہد جائزہ	۱۸۹ تا ۲۰۴	اُردو رسم الخط میں آغاز سے موجودہ زمانے تک بہت سی تبدیلیاں رُونما ہوئی ہیں۔ ہر عہد میں اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ماہرینِ لسانیات، کاتبوں، دانش وروں، تخلیق کاروں اور محققین نے اپنا سا حصہ ڈالا اور پھر ٹائپ کی آمد نے اس میں تبدیلی اور اصلاح کی گنجائش کو سب سے زیادہ محسوس کرایا۔ کچھ لمحات ایسے بھی آئے جب اُردو کے لیے لاطینی یا دیوناگری خط تجویز ہوا لیکن چونکہ اس زبان کی تہذیبی میراث اس کے رسم الخط سے ہی	طارق جاوید، مزمل بھٹی، اُردو زبان، رسم الخط، رسمِ خط، سکرپٹ، تبدیلی، عربی، سامی، فارسی، لاطینی،

			قائم رہ سکتی ہے سوا ایسی کسی تجویز کو قبول نہ کیا گیا۔اس مضمون میں اُردو رسم الخط میں عہد بہ عہد ہونے والی اصلاحات اور مختلف تبدیلیوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔	رومن، دیوناگری، ہندی، طارق جاوید، مزمل بھٹی
جمشید، حنا/ترین، روبینہ	شبنم شکیل کی شاعری میں نسائی شعور	۱۵۳ تا ۱۶۰	سید عابد علی عابد کی بیٹی ہونے کی وجہ سے شبنم شکیل کی یہ خوش قسمتی رہی کہ اُن کی پرورش ایک علمی و ادبی ماحول میں ہوئی۔اُن کے تین شعری مجموعے ''شب زاد''، ''اضطراب'' اور ''مسافت رائیگاں تھی'' جدید اُردو شاعری کی روایت میں اپنے منفرد لب و لہجے اور آہنگ کی وجہ سے معتبر حیثیت رکھتے ہیں۔اُن کی ابتدائی شاعری کا نمائندہ رجحان کلاسیکیت اور نسائی شعور کا حامل ہے۔اس مضمون میں شبنم شکیل کی شاعری میں کار فرما نسائی شعور کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	شبنم شکیل، جدید اُردو شاعری، اُردو غزل، عابد علی عابد، نسائیت، نسائی شعور، حنا جمشید، روبینہ ترین
حسین، شگفتہ	بیسویں صدی کی باغی مصنفہ	۴۵ تا ۵۴	اس مضمون میں 'حقوقِ نسواں' اور 'تعلیمِ نسواں' کے لیے سر گرم مختلف خواتین تخلیق کاروں کی خدمات کا جائزہ لینے سے بات کا آغاز کیا گیا ہے۔مقالہ نگار نے بیسویں صدی کے مجموعی سیاسی اور معاشرتی ماحول میں خواتین کی نمائندگی کے لیے سر گرم ایک خاتون تخلیق کار نذر سجاد کی تحریروں کو بالخصوص موضوع بنایا ہے اور اُن کے نمایاں تخلیقی کارناموں کی روشنی میں انھیں مروجہ رسوم، رویوں، اقدار اور مرد کی بالادستی پر اساس معاشرے سے باغی مصنفہ قرار دیا ہے۔	بیسویں صدی، حقوقِ نسواں، تعلیمِ نسواں، برصغیر، خواتین، شگفتہ حسین، نذر سجاد،
خلیل، ابوذر/ زیدی، سید عمار حیدر	اقبال اور متنبیؔ کا فکری نظام	۵۵ تا ۶۸	عربی زبان کے معروف شاعر متنبی نے اسلامی فکر و فلسفہ اور حکمت و دانائی کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔مقالہ نگاروں کا خیال ہے کہ علامہ اقبال نے چونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے ذہنوں پر گہرے دینی و ثقافتی اثرات چھوڑے ہیں اس لیے ان دونوں فلسفی شعرا متنبی اور اقبال کے فکری نظام میں کافی مماثلتیں موجود ہیں۔یہ تحقیقی مقالہ انھی مماثلتوں کی نشان دہی اور تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	علامہ اقبال، متنبیؔ، عربی شاعری، فکر، فلسفہ، فکری نظام، ابوذر خلیل، سید عمار حیدر زیدی
راحت، نازیہ	ادبی جوڑوں میں ایک کم مذکور جوڑی: پریم چند اور شیورانی	۱۷۳ تا ۱۸۸	اُردو ادب میں کئی تخلیق کار جوڑوں کو بہت اہمیت حاصل رہی ہے اور ان کی تحریروں کے علاوہ عملی زندگیوں سے بھی سیکھنے کے لیے بہت کچھ حاصل ہوتا رہا ہے۔ایسے جوڑوں میں سجاد ظہیر اور رضیہ سجاد، امتیاز علی تاج اور حجاب امتیاز علی، فیض اور ایلس، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ، جاں نثار اور صفیہ اختر، کشور ناہید اور یوسف کامران، جون ایلیا اور زاہدہ حنا، سجاد حیدر یلدرم اور نذر سجاد وغیرہ کا ذکر تو بہت ہوتا آیا ہے لیکن پریم چند اور شیورانی دیوی پر سب سے کم لکھا گیا ہے۔ان دونوں تخلیق کاروں کی ادبی جوڑی عملی زندگی میں بھی	ادبی جوڑا، پریم چند، شیورانی، اسفاق احمد، بانو قدسیہ، کشور ناہید، یوسف کامران، نازیہ راحت

			انقلابی اقدام کا نمونہ ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ اس ادبی جوڑے کی حقیقی زندگی سے پردہ کشائی کی کوشش ہے۔	
رحمان، نسیمہ	لاہور کی دفتری، انتظامی اور عدالتی اُردو نثر (انیسویں صدی کے نصف دوم میں)	۱۰۹ تا ۱۲۰	۱۸۴۹ء میں لاہور سمیت پنجاب کے چند دیگر اضلاع کے دفاتر میں بھی فارسی کی جگہ اُردو زبان کے نفاذ کا حکم جاری ہوا۔ اُردو کو سرکاری زبان بنانے میں کئی مشکل مراحل درپیش رہے لیکن جب یہ سرکاری زبان قرار پا گئی تو بہت کم عرصے میں کئی دفتری اور قانونی کتب، انگریزی کتب کے تراجم، اصطلاحات کے تراجم، تعزیرات، ضابطے، احکامات، رپورٹس، دستور العمل، ہدایت نامے اور ایسے رسالے بھی اُردو میں شائع ہونے لگے جو دفتری اور سرکاری امور سے متعلق تھے۔ اس تحقیقی مقالے میں اُن بیشتر دستاویزات کی روشنی میں دفتری اور عدالتی اُردو نثر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	لاہور، پنجاب، دفتری، انتظامی، عدالتی، اُردو نثر، انیسویں صدی، ۱۸۴۹ء، سرکاری زبان، عدالتی، نسیمہ رحمان
رسول، حماد	پاکستان میں تہذیب کا ارتقا اور سبطِ حسن	۲۴۹ تا ۲۵۶	سبطِ حسن اُردو کے معروف مارکسسٹ ادیب، صحافی، مورخ اور دانش ور ہیں۔ 'پاکستان اور تہذیب کا ارتقا' اُن کی ایسی کتابوں میں سے ایک ہے جنھیں تاریخ پاکستان کو صحیح معنوں میں سمجھنے میں معاون سمجھا جاتا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے پاکستانی تہذیب کے ارتقا کا جائزہ جذباتیت اور روایتی بیانیے سے ہٹ کر خالصتاً علمی اور سائنسی انداز میں لیا ہے۔ یہ مضمون اس کتاب میں پاکستان کی تاریخ اور تہذیب پر مشتمل مباحث کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	پاکستان، تاریخ، تہذیب، ارتقا، سبطِ حسن، نظریہ، آئیڈیالوجی، مارکس ازم، ثقافت، کلچر، حماد رسول
صدیقی، سلمیٰ	خواتین شعرا کا مزاحمتی رنگ	۲۱۷ تا ۲۲۲	ظالم حکمرانوں اور اجتماعی حالات کے خلاف ہر دور میں ہی ادبی سطح پر مزاحمت کا عمل جاری رہا ہے۔ قیامِ پاکستان سے عہدِ حاضر تک ہماری دھرتی کے عام انسان کے لیے زندگی کبھی بھی اتنی آسان نہیں رہی کہ جتنی آزادی کے خواہش مندوں کے ذہن میں متصور ہوتی ہے۔ جب تک وہ عام انسان ادب کا موضوع بنتا رہے گا، مزاحمت بھی ادبی تحریروں کا بڑا موضوع رہے گی۔ اس مضمون میں مختلف خواتین شعرا کے ہاں موجود مزاحمتی رنگ کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس ضمن میں خاص طور پر فہمیدہ ریاض، کشور ناہید، پروین شاکر، سارا شگفتہ، زہرہ نگار، نوشی گیلانی، ریحانہ قمر اور نسیم اختر کے کلام کا جائزہ لیا گیا ہے۔	خواتین، عورت، مزاحمت، مزاحمتی، بغاوت، انقلاب، ردِ عمل، سلمیٰ صدیقی، مزاحمتی رنگ، ملکی مسائل، فہمیدہ، کشور
عباس، مظہر / جمال، نجیب	تجریدیت اور اُردو ناول	۲۲۳ تا ۲۳۰	تجریدیت بنیادی طور پر مصوری کی تحریک ہے۔ تجریدی آرٹ کی ابتدا بیسویں صدی کے اوائل برسوں میں ہوئی اور اس کا سبب یہ تھا کہ مصور روایتی انداز کی تجسیمی مصوری سے تنگ آ کر کوئی تبدیلی اور نیا پن لانا چاہتے تھے۔ اس تحریک سے جب ادب متاثر ہوا تو کافکا ایسا بڑا تجریدی فنکار سامنے آیا۔ ادبی اظہار میں تجریدیت سے مراد ٹھوس جسم کے بجائے ہیولوں اور	تجرید، تجریدیت، تجسیم، مصوری، آرٹ، کافکا، اردو ناول، اُردو فکشن، مظہر عباس، نجیب

			سایوں کے ذریعے صورت پذیری ہے۔اُردو فکشن میں تجریدیت کی کامیاب مثالیں نسبتاً کم ہیں لیکن کچھ ناول نگاروں نے ایسے تجربات ضرور کیے ہیں۔ اس مضمون میں اُردو ناول میں تجریدیت کا عنصر تلاش کرنے اور اس کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	جمال
علی، افتخار/رفیق، روبینہ	جنوبی پنجاب کی خواتین افسانہ نگار	۲۳۱ تا ۲۴۸	جنوبی پنجاب کی خواتین افسانہ نگاروں میں سے کچھ تو ایسی ہیں جو یہاں مستقل طور پر قیام پذیر رہیں لیکن چند ایسی بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کا کچھ عرصہ جنوبی پنجاب میں گزارا اور یہاں کے ماحول اور زندگی سے مختلف موضوعات چن کر کہانیاں لکھیں۔معروف کہانی کار خواتین میں سکینہ جلوانہ، جمیلہ ہاشمی، بشریٰ رحمٰن، ثمر بانو ہاشمی، بتول رحمانی، صائمہ نورین بخاری، دردانہ نوشین، راشدہ قاضی، غزالہ خاکوانی، شہناز نقوی، نجمہ افتخار، رفیعہ سرفراز اور صباحت مشتاق وغیرہ شامل ہیں۔اس مقالے میں ان خواتین افسانہ نگاروں کی کہانیوں کا فنی و فکری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	جنوبی پنجاب، ملتان، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان، جمیلہ ہاشمی، بشریٰ، ثمر، نجمہ افتخار، صباحت، شہناز، افتخار علی، روبینہ رفیق
کبیر، محمد الیاس	تضمیناتِ فیض: تخلیقی صورت پذیری کا خلاقانہ اظہار	۹۱ تا ۱۰۲	تضمین ایک شعری اصطلاح ہے۔اصطلاحی معنوں میں کسی دوسرے شاعر کا ایک مصرعہ، مصرعے کا کچھ حصہ یا پھر پورا شعر اپنے کلام میں اس طرح داخل کرنا کہ سرقے کا احتمال نہ ہو، تضمین کہلاتا ہے۔شعر یا جزوِ مصرعہ کے دونوں اطراف واوین کا اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ تضمین واضح ہو سکے۔فیض نے اپنے ہم فکر بہت سے شعرا کے کلام سے تضمینات کی ہیں اور اپنے کلام کی معنویت کو وسعت دی ہے۔یہ مضمون میں فیضؔ کی تضمینات کی تلاش اور تجزیے پر مشتمل ہے۔	فیض، تضمین، تضمینات، شعری اصطلاح، تخلیقی اظہار، خلاقانہ، انسان دوستی، محمد الیاس کبیر
محمود، طارق	دکنی تحقیقات: نوعیت و معیار	۱۳۱ تا ۱۵۲	اس مضمون میں حیدر آباد دکن کے نمائندہ محققین میں سے صرف جنوبی ہند کے ادبا و شعرا کے کارناموں کے احیا پر مشتمل ادبی و لسانی تحقیقات کا احاطہ کیا گیا ہے۔اس مضمون کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ابتدائی حصے میں حیدر آباد کے اہم اور نمائندہ محققین شمس اللہ قادری، مولوی عبدالحق، محی الدین قادری زور، نصیر الدین ہاشمی، عبدالقادر سروری اور چند علمی و تحقیقی اداروں کی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔دوسرے حصے میں میر عثمان علی کی علم پروری اور سرپرستی جو حیدر آباد کے علاوہ پورے عالم اسلام کے ادبا اور اداروں کے لیے تھی، کا جائزہ لیا گیا ہے اور آخری حصہ میں حیدر آباد کے زوال (۱۹۴۸ء) کے بعد کی علمی و تحقیقی سرگرمیوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	دکن، حیدر آباد، دکنی تحقیقات، جنوبی ہند، شمس اللہ قادری، محی الدین زور، نصیر الدین ہاشمی، عبدالقادر، طارق محمود
نعیم، سجاد/عابد،	اُردو ناول کی تنقید:	۱۶۱	اُردو ناول کی تاریخ کم و بیش ڈیڑھ سو برس پر محیط ہے۔اس عرصے میں فکشن	اُردو ناول تاریخ،

قاضی عبدالرحمٰن	ابتدائی نقوش	تا ۱۷۲	کی اس صنف میں کئی تجربات کے ش گئے۔ جب سے اُردو ناول لکھا جارہا ہے اس پر تنقید کا عمل بھی اُسی وقت سے جاری ہے۔ ۱۸۶۲ء میں مولوی کریم الدین کی کہانی ''خطِ تقدیر''شائع ہوئی جس کے دیباچے میں پہلی دفعہ ناول کے فن پر کچھ روشنی ڈالی گئی۔ اس وقت سے آج تک مختلف تنقیدی رجحانات، تحریکات اور رویوں کے زیرِ اثر ناول لکھا بھی جارہا ہے اور اس پر تنقید بھی جاری ہے۔ اُردو ناول کی تنقید پر پہلی باقاعدہ کتاب علی عباس حسینی نے لکھی جو ۱۹۴۴ء میں شائع ہوئی۔ اس مضمون میں اُردو ناول کی تنقید کے ابتدائی نقوش پر تنقیدی نگاہ ڈالی گئی ہے۔	تنقید، کریم الدین، علی عباس حسینی، خطِ تقدیر، فنی مباحث، پلاٹ، کردار،، سجاد نعیم، قاضی عبدالرحمٰن عابد
نعیم، محمد	ایک علیگ کا تاریخی ناول	۱۰۳ تا ۱۰۸	اس مضمون میں ایم۔اے۔او۔ کالج علی گڑھ سے فارغ التحصیل عبدالرحمٰن نامی مصنف کے ''The Battle of Paloona'' نامی کتاب سے ماخوذ ایک غیر معروف تاریخی ناول کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق اُردو میں تاریخی ناول کا ایک عمومی انداز یہ ہے کہ ہیرو مسلمان مرد، ہیروئن غیر مسلم اور مرکزی کردار غیر تاریخی جبکہ تاریخی افراد غیر اہم کردار کے طور پر سامنے آتے ہیں لیکن اس تجزیے کا موضوع مصنف کی ناولانہ پیش کش کی ہے جس میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ معنی پہلے سے سوچے ہوئے منصوبے کی بجائے 'بیان' کی تعمیر سے ہی متشکل ہوتے ہیں۔	علیگ، علی گڑھ، تاریخی ناول، اُردو ناول، عبدالرحمٰن، "The Battle of Paloona" یورپ، نوآبادیات، محمد نعیم،

جرنل آف ریسرچ:۲۸(۲۰۱۵ء)

مدیر : روبینہ ترین، قاضی عابد، شعبہ اُردو؛ بہاءالدین زکریایونی ورسٹی، ملتان

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اقبال، خالد / چانڈیو، جاوید حسان	اَدبی تاریخ نویسی: بنیادی مباحث	۱۷۱ تا ۱۸۲	ادبی تاریخ نویسی کو شروع ہوئے کم وبیش ایک صدی کا عرصہ گزرا ہے۔ آغاز میں تو اس کے لیے کوئی خاص طریقہ کار موجود نہیں تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ طریقہ کار وضع کرنے کے علاوہ تاریخ نویسی کے معیارات اور پیمانے بھی بنا لیے گئے۔ تاریخ نویسی محض گزرے ہوئے واقعات کی جمع بندی نہیں ہوتی بلکہ کچھ فکری وفنی تقاضے رکھتی ہے۔ اِس میں معروضی اور موضوعی اعتبار سے مواد کے بارے میں جانچ پرکھ کی جاتی ہے اور ماخذات کے تعین کے بعد، تاریخ نویس، محقق اور تنقید نگار اس بات کا اندازہ کر لیتا ہے کہ وہ تاریخ کے ادوار سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے تحقیق کے کون سے پیمانے استعمال کر سکتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں ادبی تاریخ نویسی کے بنیادی مباحث کی توضیح و تشریح کی گئی ہے۔	تاریخ، ادبی تاریخ، ادبی تاریخ نویسی، واقعات، معیارات، اصول، ضوابط، طریق کار، تاریخ نویس، مورخ، خالد اقبال، جاوید حسان چانڈیو
بابر، نورینہ تحریم	اردو میں سیرت نگاری کا ایک دلچسپ باب: رشید اختر ندوی کی تالیف ""محمدؐ رسول اللہ"" سے ""محمد سرورِ دو عالمؐ"" تک۔ تحقیقی مطالعہ	۱۴۹ تا ۱۶۴	اردو زبان میں سیرت النبیؐ پر رشید اختر ندوی کی تالیف بعنوان ""محمدؐ رسول اللہ"" قومی کتب خانہ لاہور کے زیرِ اہتمام نومبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی۔ اس سے قبل اسلامی تاریخ نگار اور سوانح نگار کے طور پر رشید اختر ندوی متعدد تصانیف پیش کر چکے تھے۔ اس مستند، جامع اور وقیع تالیف کے دو حصّے مکمل کرنے میں رشید اختر ندوی کو چار سال کی مدت لگی۔ اس تالیف کے زیادہ مشہور ہونے کی ایک وجہ اس پر شورش کاشمیری کی طرف سے ہونے والے کچھ اعتراضات بھی تھے۔ اس تحقیقی مقالے میں اس تالیف کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر ہونے والے اعتراضات کا بھی تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔	سیرت نگاری، سیرت نگار، رشید اختر ندوی، ""محمدؐ رسول اللہ""، رسالت، ""محمدؐ سرورِ دو عالم""، شورش کاشمیری، نورینہ تحریم بابر
بلوچ، سعدیہ حسین	""نغمۂ توحید"" ملتان کے ایک ہندو شاعر ملک ہیمراج کا اردو، سرائیکی اور فارسی حمدیہ کلام پر مشتمل نایاب مجموعہ۔ تحقیقی و	۱۶۵ تا ۱۷۰	توحید ایک عالمگیر متفقہ صداقت ہے۔ تورات، زبور، انجیل، وید مقدس، گرنتھ صاحب غرض ہر کتابِ مقدس میں اس حقیقت کی کارفرمائی ہے۔ اردو شاعری کی ابتدا ہی میں ہمیں گرونانک اور بھگت سنگھ کبیر جیسے نام ور غیر مسلم شعرا کے کلام میں مضامینِ توحید جلوہ فگن نظر آتے ہیں۔ یہ امر تعجب انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ باعثِ مسرت ہے کہ اردو میں حمدیہ منظومات کا پہلا انتخاب ایک ہندو شاعر دیوان چند گڈہوک کا ہے جو ""ترانۂ توحید"" کے عنوان سے شائع ہوا۔ اُردو کی حمدیہ روایت میں پانچواں مجموعہ	""نغمۂ توحید""، ترانہ، ہندو شاعر، ملک ہیمراج، دیوان چند گڈہوک، سرائیکی حمدیہ کلام، فارسی حمدیہ کلام،

	تنقیدی جائزہ		''نغمہ توحید'' بھی ملتان سے تعلق رکھنے والے ایک غیر معروف ہندو شاعر ملک ہیمراج کا ہے جو ۱۹۰۹ء میں مفید عام پریس لاہور سے شائع ہوا۔ اس مقالے میں مؤخرالذکر مجموعے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	گرونانک، کبیر، سعدیہ حسین بلوچ
پروین، شہناز	فہمیدہ ریاض کی شاعری: عورت کے حیاتیاتی وجود کا مکمل اظہاریہ	۱۸۳ تا ۱۹۴	فہمیدہ ریاض اپنی نسائی حسیت کی بنا پر ایک منفرد حیثیت کی شاعرہ ہیں۔ اُن کا پہلا شعری مجموعہ ''پتھر کی زبان'' ایک ایسی لڑکی کے احساسات کا نمائندہ ہے جو اُس سوسائٹی سے خائف ہے جہاں محبت جرم ہو۔ ''بدن دریدہ'' کی بیشتر شاعری کا موضوع ''جنس'' جیسے جذبے کا ایک فطری ضرورت ہونا ہے۔ شعری مجموعہ ''دھوپ'' ایک گرہستن کی بجائے پڑھی لکھی، باشعور، تہذیب یافتہ، نڈر اور بے باک تخلیق کار کو سامنے لاتا ہے۔ اس مجموعے کی بیشتر نظمیں مارشل لا کے گھٹن زدہ نظام کے خلاف پُرزور احتجاج ہیں۔ اسی طرح ''کیا تم پورا چاند نہ دیکھو گے'' کی کچھ نظمیں بھی اُن کے عمیق سیاسی شعور کی ترجمان ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ فہمیدہ ریاض کی شاعری کے بڑے موضوع یعنی عورت کی زندگی، جذبات اور احساسات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	فہمیدہ ریاض، نسائیت، حیاتیاتی وجود، اظہاریہ، ''پتھر کی زبان''، ''بدن دریدہ''، تانیثیت، شہناز پروین
پروین، عذرا	اردو افسانے کی دو نمائندہ انقلابی نسائی آوازیں (ڈاکٹر رشید جہاں اور زاہدہ حنا)	۵۷ تا ۶۶	افسانوی ادب زندگی کے ہر نئے زاویے یا شعور کی مانند کسی اجتماعی حاکمیت کے لاشعوری تصور کے مرہون منت مرد ہی کے تخلیقی اظہار کا ذریعہ بنتا رہا ہے۔ رفتہ رفتہ ان کہانیوں میں سانس لیتی عورت نے محسوس کیا کہ اس کے محسوسات اور خواہشات کو شاید صحیح طور پر نہیں جانا جا رہا۔ شعور ذات کے اسی احساس نے اسے خود اپنی کہانی لکھنے پر اکسایا۔ ایسی کہانی جو خود اس کے محسوسات سے پھوٹے اور اس کی صحیح ترجمانی کر سکے۔ اُردو افسانے کی اولین نمائندہ نسائی آواز ڈاکٹر رشید جہاں کی ہے اور موجودہ زمانے میں اُس کی بازگشت زاہدہ حنا کی کہانیوں میں سنائی دیتی ہے۔ اس مقالے میں ان دونوں کہانی کاروں کے نسائی شعور کو موضوع بنایا گیا ہے۔	اُردو افسانہ، تانیثیت، افسانوی ادب، زاہدہ حنا، عذرا پروین
پروین، عذرا	جبران خلیل جبران کی افسانہ نگاری	۱۰۹ تا ۱۲۴	جبران اصلاً ایک عرب تھا جس کا تعلق لبنان سے تھا۔ جبران کی تقریباً سولہ تصانیف میں سے نصف عربی زبان میں ہیں اور اتنی ہی انگریزی زبان میں اور یہ قاضی عبدالغفار، خلیل صحافی، بشیر ہندی اور حبیب اشعر دہلوی کی وساطت سے اردو زبان میں منتقل ہو چکی ہیں۔ جبران خود ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوا تھا لیکن مذہب کی بنیاد پر وہ انسانوں میں تفریق کرنے کا قائل نہیں تھا۔ اس نے معاشرتی اقدار اور رومانوی موضوعات پر شاعری کے علاوہ بہت سی کہانیاں بھی لکھیں جن میں سے "The Prophet" کو خاص	جبران خلیل جبران، افسانہ نگاری، عرب مصنف، "The Prophet" ''النبی''، حبیب اشعر دہلوی، عذرا

			شہرت حاصل ہے۔اس مقالے میں اُس کی کہانیوں کا موضوعاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	پروین
جبیں، واصفہ / بشیر، عقیلہ	اردو ناول میں جنوبی پنجاب کی معاشرت کی عکاسی	۲۴۱ تا ۲۴۹	اردو ناول کے موضوعات نہایت وسعت لیے ہوئے ہیں لیکن اردو ناول میں جنوبی پنجاب کی عکاسی ایک ایسا موضوع ہے جس پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب کئی وڈیروں اور گدی نشینوں کا آبائی مسکن ہونے کے باوجود ہر دور کے حکمرانوں سے نظر انداز ہوتا آیا ہے جس کی وجہ سے یہاں بنیادی ضروریاتِ زندگی ناپید ہیں اور عام آدمی کی زندگی بے حد زبوں حالی کا شکار ہے۔اس مضمون کا بنیادی سوال یہ ہے کہ اردو ناول نگاروں نے جنوبی پنجاب کی معاشرت کی عکاسی کن زاویوں سے کی ہے؟ تجزیے کے لیے ایسے ناولوں کا انتخاب کیا گیا ہے جو جنوبی پنجاب کی معاشرت کو کسی نہ کسی حوالے سے زیرِ بحث لاتے ہیں۔ مقالہ نگار کے مطابق جنوبی پنجاب کی زندگی کو موضوع بنانے والے ناول نگاروں میں سے کچھ نے منفی رویہ اختیار کیا ہے جبکہ کچھ کا نقطۂ نظر ہمدردانہ اور مثبت ہے۔	اُردو ناول، ناول نگاری، جنوبی پنجاب، ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، لیہ، بھکر، واصفہ جبیں، عقیلہ بشیر
خان، محمد ممتاز / عارف، محمد	سرائیکی زبان میں منظوم عشقیہ داستان ''ہیر رانجھا'' کے مؤلف/تخلیق کار، ایک جائزہ	۲۱۹ تا ۲۳۲	'داستان ہیر رانجھا' اس خطے کی سب سے معروف لوک داستان ہے۔اس کے کردار عشق و محبت کی لازوال علامت کا روپ دھار چکے ہیں۔ سرائیکی زبان کے کئی شعرا نے اس رومان کو موضوعِ سخن بنایا۔ سرائیکی زبان میں اب تک ہیر رانجھا کے چھوٹے بڑے ۲۳ قصے منظوم کیے جا چکے ہیں جن کی فہرست اس مضمون میں درج کی گئی ہے۔ مضمون نگاروں نے ان قصوں کے لکھنے والوں کا تعارف اور ذہنی رجحان بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ معروف لکھاریوں میں دمودر داس، چراغ اعوان، مولوی نورالدین مسکین، احمد بخش غافل، خادم مکھن بیلوی، سوبھا شجاع آبادی، سید جلال کلیم اور شیخ امیر مجروح شامل ہیں۔ سرائیکی زبان میں منظوم ہوئی اس داستان کے مختلف ایڈیشنز کی بابت تحقیقی و تنقیدی بحث بھی اس مضمون کا حصہ ہے۔	سرائیکی زبان، ہیر رانجھا، داستان ہیر رانجھا، منظوم عشقیہ داستان، وادیٔ سندھ، لوک، قصہ، محمد ممتاز خان، محمد عارف
خان، محمد ساجد	علمِ بدیع: تعارف اور چند تجاویز	۱۴۱ تا ۱۴۸	علمِ بدیع علوم شرقیہ کی ایک اہم شاخ ہے۔ عبداللہ بن معتز عباسی کو علم بدیع کا بانی شمار کیا جاتا ہے۔ علمائے علمِ بدیع کی تعریفات کا جائزہ لینے سے ایک بات سامنے آتی ہے کہ بدیع کی اہمیت علوم بلاغت میں علمِ بیان اور علمِ معانی کے بعد تسلیم کی گئی ہے۔ علمِ بدیع بلاغت کا ایک اہم شعبہ ہے اس شعبے میں کلام میں استعمال ہونے والی صنعتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں صنائع لفظی اور صنائع معنوی کا توضیحی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	علمِ بدیع، بدیع، بیان، صنائع لفظی، صنائع معنوی، ساجد خان، علمِ بیان، علمِ معانی، عبداللہ بن معتز عباسی، محمد ساجد خان
ربانی، غلام	غالب کی امن	۱	اگرچہ مرزا غالب اپنی زندگی میں کچھ بحرانی ادوار سے بھی گزرے لیکن ایک	مرزا غالب، امن

	پسندی: ان کے مکاتیب کی روشنی میں	تا ۱۰	بڑی جمالیاتی حس کے ساتھ امن کی خواہش اور خواب اُن کے اندر ہمیشہ زندہ رہے۔ اس مقالے میں غالب کے خطوط کی روشنی میں اُن کی امن پسند شخصیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ غالب کی سماجی اور ذاتی امن پسندی موجودہ زمانہ میں قابل اتباع ہے۔	پسندی، خطوط، مکاتیب، غلام ربانی
رسول، حماد/عابد، قاضی عبدالرحمٰن	سبطِ حسن : ''مارکس اور مشرق''	۲۳۳ تا ۲۴۰	سید سبطِ حسن کا شمار اولین مارکسی مفکرین میں ہوتا ہے جنھوں نے مارکسی نظریات کو نہایت سادہ اور آسان صورت میں لوگوں تک پہنچا کر اُن کی فکری تربیت میں اہم کردار ادا کیا اور معاشرہ کو سائنٹیفک اور عقلی بنیادوں پر استوار کرنے میں اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔ سبط حسن اپنے استدلال کی بنیاد دو چیزوں پر استوار کرتے ہیں اوّل تاریخ اور دوم سماجی ارتقا کیونکہ ان کے نزدیک یہی دو منابع ہیں جن کی روشنی میں کسی بھی مسئلے کو سمجھا جا سکتا ہے۔ مارکس اور مشرق سبط حسن کی وہ کتاب ہے جو ان کی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ یہ کتاب ہندوستان اور مارکس کے نظریات کے حوالہ سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مضمون میں 'مارکس اور مشرق' کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	سبطِ حسن، مارکس اور مشرق، کارل مارکس، ہندوستان، جنگ آزادی، عمرانی فلسفہ، حماد رسول، قاضی عبدالرحمٰن عابد
سنجرانی، خالد محمود	ترقی پسند افسانے میں نفسیاتی شعور (ہسٹیریا کے حوالے سے)	۴۱ تا ۵۰	ڈاکٹر خالد سنجرانی کا خیال ہے کہ ترقی پسند تنقید نے ترقی پسند افسانے میں موجود ایسے عوامل کو نظر انداز کیا جو ترقی پسند فکر سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ اس کی ایک مثال نفسیاتی صداقتوں کا اظہار ہے جس کی طرف ترقی پسند تنقید نے زیادہ توجہ نہیں کی کہ یہ جہت ان کے نظریے سے متضاد تھی، البتہ جنسی موضوعات کو مشروط انداز میں قبول کیا گیا۔ ترقی پسند افسانہ ہر اعتبار سے نہایت وقیع ہے۔ اس مضمون میں ترقی پسند افسانے میں 'ہسٹیریا' کے حوالے سے نفسیاتی شعور کی کارفرمائی کو موضوع بنایا گیا ہے۔	ترقی پسند افسانہ، نفسیاتی تنقید، نفسیاتی شعور، ہسٹیریا، خالد، سنجرانی، ترقی پسند تنقید، نقاد، منٹو، خالد محمود سنجرانی
سندھو، اقصیٰ نسیم/کمال، محمد اشرف	مجلہ ''نقوش'' لاہور کا ترقی پسند دور	۹۹ تا ۱۰۸	قیام پاکستان کے بعد یہاں سے جاری ہونے والے رسائل میں ''نقوش'' کی اہمیت اور مقبولیت ہر دور میں دوسروں سے زیادہ رہی ہے۔ اس رسالے کے مدیر محمد طفیل نے اپنی عملی زندگی کا آغاز تو ایک کاتب کی حیثیت سے کیا تھا لیکن ۱۹۴۲ء میں احمد ندیم قاسمی کے ساتھ تعارف کے بعد دونوں میں گہرا تعلق ادارہ فروغ اردو کے نام سے قائم ہونے والے اشاعتی ادارے میں شراکت پر منتج ہوا۔ اس ادارے سے ''نقوش'' کا اجرا ہوا جس کا ابتدائی دور ترقی پسند فکر کی ترویج کے حوالے سے بہت اہم رہا۔ احمد ندیم قاسمی، ہاجرہ مسرور، کرشن چندر، احتشام حسین، فراق، علی سردار جعفری اور خدیجہ مستور کی تحریروں نے 'نقوش' کا ترقی پسندانہ چہرہ ابھارا۔ اس مضمون میں مجلہ	رسائل، جرائد، میگزین، مجلہ، نقوش، محمد طفیل، ترقی پسندی، ترقی پسند دور احمد ندیم قاسمی، ادارہ فروغِ اُردو، کتابت، افسانہ، اقصیٰ نسیم سندھو، محمد اشرف

			نقوش کے ترقی پسند دور کا احاطہ کیا گیا ہے۔	کمال،
شہناز، روبینہ	فورٹ ولیم کالج اور اُردو زبان	۱۱ تا ۱۸	فورٹ ولیم کالج کا قیام ہندوستان کی تاریخ کا اہم باب سمجھا جاتا ہے۔ اُردو زبان وادب کے لیے اس کالج کی خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ اس مقالے میں اُردو ادب کی ترویج کے لیے فورٹ ولیم کالج کے اہم حصے کو تو تسلیم کیا گیا ہے لیکن مقالہ نگار نے اُردو زبان کے حق میں اس کالج کا قیام ایک منفی سرگرمی قرار دیا ہے کیونکہ اُن کے خیال میں اس کالج نے ایک مستحکم زبان اُردو کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سازش کی ہے۔ مقالہ نگار نے اُردو اور ہندی جھگڑے میں سنگِ میل کی سے حیثیت فورٹ ولیم کالج کو یہاں موضوع بنایا ہے۔	فورٹ ولیم کالج، اُردو زبان، ایسٹ انڈیا کمپنی، ۱۸۰۰ء، گل کرسٹ، سنسکرت، اُردو ہندی جھگڑا، روبینہ شہناز
عارف، نجیبہ / جنجوعہ، فوزیہ	ذخیرۂ سائمن ڈگبی: السنۂ شرقی کے اہم مخطوطات کی فہرست	۱۲۵ تا ۱۴۰	سائمن ڈگبی(۱۹۳۲ـ ۲۰۱۰)انگلستان سے تعلق رکھنے والے معروف مستشرق تھے۔ ۱۹۶۸ سے ۱۹۸۴ تک ڈگبی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے اعزازی رکن رہے اور انھوں نے اس اہم کتب خانے کے کیٹلاگ کی تیاری میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کے اپنے ذخیرے میں نہایت اہم مخطوطات موجود ہیں جن کی ایک فہرست اس تحقیقی مقالے میں پیش کی گئی ہے۔ یہ فہرست خود سائمن ڈگبی کی تیار کردہ ہے جس میں کل ۲۸۰ مخطوطات کا اندراج کیا گیا ہے ۔ یہ فہرست رومن حروف میں تحریر کی گئی ہے۔ مقالہ نگاروں نے اسے رومن سے اُردو رسم الخط میں منتقل کر دیا ہے۔	ذخیرۂ سائمن ڈگبی، ایشیاٹک سوسائٹی، مستشرق، السنۂ مشرقی، برطانوی، انگلستان، سیر المتاخرین، نجیبہ عارف، فوزیہ جنجوعہ
علی، لیاقت	ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں معلم کے کردار کی پیشکش	۲۱۱ تا ۲۱۸	یوں تو ڈاکٹر سلیم اختر کا اصل میدان تنقید ہے لیکن اُن کے افسانوں کو بھی تخلیقی اظہار کی نمایاں صنف کے طور پر اہمیت دی جاتی ہے۔ تنقید کے میدان میں نفسیاتی دبستان سے اُن کا تعلق ہے۔ علمِ نفسیات کا گہرا اور وقیع مطالعہ ڈاکٹر سلیم اختر کے ہاں کردار نگاری کا بھی اختصاصی حوالہ بنتا دکھائی دیتا ہے۔ پختہ نفسیاتی شعور اُن کی کہانیوں کے کرداروں کے رویوں میں جھلکتا ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں معلم ؍استاد کے کردار کی پیشکش کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	سلیم اختر، نفسیاتی شعور، کردار نگاری، اُردو افسانہ، افسانوی کردار، معلم کا کردار، لیاقت علی
عنبرین، شازیہ	پشتو زبان کی معروف لوک داستان: ''آدم خان دُر خانئ''	۹۱ تا ۹۸	پاکستان کی دوسری مقامی زبانوں کی طرح پشتو زبان کا بھی یہ اختصاص ہے کہ اس میں قصے کہانیوں کی لوک روایت بہت مضبوط ہے۔ داستان گوؤں کو پشتون معاشرے میں بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے۔ پشتو لوک داستانوں کی روایت یوں تو بہت قدیم ہے لیکن محمد افضل رضا کی تحقیق کے مطابق پشتو کی پہلی معلوم منظوم داستان ''آدم خان در خانئ'' ہے جو عبدالقادر خان خٹک نے ۱۱۰۰ھ کے آخر میں لکھی۔ اس داستان میں اکبرِ اعظم کا بار بار ذکر آیا ہے جس سے یہ قیاس بھی کیا جاتا ہے کہ آدم خان اور دُر خانئ کی داستانِ رومان کا	پشتو زبان وادب، پشتون، آریا، لوک داستان، ''آدم خان در خانئ''، لوک ادب، عبد القادر خٹک، اکبر اعظم، منظوم

			زمانہ بھی اکبر کے لگ بھگ کا ہو گا۔ اس مضمون میں پشتو کی متذکرہ معروف لوک داستان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	داستان، شازیہ عنبرین
کامران، شاہد اقبال / بابر، نورینہ تحریم	فلسفیِ اقبال	۵۱ تا ۵۶	جوں جوں علامہ اقبال کی شخصیت اور ادبی و علمی تحریروں پر تحقیق کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے نئے سوالات اور اُن پر نئی تحقیقات بھی سامنے آ رہی ہیں۔ اقبال کے بارے میں گزشتہ کچھ عرصے سے محققین مسلسل اس سوال سے بحث کر رہے ہیں کہ آیا اقبال ایک فلسفی تھے یا پھر ایک ایسے شاعر تھے جنھوں نے فلسفے کو اپنی شاعری کا بڑا موضوع بنایا۔ اس تحقیقی مقالے میں بھی اسی سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	علامہ اقبال، اقبالیات، اقبال شناسی، فلسفۂ اقبال، شاہد اقبال کامران، نورینہ تحریم بابر
نسیم، ثمینہ / آصف، محمد	''صلیبیں مرے دریچے میں'': تجزیاتی مطالعہ	۷۹ تا ۹۰	فیض احمد فیض کو ۱۹۵۱ء میں پنڈی سازش کیس میں چار سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اپنے دورِ اسیری میں انھوں نے جو شاعری کی اور خطوط لکھے وہ فیضیات کا ایک اہم حصہ سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کے خطوط کا مجموعہ ''صلیبیں مرے دریچے میں'' ۱۳۵ خطوط پر مشتمل ہے اور فیضیات کی تحقیق کے طالب علموں کے لیے نہایت اہم دستاویز ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اُن کے خطوط کے اس مجموعے کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	فیض، فیض احمد فیض، ''صلیبیں مرے دریچے میں''، خطوط، ثمینہ نسیم، محمد آصف
نوازش، محمد خاور / احمد، انوار / ترین، روبینہ	ہندی کا ماخذ : نظریات، حقائق اور تجزیہ	۱۹۵ تا ۲۱۰	اُردو اور ہندی میں یکسانیت اور اختلاف چونکہ ہمیشہ سے ہی ایک اہم لسانی مسئلے کے طور پر زیرِ بحث رہے ہیں اس لیے دونوں زبانوں کی ابتدا یا ماخذ پر کوئی رائے بآسانی قائم کرنا دشوار ہوتا ہے۔ للولال کوی نے ایک خود ساختہ اسلوب میں 'پریم ساگر' لکھ کر ہندی زبان کی بابت لغو نظریات کو جو بنیاد مہیا کی تھی اُسے بیسویں صدی عیسوی میں جارج ابراہم گریریسن نے 'لنگوسٹک سروے آف انڈیا' میں 'مشرقی ہندی' اور 'مغربی ہندی' کی اصطلاحات استعمال کر کے مستحکم نہیں کیا تو مزید الجھا ضرور دیا۔ اس مقالے میں ہندی کو تیرھویں صدی عیسوی کے لگ بھگ دہلی اور اس کے گرد و نواح میں بولی جانے والی اُسی کھڑی بولی سے ماخوذ قرار دیا گیا ہے جس سے اُردو ماخوذ ہے۔ کھڑی بولی مدھیہ پردیش کی اُس شورسینی اپ بھرنش کی ارتقا پذیر صورت تھی جسے ہند آریائی کے ارتقا کی تیسری منزل سمجھا جاتا ہے۔ اس مضمون میں ہندی کے آغاز کی بابت مختلف لسانی نظریات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔	لسانی نظریات، للولال کوی، پریم چند، مغربی ہندی، مشرقی ہندی، محمد خاور نوازش، انوار احمد، روبینہ ترین
نیر، ناصر عباس	مابعد جدیدیت، ترقی پسندی، نو مارکسیت	۱۹ تا ۴۰	یہ مضمون مابعد جدیدیت، ترقی پسندی اور نو مارکسیت کے درمیان تعلق کا تجزیہ کرنے کی سعی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ اردو میں مابعد جدیدیت پر اعتراضات ایک طرف مذہب و روایت پسندوں نے کیے ہیں اور دوسری طرف ترقی پسندوں نے۔ روایت پسندوں کا مفروضہ ہے کہ مابعد جدیدیت،	مابعد جدیدیت، پس جدیدیت، ترقی پسندی، مارکسیت، نو مارکسیت، ایجنڈا،

			کا اصل ایجنڈا ادبی نہیں، مذہب شکنی ہے۔ ترقی پسندوں کا اصرار ہے کہ مابعد جدیدیت کبیری بیانیے کی مخالفت سے مارکسی کبیری بیانیے کا خاتمہ چاہتی ہے اور چونکہ یہ مباحث سرمایہ دارانہ مغرب سے آئے ہیں اس لیے یہ سامراجی وسیاسی ایجنڈا رکھتے ہیں۔ جدید اردو ادب کی تاریخ کا یہ انوکھا واقعہ ہے کہ روایت پسند اور ترقی پسند، ایک تھیوری کی مخالفت میں ہم آواز ہیں۔ مقالہ نگار نے اس مخالفت اساس ہم آہنگی کی بنیادیں تلاشنے کے بعد تجزیاتی انداز میں جواب دینے کی کوشش کی ہے۔	کبیری بیانیہ، سامراجیت، روایت پسندی، مارکسی، ناصر عباس نیر
ہاشمی، طارق	ترقی پسند شعرا کا زاویۂ فکر اور انسان	٦٧ تا ٧٨	ترقی پسند ادبی تحریک اردو ادب کی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے۔ اس تحریک سے وابستہ تخلیق کاروں کے ہاں معاشرتی زندگی کے مختلف پہلو نمایاں رہے۔ ترقی پسند شعرا نے خوشحالی کی اس تحریک کو نظم کیا جو کارل مارکس کی معاشی جدلیات کے نظریے میں انسانیت کو دلائی گئی تھی۔ ترقی پسند تحریک کے نمائندہ شعرا کی جو معاشرے میں امن اور عدل کے خواب دیکھ رہے تھے، نمائندہ آوازیں جوش، فیض، ظہیر کاشمیری اور احمد ندیم قاسمی ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان ترقی پسند شعرا کے ہاں تصورِ انسان کو موضوع بنایا گیا ہے۔	ترقی پسندی، ترقی پسند شعرا، جوش، فیض، ظہیر کاشمیری، طارق ہاشمی

خیابان: ۲۵(۲۰۱۱ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اطہر، محمد سلیمان	بطور ثانوی زبان تدریسِ اردو کا جائزہ	۷۷ تا ۹۶	اردو پاکستان کی قومی اور رابطے کی ایک مؤثر زبان ہے۔ اسی وجہ سے یہ پاکستان کے تمام نجی اور سرکاری اداروں میں لازمی مضمون کے طور پڑھائی جاتی ہے۔ کسی خاص مضمون میں اکتسابی طریقہ کار کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے۔ امتحانات کا سلسلہ بھی موجود ہوتا ہے لیکن تدریسِ اردو کی مؤثر پیمائش مختلف طریقوں سے ممکن ہے جس میں سے ایک زبان کا اکتسابی جائزہ ہے۔ اس سے مراد ایک ایسا منظم طریقہ کار ہے جس پہ عمل پیرا ہو کر اردو زبان کے مروجہ طریقۂ تدریس کی عملی اثرانگیزی، مطلوبہ لسانی مقاصد کے حصول میں اردو کے نصابی مشمولات کی افادیت اور اردو کے استاد کی تدریسی کارکردگی متعین کی جاسکتی ہے۔ اس کے ذریعے ایک طالب علم کی بنیادی لسانی مہارتوں، سننا، بولنا، لکھنا، پڑھنا وغیرہ پر کس حد تک عبور حاصل کیا جاسکتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں اردو کی تدریس کے حوالے سے انھی پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	تدریس، اردو زبان کی تدریس، قومی زبان، رابطہ کی زبان، لازمی زبان، مسائل، اکتسابی طریقہ کار، محمد سلیمان اطہر
الماس، روبینہ	اردو ناول میں طبقاتی شعور	۱۹۷ تا ۲۰۷	کہانی زندگی کی ترجمان ہوتی ہے۔ ناول کی کہانی میں زندگی اپنے تمام تر مسائل، حسن اور بدصورتی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ کہانی زندگی کو متاثر بھی کرتی ہے اور زندگی سے متاثر ہوتی بھی ہے۔ اردو ناول میں معاشرے کے مختلف طبقات، ان کے مسائل اور ان کی نفسیات کی کارفرمائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد، رتن ناتھ سرشار، مرزا محمد ہادی رسوا، پریم چند، قرۃ العین حیدر، حیات اللہ انصاری، قاضی عبدالستار، عبداللہ، جیلانی بانو، خدیجہ مستور، انتظار حسین، رضیہ فصیح احمد اور شوکت صدیقی کے ہاں غریب، متوسط اور اشرافیہ الغرض ہر طبقہ کے افراد کی سوچ، نفسیات اور مسائل کی طرف توانا اشارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔	اردو ناول، طبقاتی شعور، نذیر احمد، سرشار، قرۃ العین حیدر، انتظار حسین، شوکت صدیقی، روبینہ الماس
بانو، فضیلت	متنی تنقید (خلیق انجم) کے حوالے سے تنقیدِ متن کے مختلف مدارج (تحقیقی جائزہ)	۱۷۲ تا ۱۸۳	ادبی تحقیق میں متن کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ لہٰذا محقق کے لیے یہ جاننا بڑا ضروری ہوتا ہے کہ متن کیا چیز ہوتی ہے؟ زیرِ نظر مقالے میں متن اور متنی تنقید کی تعریف کی گئی ہے، متن کی مختلف اقسام پر تبصرہ اور بحث کی گئی ہے، اس کی روشنی میں خلیق انجم کی متنی تنقید کے ضمن میں ہونے والی کاوشوں کا بھی تفصیلاً تجزیہ کیا گیا ہے اور متن کی تصحیح کے حوالے سے مختلف طریقوں کا تعین کیا گیا ہے۔	متن، متنی تنقید، تحقیق متن، خلیق انجم، تصحیح متن، تدوین متن، فضیلت بانو

بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	مومن کی شاعری پر سید احمد بریلوی تحریک کے اثرات	۲۴۱ تا ۲۵۹	ہندوستان کی تاریخ میں سید احمد بریلوی کی تحریکِ جہاد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ تحریک مذہبی عناصر رکھنے کے ساتھ ساتھ سکھوں اور برطانوی استبداد کے خلاف ایک زبردست ردعمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس تحریک نے نہ صرف اس دور کے مسلمانوں کی توجہ اور ہمدردیاں اپنی طرف مبذول کروائیں بلکہ اس کے ساتھ اپنے دور کے شاعروں اور ادیبوں کو بھی اپنی طرف راغب کیا۔ جن میں مومن خان مومن کا نام انتہائی اہم ہے۔ مومن کی مشہور مثنوی ”جہادیہ“ اسی تحریک کے زیرِ اثر لکھی گئی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں فاضل مقالہ نگاروں نے اس تحریک کے آغاز، مقبولیت اور نشیب و فراز پر تفصیل سے بات کی ہے، اس کی ناکامی کی وجوہات گنوائی گئی ہیں اور مومن کی ذہنی اور قلبی مناسبت اور اس کی شاعری میں مذہبی عناصر کے پس منظر میں اس تحریک کا اس کی شاعری پر پڑنے والے اثرات کا تجزیہ کیا ہے۔	ہندوستان، مذہبی تحریک، وجوہات، افکار، جہادیہ تحریک، مثنوی جہادیہ، غزل، مومن کی شاعری، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بلوچ، غلام قاسم مجاہد	اسلامی ادب کی اردو ترجمہ نگاری میں بلوچ اہلِ علم کی خدمات	۱ تا ۲۱	ترجمہ نگاری ایک ایسا فن ہے جس کی بدولت قارئین کی رسائی دوسری زبانوں کے علم و ادب کے سرچشموں کی طرف ہو جاتی ہے۔ اسلامی ادب برصغیر پاک و ہند کے اہلِ قلم کے لیے ترجمہ نگاری کا ایک اہم میدان رہا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان تمام کتابوں، رسالوں، ملفوظات کا تعارف دیا گیا ہے جو عربی، فارسی اور دوسری زبانوں سے بلوچ اہلِ قلم نے ترجمہ کیں جسے پڑھنے کے بعد نہ صرف بلوچ اہلِ قلم کی ترجمہ نگاری سے شغف کا اظہار ہوتا ہے بلکہ اس بات کی بھی عکاسی ہوتی ہے کہ بلوچ اہلِ علم و اہلِ قلم نے ان کتابوں کے تراجم سے اردو زبان کے دامن کو کتنے اچھے جواہر پاروں سے بھر دیا ہے۔ مقالہ نگار نے ان تمام کتابوں، رسالوں اور ملفوظات کا تعارف پیش کرنے کے ساتھ ان کتابوں میں مشمولہ مواد کا اشاریہ بھی دیا ہے۔ یہ کتابیں فارسی اور عربی زبان و ادب میں موجود تھیں جنھیں ترجمہ کرنا ضروری تھا۔ مقالہ نگار نے اس ضمن میں تحقیقی حوالوں سے کافی محنت کی ہے۔	اردو ترجمہ نگاری، اسلامی ادب، بلوچ اہلِ قلم، اشاریہ، غلام قاسم مجاہد بلوچ
بیگم، حشمت/ عزیز، خدیجہ	”تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور“ کے اردو ترجمہ کا علمی اور تنقیدی مطالعہ	۲۶۰ تا ۲۷۰	”تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور“ علامہ جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطیؒ کی مشہور زمانہ تفسیر ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں نہ صرف ترجمہ اور بالخصوص قرآن مجید کے ترجمہ کے فن پر بات ہوئی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس مشہورِ زمانہ تصنیف کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	علامہ جلال الدین ابو الفضل، تفسیر، ترجمہ، قرآن مجید، ترجمے کے اصول، ترجمے کا فن، تحقیق، سیرت، حشمت بیگم، خدیجہ عزیز
جسٹن، پنکی	بائبل کے اردو	۶۹	بائبل چار آسمانی کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس خدائی کتاب کے تراجم دنیا کی	اردو تراجم، بائبل،

	تراجم کہانی سے حقیقت تک	تا ۷۶	بیشتر چھوٹی بڑی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔اردو میں یہ سلسلہ شروع سے لے کر آج تک موجود ہے۔ ترجمہ اور بالخصوص خدائی کتاب کا ترجمہ کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ مترجم کے سامنے بہت سے مسائل موجود ہوتے ہیں جن کا سامنا قدم قدم پر کرنا پڑتا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں بائبل کے تراجم میں اسلوبیاتی کروٹوں کا تفصیل سے جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ان تمام کوششوں کا ذکر ہوا ہے جو بائبل کے اردو تراجم کے ذیل میں ہوئیں۔	آسمانی کتاب، ترجمہ کے مسائل، متن، اسلوب، لسانیاتی تجزیہ، پنکی جسٹن
سعید، عائشہ	انجمن ترقی اردو پاکستان کی تحریک میں خواتین کا کردار	۶۲ تا ۶۸	انجمن ترقی اردو کا قیام ۱۹۰۳ء میں عمل میں لایا گیا تھا۔ ۱۷ نومبر ۱۹۵۲ء کو مولوی عبدالحق نے انجمن ترقی اردو کی خواتین شاخ قائم کرنے کا ارادہ کیا۔ خواتین شاخ میں عورتوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنانے کے لیے مولوی عبدالحق پیرانہ سالی کے باوجود ان اجلاسوں میں شریک ہوتے اور صدارت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ انجمن ترقی اردو خواتین شاخ کے اجلاسوں کی کاروائی کا ذکر کر کے مقالہ نگار نے ان خواتین کا ذکر کیا ہے جو ان اجلاسوں میں شریک رہیں اور مختلف فرائض سرانجام دیے۔ اس کے علاوہ مختلف قراردادوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو خواتین نے اردو کی ترویج و ترقی کے لیے پیش کیں۔	انجمن ترقی اردو خواتین شاخ، مولوی عبدالحق، عائشہ سعید
طاہر، سعدیہ	ڈاکٹر وزیر آغا اور جدید نظم کی پہچان	۱۲۸ تا ۱۴۵	اردو نظم نے ارتقا کے زینے پر رفتہ رفتہ قدم رکھا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے ان مختلف شعرا کی شاعری پر تبصرہ کیا ہے جنھوں نے اردو نظم کو ایک نئی شکل اور جہت سے آشنا کیا ہے۔ انھوں نے محمد حسین آزاد سے لے کر علامہ اقبال، اختر الایمان، مجید امجد اور مابعد تک کے شاعروں کی نظم گوئی کا جائزہ لیا ہے۔ "نظم جدید کی کروٹیں" جدید نظم کی تنقید کے حوالے سے تنقید کا اچھا معیار پیش کرتی ہے۔ فیض احمد، میراجی، مجید امجد اور ن۔ م۔ راشد پر ان کے مضامین جدید شعرا کی نظم گوئی کے متعلق ان کے نقطۂ نظر کی اچھی طرح سے صراحت کرتے ہیں۔ زیر نظر مقالہ وزیر آغا کی کتاب "نظم جدید کی کروٹیں" کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے۔	وزیر آغا، نظم جدید کی کروٹیں، جدید نظم، آزاد نظم، فطرت نگاری، دھرتی پوجا اور میراجی، اقبال، سعدیہ طاہر
عابد، قاضی / اختر، عمران	سائنس اور ادب کے باہمی روابط و اشتراکات	۲۰۸ تا ۲۲۰	ادب علم کے ہر ایک شعبہ سے اثرات قبول کرتا ہے۔ وہ حقائق کی ترجمانی جمالیاتی نقطۂ نظر کے مطابق کرتا ہے۔ ادب سائنس یا علم کی کسی اور شاخ کا اسیر نہیں ہے لیکن وہ ہر دور کی علمی سطح سے نہ تو انکار کرتا ہے اور نہ ہی اسے رد کر سکتا ہے۔ زیر مقالے میں سائنس اور ادب کے باہمی تعلق پر معنی خیز بحث کی گئی ہے۔ سقراط، افلاطون، ارسطو اور کنفیوشس کے نظریات اور موجودہ دور کی علمی اور ذہنی سطح کی روشنی میں سائنس اور ادب کے باہمی تعلق پر	سائنس اور ادب، سقراط، افلاطون، ارسطو، کنفیوشس، تراجم، قاضی عابد، عمران اختر

			تفصیلاً بات ہوئی ہے۔	
عباس، غلام	مولوی امام بخش صہبائی اور اردو قواعد نویسی	۱۴۶ تا ۱۷۲	مولوی امام بخش صہبائی کا شمار فارسی زبان کے اہم شعرا اور اردو زبان کے اہم ادیبوں میں ہوتا ہے۔ لسانیات ان کی تحقیق کا ایک اہم شعبہ رہا ہے۔ ''حدائق البلاغت'' اور ''رسالہ صرف و نحوی اردو'' ان کے لسانیات کے ساتھ خصوصی شغف پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ ان کے اردو گرامر کے حوالے سے کیے گئے کام کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔ انھوں نے جن اصولوں کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے وہ عربی گرامر کی اصطلاحات اور طریق کار کو مد نظر رکھ کر متعین کیے گئے ہیں۔ انھوں نے جملے کو دو قسموں ''جملۂ خبریہ'' اور'' جملۂ انشائیہ'' میں تقسیم کیا ہے۔ اسم، فعل، حرف کے حوالے سے بھی کافی اہم مباحث چھیڑے گئے ہیں جن کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اس مقالے کا موضوع ہے۔	مولوی امام بخش صہبائی، حدائق البلاغت، لسانیات، گرامر، جملہ خبریہ، جملہ انشائیہ، غلام عباس
علی، سلمان	ممتاز شیریں کی ''اپنی نگریا'' تکنیکی اور ہیئتی تجربات کے تناظر میں	۲۷۱ تا ۲۷۵	ممتاز شیریں کا شمار اردو ادب کے اہم نقادوں میں ہوتا ہے۔ افسانہ کی تکنیک اور تنوع پر ان کے مباحث آج بھی مشعلِ راہ ہیں۔ ''اپنی نگریا''، میں چھ افسانوں آئینہ، انگڑائی، گھنیری بدلیوں میں، اپنی نگریا، رانی اور شکست کا تکنیکی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں اس افسانوی مجموعے کا مختلف افسانوی تکنیکوں مثلاً آٹو بائیگرافک اور فلیش بیک کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔	ممتاز شیریں اپنی نگریا، فلیش بیک، بیانیہ تکنیک، سلمان علی
فیضی، فیاض احمد / احمد، شفیق	تنفیذِ اردو کا ایک نو دریافت حوالہ: ماہ نامہ ''نفاذِ اردو'' کراچی	۹۷ تا ۱۲۸	ماہ نامہ ''نفاذِ اردو'' کی اشاعت کا آغاز تحریکِ نفاذِ اردو کے بانی ڈاکٹر سید مبین اختر کی کوششوں کے نتیجہ میں جنوری ۲۰۰۸ء سے ہوا تھا۔ اس رسالے میں شائع ہونے والے مقالے، رپورٹس، اداریے اور خطوط اب اردو کے نفاذ کے لیے ایک مہم کی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ اردو زبان کی ترقی اور نفاذ کے حوالے سے اس رسالے کی خدمات فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ زیرِ نظر مقالے میں تحریکِ نفاذِ اردو پاکستان کی تاریخ کے ساتھ ساتھ رسالہ ''نفاذ اردو'' کی اردو زبان کے لیے کی جانے والی کوششوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو زبان، تحریک نفاذِ اردو، ماہ نامہ نفاذِ اُردو، سرکاری زبان، فیاض احمد فیضی، شفیق احمد
کاظمی، سید کامران عباس	خاکہ نگاری کا فن: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ	۲۲۱ تا ۲۴۰	اردو ادب میں خاکہ نگاری کی ایک توانا روایت موجود ہے۔ اصناف کے معاملے میں خاکے کی حتمی تعریف ناممکن ہے لیکن اس کے باوجود اس صنف پر مباحث کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ ایک باضابطہ اور مکمل صنف کی حیثیت سے خاکہ نگاری کی روایت زیادہ پرانی نہیں ہے۔ اسے خود کو سوانحی مضمون سے الگ شناخت قائم کرنے کے لیے مسلسل تجربات سے گزرنا پڑا۔ خاکہ انگریزی اصطلاح ''Sketch'' کا متبادل ہے۔ اس مقالے میں خاکے کی	خاکہ نگاری، نثری صنف، فن، معیاری خاکہ، سید کامران عباس کاظمی

			تعریف، معیاری خاکے کے فنی لوازمات اور خاکے کے فن پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔	
نعمان، محمد / سلیم، محمد	قصۂ اصحاب الفیل اور شعر عربی	۱۸۴ تا ۱۹۶	قرآن مجید کی ایک سورۃ جس کا نام سورۃ الفیل ہے ایک اہم تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جب ابرہہ اشرم اپنی فوج لے کر خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ خدا تعالیٰ نے پرندوں کی ایک فوج بھیج کر اس کثیر التعداد فوج کا خاتمہ کر دیا اور یوں انھیں ان کی سرکشی کی سزا دے دی۔ یہ واقعہ چونکہ تاریخ کا واضح اور معلوم واقعہ ہے اس لیے اس کا ذکر قبل از اسلام شاعری میں موجود ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں دورِ جاہلیت کی شاعری میں اس واقعے کی موجودگی کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔	قرآن، قصۂ اصحابِ الفیل، عربی شاعری قبل از اسلام، سیرت، تاریخ، محمد نعمان، محمد سلیم

خیابان: ۳۶(۲۰۱۱ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبۂ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل	اردو ادب کی تاریخ: تدریس کے نئے تناظرات	۹۹ تا ۱۱۲	جامعات میں اردو زبان وادب کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں تاہم اس کی تدریس کس طرح ہونی چاہیے اس پر کام کرنے کی ضرورت ہمیشہ سے محسوس ہوتی رہی ہے۔ نیز یہ کہ اردو ادب کی تاریخ کے پرچے میں کیا پڑھایا جائے جس سے طلبہ میں ادبی رغبت پیدا ہو۔ مقالہ نگار نے اپنے مقالے میں انھی مسائل پر بحث کی ہے۔	تدریس، ادبی تاریخ، اردو زبان و ادب، طریقۂ تدریس، سہیل احمد
اظہار، اظہار اللہ	سامراجی نظام کے استحصال کی کہانی کلامِ غالب کی زبانی۔ ایک تحقیق	۲۱۶ تا ۲۲۸	مرزا غالب کا عہد سیاسی تبدیلیوں اور اقدار کی شکست وریخت کا عہد رہا ہے۔ غالب کا تخلیقی شعور اور ادبی بصیرت اپنے عہد کی تحریکوں کو نظر انداز نہیں کرتا بلکہ اپنے عہد کو منفرد پیرائے میں منعکس کرتا ہے۔ وہ سیاسی بصیرت سے عاری نہیں تھے لیکن وہ حالات کو پرکھنے کا اپنا مخصوص پیمانہ اور شعور رکھتے تھے۔ ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار نے اپنے مقالے میں غالب کے سیاسی شعور کی مختلف پرتیں ان کی غزل کی روشنی میں بڑی خوبصورتی سے کھول کر رکھ دی ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ غالب کے فن کو ان کے عہد کے آئینے میں دیکھنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔	مرزا غالب، سامراجی نظام، استحصال، ۱۸۵۷ء، سیاسی بصیرت، اظہار اللہ اظہار
انجم، محمد وسیم / الطاف، قمر	علامہ اقبال کا فارسی مجموعہ کلام ''پیامِ مشرق''	۱ تا ۱۰	پیام مشرق علامہ اقبال کا تیسرا فارسی شعری مجموعہ ہے۔ کتاب جرمن شاعر گوئٹے کے دیوانِ شرقی و غربی کے جواب میں لکھی گئی۔ پیامِ مشرق کے اردو دیباچے میں جن اہم نکات پر بات کی گئی ہے وہ یہ ہیں کہ جرمن ادبیات پر فارسی ادب کے کیا اثرات پڑے ؟اور گوئٹے اور دیگر جرمن شعرا، فارسی شعرا اور خاص طور پر خواجہ حافظ شیرازی سے کس قدر متاثر ہوئے۔ اقبال نے اپنی فارسی تصانیف کے ذریعے قلوب و نفوس میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ قمر الطاف نے اپنے مقالے میں انھی نکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔	علامہ اقبال، فارسی شاعری، پیامِ مشرق، گوئٹے، حافظ شیرازی، محمد وسیم انجم، قمر الطاف
بخاری، بادشاہ منیر / محمد، ولی	اردو شاعری میں ''اجنبیت'' کی بدترین مثال....... میراجی	۲۹ تا ۵۶	شاعری ایک ایسا نازک فن ہے جو عدم ابلاغ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے فن کا دارومدار ہی اس بات پر ہوتا ہے کہ فن کار کا مافی الضمیر پڑھنے والوں کو منتقل ہو جائے۔ جو بھی فن کار یا شاعر اس حقیقت کو نظر انداز کرتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قاری اور شاعری کے درمیان عدم ابلاغ کی صورت میں فاصلے پیدا ہوتے ہیں اور ''اجنبیت'' کی فضائیں	میراجی، نظم گوئی، ابہام، اردو شاعری میں اجنبیت، نامانوس علامات، نامانوس تشبیہات و

			جنم لیتی ہیں۔ میراجی اردو نظم میں اس اجنبیت کی سب سے بڑی اور بدترین مثال ہیں۔ ان کی مبہم علامات، بات میں الجھاؤ پیدا کرنے کا شوق، ذاتی نفسیاتی الجھنیں، جنس سے متعلق ان کے رویے، ہندی دیومالا کا اثر، ہندی اسلوب، نامانوس الفاظ کا استعمال، مصرعوں کے الجھاؤ سے بھری ہوئی بنت نے ان کی نظم کو پہیلی نما چیز بنا دیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میراجی کی نظم کا ان حوالوں سے تجزیہ کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس اجنبیت کی فضا کی موجودگی نے ان کے فن کو جتنا نقصان پہنچایا ہے، اس پر مدلل بحث کرتا ہے۔	استعارات، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بخاری، بادشاہ منیر	کھوار ادب میں بقائے باہمی کا تصور، احساس اور اظہار ۱۹۴۷ء کے بعد	۲۲۹ تا ۲۳۸	کھوار زبان و ادب کھو قبیلے کی مہمان نوازی، خلوص و محبت، امن اور بھائی چارے جیسے اہم اقدار کا آئینہ دار ہے۔ اس لیے ادب اپنے اندر مناظر قدرت اور فنونِ لطیفہ سے محبت کی مٹھاس رکھتا ہے۔ کھوار ادب سینہ بہ سینہ روایتوں اور کلاسیکی عہد سے ہوتا ہوا جدید ادب کے نئے رجحانات تک اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ شائستگی کا معیار قائم رکھے ہوئے ہے۔ چونکہ چترال کی سماجی زندگی کا پورا ڈھانچہ شادی اور غمی دونوں میں باہمی تعاون جیسے اقدار کی بنیاد پر قائم و دائم ہے اس وجہ سے اس زبان کا ادب بھی باہمی تعاون اور اس سے متعلقہ سماجی رویوں میں رنگا ہوا نظر آتا ہے۔ اس زبان کے ادب میں جذبہ کی اوریجنلٹی، احساس کی لطافت اور نزاکت اور تخیل کی معصومانہ اٹھان کی کارفرمائی دیکھنے کو ملتی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری صاحب کا مقالہ کھوار ادب کا مطالعہ چترال کی سماجی زندگی کے پس منظر میں بڑے ہی خوبصورت انداز سے کرتا ہے۔	چترال، کھوار قبیلہ، بقائے باہمی کا تصور، ۱۹۴۷ء، سماجی زندگی، بادشاہ منیر بخاری
بشیر، سونیا	منٹو کے افسانے ''ممد بھائی'' کا نفسیاتی تجزیہ	۸۳ تا ۹۰	سعادت حسن منٹو کی کہانیوں میں ہمیں طرح طرح کے کرداروں سے واسطہ پڑتا ہے اور ہر کردار اپنی انفرادیت سے ذہن پر ایک گہری چھاپ چھوڑ جاتا ہے۔ ان کے ایک ایسے ہی منفرد کردار سے ہماری ملاقات ان کے افسانے ''ممد بھائی'' میں ہوتی ہے۔ کہانی کا نام بھی اسی مرکزی کردار کے نام پر ہے۔ سونیا بشیر نے اپنے مقالے میں افسانہ ''ممد بھائی'' کا نفسیاتی تجزیہ پیش کیا ہے۔	سعادت حسن منٹو، افسانہ نگاری، ممد بھائی، کردار نگاری، نفسیاتی تجزیہ، سونیا بشیر
بصر، اجمل خان	کوہاٹ میں اردو نثر کا ارتقا	۱۳۱ تا ۱۴۴	اردو ادب کے ارتقا میں صوبہ خیبر پختونخوا کے دوسرے خطوں کی طرح کوہاٹ نے بھی اچھا خاصا حصہ ڈالا ہے۔ اس خطے نے ادبی حوالوں سے بڑے بڑے نام پیدا کیے۔ تقی ہاشمی، سید محمود شوکت، پروفیسر پریشان خٹک، احمد پراچہ، محبت خان بنگش، فیروزہ بخاری اور طاہر آفریدی کے علاوہ اور بھی کئی ایک اہم ناموں کا تعلق کوہاٹ سے ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں کوہاٹ میں تخلیق کیے جانے والے ادب (افسانہ، ناول، شاعری) کا تفصیلی محاکمہ	کوہاٹ، خیبر پختونخوا، اردو غزل، اردو نظم، اردو ناول، اردو افسانہ، اجمل خان بصر

			کیا گیا ہے۔	
تقویم الحق	نام دیومالی اور مولوی عبدالحق: کرداری مماثلت اور منطقی محدودات	۹۱ تا ۹۸	بابائے اردو مولوی عبدالحق نے دیگر علمی و ادبی کاموں کے ساتھ ساتھ خاکہ نگاری کی طرف بھی توجہ دی اور اردو ادب کو "چند ہم عصر" جیسی خوبصورت کتاب کا تحفہ دیا۔ بعض نقادوں نے "چند ہم عصر" کے خاکوں کو سوانحی اور تعارفی مضامین قرار دیا ہے۔ اس کتاب میں ایک خاکہ "نام دیومالی" کے نام سے ہے۔ مقالہ نگار نے اپنے مقالے میں اس کردار اور مصنف کے ساتھ اس کے تعلقات کا دلچسپ تجزیہ پیش کیا ہے۔	خاکہ نگاری، مولوی عبدالحق، نام دیومالی، چند ہم عصر، سوانحی مضامین، تقویم الحق
جسٹن، پنکی	اردو زبان و ادب میں عیسائی خواتین کا حصہ (قیام پاکستان تک)	۲۰۶ تا ۲۱۵	اردو زبان و ادب میں عیسائی خواتین نے اچھا خاصا حصہ ڈالا ہے۔ اگرچہ ان کی تحریریں زیادہ تر مذہبی نوعیت کی ہیں لیکن یہی تحریریں عوامی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کو جانچنے کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہیں کیونکہ انگریز مشنریوں کی ہندوستان آمد کے بعد زیادہ تر مذہبی لٹریچر عوامی بول چال سے نزدیک رہنے کی شعوری کوشش تھا۔ ڈاکٹر پنکی جسٹن کا مقالہ انھی امور سے بحث کرتا نظر آتا ہے۔	مخزنِ الفت، ایلن کرسچیانہ گارڈنر، مسز پی فلپس، مذہبی لٹریچر، مس دیال صاحبہ، پنکی جسٹن
حامد، محمد	ثانوی سطح پر تدریسِ اردو: خیبر پختون خوا ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کتب کا تنقیدی جائزہ	۱۱ تا ۲۸	ثانوی سطح کی تعلیم بلوغت و پختگی کی عمر کی شروعات میں دی جاتی ہے۔ اس درجے کی تعلیم بچوں کو نہ صرف مختلف پیشوں کے لیے تیار کرتی ہے بلکہ ان کی ذہنی، جسمانی اور اخلاقی تربیت بھی تیار کرتی ہے۔ اس سطح پر نصاب کو اس طرح وسعت ملتی ہے کہ یہ اس عمر کے طلبا کی دلچسپیوں، ضرورتوں اور مہارتوں سے ہم آہنگ ہو جائے۔ محمد حامد نے اپنے مقالہ میں ثانوی سطح پر تدریسِ اردو کے انھی پہلوؤں سے بحث کی ہے۔	تدریسِ اردو، خیبر پختون خوا، درسی کتب، ثانوی سطح کی تعلیم، اردو زبان، محمد حامد
خان، عامر رؤف	اسلامی و نفسیاتی رجحانات کا حامل.....راجہ گدھ	۱۴۵ تا ۱۵۳	"راجہ گدھ" بانو قدسیہ کا وہ شاہ کار ناول ہے جسے فنی اور فکری حوالوں سے اردو ادب میں ایک مستقل مقام حاصل ہے۔ یہ ناول فکری اعتبار سے ایک آفاقی موضوع رکھتا ہے۔ فرد کی نفسیاتی الجھنوں، معاشرے میں ذات کی شکست و ریخت اور بے سمتی کے نمایاں احساس میں بانو قدسیہ روحانیت پر زور دیتی ہیں۔ مقالہ نگار نے اسی ناول کا عمدہ تحقیقی و تنقیدی تجزیہ پیش کیا ہے۔	راجہ گدھ، بانو قدسیہ، اسلامی و نفسیاتی رجحانات، اردو ناول، عامر رؤف خان
سعید، عائشہ	اقبال کا فلسفۂ تمدن اور علم الاقتصاد کے باہمی روابط	۱۷۰ تا ۱۷۸	علامہ اقبال فلسفۂ تمدن کا فرض منصبی انسانی زندگی کے اعلیٰ ترین مقصد کا تعین کرنے اور اس کے حصول کے لیے قابلِ عمل طریقِ کار کو سمجھتے ہیں تاکہ اقتصادی امور کے ماہرین اس طریقِ کار کو سمجھ کر اس کے تحت زندگی گزاریں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے محنت کا درس دے سکیں۔ ڈاکٹر عائشہ سعید نے اپنے مقالہ میں اقبال کے اسی فلسفۂ تمدن اور علم الاقتصاد کے باہمی روابط پر روشنی ڈالی ہے۔	علامہ اقبال، علم الاقتصاد، خودی، فلسفۂ تمدن، عائشہ سعید

شاہین، روبینہ	تفہیمِ میر کے چند پہلو	۱۱۳ تا ۱۲۴	میر تقی میر کو سرتاج الشعرا کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ اردو کے تقریباً ہر بڑے شاعر نے میر کی استادی کو تسلیم کیا ہے۔ وجہ یہ تھی کہ میر کی سادگی اور پر درد لہجے میں ایسا اثر ہے کہ دل متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان کے اشعار کا اثر پہلے اور معنی تک رسائی بعد میں ہوتی ہے۔ وہ مانوس جذبوں کو مانوس الفاظ اور روز مرہ کی بے تکلفی کو چونکانے والے انداز میں بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر روبینہ شاہین نے اپنے مقالے میں ''تفہیمِ میر'' کے انھی پہلوؤں کے حوالے سے بحث کی ہے۔	میر تقی میر، غزل گوئی تفہیمِ میر، حسیاتی درک، روبینہ شاہین
عباس، محمد	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے نام مشاہیر ادب کے خطوط میں علمی وادبی مباحث	۱۲۵ تا ۱۳۰	خیبر پختون خوا کے قلم کاروں میں ڈاکٹر ظہور احمد اعوان ایک ہمہ جہت شخصیت رکھتے ہیں۔ کالم نگاری کے سفر میں ان کے نام مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے بے شمار خطوط آئے۔ جن میں سے پندرہ ہزار کے لگ بھگ انھوں نے محفوظ کر لیے۔ انھی خطوط میں سے پانچ سو تیس خطوط کا انتخاب انھوں نے ''خطوطِ دوستاں'' کے نام سے شائع کیا۔ ڈاکٹر عباس نے اپنے مقالے میں ظہور احمد اعوان کے نام آئے ہوئے ان خطوط کی علمی وادبی حیثیت پر بحث کی ہے۔	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، کالم نگاری، خطوطِ دوستاں، مشاہیر ادب کے خطوط، مکتوب نگاری، محمد عباس
عرفان اللہ	رومانوی شگفتہ نگاری کا امام..... شفیق الرحمٰن	۱۷۹ تا ۱۸۷	شفیق الرحمٰن کی تحریریں رومان اور مزاح کا خوبصورت امتزاج ہیں۔ ان کی کہانیاں خواب ناک فضاؤں اور لطافتوں سے معمور ہیں۔ شفیق نے سفر نامے بھی لکھے، افسانے بھی اور مزاحیہ مضامین بھی۔ مقالہ نگار نے ان کی تحریروں میں شگفتہ نگاری کے مختلف پہلوؤں پر قلم اٹھایا ہے اور ان کے اسلوب میں رومانوی رنگ کی موجودگی پر بھی تفصیل سے بات کی ہے۔	رومانوی فکر واحساس، شفیق الرحمٰن، رومانویت، تخیل، تکیہ کلام، روفی، عرفان اللہ
علی، سلمان	حسن عسکری کے افسانوں کا ہیئتی اور اسلوبیاتی جائزہ	۱۵۴ تا ۱۵۸	حسن عسکری اردو ادب میں ایک بلند پایہ نقاد اور دانش ور کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ ان کے افسانے تکنیکی اعتبار سے نیا انداز لیے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے مخصوص اسلوب اور فکری رنگا رنگی سے ایک منفرد فضا کی تشکیل کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سلمان علی نے اپنے مقالے میں حسن عسکری کے افسانوں کا ہیئتی اور اسلوبیاتی جائزہ لیا ہے۔	جزیرے، قیامت ہم رکاب آئے نہ آئے، افسانہ نگاری، شعور کی رو، کالج سے گھر تک، عرفان اللہ، سلمان علی
قائل، عمر قیاز خان	پروفیسر محمد طٰہٰ خان: ایک ادبی عہد ایک تحریک	۱۸۸ تا ۲۰۵	پروفیسر طٰہٰ خان خیبر پختون خوا کے علم وادب کا ایک بڑا نام ہیں۔ جو شعر ونثر میں یکساں مقام ومرتبہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے مزاحیہ شاعری بھی کی ہے اور گیت نگاری، مسودہ نگاری اور ترجمہ نگاری میں بھی نام پیدا کیا ہے۔ عمر قیاز قائل نے اپنے مقالے میں پروفیسر طٰہٰ خان کی علمی وادبی خدمات کو بھرپور انداز سے اُجاگر کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے علمی وادبی سفر کا بھی بھرپور محاکمہ پیش کیا ہے۔	پروفیسر محمد طٰہٰ خان، رحمان بابا کی شاعری کا منظوم اردو ترجمہ، رباعیاتِ خوشحال، بنیادی اردو، عمر قیاز خان قائل

قادر، محمد ہارون	''راجہ گدھ'' جدیدیت کے تناظر میں	۱۵۹ تا ۱۶۹	جدیدیت کی تحریک ایک بین البراعظمی تحریک تھی جو بیسویں صدی کے مختلف عشروں میں مختلف ممالک میں وقوع پذیر ہوئی۔ اردو ادب میں اس تحریک کا ابتدائی زمانہ ۱۹۶۰ء کا ہے۔ جدیدیت کی تحریک ایک ایسا ادبی رویہ ہے جس کے ذریعے تخلیق کاروں نے جدید مشینی اور مصروف زندگی میں فرد کا فرد سے رابطہ استوار کرنے کی کوشش کی۔ بانو قدسیہ کا ناول ''راجہ گدھ'' کئی سطحوں پر مختلف انسانی کیفیتوں کا عکاس ہے۔ اس میں کئی کردار نفسیاتی، باطنی اور سماجی مسائل سے دوچار ہیں۔ ڈاکٹر ہارون قادر نے اس ناول کو جدیدیت کے تناظر میں پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	جدیدیت، اردو ادب، راجہ گدھ، اردو ناول، بانو قدسیہ، محمد ہارون قادر
قرنی، محمد اویس	''کپاس کا پھول'' احمد ندیم قاسمی کی ایک کمزور کوشش	۵۷ تا ۶۷	احمد ندیم قاسمی کا شمار اردو نثر و نظم کے سربرآوردہ قلم کاروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے غزل، نظم اور قطعات کے علاوہ افسانوں کے کئی خوبصورت مجموعے ترتیب دیے تاہم ان کی بعض کہانیوں کو ان کے قریبی رفیقوں اور تبصرہ نگاروں کی بدولت کچھ زیادہ شہرت ملی جن میں سے ایک ''کپاس کا پھول'' بھی ہے۔ کہانی میں متعدد مقامات پر فنی اور فکری لحاظ سے کمزوری دکھائی دیتی ہے اور پلاٹ میں بے ربطی بھی موجود ہے۔ محمد اویس قرنی کا مقالہ ''کپاس کا پھول'' کا ایک بے لاگ تجزیہ پیش کرتا ہے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو افسانہ، کپاس کا پھول، پرمشیر سنگھ، سناٹا، مامتا، محمد اویس قرنی
ناز، ارم	ڈاکٹر وزیر آغا کا شعور فنونِ لطیفہ	۶۸ تا ۸۲	ڈاکٹر وزیر آغا اردو کے بلند پایہ نقاد ہیں۔ آپ نے تنقید، تحقیق اور انشائیہ میں یکساں طور پر نام کمایا۔ اپنی کتابوں ''تخلیقی عمل''، ''اردو شاعری کا مزاج'' اور ''نئے مقالات'' میں انھوں نے فنونِ لطیفہ پر بڑے جامع اور مدلل انداز میں گفتگو کی ہے۔ انھوں نے آہنگ کو فنونِ لطیفہ کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ ارم ناز نے اپنے مقالے میں ڈاکٹر وزیر آغا کے شعورِ فنونِ لطیفہ پر بحث کی ہے۔	ڈاکٹر وزیر آغا، تخلیقی عمل، اردو شاعری کا مزاج، شعور فنونِ لطیفہ مصوری، ارم ناز

خیابان: ۲۷(۲۰۱۲ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اظہار، اظہار اللہ	صوبہ خیبر پختون خوا کی اردو غزل، تبدیل ہوتے ہوئے حالات کے تناظر میں	۸ تا ۱۵	کلاسیکی اصنافِ سخن سے لے کر دورِ جدید میں ہونے والی شاعری تک غزل کو ایک کلیدی صنفِ شاعری کی حیثیت حاصل ہے۔ اردو غزل کے ارتقائی سفر میں خیبر پختون خوا کے شعرا نے بھی بھرپور حصہ لیا اور سیاسی اور ادبی تحریکوں کی روشنی میں اس نے وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے موضوعات کو اپنے اندر سمویا۔ ''صوبہ خیبر پختون خوا کی اردو غزل، تبدیل ہوتے ہوئے حالات کے تناظر میں'' کے موضوع پر ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار کا مقالہ ہر لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے انھوں نے نئے اور پرانے شعرا کی غزلیہ شاعری سے بحث کی ہے۔	اردو غزل، خیبر پختون خوا، غزل پر عصری حالات کا اثر، موجودہ حالات اور غزل، پشتون آب و ہوا، اظہار اللہ اظہار
انجم، محمد وسیم	علامہ اقبال اور ترکی	۱ تا ۷	ترکی اور پاکستان اسلامی ممالک ہیں۔ یہاں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مذہبی رشتے میں بندھے ہوئے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنی تحریروں میں ترکوں کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ انھوں نے بادشاہی مسجد میں ترک باشندوں کے ساتھ ملاقاتیں بھی کیں اور ترک رہنماؤں کو خراجِ عقیدت بھی پیش کیا۔ اس مقالے میں ڈاکٹر وسیم انجم نے علامہ اقبال اور ترکی کے عنوان سے اقبال کی شاعری اور نثر پاروں میں ترک قوم کے تذکرے پر بحث کی ہے۔	ترکی، علامہ اقبال، مولانا رومی، جاوید نامہ، سعد حلیم پاشا، پیر رومی، محمد وسیم انجم
بخاری، بادشاہ منیر / حامد، محمد	ایم۔اے۔اردو کے نصاب پر ایک نظر (خیبر پختون خوا کے جامعات کے تناظر میں)	۱۶ تا ۳۳	ایم۔اے۔اردو اعلیٰ تعلیم کا اختصاصی مرحلہ ہے۔ خیبر پختون خوا میں اردو بحیثیت لازمی مضمون بارھویں جماعت تک پڑھائی جاتی ہے۔ بارھویں کے بعد کی تعلیم میں اردو کو بطورِ اختصاصی مضمون پڑھنے والے طلبہ بی۔ایس۔ اردو یا بی۔اے۔(اردو بطور اختیاری مضمون) میں داخلہ لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد ایم۔اے۔اردو کا دو سالہ کورس ہوتا ہے جس میں طلبہ کو اردو زبان و ادب کو تفصیل کے ساتھ پڑھنا ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگاروں نے صوبہ ٔخیبر پختون خوا میں سرکاری سطح پر موجود جامعات کے شعبہ ہائے اردو میں پڑھائے جانے والے اردو کے نصاب کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔	خیبر پختون خوا، نصاب ایم۔اے۔ اردو، اقبالیات، ادبی جرائد، افسانوی ادب، غیر افسانوی ادب، بادشاہ منیر بخاری، محمد حامد
بخاری، بادشاہ منیر / محمد، ولی	''شاہنامۂ اسلام'' کا فنی اور اسلوبیاتی مطالعہ	۶۴ تا ۹۰	شاہنامۂ اسلام اردو نظم گوئی میں رزمیہ کی ایک توانا مثال قائم کرتی ہے۔ اس طویل رزمیہ کا مواد اسلامی تاریخ اور اسلامی جنگوں کے ولولہ انگیز واقعات ہیں۔ یہ طویل نظم کردار نگاری، اسلوب کی فکر انگیزی اور معنویت کے اعتبار سے ایک بلند معیار قائم کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ، سیرت اور قرآن کے پس	رزمیہ، شاہنامۂ اسلام، حفیظ جالندھری، اسلوب، مناظر کی تصویر کشی،

			منظر میں اس نظم کا ایک ایک واقعہ اور ایک ایک شعر معنی خیزی کی ایک دنیا اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔اس کے باوجود نظم میں جمالیاتی عناصر وافر انداز سے موجود ہیں۔ نظم کی تشبیہات، استعارات، علامات اور مناظر کی تصویر کشی پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالے میں رزمیہ کے فن پر بھی بات کی گئی ہے۔	ڈرامائیت، تشبیہات، استعارات، تاریخی اور اسلامی واقعات، بادشاہ منیر بخاری، محمد ولی
بشیر، سونیا	ممتاز مفتی کے خاکے ''پُراسرار'' کی تکنیک کا مطالعہ	۹۱ تا ۹۷	ممتاز مفتی اردو ادب میں کئی ایک مضبوط حوالوں سے جانے جاتے ہیں۔انھوں نے خاکے، افسانے، سفر نامے اور مضامین لکھے۔ اپنی بعض تحریروں کی وجہ سے وہ کافی متنازعہ بھی ہیں۔ تاہم خاکہ نگاری کے میدان میں انھوں نے بہترین خاکے تحریر کیے ہیں۔ سونیا بشیر نے ان کے خاکے ''پُراسرار'' کا تکنیکی جائزہ پیش کیا ہے اور اس کے علاوہ خاکے کے فن پر بھی بات کی گئی ہے۔	خاکہ نگاری، فن، ممتاز مفتی، اوکھے لوگ، خاکہ نگاری، نفسیاتی جہتیں، قدرت اللہ شہاب، سونیا بشیر
جاوید، شہناز صبا	پاکستانی عناصر کا تعین و تشخص بحوالہ ناول ''دروازہ کھلتا ہے''	۲۰۷ تا ۲۱۶	ابدال بیلا کئی ایک ناولوں کے مصنف ہیں لیکن ان کا تعارف زیادہ تر ان کے ناول ''دروازہ کھلتا ہے'' اور ''گھمنڈ'' کے مصنف کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ ابدال بیلا نے ''دروازہ کھلتا ہے'' میں قومی شعور اور ملی تشخص پر قلم اٹھایا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے تاریخ کے اہم واقعات کو کہانی کی صورت میں قلمبند کیا ہے۔ ڈاکٹر شہناز صبا جاوید نے اسی مقصدیت کے تحت پاکستانی عناصر کا تعین و تشخص بحوالہ ناول ''دروازہ کھلتا ہے'' کے عنوان سے اپنا مقالہ لکھا ہے۔	ابدال بیلا، دروازہ کھلتا ہے، ریڈ کلف، گاندھی جی، متحدہ قومیت، مصطفیٰ کمال پاشا، شیر شاہ سوری، تاریخی شعور کی کارفرمائی، پاکستانی عناصر، شہناز صبا جاوید
خلیل، سعدیہ	مرد ناول نگاروں کی نظر میں مخصوص ناولوں کے نسائی کرداروں کا تجزیہ	۲۱۷ تا ۲۲۵	عورت اس وسیع کائنات میں مرد کی رفیق و ہمدم ہے جس کا احساس خود مرد کو بھی ہے۔ اردو ادب کے دامن میں ایسی ان گنت کہانیاں موجود ہیں جہاں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ عورت نے زندگی کے ہر شعبے میں قربانیاں دی ہیں اور یہ کہ عورت کے بغیر زندگی نامکمل نظر آتی ہے۔ سعدیہ خلیل نے اپنے مقالے میں عورت کی اسی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے چند ناول نگاروں کے مشہور ناولوں میں موجود نسائی کرداروں کا بڑا دلچسپ تجزیہ کیا ہے۔ جن کی روشنی میں ہم ناول نگار کی نظر میں عورت کے مختلف رنگ اور ذمہ داریوں کا ادراک کر سکتے ہیں۔	ڈپٹی نذیر احمد، مراۃ العروس، مرزا ہادی رسوا، امراؤ جان ادا، راجندر سنگھ بیدی، اِک چادر میلی سی، جنت کی تلاش، رحیم گل، سعدیہ خلیل
سہیل، سید عامر	مجید امجد کی شاعری میں وقت بطور موضوع	۱۷۳ تا ۱۸۱	اردو کے جدید شعرا میں مجید امجد اپنے موضوعات اور مخصوص اندازِ بیان کی وجہ سے منفرد مقام رکھتے ہیں۔ مجید امجد کی شاعری میں وقت کی گردش طرح طرح کے عنوانات میں ڈھل جاتی ہے اور ایک مسلسل چکر پیہم اور بے تکان روانی کا استعارہ بن جاتا ہے۔ عامر سہیل نے مجید امجد کی شاعری میں اس اہم	جدید نظم، اردو شاعری، مجید امجد، سید عامر سہیل

			نکتے پر قلم اٹھایا ہے۔	
شاہین، روبینہ	مشتاق احمد یوسفی کے پٹھان کرداروں کا تجزیہ خاکہ کی تکنیک کی روشنی میں	۹۸ تا ۱۱۲	مشتاق احمد یوسفی اردو مزاح نگاری میں منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔انھوں نے اپنی مزاح نگاری میں ہر قسم کی تکنیک سے کام لیا ہے۔ایک طرف اگر انھوں نے موازنہ، صورتِ واقعہ، رعایتِ لفظی اور تحریف نگاری سے کام لیا ہے تو دوسری جانب ان کے مزاحیہ کردار بھی نمایاں خد و خال کے حامل ہیں۔ڈاکٹر روبینہ شاہین نے خاکہ نگاری کی تکنیک کو مدنظر رکھتے ہوئے مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں میں پٹھان کرداروں کا دلچسپ نفسیاتی تجزیہ پیش کیا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، مزاح نگاری، خاکے کی تکنیک، پٹھان کردار، تحریف نگاری، روبینہ شاہین
شاہین، روبینہ / عبدالمتین	کلیاتِ باقیاتِ شعر اقبال اردو کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۲۶ تا ۲۳۴	علامہ اقبال کا بہت سارا کلام رسائل و جرائد میں بکھرا پڑا تھا جو ان کی کلیات مرتب کرتے وقت چھپنے سے رہ گیا تھا۔اس کی طرف بعد کے نقادوں نے خصوصی توجہ دی۔ گزشتہ نصف صدی سے اس ضمن میں تحقیق و تنقید کا عمل جاری ہے۔ڈاکٹر صابر کلوروی نے "باقیاتِ شعرِ اقبال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" پر پی ایچ۔ڈی کا مقالہ لکھا۔ مقالہ نگاروں نے اپنے مقالے میں ڈاکٹر صابر کلوروی کی اس تحقیقی کاوش کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔	علامہ اقبال، کلیاتِ باقیات شعر اقبال اردو، ڈاکٹر صابر کلوروی، مرغ اسیر کی نصیحت، روبینہ شاہین، عبدالمتین
طاہرہ، قرۃ العین	شیخ عبدالقادر: مقدمات اور دیباچے	۱۵۶ تا ۱۷۲	اردو دیباچہ نگاری میں شیخ عبدالقادر کی دیباچہ نگاری بے حد اہمیت کی حامل ہے۔یہ دیباچے محض کتاب یا صاحبِ کتاب کا سرسری تعارف نہیں بلکہ شیخ عبدالقادر کے وسیع المطالعہ ہونے کا پتا دیتے ہیں اور ان کی تحقیقی و تنقیدی بصیرت کے آئینہ دار ہیں۔ڈاکٹر قرۃ العین طاہرہ نے شیخ عبدالقادر کے دیباچوں اور مقدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	تنقید، دیباچہ نگاری، اہمیت، مقدمہ نگاری، شیخ عبدالقادر، قرۃ العین طاہرہ
عابد، قاضی	محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری	۱۸۲ تا ۱۹۳	ڈاکٹر محمد علی صدیقی کا شمار اردو کے اہم نقادوں میں ہوتا ہے۔ان کی تحریریں ترقی پسند فکر سے روشنی حاصل کرتی ہیں۔ڈاکٹر صدیقی نے بہت کچھ لکھا۔ کئی رسالوں کے ادارتی بورڈ میں شامل رہے۔ان کی ہر کتاب میں غور و فکر کے نئے دریچے کھلتے نظر آتے ہیں۔ قاضی عابد نے ڈاکٹر محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔	محمد علی صدیقی، ترقی پسندی، تنقید نگاری، ادارت، مابعد جدیدیت، قاضی عابد
عباس، محمد	منٹو کے الجھاؤ، اس کے افسانوں میں	۱۱۳ تا ۱۲۳	ادیب انسانی ذہن کے پیچیدہ گوشوں تک رسائی حاصل کرتا ہے۔انسانی ذہن بہت سی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہوتا ہے۔انسانی ذہن کے الجھنوں اور ان کا حل اس کے تخلیق کردہ فن میں نظر آنا چاہیے۔ڈاکٹر محمد عباس نے منٹو کے افسانوں اور ان میں موجود کرداروں کی روشنی انسانی ذہن کی مختلف پیچیدگیوں کی طرف توانا اشارے کیے ہیں۔ منٹو کے کرداروں کی تفہیم میں یہ مقالہ قارئین کی رہنمائی نئی جہتوں کی طرف کر سکتا ہے۔	منٹو، افسانہ نگاری، کردار نگاری، نفسیاتی الجھاؤ، ٹھنڈا گوشت، لذت سنگ، ممد بھائی، محمد عباس

علی، سلمان	افسانہ فن و تکنیک: مفہوم و بنیادی مباحث	۱۴۲ تا ۱۵۵	اردو افسانہ تکنیکی اعتبار سے کئی ایک منزلیں سر کر چکا ہے۔ افسانے کی تعمیر میں ڈھلتے ہوئے مواد کو مخصوص اسلوب کے ساتھ پیش کرنے کا فن ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ مختصر افسانہ وقت کے ساتھ ساتھ تغیر و تبدل سے گزرتا رہا ہے۔ اور اظہار کے نت نئے پیرایوں میں سامنے آتا رہا ہے۔ ڈاکٹر سلمان علی نے افسانے کے فن اور تکنیک کے حوالے سے معنی خیز بحث کی ہے۔	افسانہ، فن، تکنیک، فنونِ لطیفہ، پلاٹ، موضوع، اسلوب، سلمان علی
قرنی، محمد اویس	افسانہ ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' ایک تجزیاتی مطالعہ	۵۳ تا ۶۳	''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' کا شمار سعادت حسن منٹو کے شاہکار افسانوں میں ہوتا ہے۔ تقسیم ہند کے موضوع پر جرأت اور بے باکی کے لحاظ سے کوئی دوسرا افسانہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکا۔ اپنے عہد کی سیاسی عیاریوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے منٹو نے حقیقت نگاری کا ایک نیا رنگ اختیار کیا ہے۔ زیرِ بحث افسانے میں محمد اویس قرنی نے اس افسانے کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔	منٹو، افسانہ نگاری، تقسیمِ ہند، ٹوبہ ٹیک سنگھ، حقیقت نگاری، محمد اویس قرنی
کشمیری، سلمیٰ اسلم	قرۃ العین حیدر پر کلامِ اقبال کے اثرات۔۔ایک تجزیاتی مطالعہ	۴۴ تا ۵۲	اردو کے افسانوی ادب میں قرۃ العین حیدر کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انھوں نے اردو دنیا کو ''آگ کا دریا'' جیسا ضخیم ناول دیا۔ جس میں تاریخ اور تہذیب ساتھ ساتھ چلتے نظر آتے ہیں۔ قرۃ العین حیدر کی فکری اٹھان ایک علمی گھرانے سے ہوئی تھی۔ سلمیٰ اسلم کشمیری نے ان کی تحریروں بالخصوص ان کے افسانوی مجموعے ''ستاروں سے آگے'' اور ''کارِ جہاں دراز ہے'' پر علامہ اقبال کے اثرات کا جائزہ لیا ہے۔	اردو فکشن، سجاد حیدر یلدرم، اقبال، قرۃ العین حیدر، ستاروں سے آگے، کارِ جہاں دراز ہے، سلمیٰ اسلم کشمیری
کوثر، ریحانہ	محمدی بیگم کی علمی اور ادبی تصانیف کا تحقیقی جائزہ	۱۲۴ تا ۱۴۱	محمدی بیگم کو اردو کے رسالے کی پہلی خاتون ایڈیٹر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ انھوں نے اس زمانے میں ادب کے لیے خدمات انجام دیں جب عورتوں کا پڑھنا لکھنا اور کسی رسالے یا اخبار میں شائع ہونا معیوب سمجھا جاتا تھا لیکن انھوں نے نہ صرف یہ کہ رسالے کی ادارت کی بلکہ بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں۔ ڈاکٹر ریحانہ کوثر نے اپنے مقالے میں محمدی بیگم کی علمی و ادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا ہے۔	انجمن خاتونانِ ہمدرد، تہذیبِ نسواں، محمدی بیگم، صفیہ بیگم، حیات اشرف، خانہ داری، سگھڑ بیٹی، ریحانہ کوثر
گوندل، محمد یار	مشتاق احمد یوسفی کے غالب سے ذہنی روابط	۱۹۴ تا ۲۰۶	بڑا شاعر اپنے عہد کو متاثر کرتا ہے بلکہ آنے والے زمانوں میں بھی اپنی معنویت کا جوہر دکھاتا ہے۔ غالب جیسے نابغۂ روزگار کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ نثر میں مشتاق احمد یوسفی جدید مزاح نگاری کے نمائندہ ہیں۔ ان کی تحریروں میں جا بجا غالبیات کا مطالعہ جھلکتا ہے۔ خاص طور تحریف نگاری میں انھوں نے غالب کے اشعار اور مصرعوں کا جا بجا استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد یار گوندل کا مقالہ یوسفی کے غالب کی شاعری سے ذہنی روابط کی بنیاد پر لکھا گیا ہے۔	چراغ تلے، آب گم، غالب، تحریف نگاری، زرگزشت، خاکم بدہن، مشتاق احمد یوسفی، محمد یار گوندل
یوسف، صوفیہ	خواتین اہلِ قلم اور	۳۴	انسانی معاشرے میں خواتین نے مردوں کے شانہ بشانہ زندگی کے گرم و سرد	خواتین اہلِ قلم،

	جدید سماجی حسیت	تا ۴۳	کا مقابلہ کیا ہے اور ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔ ادب کے میدان میں ان کی خدمات اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کی آواز اور پرواز بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ اردو ادب میں بھی خواتین نے اپنی بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ ڈاکٹر صوفیہ خشک کا مقالہ "خواتین اہلِ قلم اور جدید سماجی حسیت" بھی اس موضوع پر بحث کرتا نظر آتا ہے۔	سماجی حسیت، پروین شاکر، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض صوفیہ یوسف

خیابان: ۲۸(۲۰۱۳ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبۂ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل / قاضی، فرحانہ	فراق گورکھپوری کا تصورِ عاشق	۱۲۴ تا ۱۳۸	اردو کی شعری روایت میں زمانے کے تغیر کے ساتھ ساتھ عشق کا تصور بدلتا رہا ہے۔اس کی مناسبت سے عاشق اور محبوب کے متعلق نقطۂ نظر میں بھی تبدیلی آئی ہے۔فراق ان شاعروں میں سے ہیں جو بیسویں صدی کے دوسرے عشرے میں ابھر کر سامنے آئے۔اس عشرے میں ابھرنے والے شاعروں کی غزل میں ایک جدید فرد کا وجود ملتا ہے۔ایسا فرد جو داخل اور خارج کے امتزاج سے اپنے مخصوص رویے کی تشکیل کرتا ہے جو مادی ترقی کے ساتھ ساتھ فرد کی روحانی اور نفسیاتی ضروریات کو بھی اہمیت دیتا ہے۔فراق نے ترقی پسندی کی مثبت جہتوں کے ساتھ روایتی اور کلاسیکی عشق کے تصور کو لے کر اس میں نئی جہتوں کو شامل کیا۔ان کی شاعری کا عاشق باشعور فرد ہے۔وہ روح کے ساتھ ساتھ جسم کے لمس کا بھی قائل ہے جو عشق کو تمام مسائل کا حل نہیں سمجھتا اور وہ افلاطونی عشق کا قائل نہیں اور محبت کی گھریلو سطح کو بھی اہمیت دیتا ہے۔زیرِ نظر مقالے میں فراق کی غزل میں تصورِ عاشق کا انھی حوالوں سے تجزیہ کیا گیا ہے۔	فراقؔ، اردو غزل، تصورِ عاشق، جدید فرد، عشق کا جسمانی پہلو، گھریلو محبت، سہیل احمد، فرحانہ قاضی
اظہار، اظہار اللہ	رضا ہمدانی بطور خاکہ نگار	۱۱۰ تا ۱۲۳	صوبہ خیبر پختون خوا کے ادب کے حوالے سے رضا ہمدانی ایک بہت بڑا نام ہے۔صوبہ خیبر پختون خوا میں خاکہ نگاری کے حوالے سے جہاں فارغ بخاری کا نام اہم ہے وہاں رضا ہمدانی کا نام بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں۔انھوں نے کئی ایک تاریخی شخصیات کے خاکے لکھے جن میں جمال الدین افغانی، کمال اتاترک، عبدالقیوم خان، مضمر تاتاری، حاجی صاحب ترنگزئی، اور سردار عبدالرب نشتر کے نام شامل ہیں۔زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں ان تاریخی شخصیتوں پر رضا ہمدانی کے خاکوں کا فنی اور اسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔	خاکہ نگاری، صوبہ خیبر پختون خوا، رضا ہمدانی کی خاکہ نگاری، تاریخی شخصیات، جمال الدین افغانی، کمال اتاترک، عبدالقیوم خان، اظہار اللہ اظہار
بخاری، بادشاہ منیر	اختر اورینوی کے لسانی نظریہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۰۳ تا ۱۰۹	اردو زبان کی پیدائش سے متعلق غیر آریائی نظریات کا جو سلسلہ چلا ہے ان میں اختر اورینوی کے لسانی نظریے کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔جنھوں نے بہار میں اردو زبان و ادب کے ارتقا پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ یہ لسانی نظریہ بھی پیش کیا ہے کہ اردو آریائی زبان نہیں بلکہ دراوڑی خاندان کی زبان ہے۔ان کے خیال میں ہند و تہذیب خالص آریائی تہذیب نہیں اور ہندو قوم بھی خالص آریائی قوم نہیں بلکہ کول، اسٹرک، دراوڑ، تبتی اور چینی آریائی قوم	اختر اورینوی، لسانیات، اردو زبان کی پیدائش، بہار، دراوڑی گروہ کی زبان، پراکرت، اپ بھرنش،

			ہے اور اردو ہند و لمانی تہذیب کی پیداوار ہے۔ زیر نظر تحقیقی مقالے میں اردو زبان کی پیدائش کے حوالے سے اس لسانی دعوے کی مدلل انداز سے تردید کی گئی ہے۔	دراوڑی نسلیں، بادشاہ منیر بخاری
بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	ہومر کی اوڈیسی کا تہذیبی مطالعہ	۱۹۱ تا ۲۰۸	ادب نے کلچر کی ترجمانی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ کلچر کے مخصوص اقدار، پسند و ناپسند کے معیارات، اخلاقیات، عقائد اور توہمات ادبیات عالم میں جغرافیے اور مذہب کے اختلاف کی وجہ سے پیدا ہونے والے امتیازی خد و خال کے ساتھ ساتھ موجود رہتے ہیں۔ یونانی ادب اور بالخصوص ہومر کے رزمیوں میں یونانی کلچر کی مادی اور غیر مادی دونوں سطحوں کی بھرپور ترجمانی کی گئی ہے۔ زیر نظر مقالے میں ہومر کے مشہور رزمیے ''اوڈیسی'' میں موجود تہذیبی حوالوں سے تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ یونانی معاشرے میں موجود مہمان نوازی، شجاعت اور وفاداری کے اقدار پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یونانی معاشرے میں موجود توہمات، شگون، رسوم و رواج اور انسانوں کا دیوتاؤں کے ساتھ مادی اور محسوس تعلق یونانی مذہب اور کلچر کی کئی ایک پرتوں سے پردہ اٹھاتا ہے جس پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔	ادب، کلچر، یونانی کلچر، یونانی ادب، ہومر، اوڈیسی، یونانی تہذیب، توہمات، رسوم و رواج، دیوتا اور انسان،، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بصر، اجمل خان	خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع کی اردو ادبی تنظیمیں	۴۸ تا ۶۳	اردو ادب کی آبیاری میں ادبی حلقوں اور تنظیموں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس حوالے سے صوبہ خیبر پختون خوا اور اس کے جنوبی اضلاع بھی کافی فعال رہے ہیں۔ اس مقالے میں بزم سخن کوہاٹ، بزم سخن بنوں، بزم ادب ڈیرہ اسماعیل خان، بزم ادب، اردو سبھا بنوں، انجمن ترقی اردو کوہاٹ، انجمن ترقی اردو ڈیرہ، اقبال ایسوسی ایشن ڈیرہ اسماعیل خان، بزم ادب بنوں، انجمن ترقی پسند مصنفین ڈیرہ اسماعیل خان، اقبال اکیڈمی، حلقۂ ارباب ذوق کوہاٹ اور بنوں، بزم ناموس قلم کوہاٹ، بزم غالب ڈیرہ، بزم ناموسِ قلم بنوں، بزم شعاع ادب، بزم ارباب قلم کوہاٹ کے علاوہ بیسیوں ادبی تنظیموں کی تاریخ و خدمات کا سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔	صوبہ خیبر پختون خوا، ادبی انجمنیں، نظم و نثر کا فروغ، بزم ادب اردو، انجمن ترقی اردو کوہاٹ، اقبال اکیڈمی، اجمل خان بصر
چشتی، محمد اشرف	ڈراما زندگی کی تصویر و تفسیر۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۱۹ تا ۲۵	اردو افسانوی ادب میں ڈراما سماجی مزاج کی حامل صنف ہے۔ یہ نہ صرف تماشائیوں کو سستی تفریح فراہم کرتا ہے بلکہ انھیں ایجوکیٹ کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیتا ہے۔ زیر بحث تحقیقی مقالے میں ڈرامے کے آغاز سے متعلق تحقیقی بحث کی گئی ہے، المیہ کے فن پر بات کی گئی ہے اور اس کے لوازمات کی روشنی میں اس کی سماجی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس حوالے سے بھی تفصیلاً بات ہوئی ہے کہ ڈراما کس حد تک زندگی اور اس کے مسائل کی ترجمانی کرتا ہے۔	ڈراما، المیہ، ڈرامے کا فن، ڈرامے کا آغاز، محمد اشرف چشتی

حامد، محمد	پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسیاں: تسلسلات و تغیرات	۱ تا ۱۸	کسی بھی ملک کی ترقی میں تعلیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ مثبت، موثراور دیرپا تعلیمی پالیسی کسی ملک کی اقتصادی اور سماجی حالت تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں کوئی ایسی تعلیمی پالیسی تسلسل کے ساتھ نافذ نہ ہو سکی جو ملک و قوم کی ترقی میں معاون ثابت ہو۔ اس تحقیقی مقالے میں تعلیم کے مقاصد تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں، اس کے اہداف کا تعین کیا گیا ہے اور ان پالیسیوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جنھیں قیامِ پاکستان سے تاحال نافذ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔	تعلیم، اہمیت، تعلیم کے مقاصد، پاکستان کی تعلیمی پالیسیاں، قومی تعلیمی پالیسیاں، محمد حامد
خان، محمد وارث	فیض احمد فیض ایک نثر نگار	۱۵۵ تا ۱۶۷	فیض احمد فیض ایک بہت بڑے شاعر ہی نہیں بلکہ اچھے نثر نگار بھی تھے۔ اردو نثر میں بھی تنقیدی، مکتوباتی اور صحافتی نثر کے حوالے سے فیض نے اچھا خاصا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں فیض کی نثری کتابوں اور تحریروں کا فکری اور فنی محاکمہ کیا گیا ہے۔ ان کی تحریریں علمی مزاج کی حامل ہیں۔ ان کے خطوط سے ان کی اپنائیت اور بے لوث محبت کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے ذاتی مشاغل کا بھی پتا چلتا ہے۔ تنقید کے حوالے سے بھی ان کی کتاب " میزان" اور دوسری تحریریں ان کے منجھے ہوئے تنقیدی شعور کا پتہ دیتی ہیں۔ یہ سب حوالے اس مقالے میں زیرِ بحث آئے ہیں۔	فیض احمد فیض، اردو نثر نگاری، تنقید، خطوط نگاری، میزان، مہ و سال آشنائی، صلیبیں مرے دریچے میں، دامنِ یوسف، محمد وارث خان
راشد، احمد سعید / ناصر الدین	منتخب اردو تفاسیر میں سورۃ الفاتحہ کے مضامین کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ	۲۰۹ تا ۲۲۰	اسلامی ادب میں قرآن مجید کے اردو تفاسیر کی اہمیت مسلم ہے۔ قرآنی تعلیمات، گلی گلی، کوچہ کوچہ اور گھر گھر پھیلانے کی غرض سے مفسرین نے قرآن کی مختلف تفسیریں لکھیں۔ جن میں ابوالاعلیٰ مودودی کی تفسیر "تفہیم القرآن" اور محمد کرم شاہ کی " ضیاء القرآن" کی خاصی اہمیت ہے۔ ان تفاسیر نے مختلف طبقہ ہائے فکر کے بہت سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کیا۔ قرآن کریم کے مختلف موضوعات کی تفہیم کے حوالے سے مختلف تفاسیر کا تقابلی مطالعہ کافی اہمیت رکھتا ہے۔ سورۃ الفاتحہ قرآن کی پہلی سورۃ ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں مذکورہ دو مفسرین کی تفاسیر کے حوالے سے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔	قرآن مجید، اردو تفسیر، ابوالاعلیٰ مودودی، محمد کرم شاہ، سورۃ الفاتحہ، تفہیم القرآن، ضیاء القرآن، احمد سعید راشد، ناصر الدین
شاہ، سید عطاء اللہ	مقبول عامر کی شاعری میں ترقی پسند عناصر	۱۶۸ تا ۱۷۶	ترقی پسند تحریک نے ملک بھر کے شاعروں اور نثر نگاروں کو متاثر کیا۔ صوبہ خیبر پختون خوا کے شعر و ادب پر بھی اس کے توانا اور دیرپا اثرات پڑے۔ چونکہ اس تحریک کا مقصد ہی مزدوروں، کسانوں اور کاشت کاروں کی حالتِ زار بہتر بنانے کے لیے قلم سے تلوار کا کام لینا تھا اسی وجہ سے ہندوستان بھر کے شاعر اور ادیب اس کے منشور کی طرف راغب ہوئے۔ اس مقالے میں ترقی پسند تحریک کے اقبال کی شاعری پر اثرات کا مختصر جائزہ لینے کے بعد	ترقی پسند تحریک، اقبال اور ترقی پسندی، مقبول عامر، خیبر پختون خوا کا ادب، سید عطاء اللہ شاہ

	صوبہ سرحد کے ایک اہم اور منفرد لب و لہجے کے شاعر مقبول عامر کے ہاں ترقی پسندانہ اثرات کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔			
خطوط نگاری، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، اسد فیض، ماہر اقبالیات، اقبال شناسی، کتابیاتِ اقبال، روبینہ شاہین، غنچہ بیگم	ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی دورِ حاضر کے ایک ممتاز محقق، مدون، ماہر اقبالیات، سفر نامہ نگار اور استاد ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر رفیع الدین کے ان خطوط کو نقل کیا گیا ہے جو انھوں نے اسد فیض کے نام لکھے تھے۔ ان دونوں مصنفین کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے اور ان کی تصانیف پر مختصر تبصرے کیے گئے ہیں۔ ادب میں خطوط نگاری کی اہمیت کافی زیادہ ہے۔ اس سے ہمیں عصری ادب کا شعور حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ متعلقہ ادبی شخصیت کے ادب کے بارے میں نقطۂ نظر کا بھی پتہ چلتا ہے اور مکتوب الیہ کے ساتھ مکتوب نگار کے گہرے مراسم کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔	۱۳۹ تا ۱۵۴	مکاتیب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی بنام ڈاکٹر اسد فیض	شاہین، روبینہ / بیگم، غنچہ
سحر یوسفزئی، افسانے، آگ اور سائے، پشتون کلچر کی عکاسی، قبائلی افراد کے مسائل، قبائلی رسم و رواج، شہاب الدین	صوبہ خیبر پختون خوا کے افسانے کے حوالے سے ایک اہم نام سحر یوسفزئی کا بھی ہے۔ ان کا افسانوی مجموعہ "آگ اور سائے" کے عنوان سے چھپ کر منظرِ عام پر آیا۔ ان کے افسانے قبائلی معاشرت کے ترجمان ہیں۔ جس میں پشتون معاشرے کی اقدار اور روایات کی ترجمانی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کے افسانے فکری، معنوی اور فنی حوالوں سے قدر و قیمت کے حامل ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں کے کرداروں کی مدد سے اپنے دور کے مسائل اور نفسیاتی الجھنوں کو بڑی کامیابی کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔	۱۷۷ تا ۱۸۲	"آگ اور سائے" کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ	شہاب الدین
منٹو، افسانے، نفسیاتی الجھنیں، منٹو کی زندگی، شخصیت، نفسیات، فرائڈ، محمد عباس	ادب اپنے سماج کے مسائل کا عکاس ہوتا ہے۔ انسان کی محرومیاں، ناکامیاں، ناامیدیاں، ناآسودگیاں اور خوشگوار یادوں کی بازگشت کسی بھی حساس اور عظیم فن کار کے فن میں محسوس اور غیر محسوس دونوں انداز سے جلوہ گر ہوتی نظر آتی ہیں۔ منٹو کے افسانوں میں اس کی اپنی نفسیاتی الجھنیں بڑے واضح انداز سے موجود ہیں۔ اس مقالے میں منٹو کے افسانوں کے مختلف کرداروں کے نفسیاتی مسائل کی روشنی میں خود افسانہ نگار کی زندگی اور شخصیت کو سامنے رکھ کر اس کا نفسیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جس میں علم نفسیات کی اصطلاحات اور اصولوں سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا گیا ہے۔	۷۴ تا ۸۵	منٹو کے الجھاؤ (اس کے افسانوں میں)	عباس، محمد
ترجمے کا فن، اہمیت، افادیت، زبانیں، عالمی ادب، سلمان علی، نقیب جان	ترجمے کے ذریعے علم و ادب سفر کرتا رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے نہ صرف ادبیاتِ عالم کے درمیان فکری فاصلے کم ہوتے رہتے ہیں بلکہ علم و ادب تمام انسانوں کی مشترکہ میراث بنتی رہتی ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی مٹتی ہوئی تہذیب کو تراجم ہی نے تاریخی صفحات میں ملیامیٹ ہونے سے بچایا ہے۔ تراجم کے ذریعے ہی ایک زبان کے شاعر اور تخلیق کار ادبی حوالوں	۱۸۳ تا ۱۹۰	ترجمہ: اہمیت اور ضرورت	علی، سلمان / جان، نقیب

			سے استفادہ کرتے ہیں، اپنا فکری سرمایہ وسیع کرتے ہیں، اپنے تخیل کو سیر اب کرتے ہیں اور مختلف نئی اصناف کو متعارف کرانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس مقالے میں ترجمے کے فن، اس کی افادیت اور اہمیت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔	
قائل، عمر قیاز خان	رومانوی تحریک کے اردو ادب پر اثرات	۸۶ تا ۱۰۲	ادب میں نئی تحریکوں کے جنم سے ادب نئی توانائی اور تازگی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ایہام گوئی کی تحریک، تازہ گوئی کی تحریک، علی گڑھ تحریک، ترقی پسند تحریک اور حلقہ اَرباب ذوق کے ساتھ ساتھ رومانوی تحریک نے بھی اردو ادب کو فکری، معنوی اور فنی حوالوں سے نئے ذائقے سے روشناس کرایا ہے۔ لٰہذا رومانوی تحریک نے شاعری اور افسانے میں اعلیٰ معیار کا ادب پیدا کیا اور اردو تنقید کو نئی جہتوں سے روشناس کیا۔ اس مقالے میں رومانوی تحریک کا مغربی ادب کے پس منظر میں تاریخی جائزہ لیا گیا ہے۔ رومانوی تحریک کو پروان چڑھانے کے حوالے سے ''مخزن'' کی خدمات کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ اقبال، اختر شیرانی، جوش، حفیظ جالندھری، روش صدیقی، احسان دانش اور نثر نگاروں میں یلدرم، مہدی افادی، خلیق دہلوی، نیاز فتح پوری اور قاضی عبدالغفار وغیرہ کے افسانوں اور تنقید کے رومانوی حوالوں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	رومانویت، رومانوی تحریک، مغربی ادب، رومانوی شاعری، رومانوی تنقید، رومانوی افسانہ، مخزن، عمر قیاز خان قائل
قرنی، محمد اویس	کرشن چندر کا تصور انسان	۶۴ تا ۷۳	ادب میں ہر عہد کے ادیبوں نے انسان کے حوالے سے طرح طرح کے تصورات پیش کیے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں دیکھا جائے تو کرشن چندر نے انسان کی شخصیت کے کسی ایک پہلو تک خود کو محدود نہیں رکھا۔ کرشن چندر نے سماجی، جمالیاتی، سیاسی، فطری، روحانی، ارضی اور رومانی غرض ہر زاویے سے انسان کو دیکھا، پرکھا اور پیش کیا۔ تاہم مجموعی لحاظ سے انھوں نے جس فرد کو زیادہ اہمیت دی وہ معاشرے کا ایک متحرک کردار ہے۔ جو سماج سے الگ رہ کر کسی حیثیت کا حامل نہیں ٹھہرتا۔ انسان کے اندر خیر وشر کی قوتوں، انسانی تہذیب کے تاریخی شعور، انسان کی آزادی اور اس پر لگی پابندیوں کو کرشن چندر نے نظر میں رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعمیری اور تخلیقی دنیا کو وہ کسی ایک شخص کی میراث نہیں سمجھتا۔ زیرِ نظر مقالہ انھی مباحث کے گرد گھومتا ہے۔	تصورِ انسان، کرشن چندر، آدھے گھنٹے کا خدا، زندگی کے موڑ پر، کاغذ کی ناؤ، نیا خزانہ، محمد اویس قرنی
کمال، محمد اشرف	علامت (Symbol)	۳۹ تا ۴۷	ہم تمام اشیا کو علامتوں کے ذریعے پہچانتے ہیں۔ ہر شے اپنا ایک نشان رکھتی ہے اور نشانات کا یہی نظام پوری کائنات کی تفہیم میں ہماری مدد کرتا ہے۔ دوسرے شعبہ ہائے علم کے مقابلے میں ادب میں علامت ابلاغ کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ فنی اور تکنیکی اعتبار سے تشبیہ اور استعارہ جب وسعت اختیار کر	علامت، سمبلزم کی تحریک، غالب، اکبر، فیض، منیر نیازی، علامتی

			لیتا ہے تو علامت کا روپ دھارتا ہے۔ لیکن علامت کو سمجھنا اتنا آسان نہیں بلکہ فنی باریکیوں کے حوالے سے یہ ادب کی انتہائی بحث طلب اصطلاح ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اس حوالے سے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں نہ صرف علامت کی فنی اور تکنیکی باریکیاں بیان ہوئی ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سمبلزم کی تحریک کا محاکمہ بھی کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اردو شعرا بالخصوص غالب، اکبر الٰہ آبادی، فیض اور منیر نیازی کی علامتوں کی نوعیت پر بھی مختصر اًبات کی گئی ہے۔	نظام، محمد اشرف کمال
ناز، ناہید	ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں تانیثیت	۲۶ تا ۳۸	ڈاکٹر سلیم اختر نفسیات، افسانہ اور تنقید کے حوالے سے اردو ادب کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔ ان کے تحریر کردہ افسانے انسان کے نفسیاتی رویوں، سماجی ابعاد اور ثقافتی اقدار کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ان کے افسانے کا نمائندہ زاویہ عورت اور عورت کے مسائل سے دلچسپی ہے۔ وہ عورت کو ''شے'' نہیں بلکہ انسان کے روپ میں دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں جو ان کے افسانوں کو فکری و موضوعاتی حوالوں سے تانیثیت کے قریب لے آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں کا یہ رخ بڑی کامیابی سے اجاگر کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تانیثیت کی تحریک اور اس کے مقاصد اور تاریخ پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔	ڈاکٹر سلیم اختر، افسانے، تانیثیت، عورت، مغرب اور تانیثیت، ناہید ناز

خیابان: ۲۹(۲۰۱۳ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل	فیض کی نظم میں رومان و انقلاب کا سنگم (چند سوالات چند وضاحتیں)	۸ تا ۱۴	شاعر، ادیب اور دانش ور دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو رجحان ساز ہوتے ہیں اور دوسرے ان رجحان ساز شعرا و ادبا کے رنگ سخن کو آگے بڑھانے والے۔ اسی طریقِ کار کے تحت رجحانات، تحاریکات اور دبستان وجود میں آتے ہیں۔ فیضؔ رجحان ساز شاعر تھے جنھوں نے اپنے عہد میں ایک خاص رویے کی تشکیل کی اور مخصوص تصورات، مخصوص لہجہ اور اسلوب کو رواج دیا جسے بعد میں آنے والے شعرا کی پوری ایک نسل نے آگے بڑھایا۔ فیض نے اردو نظم کی معنوی بنت میں رومان سے انقلاب تک کا سفر کر کے ایک نئی قسم کی پیوند کاری کی۔ جس سے فنی اور فکری دونوں حوالوں سے اردو نظم کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا اور وہ ایک نئے ذائقے سے روشناس ہوئی۔ اس مقالے میں فیض کی نظم نگاری کے اس پہلو کا تحقیقی و تنقیدی محاکمہ کیا گیا ہے۔	فیض احمد فیضؔ، نظم گوئی، نظم کی بنت، ترقی پسند تحریک، رومان اور انقلاب کا سنگم، سہیل احمد
اظہار، اظہار اللہ	ڈاکٹر یونس بٹ کا انداز مزاح اور خندہ پیش آنیاں	۱۷۲ تا ۱۸۴	ڈاکٹر یونس بٹ کی تحریروں میں آج کا انسان عام طور پر جغرافیائی حد بندیوں سے ماورا اور اپنی تہذیبی سچائیوں اور اقدار کے اندر، تمام تر نفسیاتی الجھنوں اور دیگر حسیاتی عوارض کے ساتھ بے حجاب ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ گویا موصوف کا مزاح اپنے موضوع کی آفاقیت سے جنم لیتا ہے۔ یوں تو یونس بٹ کی مزاحیہ تحریروں میں زندگی کے ہر طبقے اور ہر عمر کے افراد اپنے چہروں سے تصنع کا میک اپ اتارتے یا اُترواتے نظر آتے ہیں۔ لیکن ان کے مزاح کی اصل، جوانی کے مضمرات کا وہ خاص پر لطف اظہار اور مخصوص ساحرانہ تجزیہ ہے۔ جو پڑھنے والوں کو رنگوں کے جزیرے میں اڑتی تتلیوں کے تعاقب پر مجبور کرتا ہے۔ اس مقالے میں ان کی کتاب ''خندہ پیش آنیاں'' کی روشنی میں ان کے مزاح کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کی اس کتاب میں مزاح کے مختلف حربوں کی روشنی میں ان کی تحریروں کو پرکھا گیا ہے۔ تضاد، لطائف، قول محال اور الفاظ کے الٹ پھیر کے ذریعے ہنسی کو تحریک دینے میں وہ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں مزاح کے لیے ٹھوس مواد موجود ہوتا ہے۔ وہ جنس جیسے جذبے کو ہوسناکی اور جذباتی بحران سے بچا کر زندگی کے قریب تر کر دیتے ہیں۔ ان کے ہاں مضامین کا تنوع بھی موجود ہے اور اسلوب کی سحر کاری بھی۔ اس حوالے ان کی کتاب ''خندہ پیش آنیاں'' طنز و مزاح کی دنیا میں ایک اہم کتاب کا	ڈاکٹر یونس بٹ، مزاح، خندہ پیش آنیاں، اسلوب، مزاح کے حربے، تضاد، الفاظ کا الٹ پھیر، اظہار اللہ اظہار

			اضافہ ہے۔	
بخاری، بادشاہ منیر / محمد، ولی	اوڈیسی میں اساطیری عناصر کا تحقیقی و توضیحی تجزیہ	۲۰۴ تا ۲۲۰	ہومر کی اوڈیسی کا شمار دنیا کے کلاسیکی رزمیوں میں ہوتا ہے۔ اس کی اہمیت اس کے اعلیٰ اسلوب ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے مخصوص نظریۂ حیات کی پیشکش، یونانی تہذیب، تاریخ اور اساطیر کی عکاسی کے حوالے سے بھی ہے۔ اس میں ہم یونان کے ماضی ہی سے نہیں ملتے بلکہ اپنے ماضی سے بھی ہماری ملاقات ہوتی ہے۔ یعنی ہم اس ماضی میں جانکلتے ہیں جو توہمات، شگون، عقائد کی کس مپرسی اور عدم معقولیت کی دنیا ہے۔ لیکن عدم منطقیت کو بنیاد بنا کر ماضی کے اساطیر کو آسانی کے ساتھ رد نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ اساطیر ماضی کا سائنس اور مذہب ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اوڈیسی کے اساطیر کا تفصیلاً تجزیہ کیا گیا ہے۔ محققین نے اساطیر کی تعریف، اس کی علامتی اہمیت، اوڈیسی میں دیوتاؤں کے کردار اور مافوق الفطرت قوتوں کا تجزیہ کیا ہے اور بعض اساطیری حقائق کی نفسیاتی معنویت اجاگر کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔	ہومر، اوڈیسی، اساطیر، اساطیری عناصر، اوڈیسی میں اساطیر کی اہمیت، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بخاری، بادشاہ منیر	ڈاکٹر وزیر آغا کے لسانی نظریے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۲۵ تا ۳۴	بحیرۂ روم کی ایک قوم جس زبان کو اپنے ساتھ لائی وہ ہندوستانی زبانوں میں ضم ہوگئی۔ آریا جو زبان اپنے ساتھ لائے وہ زبان بھی بہت سی دیسی بھاشاؤں میں ضم ہوگئی۔ کئی سو برسوں کے عمل کے بعد آریائی ذہن نے دراوڑی زبان اور تہذیب کے خلاف شدید احتجاج کیا اور شعوری طور پر بھاشاؤں کے چنگل سے اردو کو آزاد کرنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ سنسکرت کی صورت میں سامنے آیا۔ ۹۰۰ ق م کے لگ بھگ جب آریا دوبارہ حملہ آور ہوئے تو اس تہذیب کا سب سے بڑا مرکز سندھ تھا۔ نتیجتاً آریا اور سندھ کی قدیم تہذیب کی نمائندہ قوم کے ساتھ تصادم سے دراوڑی نسل پیدا ہوئی۔ اسی طرح آریا اور دراوڑی اقوام کی تہذیبوں اور زبانوں کا تصادم بھی عمل میں آیا۔ بعض محققین ہڑپہ اور موہن جوداڑو کی زبان قدیم تامل ہی کی ایک صورت قرار دیتے ہیں جس سے اردو نے جنم لیا۔ ڈاکٹر بادشاہ منیر بخاری صاحب نے وزیر آغا کے اس نظریے کو لسانیاتی اور تاریخی بنیادوں پر اور مدلل انداز سے غلط ثابت کیا ہے۔	لسانیات، اردو زبان، وزیر آغا، آریا، دراوڑ، موہن جودڑو، ہڑپہ، تامل، بادشاہ منیر بخاری
حامد، محمد	بی۔ایس۔اردو: نظام و نصاب	۶۳ تا ۷۸	بی۔اے اور ایم۔اے کے کورسز کے مقابلے میں بی۔ایس۔اردو ان دونوں سطحات کے نصاب کا احاطہ کرتا ہے اور چار سال (۸ سمسٹر) میں مکمل ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا نصاب بھی کافی وسیع اور جامع ہے۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ پانچ قسم کے مختلف کورسز پر مشتمل ہے اور طلبہ کو عملی زندگی میں بہتر طور پر شامل ہونے کے لیے تیار کرتا ہے۔ نصاب میں شامل لازمی (Compulsory) کورسز اور عمومی (General) کورسز اردو ادب سے	بی۔ایس۔اردو، نصاب، ایم۔اے، حکومتی پالیسیاں، عمومی کورسز، خصوصی کورسز، سمسٹر سسٹم، محمد

			بالواسطہ متعلق نہیں بلکہ یہ انگریزی زبان، ریاضی، اسلامیات، شماریات، کمپیوٹر کا علم پر مبنی کورسز ہیں۔ نفسیات، عمرانیات، معاشیات، فلسفہ، مسلم تہذیب وثقافت، جدید فکری مباحث، برعظیم وپاکستان کی تاریخ، عالمی کلاسیک کے تراجم، فارسی، عربی، ہندی زبانوں کے قواعد، پاکستانی زبانوں کا ادب، جغرافیۂ عالم اور فطری علوم بھی اس نصاب میں شامل رکھے گئے ہیں۔ یہ کورسز اردو زبان وادب سے براہِ راست متعلق نہیں ہیں لیکن طالب علم کی سمجھ اور وسعت نظر کے لیے معاون ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں بی ایس اردو کے کورس کا تنقیدی محاکمہ کیا گیا ہے، ایم۔ اے کے نصاب کے ساتھ اس کا موازنہ کیا گیا ہے، اس کی خصوصیات متعین کی گئی ہیں، فوائد گنوائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مفید تجاویز بھی دی گئی ہیں۔	حامد
خان، محمد صاحب	اُردو تحقیق کا ارتقائی سفر	۱۲۷ تا ۱۴۲	کسی بھی زبان کے ادب کی تنومندی کا اندازہ اس میں موجود مضبوط تحقیقی روایت سے بھی لگایا جاتا ہے۔ لٰہذا یہ ضروری ہے کہ تحقیق کی تفہیم اور اس کے طریقہ کار کے تعین کے حوالے سے مربوط اور مبسوط کام کا سلسلہ جاری رہے۔ زیرِ نظر مقالے میں تحقیق کے مادے، اس کی نوعیت اور اس کے طریقہ کار پر تفصیل سے بات کی گئی ہے، تحقیق کے مقاصد کا تعین کیا گیا ہے، اہم محققین اور ان کے تحقیقی کام کا تعارف کرایا گیا ہے اور تحقیق کے مختلف دبستان اور ان سے تعلق رکھنے والے محققین کے کام کی نوعیت اور مزاج کے متعلق بھی بحث کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں مولوی عبدالحق، حکیم شمس اللہ قادری، نصیر الدین ہاشمی، حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر عبادت بریلوی اور مشفق خواجہ کی تحقیقی مساعی کا تفصیلاً ذکر ہوا ہے۔	ادبی تحقیق، تحقیق کے دبستان، مولوی عبدالحق، حافظ محمود شیرانی، مشفق خواجہ، ڈاکٹر سید عبداللہ، محمد صاحب خان
خان، محمد وارث	فیض احمد فیض اور علامہ اقبال	۱۵ تا ۲۴	اردو نظم اور بالخصوص پابند اور معریٰ نظم کے اعتبار سے علامہ اقبال اور فیض احمد پچھلی صدی کے دو اہم ستون ہیں۔ دونوں کے ہاں کئی ایک ذہنی وفکری مماثلتیں موجود ہیں۔ دونوں کی شاعری زندگی کو بدلنے، غریبوں، مفلسوں اور مزدوروں کی حالتِ زار بہتر بنانے، انقلاب کی شدید خواہش رکھنے کے حوالے سے مماثلت کے کئی ایک زاویے رکھتی ہے۔ دونوں کلاسیکی مزاج کے حامل شاعر ہیں اور ان فنی اسقام اور فکری انتشار سے دونوں کی شاعری پاک ہے جس نے ن۔ م۔ راشدؔ اور میراجی کو فن کی دنیا میں عدم ابلاغ کی وجہ سے اجنبی بنانے کی کوشش کی ہے۔ دونوں ترقی پسند تحریک سے متاثر ہوئے ہیں۔ اگرچہ اقبال کی نظر اس تحریک کی خامیوں اور خلاؤں پر بھی برابر جمی رہتی	اردو نظم، اقبال، فیض احمد فیض، مماثلتیں، فیض اور اقبال کی ملاقاتیں، فیض کی اقبال سے عقیدت، اقبال پر فیض کے مضامین، محمد وارث خان

			ہے۔ دونوں کا تعلق سیالکوٹ سے ہے اور دونوں ایک ہی استاد یعنی میر حسن کے شاگرد ہیں۔ پھر فیض احمد فیض آقبال سے متاثر بھی بہت ہیں۔ اس تحقیقی مقالے میں ان پہلوؤں سے دونوں شاعروں کا موازنہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	
سراج، بسمینہ	مکتوب نگاری اور رسالہ '' نقوش'' کا کردار	۳۵ تا ۴۹	ادبی رسالہ '' نقوش''کا اجرا مارچ ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ اردو کے جن رسالوں نے اردو ادب کے فروغ، نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی اور نشو و ارتقا میں بنیادی کردار ادا کیا ان میں مخزن، نقوش، فنون، نیا دور، ماہِ نو اور اوراق وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ نقوش کی پیشانی پر درج یہ الفاظ '' زندگی آمیز اور زندگی آموز ادب کا ترجمان'' صرف الفاظ ہی نہیں تھے بلکہ اس کے اندر رسالے کی فکر اور روح دونوں کی تلاش ممکن ہے۔ اس رسالے نے جہاں دوسری اصنافِ ادب کو فروغ دیا وہیں خطوط نگاری کی روایت کو پروان چڑھانے میں بھی اس کا کردار کلیدی ہے۔ ۱۹۶۸ء میں نقوش نے خطوط نمبر تین جلدوں میں شائع کیے۔ زیرِ نظر مقالے میں نہ صرف نقوش کی تاریخی اور ادبی حیثیت واضح کی گئی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خطوط کی اہمیت اور نقوش خطوط نمبر ز میں چھپنے والے خطوط کی ادبی اور تاریخی اہمیت کا احاطہ کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔	نقوش، خطوط نمبر ز، نقوش کی تاریخ، خطوط کی اہمیت، مخزن، فنون، بسمینہ سراج
شاہ، سید عطاء اللہ	''سب رس'': بنیادی مباحث کی روشنی میں	۱۶۳ تا ۱۷۱	''سب رس'' گول کنڈہ کی ریاست قطب شاہی عہد کا ایک عظیم کارنامہ ہے جو اُردو نثر کی تاریخ کا دورِ آفرینش ہے۔ اس لحاظ سے ہر گز نہیں کہ ملا وجہی نے کسی نئی زبان کی داغ بیل ڈالی ہو یا پھر کوئی نئی نویلی کہانی تخلیق کی ہو بلکہ اس لحاظ سے کہ نثر اُردو کو تحریری طور پر اس سے پہلے بہت سے پیراہن زیب تن کرانے کی کوشش کی گئی لیکن ملا وجہی کی کوشش اور مساعی نے اس کو ایک ایسا لباس عطا کیا جو اس کے جسم پر جچتا نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ''سب رس'' کے اسلوب، زبان، تذکیر و تانیث کے اصول، صرف و نحو اور متروک الفاظ کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قصے کے تمثیلی پہلوؤں پر بھی تنقید کی گئی ہے۔	سب رس، اردو نثر، اسلوب، اردو زبان، صرف و نحو، متروک الفاظ، ملا وجہی، سید عطاء اللہ شاہ
شاہین، روبینہ / بیگم، غنچہ	''براہِ راست'' کا تنقیدی جائزہ	۱ تا ۷	اُردو میں دیگر نثری اصناف کی نسبت سفر نامہ میں خواتین سفر نامے نگاروں کے نام انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ پہلے تو ہمارے معاشرے کی خواتین گھر کی چار دیواری میں قید ہیں۔ دوم بیرونی ممالک کے سفر یا اندرونِ ملک کے سفر پر نکلنے کا موقع ہی کم ملتا ہے۔ اس لیے خواتین نے افسانہ، ناول، اور شاعری کے میدان میں نام پیدا کیا ہے۔ سوم یہ کہ سفر نامہ تبھی وجود میں آتا ہے جب اس کے لیے باقاعدہ سفر کیا	براہِ راست، بشریٰ رحمٰن، سفر نامہ، پیرس، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، تہذیب و معاشرت، مشرقی

			جائے۔اردو میں خواتین سفر نامہ نگاروں کی یہ کمی جن خواتین نے بساط بھر پوری کرنے کی کوشش کی ہے ان میں بشریٰ رحمٰن کا نام بھی اہم ہے۔ ''براہِ راست'' ان کا سفر نامہ ہے جس میں انھوں نے روم، پیرس، امریکہ، کینیڈا، اور برطانیہ کا سفر کیا ہے اور وہاں کی تہذیب و معاشرت کو بالخصوص اپنا موضوع بنایا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جابجا مشرقی اور مغربی تہذیب کا موازنہ بھی کیا ہے۔زیرِ نظر مقالہ ان حوالوں سے ان کے سفر نامے ''براہِ راست'' پر تنقید و تحقیق ہے۔	اور مغربی تہذیب و معاشرت، روبینہ شاہین، غنچہ بیگم
صفی، محمد سفیان	محاکات اور مصوری میں امتیاز (امیجری کے تناظر میں)	۱۴۳ تا ۱۴۹	اُردو ادب کی تنقیدی روایت میں محاکات اور مصوری سے متعلق مباحث خاصے الجھے ہوئے ہیں۔اس مضمون میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ مذکورہ دونوں اصطلاحات میں پائے جانے والے افتراقات اور اشتراکات کا تحقیقی اور تنقیدی نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا جائے تاکہ خلطِ مبحث کی گنجائش ختم ہو اور امیجری کی نسبتاً جدید اصطلاح کے تناظر میں مذکورہ اصطلاحات کا تجزیہ کیا جائے تاکہ ان کی ہم آہنگی اور اختلاف کی صورتیں واضح ہو سکیں۔زیرِ نظر مقالے میں نہ صرف یہ کہ امیجری کی مختلف صورتوں کی وضاحت کی گئی ہے بلکہ محاکات کے تصور پر بھی کافی تفصیل سے بات ہوئی ہے تصویر اور محاکات میں فنی حوالے سے فرق کی وضاحت کی گئی ہے، مولانا شبلی کے تصورِ محاکات نگاری پر روشنی ڈالی گئی ہے، محاکات اور متخیلہ کے تعلق پر بات کی گئی ہے اور استعارے اور محاکات کے باہمی تعلق کو بھی زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	محاکات، تمثال، استعارہ، مصوری، تخیل، تصویر، شبلی نعمانی، تمثیلی تجسیمیت، محمد سفیان صفی
علی، سلمان	تکرار بطور تکنیکی حربہ (بحوالہ بیدی، منٹو، قاسمی)	۱۹۸ تا ۲۰۳	اردو افسانے میں تکنیکی تجربات کی فہرست تو خاصی طویل ہے لیکن ان میں ''تکرار REPETITION'' بطور تکنیکی حربے کا استعمال ہمارے متعدد افسانہ نگاروں نے کیا ہے۔جن میں بیدی، منٹو اور قاسمی نے نت نئی اختراعات کا مظاہرہ کیا ہے۔اگرچہ اس تکنیک کو کئی ایک سطحوں پر برتنے کی کوشش سامنے آتی ہے جس میں جزوی طور پر بھی اس کا استعمال ہے اور کلی طور پر بھی، ہر دو صورتوں میں کہانی کے تاثر کو بڑھاوا دینے میں یہ تکنیک انتہائی کارگر ہے اور اس سے افسانے میں بھرپور اثر پیدا کیا جاتا ہے۔اس تکنیک میں چند ایک الفاظ اور جملے اس ترتیب سے کہانی یا قصے کے بیچ میں لائے جاتے ہیں جس سے کہانی کی معنویت میں اضافہ ہوتا ہے۔اس مقالے میں بیدی کے افسانوں ''ہمدوش''، ''پان شاپ'' اور ''گرہن''، منٹو کے ''نعرہ''، ''ہتک'' اور ''ٹوبہ ٹیک سنگھ'' اور احمد ندیم قاسمی کے افسانے ''الجھن'' میں تکرار کی تکنیک کا تنقیدی و تحقیقی محاکمہ کیا گیا ہے۔	افسانہ، تکنیک، تکرار، بیدی، منٹو، قاسمی، گرہن، پان شاپ، الجھن، ہتک، ٹوبہ ٹیک سنگھ، سلمان علی

علی، واجد	فکرِ اقبال کے مآخذ	۹۸ تا ۱۱۶	اقبال کی فکر کے مآخذات کا سرچشمہ مغربی فلسفہ نہیں بلکہ قرآن، احادیث، اسلامی تاریخ اور اسلامی فلاسفروں کا وہ سلسلہ ہے جس سے وہ متاثر ہوئے اور جن کا عکس ان کی شاعری میں صاف طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اسلامی افکار کے حوالے سے وہ اخذ و قبول اور رد کرنے کے ایک طویل عمل سے گزرے ہیں۔ مثلاً انھوں نے تصوف کے وحدت الوجودی فلسفہ کو مکمل طور پر رد کر دیا اس لیے کہ یہ ان کے فلسفۂ خودی کی مکمل طور نفی کرتا ہے۔ اسی طرح مولانا رومی کے متصوفانہ خیالات اور بالخصوص ان کے فلسفۂ عشق سے انھوں نے اثر قبول کیا ہے۔ اس مقالے میں ان تمام مآخذات پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے جو تفہیمِ اقبال کے سلسلے میں قارئین کے کئی ایک مسائل حل کر دیتی ہیں اور جس سے اقبال کی ذہنی تشکیل کا اندازہ بھی بڑی آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح مغربی فلسفیوں میں سے اقبال نے نطشے، گوئٹے، برگساں، ہیگل اور فشٹے سے بھی اچھا خاصا اثر قبول کیا ہے۔	اقبال، مآخذات، قرآن، حدیث، اسلامی تاریخ، اسلامی مفکرین، رومی، غزالی، ابن عربی، تصوف، خلافت، اکبر، نطشے، فشٹے، برگساں، واجد علی
علی، سلمان / قاضی، فرحانہ	اقبال کا تصورِ جہاد	۵۰ تا ۶۲	اقبال کی فکر کو سمجھنے کے لیے ان کے شعری مجموعے اور ان کے خطبات کافی اہم ہیں۔ یوں تو اقبال کے ہر پہلو پر معیاری اور غیر معیاری سطحوں پر، بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے لیکن اتنے بڑے شاعر پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔ اس لیے کہ اتنے عظیم شاعروں کے فکری امکانات وقت کے ساتھ ساتھ گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے رہتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اقبال کے تصورِ جہاد پر ان کے خطبات اور شاعری کا حوالہ دے کر بات کی گئی ہے۔ اس ضمن میں اقبال کی مشہور نظمیں طلوعِ اسلام، فاطمہ بنت عبداللہ، مسجد قرطبہ، طارق کی دعا، مردِ مومن اور اس کے علاوہ اور کئی ایک نظموں سے اشعار کا حوالہ دے کر اپنے موٴقف کو تقویت پہنچائی گئی ہے۔	اقبال، شاعری، خطبات، تصورِ جہاد، حرکت و عمل، اسلامی تاریخ، طلوعِ اسلام، مسجد قرطبہ، مردِ مومن، سلمان علی، فرحانہ قاضی
قرنی، محمد اویس	کرشن چندر۔۔ ہند میں پاکستان دوستی کی ایک کھری اور سچی مثال	۲۲۱ تا ۲۴۴	کرشن چندر ہند میں پاکستان دوستی کی ایک کھری اور سچی مثال تھے۔ کرشن چندر نے اپنی تحریروں میں ہمیشہ انسانیت کو بنیادی حوالے کے طور پر پیش کیا۔ اس ضمن میں پاکستان میں رہنے والوں سے ان کی محبت ڈھکی چھپی بات نہیں وہ کسی وقتی اور سیاسی پروپیگنڈے اور احتجاج کا حصہ نہیں بنے بلکہ سرحدوں کے دونوں جانب دعاؤں اور محبت کے دیے اپنی تحریروں کے ذریعے روشن رکھے۔ زیرِ نظر مقالہ کرشن چندر کی دھرتی سے اسی اٹوٹ محبت کے حوالوں پر مشتمل ہے۔	کرشن چندر، پاکستان دوستی، انسانیت، افسانہ، تقسیمِ ہند، پشاور ایکسپریس، محمد اویس قرنی
کمال، محمد اشرف / سندھو، اقصیٰ نسیم	ہاجرہ مسرور۔ اُردو افسانہ اور ادبی	۷۹ تا	بیسویں صدی میں جن خواتین لکھاریوں نے ناول اور افسانے کی دنیا میں نام پیدا کیا ان میں عصمت چغتائی، حجاب امتیاز علی، قرۃ العین حیدر، رشید جہاں اور	خواتین افسانہ نگار، ادبی صحافت، ہاجرہ

	صحافت کا اہم کردار	۸۷	خدیجہ مستور کے ساتھ ساتھ ان کی بہن ہاجرہ مسرور کا نام بھی اہم ہے۔ان کا نام صرف افسانے کی وجہ سے ہی شہرت کا حامل نہیں بلکہ ادبی صحافت کے حوالے سے بھی وہ ایک معتبر مقام و مرتبہ رکھتی ہیں۔اس مقالے میں ہاجرہ مسرور کے صحافتی سفر کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ نہ صرف ان کے افسانوں کا تنقیدی و تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے۔بلکہ ان کے افسانوں میں ترقی پسندانہ سوچ کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔	مسرور، ترقی پسند تحریک، سماجی حقیقت نگاری، محمد اشرف کمال، اقصیٰ نسیم سندھو
ناصر الدین/راشد، احمد سعید	سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے تصورِ ادبِ اسلامی اور خدمات کا مطالعہ	۸۸ تا ۹۷	پاکستان میں اسلامی ادب کا نعرہ جن لوگوں نے بلند کیا تھا ان میں مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کا نام بڑا اہم ہے۔ادب کے متعلق مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی خصوصی رائے تھی۔وہ ادب کو کلامِ موثر کا نام دیتے ہیں۔ان کے خیال میں جو ادب زندگی کی اصلاح اور فلاح کے لیے کام نہیں کرتا وہ ذہنی عیاشی اور ارباب نشاط کی عشوہ گری ہے۔وہ ادب کو جائز ادب، ناجائز ادب اور اسلامی ادب کے تین زمروں میں تقسیم کرتے ہیں۔اسی طرح اسلامی ادب کی بھی انھوں نے دو اقسام بیان کی ہیں۔اقناعی ادب اور محرک ادب۔یوں اس مقالے میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی ادب کے حوالے سے نقطۂ نظر کا بڑی خوبصورتی سے محاکمہ کیا گیا ہے۔	اسلامی ادب کی تحریک، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، جائز ادب، ناجائز ادب، اسلامی ادب، محرک ادب، اقناعی ادب، ناصر الدین، احمد سعید راشد
نوید، گوہر رحمان	ہمارے مشہور قومی نغمے اور ان کے خالق	۱۱۷ تا ۱۲۶	اپنی مٹی اور ملک سے محبت فطری جذبہ ہے یہی وجہ ہے کہ قومی نغمے دنیا کی تمام زبانوں میں لکھے گئے ہیں۔اردو زبان میں بھی قومی نغموں کا سلسلہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی شروع ہوا تھا۔چونکہ پاکستان ایک خاص نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا اس لیے ابتدا ہی سے ہمارے قومی نغموں میں حجازی لے اپنا اثر دکھانے لگی۔ہمارے قومی نغمہ نگاروں میں جو نام اہم ہیں ان میں حفیظ جالندھری، تنویر نقوی، پروفیسر کرم حیدری، ساقی جاوید، کلیم عثمانی، محمد حسن پاشا، اسد محمد خان، جوش ملیح آبادی، مسرور انور اور جمیل الدین عالی کے نام شامل ہیں۔اس مقالے میں نہ صرف ان قومی نغمہ نگاروں کا تعارف پیش کیا گیا ہے بلکہ ان کے مشہور قومی نغموں سے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔	قومی نغمے، قیامِ پاکستان، ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ، قومی نغمے، حفیظ جالندھری، تنویر نقوی، جوش، کلیم عثمانی، گوہر رحمان نوید
نیلم	دبستانِ دہلی کی شاعری (شہرِ آشوب) پر سیاست کے اثرات	۱۵۰ تا ۱۶۲	ہندوستان کی تاریخ میں قومی و ملی سطح پر کئی ایک سانحے آئے لیکن جس واقعے نے اردو شاعری کو بالخصوص متاثر کیا وہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہے۔یہ جنگ ہندوستانیوں کی شکست اور برطانوی فوج کی فتح پر منتج ہوئی۔جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں سے ان کی رہی سہی حکومت بھی چلی گئی۔مغلوں کی حکومت پہلے ہی سے زوال کا شکار ہو گئی تھی۔عسکری اور معاشی زوال وانحطاط کی اگر کہیں کوئی صحیح اور متوازن تصویر دیکھنے کو ملتی ہے تو وہ اس دور کے شہر آشوب	شہر آشوب، سیاسی بدحالی، دہلی کی تباہی و بربادی، ۱۸۵۷ء، شاکر ناجی، سودا، میر، غالب، داغ،

			ہیں۔اسی طرح دہلی کے اہل حرفہ کی بدحالی، نوکریوں کی ناگفتہ بہ صورتِ حال، نوابوں کے اخلاقی زوال، بے روزگاری، مرہٹوں اور جاٹوں کے دہلی پر حملے، الغرض شہر آشوبوں میں اٹھارویں اور انیسویں صدی کا پورا ہندوستان اپنی تمام تر کس مپرسی کے ساتھ سانس لے رہا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اردو شہر آشوبوں کے ان تمام پہلوؤں کو سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔	نیلم
یوسفزئی، الطاف / عابد، نذر	مختار مسعود کا شعری شعور	۱۸۵ تا ۱۹۷	مختار مسعود کے اسلوب کا امتیاز ان کی تحریر میں موجود تہ داری، پہلوداری اور معنویت ہے۔ وہ لفظوں کے انتخاب میں ایک مرصع کار کی طرح اپنے ہنر کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ اپنے جملوں کی مشاطگی بڑی لگن اور محنت سے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رنگیں بیانی اور مرصع تحریروں پر بعض اوقات شاعری کا گمان ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کی تحریروں میں شاعرانہ رنگ کی موجودگی کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان جملوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو مشہور اشعار کی منثور صورت معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی نثر پر اقبال اور غالب کے اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے اور ان اشعار کے نمونے اور حوالے دیے گئے ہیں جن سے متعلقہ جملے ماخوذ ہیں۔ وہ اشعار بھی دیے گئے ہیں جو مختار مسعود نے اپنی تحریروں میں بات کو موثر بنانے کے لیے حوالے کے طور پر دیے ہیں۔	مختار مسعود، اردو نثر، شاعرانہ اسلوب، اقبال کا اثر، شعری شعور، غالب کا اثر، اشعار سے استفادہ، الطاف یوسفزئی، نذر عابد

خیابان: ۳۰(۲۰۱۴ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل	سید احمد شہید بریلوی کی تحریک جہاد کے اردو شاعری پر اثرات	۱۶۷ تا ۱۸۰	سید احمد بریلوی کی تحریکِ جہاد بیسویں صدی کی ایک اہم اسلامی تحریک تھی جس نے نہ صرف مسلمانوں کے اندر انگریزی استبداد کے تسلط سے آزادی کا جذبہ پیدا کیا بلکہ سکھوں کے ظلم و استبداد کے خلاف بھی یہ ایک عملی مزاحمت تھی۔ اگرچہ بالا کوٹ کے مقام پر اس تحریک کا خاتمہ ہوا لیکن اپنے منطقی انجام سے پیشتر اس نے ہند کے بہت سے شاعروں کی توجہ اپنی طرف کھینچی جس میں مومن خان مومن جیسے ثقہ شاعر بھی شامل ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں اس تحریک کے تاریخی پس منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس تحریک کی غرض و غایت پر بھی بات کی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے ذوق، غالب، مومن، فتح اللہ، خرم علی بلہوری اور نصیر الدین دہلوی کی شاعری سے اس تحریک کے حق میں لکھے گئے اشعار کے حوالے بھی دیے ہیں۔	سید احمد بریلوی، تحریک جہاد، اردو شاعری، مومن، مثنوی جہادیہ، ذوق، غالب، نصیر الدین دہلوی، سہیل احمد
احمد، سہیل / قاضی، فرحانہ	مولانا محمد علی جوہر ایک مجاہد غزل گو	۲۰۳ تا ۲۱۳	مولانا محمد علی جوہر کی غزل ایک منفرد لب و لہجے کی حامل ہے۔ ان کی غزل میں ان لطیف مضامین کی تلاش بے سود ہے جو کلاسیکی اور جدید غزل میں نظر آتی ہیں۔ ان کی غزل انقلابی افکار کی ترجمان ہے۔ ان کی شاعری میں مذہب کا عنصر بھی کافی حاوی نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں آزادی کا شدید جذبہ موجود ہے۔ انگریز استعماریت کے خلاف ان کی غزل میں تیزی اور تندی پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے اسلوب میں تخاطب اور گھن گرج کی ایک لے پائی جاتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مولانا محمد علی جوہر کی غزل کے ان پہلوؤں پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔	مولانا محمد علی جوہر، غزل، سیاسی حوالے، آزادی کا جذبہ، انگریز استعمار کے خلاف نفرت، مذہبی رنگ، سہیل احمد، فرحانہ قاضی
امتیاز، محمد	مخطوطات کی فہرست سازی کے اُصول و لوازم	۳۹ تا ۵۳	ہمارا زیادہ تر علمی و ادبی سرمایہ قدیم مخطوطات کی شکل میں بکھرا پڑا ہے۔ بیشتر مخطوطات تو مدوّن ہو چکے ہیں اور بہت کچھ سامنے آچکا ہے پر اب بھی بہت سے مخطوطات تدوین کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ وہ مخطوطے تو خوش قسمت تھے جنھیں حافظ محمود شیرانی، مولوی عبدالحق، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، مولانا امتیاز علی خان عرشی، مختار الدین، مالک رام، مشفق خواجہ اور رشید حسن خان جیسے مدوّنین ملے۔ ان مدوّنین کے ذوقِ مطالعہ، علمیت اور شوق کا یہ عالم تھا کہ بغیر کسی باقاعدہ تدوین کے علم و فن کے اس قدر معیاری کام کر گئے کہ ان کا کام فن بن گیا۔ پر اب بدقسمتی یہ ہے کہ نہ تو ہم تدوین کے فن	مخطوطات، فن، اصول و لوازم، فہرست سازی، اصطلاحات، مسطر، معرا، مسکوکات، محمد امتیاز

			سے کما حقہ آگاہی رکھتے ہیں اور نہ مخطوطات شناسی کا ہنر جانتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں مخطوطات کی فہرست سازی کے اُصول ولوازم اور فن پر چند ایک بنیادی باتیں کی گئی ہیں۔ مقالے میں پاکستان اور ہندوستان کے ان کتب خانوں کی فہرستیں دی گئی ہیں جہاں پر قیمتی مخطوطات موجود ہیں۔ اس سلسلے میں کئی ایک اہم اصطلاحات مثلاً باطنی خواص، ظہریہ، مہر اور بادشاہ کے دستخط، نوعِ خط۔ روشنائی یا سیاہی کی پہچان، مزین مخطوطے، مختارات، اتفاقیے، مسطر، معرا، مرنج اور مسکوکات کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔	
بانو، گلناز	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان بحیثیت محقق	۸۵ تا ۹۶	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان صوبہ خیبر پختون خوا کی تنقید و تحقیق کا بہت بڑا نام ہیں۔ انھوں نے کئی ایک کتابیں لکھیں جن میں داستان تاریخ رپور تاژ نگاری، علی شریعتی اقبال شریعتی، اقبال اور مشرقی، دو اقبال، دو پاکستان، Iqbal and the Afghan (غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی انگریزی مقالہ) نظیر اکبر آبادی ایک تنقیدی مطالعہ، عسکری میراجی ساختیات، نذر نیاز، نگارشات، مضامین رفتہ و گزشتہ وغیرہ شامل ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے خیبر پختون خوا کی تحقیقی روایت کو صحیح معنوں میں مضبوط و مستحکم کیا ہے خیبر پختون خوا جیسے صوبے میں رہتے ہوئے تحقیقی کام کرنا بذات خود ایک محاذ سے کم نہیں تحقیق کے لیے جوش جذبے و لگن کے ساتھ دلجمعی، سکون اور معاشرتی امن و استحکام کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس خطے کا سیاسی عدم استحکام کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آئے دن خود کش بمباری کی وجہ سے موت و زیست کا بازار گرم رہتا ہے۔ موت سستی اور زندگی نایاب والی کیفیت ہے ایسے حالات میں علمی و ادبی اور خصوصاً تحقیقی کام سرانجام دینا بہت باحوصلہ اور باہمت لوگوں کا کام ہے۔ اس مقالے میں ان کی تحقیقی کاوشوں کا محاکمہ کیا گیا ہے اور بحیثیت محقق ان کی خوبیوں کا تعین کیا گیا ہے۔	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، صوبہ خیبر پختون خوا، علی شریعتی اقبال شریعتی، اقبال اور افغان، گلناز بانو
بخاری، بادشاہ منیر	بنجمن شلز کی لسانی خدمات	۱۸۱ تا ۱۹۱	بنجمن شلز کا شمار اردو زبان و ادب کے حوالے سے اہم مستشرقین میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اردو زبان کے حوالے سے ''ہندوستانی گرامر'' ایک کتاب لکھی جس کا شمار اردو لسانیات کے حوالے سے اردو کی ابتدائی کتابوں میں ہوتا ہے۔ یہ کتاب انھوں نے ۱۷۴۱ء میں ترتیب دی تھی۔ انھوں نے کتاب کے دیباچے میں اردو زبان کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ وہ اردو زبان کو ''مورس'' کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس مقالے میں بنجمن شلز کے ہندوستانی گرامر میں پیش کیے گئے لسانی نظریات کا تحقیقی محاکمہ کیا گیا ہے۔	بنجمن شلز، اردو زبان، ہندوستانی گرامر، لسانی نظریہ، مورس، ہندوستانی، بادشاہ منیر بخاری

بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	فنِ رزمیہ گوئی ...... تحقیقی تجزیہ	۱۴۴ تا ۱۵۷	ادبیات عالم میں رزمیہ ایک اہم صنفِ نظم کے طور پر موجود ہے۔ یونانی، رومن، سنسکرت، فارسی، انگریزی، جرمنی اور عربی زبان میں اس صنف کی روایت کافی جاندار رہی ہے۔ اردو محققین اور نقادوں نے ادب کی اس اہم صنف کو نظر انداز کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رزمیہ کی تعریف، تکنیکی لوازمات، اجزا، مواد اور ہیئت کی نوعیت بہت حد تک ابہام کا شکار ہیں۔ یہ تحقیقی مقالہ رزمیہ کی تعریف، اچھے رزمیے کی خصوصیات، اقسام، اجزا اور رزمیہ کی تاریخی، تہذیبی اور ادبی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔	رزمیہ، تکنیکی لوازمات، رزمیے کے اجزا، رزمیے کا اسلوب، رزمیہ کی اہمیت وافادیت، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
جان، حکیم طاہر	اردو میں طب یونانی کے تراجم کا اجمالی جائزہ	۱۳۱ تا ۱۴۳	جس طرح اردو زبان وادب کی ابتدا، ترقی و ترویج مسلمانوں اور صوفیائے کرام کی مرہونِ منت بتائی جاتی ہے اسی طرح ہندوستان میں طب یونانی کی ابتدا، ترقی اور ترویج بھی مسلمانوں سے وابستہ ہے۔ ابتدا میں طبّی تعلیم سینہ بہ سینہ یا صرف عربی کتب کے ذریعہ سے منتقل ہوتی رہی۔ عربی مصنفین کی کتابیں ہندوستان میں بھی عام تھیں۔ مغلوں کا دور اردو زبان کی طرح طب کی ترویج کا بھی سنہرا دور ہے۔ مغل دور میں طب اور اردو زبان وادب کا رشتہ بھائی بھائی کا رہا۔ شعرا کی طرح اطبا کرام کو بھی خاص مناصب سے نوازا گیا۔ غرض علوم وفنون میں کسی بھی دوسرے شعبہ علم وفن کا رشتہ اردو ادب سے اتنا گہرا اور قریب نہیں رہا جتنا کہ طب یونانی کا ہے۔ اس مقالے میں ان تمام کتب ورسائل کا تنقیدی و تحقیقی محاکمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اردو زبان میں ترجمہ ہوئیں۔ ان کا اسلوبیاتی اور لسانیاتی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ اور ترجمہ نگاری کے فن اور تکنیک کی روشنی میں انھیں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	طب یونانی، ترجمہ نگاری، اردو کتب، رسائل، عربی و فارسی اصطلاحات، میزان الطب، مجموعہ طبّی رسائل، کتاب التشخیص، اکسیر القلوب، حکیم طاہر جان
حامد، محمد	جامعہ پشاور کا ایم فل اردو کا نصاب: علمی، تاثراتی اور مہارتی تجزیہ	۲۰ تا ۳۸	شعبۂ اردو جامعہ پشاور ایم فل کا نصاب کل اٹھائیس کورسز پر مشتمل ہے۔ جن میں سے بیس کورسز لازمی اور آٹھ کورسز طلبا کو منتخب کرنے پڑتے ہیں۔ چونکہ نصاب میں کافی تنوع ہے اس لیے طالب علم کو اپنے رجحان کے مطابق کورسز کے انتخاب میں آسانی رہتی ہے۔ وہ ایسے کورسز کا انتخاب کر سکتا ہے جو مستقبل میں اس کی تحقیق کا خصوصی میدان ثابت ہو سکیں۔ نصاب میں ادبی کورسز بھی ہیں اور لسانیاتی بھی، تدریس کے کورسز بھی ہیں اور بین العلومی و تقابلی بھی۔ مشمولہ ادبی کورسز بھی اس حوالے سے اہم ہیں کہ ان میں محض علمی مواد پر زور نہیں دیا گیا بلکہ ہر کورس میں عملی جزو بھی شامل کیا گیا ہے۔ انشائیے اور افسانے پر مبنی کورسز میں تکنیک کا مطالعہ شامل کیا گیا ہے۔ اردو غزل میں علامت نگاری، اشاریہ سازی اور فنِ تاریخ گوئی کے کورسز عملی	ایم فل اردو، شعبۂ اردو، جامعہ پشاور، نصاب، خصوصیات، کورسز، محمد حامد

			تنقید کی تربیت فراہم کرتے ہیں۔ادب کے علاوہ زبان و لسانیات کے کورسز بھی شاملِ نصاب ہیں۔چونکہ اردو میں ایم فل/پی ایچ ڈی کرنے والا صرف ادب پر عبور نہیں رکھتا بلکہ زبان پر عبور بھی اس کی ذمہ داری ہے۔اس لیے زبان و لسانیات کے کورسز بھی شامل نصاب ہیں۔ان تمام حوالوں سے شعبۂ اردو جامعہ پشاور کے ایم فل کے نصاب کا تجزیہ کیا گیا ہے،اس کی افادیت واضح کی گئی ہے،اس کی خصوصیات کا تعین کیا گیا ہے،اس میں موجود خامیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور کچھ تجاویز بھی دی گئی ہیں۔	
خورشید،عابد	ن۔م۔راشد کی طویل نظمیں	۲۱۴ تا ۲۲۳	اردو میں طویل نظموں کی اس قسم کی روایت ناپید ہے جو یورپین زبانوں اور بالخصوص یونانی اور انگریزی زبانوں میں موجود ہے۔ن۔م۔راشد کے ہاں طویل نظم کے اچھے خاصے نمونے ملتے ہیں۔طویل نظم کے ساتھ راشد کی ذہنی مناسبت فطری معلوم ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں طویل نظم کا ارتقائی سفر ہر دو صورتوں میں جاری رہا۔ایک تو راشد بطور نظم نگار ابھر رہے تھے دوسری صورت خود طویل نظم بطور صنف اپنی حیثیت بنانے کے مراحل سے گزر رہی تھی اور یہ دونوں معائر جدید نظم کو ایک ایسی اساس فراہم کرتے ہیں جس سے نظم کا مجموعی تاثر بنانے میں ہمیں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔اس مقالے میں راشد کی طویل نظموں مثلاً حسن کوزہ گر، ہم کہ عشاق نہیں، دل مرے صحرا نوردِ پیر دل، وغیرہ کا فنی و فکری تجزیہ کیا گیا ہے۔	ن۔م۔راشد، طویل نظم، حسن کوزہ گر، ہم کہ عشاق نہیں، دل مرے صحرا نورد پیر دل، عابد خورشید
خٹک، جہانزیب شعور	تائید و تردید (مضامین) تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۹۲ تا ۲۰۲	''تائید و تردید'' شرر نعمانی کی اہم کتابوں میں سے ایک ہے۔یوں تو اس کتاب کی اہمیت کئی ایک حوالوں سے ہے اور اس میں شامل مواد کی نوعیت بھی دو طرح کی ہے جس میں مضامین اور تبصرے شامل ہیں لیکن تنقیدی اعتبار سے جو مقام و مرتبہ ان کے تنقیدی مضامین کو حاصل ہے اس حوالے سے یہ کلاسیکی اور عصری ادب پر تنقید کے حوالے سے ایک اہم کتاب قرار دی جا سکتی ہے۔شرر نعمانی کا رچا ہوا تنقیدی شعور اور اس کے لیے مناسب اسلوب ناقدین کے لیے چراغِ راہ کا کام سرانجام دے سکتا ہے۔موضوعاتی حوالوں سے ان مضامین میں مقامیت کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے وسیع تناظر میں تخلیق ہونے والے ادب پر خامہ فرسائی کی گئی ہے مثلاً غالب، اقبال اور میر انیس کے حوالے سے شامل مضامین اسی تشنگی کو دور کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔رام پور کے لوک گیت کے حوالے سے ان کے مضمون میں موضوعاتی جدت موجود ہے۔جو قابلِ ستائش امر ہے۔فراز، فارغ بخاری اور اشک رام پوری کے حوالے سے ان کے تحریر کردہ مضامین مقامی اور عصری	شرر نعمانی، تنقید، تحقیق، مضامین، غالب، اقبال، رام پور کے لوک گیت، میر انیس، فراز، جہانزیب شعور خٹک

			ادب پر ان کی گہری ناقدانہ نظر کی غمازی کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ شرر نعمانی کے ان تنقیدی مضامین کے تنقیدی و تحقیقی جائزے پر مشتمل ہے۔	
سبحان اللہ	شفیق الرحمان۔ ایک رومانوی مزاح نگار	۷۶ تا ۸۴	شفیق الرحمٰن کی تحریروں میں رومانوی فضا موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا دلکش اسلوب بھی رومانویت کے تمام رنگ لیے ہوئے ہے۔ رومانوی فضا کے ساتھ دلی وابستگی کا یہ عالم ہے کہ ان کی تحریروں میں تکرار بھی در آئی ہے۔ ایک کامیاب مزاح نگار ہونے کے ناطے انھوں نے اردو ادب کو کئی ایک نئے اور اہم کردار بھی دیے ہیں۔ جن میں حکومت آپا، رضیہ، شیطان، مقصود گھوڑا، ماسٹر صاحب اور بڑھے نانا شامل ہیں۔ شیطان ان کا مشہور کردار ہے۔ ان کا قلم ہلکے پھلکے انداز سے بڑی آسانی کے ساتھ مسلمہ حقائق پر سوالیہ نشانات کھڑے کر دیتا ہے۔ وہ چونکہ ایک رومانوی نثر نگار ہیں اس لیے ان کے ہاں ''فینٹسی'' کا عمل دخل زیادہ ہے۔ رومانویت اور مزاح کا اتنا حسین امتزاج جو شفیق الرحمٰن کی تحریروں میں دیکھنے کو ملتا ہے کسی اور کے ہاں نظر نہیں آتا۔	شفیق الرحمان، طنز و مزاح، رومانویت، رومانوی مزاح نگار، رومانوی فضا، شیطان کا کردار، فینٹسی، سبحان اللہ
شاہین، روبینہ / بیگم، غنچہ	''پیرس ۲۰۵ کلو میٹر'' کا فکری و فنی مطالعہ	۱۵۸ تا ۱۶۶	''پیرس ۲۰۵ کلو میٹر'' لاہور سے چل کر مشرقِ وسطیٰ سے ہوتے ہوئے یورپی ممالک کے سفر کی سرگرمیوں پر مشتمل کہانی ہے جس میں محمد اختر ممونکا اپنی جوانی کی مہماتی سرگرمیوں کو بے تکلفی سے سناتے ہیں۔ سفر نامہ نگار پر وہاں کے مناظر دیکھنے سے جو کیفیت طاری ہوتی ہے اُس کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی ذاتی صعوبتوں اور مشکلات کا ذکر بھی کیا ہے۔ اُن کے ہاں جنس نگاری کے حقیقی نمونے ملتے ہیں۔ سفر نامے میں جا بجا جغرافیائی اور تاریخی تفصیلات کا بیان بھی ہے۔ اس سفر نامے کو اگر معلوماتی خزانہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ قدم قدم پر تاریخی حوالے موجود ہیں۔ قاری ان تاریخی عمارتوں کا ذکر پڑھ کر بوریت کا شکار نہیں ہوتا کیونکہ سفر نامہ نگار جلد ہی قاری کا رخ دوسری طرف موڑ لیتا ہے۔ مصنف قاری کو تاریخی معلومات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ یورپی تہذیب و معاشرت سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان تمام حوالوں کے ساتھ ساتھ مذکورہ سفر نامے کے اسلوب اور زبان و بیان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	سفر نامہ، پیرس ۲۰۵ کلو میٹر، اختر ممونکا، یورپ، تہذیب و ثقافت، مشرقی اور مغربی تہذیب کا موازنہ، زبان و بیان، روبینہ شاہین، غنچہ بیگم
صفی، محمد سفیان	مرقع اور محاکات میں امتیاز (امیجری کے تناظر میں)	۵۴ تا ۶۰	انگریزی ادب کی معروف اصطلاح امیجری کے متداول ہو جانے کی وجہ سے اس امر کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمیں امیجری سے متعلق اُردو ادب میں مستعمل روایتی اصطلاحات کا از سرِ نو تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ مصوری کے قریبی مفہوم کے حوالے سے ایک اصطلاح مرقع بھی اپنی معنوی	مرقع، محاکات، امیجری، اصطلاحات، لغوی مفہوم، تصویر اور

			حدود کے تعین کی ضرورت کو آشکار کرتی ہے۔ مصوری، مرقع، اور محاکات کو قدیم تنقیدی روایات کے تناظر میں دیکھتے ہوئے شدید مغالطے جنم لیتے ہیں۔ مذکورہ اصطلاحات کی معنویت معاصر تنقیدی منظر نامے سے ہم آہنگ ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے لغوی اور اصطلاحی معانی کی تفہیم کا عمل قدیم و جدید تنقیدی روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے عصر حاضر کے ادبی تقاضوں کے مطابق کیا جائے۔ زیرِ نظر مقالہ اسی ضرورت کے تحت لکھا گیا ہے۔	محاکات میں فرق، محمد سفیان صفی
عباس، محمد	عقیل روبی کے طویل خاکوں کا تقابلی مطالعہ	۶۹ تا ۷۵	احمد عقیل روبی اردو خاکہ نگاری کا ایک بہت بڑا نام ہے ان کے خاکوں کے چار مجموعے چھپ چکے ہیں۔ ۳۲ خاکوں پر مشتمل مجموعہ ''کھرے کھوٹے'' کے علاوہ باقی کے تین مجموعے ''باقر صاحب''، ''مجھے تو حیران کر گیا وہ'' اور ''علی پور کا مفتی'' بالترتیب سیّد سجاد باقر رضوی، ناصر کاظمی اور ممتاز مفتی کے طویل خاکے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کے ان طویل خاکوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔ ان کے خاکوں میں شگفتگی، ظرافت اور ڈرامائیت موجود ہے۔ مقالہ نگار نے فن خاکہ نگاری کے اصولوں کی روشنی میں ناصر کاظمی سے متعلقہ خاکے کو باقر صاحب اور علی پور کا مفتی پر فوقیت دی ہے۔	خاکہ نگاری، احمد عقیل روبی، طوالت، ناصر کاظمی، باقر صاحب، ممتاز مفتی، مجھے تو حیران کر گیا وہ، علی پور کا مفتی، محمد عباس
علی، سلمان	اردو آپ بیتیوں میں واقعات اولیا، فقرا و مزارات: تحقیق و تنقید	۹۷ تا ۱۰۸	اردو آپ بیتیوں میں خرق عادت واقعات کے حوالے سے پیروں، فقیروں، درویشوں، اولیا اور مزاروں کی کرامات اور کشف وغیرہ کے واقعات بکثرت دکھائی دیتے ہیں۔ ان محیر العقول واقعات سے جہاں ایک طرف مصنف کی ذات آشکار ہوتی ہے وہاں دوسری طرف ان کے معتقدات کو سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں قرۃ العین حیدر، گیان چند شاطر، عشرت رحمانی، ممتاز مفتی، شہر بانو بیگم، احسان دانش اور شہرت بخاری کی آپ بیتیوں میں ان تمام خوارقِ عادت واقعات کا تجزیہ کیا ہے جن پر عقل کی رو سے گرفت کی جا سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان خارق عادت واقعات کی جدید علم نفسیات کی رو سے ممکنات کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ نیز ان کے غیر منطقی پن پر بھی گرفت کی ہے۔	اردو آپ بیتی، خارق عادت واقعہ کی تعریف، قرۃ العین حیدر، ممتاز مفتی، شہرت بخاری، احسان دانش، سلمان علی
قرنی، محمد اویس	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے خاکے ''سراپا تبسم'' کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۲۰ تا ۱۳۰	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان ایک رپورتاژ نگار، سفر نامہ نگار، محقق اور کالم نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ لیکن انھوں نے بطورِ خاکہ نگار بھی کئی خوبصورت مجموعے ترتیب دیے۔ جن میں ''سب دوست ہمارے''، ''سیاسی چہرے''، ''حسابِ دوستاں''، ''چہرہ در چہرہ'' اور ''سرِ دلبراں'' شامل ہیں۔ ''سرِ دلبراں'' میں ایک خاکہ ڈاکٹر نذیر تبسم کی شخصیت پر ''سراپا تبسم'' کے	ڈاکٹر ظہور احمد اعوان، خاکہ، نذیر تبسم، سب دوست ہمارے، سیاسی چہرے، چہرہ در

			عنوان سے شامل ہے۔اس خاکے میں ڈاکٹر اعوان نے نذیر تبسم کے حلیے ان کی عادتوں، ان کے قہقہوں، ان کے ماضی اور حال سب کو ملا کر ان کی شخصیت کی بہترین تصویر کشی کی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اسی خاکے کے محاسن و معائب پر لکھا گیا ہے۔	چہرہ، سراپا تبسم، محمد اویس قرنی
کمال، محمد اشرف	پنجابی زبان۔ایک لسانی جائزہ	۶۱ تا ۶۸	پنجابی زبان کی ابتدا کے بارے میں کچھ بھی وثوق سے نہیں کہا جاسکتا۔ کئی ماہرین لسانیات اس حوالے سے اختلافی نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ بعض اسے سنسکرت کی وارث قرار دیتے ہیں اور بعض ماہرین اس کا رشتہ برصغیر میں سنسکرت سے پہلے کی زبانوں سے جوڑتے ہیں اور اسے سنسکرت سے بھی قدیم قرار دیتے ہیں۔ عین الحق فرید کوٹی نے اپنی کتاب ''اردو زبان کی قدیم تاریخ'' میں تحقیق پیش کی ہے کہ آریاؤں سے پہلے یہاں منڈا قبائل کی زبان بولی جاتی تھی جو کہ مقامی پراکرتوں اور موجودہ زبانوں اردو، پنجابی اور سندھی وغیرہ کا سرچشمہ ہے۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی کے بقول گوتم بدھ کے بعد برصغیر میں پراکرتوں کا رواج ہوا۔ چار پراکرتیں مشہور ہوئیں جو کہ مہاراشٹری، مگدھی، شورسینی، اور پشاچی کے نام سے مشہور تھیں۔ بعد میں یہ پراکرتیں اپ بھرنش کا روپ دھار گئیں۔ پنجابی زبان پشاچی اپ بھرنش کی ترقی یافتہ صورت ہے۔ اس زبان کو مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے پکارا گیا۔ کبھی اسے لاہوری کہا گیا تو کبھی اسے ملتانی کا نام دیا گیا۔ زیرِ نظر مقالے میں پنجابی زبان کے آغاز سے متعلق نظریات کا محاکمہ کیا گیا ہے اور اس کی مختلف اصناف سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے ادیبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔	پنجاب، پنجابی، پشاچی، اپ بھرنش، لاہوری، پراکرت، عین الحق فرید کوٹی، محمد اشرف کمال
کوثر، ریحانہ	''ترتیب'' اور ''تدوین'' معانی، مفہوم اور لوازم	۱۰۹ تا ۱۱۹	تدوین سے مراد کسی خاص متن کی بازیافت، اس کی تصحیح اور ترتیب ہے۔ مثلاً کوئی متن پہلے سے موجود تھا، پھر گم ہو گیا یا ماضی کے دھندلکوں کی نذر ہو گیا۔ اس گمشدہ متن کو قعرِ گمنامی سے نکال کر سامنے لانا اور مصنف کے متن سے قریب رہ کر متن کی نوک پلک سنوارنا تدوین کہلاتا ہے۔ اس کے برعکس ترتیب کے معنی کسی شے کے متفرق و منتشر اجزا کو مناسب تقدیم و تاخیر سے رکھنا ہے۔ لہٰذا تدوین اور ترتیب ایک دوسرے سے مختلف چیزیں ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں تدوین کے فن پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں تہیۂ متن، تالیفِ متن، تحقیقِ متن، تصحیحِ متن، ترتیبِ متن، تاریخِ متن اور تنقیدِ متن کے معانی و مفاہیم سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ متن کے معروضی اور موضوعی مطالعے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، حواشی اور تعلیقاتِ متن کی بھی تعریف کی گئی ہے اور مقدمہ متن کے متعلق بھی معلومات افزا	تدوین متن، ترتیب، تہیۂ متن، تالیف متن، تحقیق متن، تصحیح متن، ترتیبِ متن، تاریخ متن، تنقید متن، فرید کوٹی، ریحانہ کوثر

			بحث کی گئی ہے۔	
ناشاد، ارشد محمود	ڈاکٹر فرمان فتح پوری: کچھ باتیں، کچھ خط	۱ تا ۱۹	ڈاکٹر فرمان فتح پوری اردو تنقید و تحقیق کا ایک معتبر حوالہ ہیں۔ انھوں نے زمانۂ طالب علمی سے علم و آگہی اور ادب سے جو تعلق استوار کیا اس میں مرتے دم تک کوئی خلا یا کمی نہیں آئی۔ زیرِ نظر مقالے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی زندگی کے مختصر احوال اور ان کی کتابوں کی فہرست دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان خطوط کا حوالہ دیا گیا ہے جو انھوں نے ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کے نام لکھے تھے۔ اس مقالے میں ان کے ۱۶ خطوط نقل کیے گئے ہیں۔ جن سے فرمان فتح پوری کے مکتوب الیہ کے ساتھ گہرے مراسم کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ادبی اور تنقیدی نقطۂ نظر کو بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔	ڈاکٹر فرمان فتح پوری، تنقید، خطوط نگاری، اردو شاعری کا فنی ارتقا، اردو نثر کا فنی ارتقا، ارشد محمود ناشاد
ہاشمی، طارق محمود/عابد، نورین	''صفر سے ایک تک'' اور جدید سائنسی ثقافت	۲۲۴ تا ۲۳۳	''صفر سے ایک تک'' اردو ناول کے عصری منظر نامے میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کا موضوع جدید دور کی سائنس اور ٹیکنالوجی ہے بالخصوص کمپیوٹر کی کھڑکی کی راہ سے کھلنے والے سائبر خلا میں لامکاں کی لامحدود وسعت اور دنیا کے تمام انسانوں کے مابین عالم گیری رابطے یعنی انٹرنیٹ کے کمالات کو ایک پوسٹ ماڈرن ناول کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ جاگیردارانہ سماج، دیہی اور شہری کلچر، استحصالی نظام اور کمزور اعتقاد پر مبنی رجحانات اسے کثیر الجہاتی ناولوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ اس مقالے میں اس ناول پر جدید سائنسی ٹیکنالوجی کے اثرات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	مرزا اطہر بیگ، اردو ناول، سائنسی ناول، ٹیکنالوجی، سائنسی ثقافت، دیہاتی اور شہری زندگی، طارق محمود ہاشمی، نورین عابد

خیابان: ۳۱(۲۰۱۴ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسلم، فوزیہ	مثنوی ایک تہذیبی، فکری و شعری موازنہ	۱۱۳ تا ۱۲۷	اردو کی شعری اصناف میں جن اصناف نے ہندوستان کی تہذیب و ثقافت کی عکاسی کا نسبتاً حق ادا کیا ہے ان میں مثنوی کو سر فہرست رکھا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں اردو ادب کی دو مشہور مثنویوں 'سحر البیان' اور 'گلزارِ نسیم' کا دہلوی اور لکھنوی تہذیب و معاشرت کے پس منظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ لکھنؤ کا عیش پرستانہ ماحول، جاگیر دارانہ طبقے کی معاشرت، طوائف، راگ رنگ، رقص و سرود، شادی و غمی کی رسومات، برات وغیرہ جیسی رسومات پر بات کی گئی ہے۔ دونوں مثنویوں میں تہذیب و معاشرت کی عکاسی کا تقابلی مطالعہ بھی کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں لکھنؤ اور دہلی کی تہذیب و معاشرت کا موازنہ بھی بحث کا موضوع بنا ہے۔	تہذیب و معاشرت، دہلی، لکھنؤ، تاریخ، سحر البیان، گلزارِ نسیم، رقص و سرود، رسوم و رواج، فوزیہ اسلم
اظہار، اظہار اللہ	بشریٰ فرخ کی اردو شاعری پر پشتون ثقافت، روزمرہ اور محاورے کے اثرات کا تحقیقی جائزہ	۱۰۳ تا ۱۱۲	کوئی بھی فن کار اپنی ثقافت سے بیگانہ رہ کر ادب تخلیق نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ کوئی بھی تحریر لکھتا ہے تو مقامی تہذیب و ثقافت اس کی تحریر میں دبے پاؤں داخل ہوتی ہے۔ ایسا صرف اقدار کی صورت میں ہی نہیں ہوتا بلکہ محاورات اور ضرب الامثال کی سطح پر بھی ہوتا ہے کہ فن کار کی مادری یا مقامی زبان کے الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال چولا بدل کر اس کی تحریر کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اس مقالے میں ان روزمروں اور محاوروں کا تجزیہ کیا گیا ہے جو پشتو محاورات کا ترجمہ معلوم ہوتے ہیں اور جو بشریٰ فرخ کی شاعری میں استعمال ہوئے ہیں۔	اردو شاعری، مقامی ثقافت، پشتون ثقافت، روزمرے، محاورے، بشریٰ فرخ، اظہار اللہ اظہار
انوار الحق	اسلم فیضی کی غزل میں منظر نگاری کی مختلف جہتیں (بارش میں دستک کے خصوصی حوالے سے)	۱۹۳ تا ۲۰۵	شاعری میں منظر نگاری کافی اہم ہوتی ہے اس سے نہ صرف شعری فن پارہ جمالیاتی رنگوں سے بھرپور ہو جاتا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فکر و پیغام کے ابلاغ میں بھی کامیاب منظر بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شاعری میں منظر نگاری صرف نظم کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ غزل کے اشعار میں بھی بڑی کامیاب منظر نگاری کی جا سکتی ہے۔ اس مقالے میں منظر نگاری کے فنی پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔ اسی طرح اسلم فیضی کی غزل میں منظر نگاری کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ باغ اور موسم کے حوالے سے ان کے مناظر کافی معنویت رکھتے ہیں۔ تتلی، شاخیں، پیڑ، پھول، ٹہنی، جگنو، صحرا، پنچھی، بوند، فاختہ، ناگن، گھر، بستی، نگر، وغیرہ جیسے الفاظ نے ان کے مناظر کو خاص معنویت اور ذائقے سے	اسلم فیضی، اردو غزل، منظر نگاری، ترقی پسند تحریک، بارش میں دستک، انوار الحق

			آشنا کیا ہے۔	
بانو، گلناز	پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کی تحقیق ''علامہ اقبال پر اعتراضات کے حوالے سے'' کا تحقیقی تجزیہ	۱ تا ۱۰	صوبہ خیبر پختون خوا میں جو نقاد اور محققین علامہ اقبال پر سند کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں ڈاکٹر صابر کلوروی، ڈاکٹر ایوب صابر اور ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے نام اہم ہیں۔ ڈاکٹر ایوب صابر علامہ اقبال کے شیدائیوں میں سے ایک تھے۔ اقبال کے حوالے سے ان کی کئی ایک کتب منظرِ عام پر آئی ہیں۔ جن میں ''اقبال دشمنی ایک مطالعہ''، ''معترضینِ اقبال''، ''اقبال کی شخصیت پر اعتراضات کا جائزہ''، ''اقبال کی فکری تشکیل اعتراضات اور تاویلات کا جائزہ''، تصورِ پاکستان: علامہ اقبال پر اعتراضات کا جائزہ، اقبال کا اردو کلام: زبان و بیان کے چند مباحث شامل ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال کے معترضین کے اعتراضات کے جوابات بعض مقامات پر مدلل تو اکثر مقامات پر کافی جذباتی انداز سے دیے ہیں جن سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی اقبال کے ساتھ کتنی محبت ہے۔ اگرچہ بعض متعلقہ مقامات پر ان کی زبان اور طرزِ استدلال تحقیقی اور منطقی نہیں رہتا۔ زیرِ نظر مقالے میں ان تمام اعتراضات کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے جو اقبال پر گاہے گاہے مختلف طبقہ ہائے فکر کی جانب سے کیے گئے ہیں۔	اقبالیات، معترضینِ اقبال، اقبال کی شخصیت اور فکر پر کیے گئے اعتراضات، ڈاکٹر ایوب صابر، اقبال دشمنی ایک مطالعہ، گلناز بانو
بخاری، بادشاہ منیر	کرنل ہنری یول کی لسانی خدمات	۱۶۳ تا ۱۶۹	کرنل ہنری یول (۱۸۲۰ء تا ۱۸۸۹ء) ایک قابلِ قدر انگریز مستشرق ہیں۔ ان کی اہمیت کی کئی وجوہات ہیں۔ وہ ایک ایسے موضوع کے خالق ہیں جس پر اس سے پہلے تکنیکی اعتبار سے کسی نے کام نہیں کیا تھا۔ ہنری یول نے پہلی مرتبہ انگریزی پر مشرقی زبانوں کے اثرات ثابت کیے ہیں۔ جس سے میکس ملر کے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے کہ یورپ اور ہندوستان کی بیشتر زبانیں ایک ہی خاندانی رشتے میں جڑی ہوئی ہیں جو نہایت آسانی کے ساتھ ایک دوسرے کے اثرات قبول کرتی ہیں اور ان کے اثرات کو اپنے لسانی جامہ میں اس خوبصورتی سے ضم کر دیتی ہیں کہ گویا یہ اثرات اسی زبان کا حصہ ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں سر ہنری یول کی لسانی خدمات کا جائزہ ان کی مشہور کتاب ''ہابسن جابسن'' کی روشنی میں لیا گیا ہے۔ یہ دراصل ان کی ڈکشنری ہے جس میں لفظوں کی حقیقت اور اصل ڈھونڈنے کی کامل سعی کی گئی ہے۔ اس کتاب میں لفظوں کے اشتقاق پر بھی لسانیاتی حوالوں سے کام ہوا ہے۔ مقالہ نگار نے کتاب کے ان پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔	کرنل ہنری یول، مستشرقین، ڈکشنری، ہابسن جابسن، اشتقاق، مشرقی زبانیں، لسانیات، بادشاہ منیر بخاری
بخاری، بادشاہ منیر/ مدمن، ولی	اساطیر (Myth) کے مباحث اور	۶۳ تا	عالمی ادب کے قدیم کلاسیکی رزمیوں میں اساطیر کی پیشکش ایک بنیادی حوالہ رکھتی ہے۔ اساطیر حقیقت میں اس دور کی سائنس تھی جس نے اس دور کے	اساطیر، مذہبی اثرات، رامائن،

	''رامائن'' میں اساطیری عناصر کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ	۹۲	لوگوں کے مذہبی عقائد اور علمی نظریات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اساطیر نے اقدار کے باقاعدہ نظام کی تشکیل، اخلاقیات کے مربوط فلسفے کی بنت، شگون اور توہمات کی نمو میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔ آج بھی قدیم ادب کے دیومالا کا مطالعہ کافی اہم ہے۔ اس لیے کہ اس کا تمام فکری سرمایہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باسی یا بے کار نہیں ہوا بلکہ اس کے ایک خاص حصے نے جدید دور میں معنویت کے کئی ایک نئے در وا کیے۔ اس وجہ سے قدیم اساطیر کی باقیات آج کے ادب میں بھی برابر موجود ہیں۔ قدیم اساطیر کو تحفظ فراہم کرنے کے حوالے سے والمیکی کی رامائن بھی خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں اساطیر کے حوالے سے طویل مباحث چھیڑے گئے ہیں، جدید دور میں اس کی معنویت پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کی روشنی میں رامائن میں موجود اساطیری سرمایے کا تنقیدی و تحقیقی محاکمہ کیا گیا ہے۔	دیوتا، بے معنی قصے، کلاسیکی رزمیہ، والمیکی، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد
بصر، اجمل خان	خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع کے اُردو رسائل و جرائد/صحافت	۱۱ تا ۲۱	خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع اردو ادب و صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ یہاں پر مختلف رسائل و جرائد نے اردو صحافت کی بنیادیں مضبوط اور مستحکم کرنے کی کوشش کی۔ جن رسائل و جرائد نے خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع کو صحافتی حوالوں سے وقار اور اعتبار بخشا ان میں بھر تاری ڈیرہ اسماعیل خان، ہر دلعزیز ڈیرہ اسماعیل خان، المجاہد ڈیرہ اسماعیل خان، فرنٹیئر ایڈووکیٹ ڈیرہ اسماعیل خان، دلچسپ ڈیرہ اسماعیل خان، سندھو ڈیرہ اسماعیل خان، ارژنگ کوہاٹ، طور کوہاٹ، شانِ سرحد اور ہمدم کوہاٹ، خروش کوہاٹ، ہمدردِ سرحد بنوں، اقدام کوہاٹ، صدائے بنگش نریاب ہنگو، شرر کوہاٹ، تحفۂ سرحد بنوں، پاک دامن بنوں، شہرِ سخن کوہاٹ، عقاب کوہاٹ، دستک کوہاٹ، ترجمانِ کوہاٹ اور اس کے علاوہ اور کئی ایک رسائل و جرائد شامل ہیں۔ مقالہ نگار نے ان تھک محنت سے کام لے کر مواد اکٹھا کیا ہے۔	صوبۂ خیبر پختون خوا، جنوبی اضلاع، اردو رسائل، اردو جرائد، اردو صحافت، اجمل خان بصر
ترابی، نثار	اردو غزل میں علامتی نظام اور پیکر تراشی	۲۱۸ تا ۲۲۹	اُردو غزل گزشتہ تین صدیوں سے زائد اپنی مخصوص علامات، تشبیہات، استعارات اور الفاظ و تراکیب کے بار بار دُہرائے جانے کی بنا پر اور مخصوص موضوعاتی تناظر کے ذیل میں اپنی تخلیقی تازگی اور انفرادیت کھو رہی تھی۔ کم و بیش کوئی خیال یا کوئی جذبہ ایسا نہیں تھا جسے معلوم انداز اور مروجہ سانچے میں ڈھال کر پیش نہیں کیا گیا تھا۔ لٰہذا ضروری خیال کیا جانے لگا کہ ایک ایسی ادبی تحریک کی بنیاد رکھی جائے جس کے وسیلے سے نئے فکری راستے تلاش کیے جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ بیسویں صدی میں غزل میں نئی علامات داخل ہونے	اردو غزل، علامات، پیکر تراشی، تلازمات، ناصر شہزاد، اقبال ساجد، رئیس فروغ، پروین شاکر، بشیر بدر،

			لگیں۔ ترقی پسند تحریک بھی اپنے ساتھ کچھ مخصوص علامات لے کر آئی۔ مارشل لا کے ادوار نے بھی علامات کے ذریعے اظہار کے لیے راہ ہموار کی۔ اس مقالے میں اردو غزل میں داخل ہونے والی علامات کا مختلف تحریکوں کے پس منظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ علامت کے فن پر بھی بات ہوئی ہے۔ اور مختلف شعرا کے اشعار کی روشنی میں مختلف علامات مثلاً دریا، خواب، دیا، چراغ، آئینہ، پرندے اور ستارے کی علامات زیرِ بحث آئی ہیں۔ ان کی غزل میں پیکر تراشی پر بھی بحث کی گئی ہے اور ناصر شہزاد، اقبال ساجد، رئیس فروغ، پروین شاکر، بشیر بدر، نصیر ترابی، شکیب جلالی اور ناصر کاظمی وغیرہ کے ہاں مستعمل علامات بھی زیرِ بحث آئی ہیں۔	ناصر کاظمی، نثار ترابی
حسن، ندیم	حسن عسکری کے افسانوں کا نفسیاتی اور تکنیکی تجزیہ (جزیرے کے افسانوں کی روشنی میں)	۲۰۶ تا ۲۱۷	ادب اور نفسیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر ادب پارہ نفسیاتی حوالے ضرور رکھتا ہے۔ لہٰذا شروع سے لے کر موجودہ دور تک کی نثری و شعری کاوشیں انسانی رویوں کی تفہیم اور انسانی نفس کے متعلق جاننے کا موقع فراہم کرتی ہیں لیکن نفسیات کو شعوری طور پر شعر و نثر کا حصہ بنانے کا سلسلہ پچھلی صدی کی آخری تین دہائیوں سے ہوتا ہے۔ جہاں تک افسانہ نگاری کا تعلق ہے تو اس حوالے سے منٹو اور حسن عسکری کے نام بالخصوص لیے جا سکتے ہیں جنھوں نے اپنے فن پاروں کی تخلیق کے لیے عالمی سطح پر جدید رجحانات کے حامل افسانہ نگاروں تک رسائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عصری علوم اور نفسیات سے بھی کماحقہٗ آگاہی حاصل کی۔ اس مقالے میں حسن عسکری کے افسانوں کا شعور کی رو کی تکنیک کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے افسانوں پر فرائیڈ کے اثرات کو بھی سامنے لایا گیا ہے۔ ان کے بعض افسانوں میں جنس کے حوالوں کا بھی ذکر موجود ہے۔ یوں ان کے کرداروں کا تجزیہ علم نفسیات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔	ادب، نفسیات، حسن عسکری، فرائیڈ، شعور کی رو کی تکنیک، نفسیاتی الجھنیں، ندیم حسن
خٹک، جہانزیب شعور	شرر نعمانی ایک انسان دوست اور انقلابی شاعر	۱۲۸ تا ۱۳۹	ترقی پسند تحریک اردو ادب کی ایک جاندار تحریک تھی جس نے ہندوستان بھر کے شاعروں اور فن کاروں کو اپنی طرف راغب کیا۔ شرر نعمانی کا شمار بھی ان شاعروں میں ہوتا ہے جو نہ صرف ترقی پسند تحریک سے متاثر ہوئے بلکہ اس تحریک کے مقاصد کے ترجمان بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری پر اس تحریک کے افکار کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ شرر نعمانی محنت کی عظمت پر یقین رکھتے ہیں، معاشی انصاف کے خواب دیکھتے ہیں، انسانیت کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا اظہار کرتے ہیں اور تمام انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ وہ آزادی کے پرستار ہیں اور فیض کی مانند پاکستان کی آزادی کو نامکمل آزادی	شرر نعمانی، ترقی پسند تحریک، انسان دوستی، انقلابی شاعر، سرمایہ دار، جاگیردارانہ نظام، معاشی انصاف، جہانزیب شعور خٹک

			گردانتے ہیں۔مزدوروں کی تلخیٔ اوقات کا انھیں احساس ہے اور انسانیت کی اعلیٰ اقدار پر یقین و ایمان رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں شرر نعمانی کی شاعری کو انھی زاویوں سے دیکھنے اور پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔	
خٹک، عرفان اللہ	اردو شاعری میں طنز و مزاح— ماضی سے حال تک	۲۲ تا ۳۳	طنز اور مزاح دو مختلف اسالیب کے نام ہیں۔ جس کے ذریعے زندگی کی ناہمواریوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں طنز اور مزاح کے درمیان فنی اور تکنیکی فرق پر بات ہوئی ہے اس کے ساتھ ساتھ سودا، نظیر اکبر آبادی، مصحفی، انشاء، غالب، اکبر الہٰ آبادی، جوش، سید محمد جعفری، اور سید ضمیر جعفری کی شاعری میں طنز و مزاح کے مختلف رنگوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	طنز و مزاح میں فرق، اردو شاعری، طنز و مزاح کی روایت، اکبر الہٰ آبادی، سید ضمیر جعفری، عرفان اللہ خٹک
راشد، احمد سعید / ناصر الدین	اردو شاعری میں علامہ اقبالؒ کی اسلامی فکر کے اساسی نکات کا تحقیقی مطالعہ	۵۳ تا ۶۲	علامہ محمد اقبالؒ (م۔ ۱۹۳۸ء) امت مسلمہ کی وہ عظیم شخصیت تھے جنھوں نے بیسویں صدی میں فکر اسلامی کی ترویج میں مثالی کردار ادا کیا۔ آپ نے برصغیر کے خوابیدہ مسلمانوں کو جگانے کے لیے جن طریقوں کا استعمال کیا ان میں اردو شاعری اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔ علامہ کی شاعری کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۰۸ء کے لگ بھگ ان کے افکار میں غیر معمولی تبدیلی واقع ہوئی اور اس کے بعد کی تمام شاعری اسلامی افکار کی اشاعت پر مبنی ہے۔ زیرِ بحث مقالے میں علامہ اقبال کی شاعری میں اسلامی افکار کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور عشقِ رسول ﷺ، تصورِ توحید، تصورِ مردِ مومن، کردار و عمل، اسلامی قومیت، اجتہاد و تحقیقات، دین اور سیاست، ملوکیت پر تنقید، مغربی تہذیب، محکومی اور غلامی، مغربی تعلیم، تصورِ خودی اور غلبۂ اسلام جیسے موضوعات کا محاکمہ کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، اردو شاعری، اسلامی افکار، توحید، عشق رسول ﷺ، مغربی تہذیب، اسلامی قومیت، ملوکیت، محکومی اور غلامی، احمد سعید راشد، ناصر الدین
سفیان، محمد	ماہیتِ شاعری (تجزیاتی مطالعہ)	۳۴ تا ۳۹	شاعری کی ماہیت کی تفہیم یونانی دور ہی سے نقادوں، شاعروں اور مفکروں کے سامنے ایک سوال رہا ہے۔ تخلیق کا عمل بہت ہی پیچیدہ ہوتا ہے۔ جس کی تفہیم مشکل ہی نہیں بلکہ کسی حد تک ناممکن بھی ہے۔ اس کے باوجود ہر بڑا شاعر، ادیب یا مفکر انسان کے اس ملکہ کے متعلق کچھ نہ کچھ اظہارِ خیال ضرور کرتا رہا ہے۔ اس مقالے میں افلاطون، ارسطو، کالرج وغیرہ کے افکار کی روشنی میں شاعری کی ساخت اور تخلیقی عمل کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس میں افلاطون کے نظریۂ نقل اور ارسطو کے متخیلہ کا ذکر نسبتاً تفصیل سے آیا ہے۔	ماہیتِ شاعری، تخلیقی عمل، متخیلہ، اولین متخیلہ، ثانوی متخیلہ، افلاطون، ارسطو، کالرج، محمد سفیان
شاہ، سید عطاء اللہ	''گیتاں جلی'' کے موضوعات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۱۴۰ تا ۱۵۱	''گیتاں جلی'' ادبیات عالم میں نہ صرف فنی اعتبار سے بلکہ فطری سرمایے کے اعتبار سے بھی بلند مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔ اس مقالے میں اس نظم کے اردو ترجمہ کو جو عبد العزیز خالد نے کیا ہے، بنیاد بنا کر فکری تجزیہ کرنے کی کوشش	ٹیگور، گیتاں جلی، تصوف، ہندی تصوف، خدا سے

			کی گئی ہے۔اس نظم میں خدا کی وحدانیت پر بات کی گئی ہے۔اس کے ساتھ کتاب میں ہندی تصوف کا غلبہ بھی ہے۔چونکہ مصنف خود ہندو تھے اس وجہ سے ان کے مذہب کے مخصوص متصوفانہ افکار ان کی نظم میں در آئے ہیں۔ نروان کے حوالے سے بھی نظم میں کافی شرح و بسط سے لکھا گیا ہے۔ مقالے میں نظم کے ان تمام فکری حوالوں پر بات کی گئی ہے۔ ٹیگور کا تعارف بھی مقالے کے آغاز میں پیش کیا گیا ہے۔	محبت، انسانوں سے محبت، نروان، سید عطاءاللہ شاہ
شاہین، روبینہ / بیگم، غنچہ	سفر نامے کے بنیادی مباحث	۱۷۰ تا ۱۷۸	سفر نامہ ایک بیانیہ تحریر ہے جس میں سفر نامہ نگار اپنے محسوسات، مشاہدات، تاثرات اور تجربات بیانیہ انداز میں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور جس کا بیشتر مواد چشم دید واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ سفر نامہ نویس کی نظر جتنی گہری اور مشاہدہ جتنا وسیع ہوگا، اتنا ہی وہ کسی منظر کی عکاسی کرنے میں کامیاب ہوگا اور زیادہ تفاصیل اس کے سفر نامے میں آئیں گی۔ چونکہ سفر نامہ، سفر نامہ نگار کے چشم دید تاثرات و واقعات پر مشتمل ہوتا ہے اس لیے قوت مشاہدہ کو سفر نامے کے لیے ایک اہم عنصر سمجھا جاتا ہے۔ اس مقالے میں سفر نامے کے فن پر بحث کی گئی ہے۔ اور اس کے مختلف لوازمات قوتِ مشاہدہ، منظر کشی، حقیقت نگاری، تجسس، جزئیات نگاری، واقعات کا انتخاب اور اسلوب کے فنی لوازمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	سفر نامہ، اسلوب، تکنیک، فن، مشاہدہ، منظر کشی، جزئیات نگاری، روبینہ شاہین، غنچہ بیگم
شہناز، روبینہ / ناز، اقلیمہ	الطاف فاطمہ کے افسانوں میں ماضی پسندی کے عناصر	۹۳ تا ۱۰۲	ماضی پرستی کا عنصر ہر فن کار کے ہاں کسی نہ کسی حوالے سے ضرور ملتا ہے۔ ہر ایک فن کار حال سے مطمئن نہیں ہوتا اور نتیجتاً ماضی کی طرف واپس لوٹنے کے رجحان کا پیدا ہونا فطری ہے۔ الطاف فاطمہ کے افسانے بھی اس حقیقت کے ترجمان ہیں۔ ان کے کردار ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو کر سکون محسوس کرتے ہیں۔ وہ ماضی کے اقدار کی شکست و ریخت کا رونا روتے ہیں۔ وقت کی ناپائیداری ان کے نزدیک بہت بڑا المیہ ہے۔ الطاف فاطمہ کے ہاں ماضی پرستی کا عنصر مشرق کی شاندار تہذیبی روایات کی عکاسی کی صورت میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ ان کے ہاں حال کی تہذیبی روایات سے بغاوت کا زاویہ ابھرا ہے۔ انسان کی عدم شناخت اور بے چہرگی کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں جو نئی اقدار پروان چڑھ رہی ہیں، اس کے نتیجہ میں ایک حساس فرد کے دل میں پیدا ہونے والا حزن بھی ان کے افسانوں میں نمایاں ہے۔ زیر نظر مقالے میں یہ تمام حوالے تحقیق کا موضوع بنے ہیں۔	ماضی پرستی، الطاف فاطمہ، اردو افسانہ، افسانوی کردار، تہذیبی روایات کی شکست و ریخت، وقت کی ناپائیداری کا احساس، روبینہ شہناز، اقلیمہ ناز
عباس، محمد	اردو کا پہلا نفسیاتی خاکہ نگار	۴۰ تا	۳۶۰ ق۔م میں نفسیات کے جس علم کی ابتدا بقراط نے کی تھی وہ کئی شکلوں میں آج زندگی کے مختلف شعبوں میں نہ صرف نظر آتا ہے بلکہ ان شعبوں کی	خاکہ نگاری، نفسیات، ممتاز

		۴۵	ضرورت بھی بن گیا ہے۔ زندگی کے دوسرے کئی شعبوں کی طرح ادب کے بھی تقریباً تمام شعبوں میں اس کا عمل دخل دیکھا جا سکتا ہے۔ اردو کے افسانوی ادب میں نفسیات کی آمیزش کا سہرا بے شک منٹو کے سر ہے لیکن نفسیاتی حوالے سے خاکے کو شخصیت کے لاشعور سے جوڑنے کی کوشش ہمیں باقاعدہ طور پر ممتاز مفتی کے ہاں نظر آتی ہے۔ ان کے تمام مجموعے - ''پیاز کے چھلکے'' (۱۹۶۸)، ''اوکھے لوگ'' (۱۹۸۶)، ''اور اوکھے لوگ'' (۱۹۹۰) اور ''اوکھے اولڑے'' (۱۹۹۷) تقریباً ایک ہی رنگ لیے ہوئے ہیں۔ اس مقالے میں ممتاز مفتی کے خاکوں میں نفسیاتی محرکات اور عوامل کی نشان دہی کی گئی ہے۔ دوسروں کے کرداروں پر لکھتے لکھتے وہ اپنی نفسیات کی طرف بھی توانا اشارے کر جاتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے خاکوں کو فنِ خاکہ نگاری کے اصولوں کی روشنی میں پرکھا گیا ہے اور ان کی انفرادیت بھی واضح کی گئی ہے۔	مفتی، قدرت اللہ شہاب، پیاز کے چھلکے، اوکھے لوگ، اور اوکھے لوگ، اوکھے اولڑے، محمد عباس
علی، سلمان	خیبر پختون خوا کے نجی کتب خانے	۱۵۲ تا ۱۶۲	اردو زبان و ادب کے فروغ میں نجی کتب خانوں کا کردار بھی اہم ہوتا ہے۔ خیبر پختون خوا میں بھی نجی سطح پر کتب خانے موجود ہیں۔ جن میں سے معلوم اور معروف نجی کتب خانوں کی الف بائی ترتیب کے مطابق فہرست مرتب کی گئی ہے۔ جو مالکان کے نام، ذخائر کتب کے موضوعات اور کتب کی تعداد کی تفصیل پر مبنی ہے۔	خیبر پختون خوا، کتب خانے، نجی کتب خانے، ذخائر کتب، سلمان علی
قرنی، محمد اویس	مشاہدۂ حیات اور تفہیم کائنات کے باب میں کرشن چندر کے کرداروں کا مطالعہ	۱۷۹ تا ۱۹۲	کرشن چندر ایک فلسفیانہ ذہن رکھتے تھے۔ ان کے فلسفیانہ تصورات ان کے افسانوں میں جابجا بکھرے پڑے نظر آتے ہیں۔ یہ تصورات مختلف کرداروں کے ذریعے ہم تک پہنچتے ہیں۔ کرشن چندر کے کردار بہت سے مواقع پر روح، انسان، کائنات، وقت، تخلیق اور دوسرے اہم مباحث کے بارے میں مکالمہ کرتے نظر آتے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں انھی مباحث پر قلم اٹھایا گیا ہے۔	کرشن چندر، فلسفہ، کائنات، ناول کے کردار، مشاہدۂ حیات، ۱۹۴۷ء، محمد اویس قرنی
ناشاد، ارشد محمود	اُردو ادب پر پنجابی ثقافت کے اثرات	۴۶ تا ۵۲	کلچر یا ثقافت کی تشکیل و ترتیب مذہب، تاریخ اور جغرافیے سے عبارت ہے۔ مختلف جغرافیوں کی ثقافت کی بو باس دوسرے علاقوں سے مختلف ہوتی ہے جو ان کے تشخص اور انفرادیت کی علامت بنتا ہے۔ چونکہ شاعروں اور ادیبوں کی ایک بہت بڑی کھیپ پنجاب نے بھی پیدا کی ہے اس لیے یہ ایک لابدی امر تھا کہ وہاں کی تہذیب و معاشرت کے رنگ اور خوشبو اردو ادب کا حصہ بنتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہیر رانجھا وغیرہ جیسے رومانوی کردار اردو ادب کے لیے کچھ اجنبی نہیں ہیں۔ کئی ایک شعری اصناف پنجابی زبان سے اردو میں در آئیں جن	کلچر، پنجابی کلچر، اردو ادب، ماہیا، سی حرفی، پنجاب کے شاعر، احمد ندیم قاسمی، ارشد محمود ناشاد

	میں کافی، ڈھولا، ماہیا اور سی حرفی وغیرہ شامل ہیں۔ اردو ماہیے اور سی حرفی پر پنجابی ثقافت کے واضح اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ اردو نظم بالخصوص مجید امجد اور منیر نیازی کے ہاں بھی یہ رنگ موجود ہیں۔ احمد ندیم قاسمی کے علاوہ بھی بہت سے افسانہ نگاروں پر پنجابی ثقافت کے واضح اثرات نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں یہ تمام موضوعات بڑی عمدگی سے زیرِ بحث آئے ہیں۔			

خیابان: ۳۲(۲۰۱۵ء)

مدیر: بادشاہ منیر بخاری، شعبہ اُردو؛ جامعہ پشاور، پشاور

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سہیل	اردو غزل میں انگریز سامراج کے خلاف مزاحمت کی مختلف صورتیں	۴۷ تا ۶۹	اردو غزل نے مغلیہ عہد کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی تبدیلیوں کو محسوس کیا اور اس زوال کو مختلف اشاروں میں پیش کیا۔ بہار، خزاں، قفس، گلشن، گل چیں، صیاد، محتسب، شیخ اور آشیاں وغیرہ جیسے استعاروں میں سیاسی زوال کی صورتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے غزل گو شعرا نے کہیں بین السطور تو کہیں واضح طور پر انگریز سامراج کی طرف اشارے کیے گئے ہیں۔ تاہم مجموعی طور پر اردو غزل میں کسی خاص قوت کا نام لیے بغیر اشاروں، کنایوں میں زوال کی ذمہ دار قوتوں اور عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے اسلوب پر علامتی پرچھائیاں زیادہ ہیں۔ اس کے ساتھ انگریز سامراج کی کھلم کھلا مخالفت بھی بعض مقامات پر نظر آتی ہے۔ مثلاً مصحفی اور دیگر شعرا کے اشعار اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ ان تمام نکات کا احاطہ کرتا ہے۔	اردو غزل، انگریز سامراج، تاریخی واقعات، مغلیہ عہد، بہادر شاہ ظفر، سہیل احمد
اظہار، آظہار اللہ	غالب کی شاعری میں قاتل کے استعارے کا تحقیقی اور تخلیقی تناظر	۱ تا ۱۱	ہر عظیم شاعر کے ہاں کچھ مخصوص استعارے اور کردار ایسے ہوتے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی معنویت بدلتے رہتے ہیں اور ان پر روایتی معانی کا اطلاق متعلقہ شاعر کا مقام و مرتبہ گھٹا دیتا ہے۔ غالب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے ان کے ہاں ''قاتل'' کے استعارے کو روایتی محبوب کا استعارہ سمجھا گیا لیکن ان کی شاعری کا گہرا مطالعہ قاری کو استعارہ ''قاتل'' کے نت نئے معانی کے ذائقوں سے روشناس کراتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں غالب کے ہاں استعارہ قاتل کی نئی معنویت وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس سے مراد اس دور کا جابرانہ اور استحصال گر نظام بھی ہو سکتا ہے۔ سامراجی قوتوں کا گھناؤنا روپ ہمیں اس استعارے میں نظر آتا ہے۔ یہ استعارہ غالب کے عہد کی نفسیات کی پردہ دری بھی کرتا ہے۔ یہ مقالہ موضوع کے ان تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔	غالب، استعارہ، قاتل کا استعارہ، سامراجی نظام، استحصال، ۱۸۵۷ء، اظہار اللہ اظہار
انوار الحق	افسانوی ادب میں کردار نگاری کی اہمیت	۲۴ تا ۳۷	کردار کا لفظ یا کردار نگاری کی اصطلاح جوں ہی ہماری سماعتوں سے ٹکراتی ہے ہمارا ذہن فوراً افسانوی ادب کی طرف لپک جاتا ہے۔ داستان، ناول، افسانہ اور ڈراما افسانوی ادب کی مختلف ہیئتیں ہیں۔ افسانوی ادب خواہ وہ داستان کی شکل میں ہو یا ناول اور افسانے کی ہیئت میں ہو یا ڈرامے کی صورت میں، ان سب کا	کردار نگاری، داستانوی ادب، کردار نگاری کی اقسام، حقیقت

			جنم کہانی کے بطن سے ہی ہوا،اس لیے کہانی پن مذکورہ بالا اصناف کے اولین لوازمات میں سے ہے اور جہاں کہانی یا قصہ گوئی کا وجود آجائے وہاں کردار کی موجودگی ناگزیر ہے۔اس مقالے میں داستان، ناول،افسانہ اور ڈرامے میں کردار نگاری کے فنی لوازمات پر تفصیل سے بات کی گئی ہے۔چونکہ ان سب اصناف کامزاج ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے کرداروں کامزاج بھی بدل جاتا ہے اور ان کی فنی بنت بھی مختلف ہو جاتی ہے۔یہ تمام مسائل مقالے میں زیرِ بحث آئے ہیں۔	پسندی،مافوق الفطرت،انوارالحق
بخاری، بادشاہ منیر	اردو کی اولین گرامر کے خالق جان جوشوا کیٹلر کی لسانی خدمات	۳۸ تا ۴۶	ہندوستانی کی سب سے قدیم گرامر ڈچ زبان میں لکھی گئی جس کے مصنف جان جوشوا کیٹلر تھے۔یہ گرامر ۱۶۹۸ء میں لکھی گئی تھی لیکن ۱۹۳۵ء تک شائع نہ ہوسکی اور اس کے متعلق یہ خیال کیا جانے لگا کہ یہ مرورِ زمانہ کی نذر ہو چکی ہے۔ گرامر کی یہ کتاب دیکھ کر کیٹلر کے اردو زبان پر عبور کا اندازہ ہوتا ہے۔اور فنِ گرامر نویسی میں بھی ان کی مہارت کا احساس ہوتا ہے۔اس گرامر کو لسانی اور تحقیقی ترتیب سے لکھا گیا ہے۔ہندوستانی کی اس پہلے گرامر پر یہ تحقیقی مقالہ تحقیق کے کئی ایک نئے در وا کرتا ہے۔اور لسانیات کے حوالے سے نت نئے مباحث سامنے لاتا ہے۔مقالے کی اہمیت اس حوالے سے بھی ہے کہ اس میں مصنف اور کتاب سے متعلق تحقیق کی گئی ہے۔ مصنف کے متعلق کئی ایک تاریخی مغالطے دُور کیے گئے ہیں، کتاب کے تین مختلف مخطوطات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان نسخوں میں اختلاف کو بھی سامنے لایا گیا ہے۔	ہندوستانی، گرامر، مستشرق، جان جوشوا کیٹلر، ڈچ، نسخے، بادشاہ منیر بخاری
بخاری، بادشاہ منیر/ محمد، ولی	فنِ رزمیہ گوئی کے تناظر میں میر انیس کے مرثیوں کی اہمیت	۹۷ تا ۱۱۶	میر انیس کے مرثیوں کے متعلق یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان میں فنِ رزمیہ گوئی کے بیشتر لوازمات موجود ہیں بلکہ بعض نقادان کے مرثیوں کو باقاعدہ رزمیے قرار دیتے ہیں۔اس غلط فہمی کی بنیادی دو وجوہات میں سے پہلی وجہ یہ ہے کہ بیشتر ناقدین رزمیے کے فنی لوازمات کا ادراک کیے بغیر فیصلے صادر کر دیتے ہیں یا مذہبی عقیدت کی رو میں بہ کر میر انیس کے مرثیوں کے متعلق یہ غلط تصور قائم کر لیتے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں فنِ رزمیہ گوئی کے بنیادی لوازمات کا مختصر اً ذکر کیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں میر انیس کے مرثیوں کو جانچنے اور پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔رزمیے کے لیے کرداروں کی جس فنی بنت کی ضرورت ہوتی ہے وہ میر انیس کے کرداروں میں ناپید ہے۔ ان میں طوالت بھی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مرثیہ موجود ہے جس میں امام حسینؓ کے بیعت سے انکار سے لے کر شہادت تک کے تمام واقعات ایک ہی وزن میں بیان کیے گئے ہوں۔ مرثیوں میں بے بنیاد مبالغہ، کرداروں میں	مرثیہ، میر انیس، فنِ رزمیہ گوئی، لسانیات، کردار نگاری کی کمزوریاں، واقعۂ کربلا، حضرت امام حسینؓ، تاریخی حقائق، بادشاہ منیر بخاری، ولی محمد

			موجود فنی اور فکری حوالوں سے تضادات اور کرداروں کے یک رخے پن کی غیر موجودگی، تصادم کا شدید کیفیت کا حامل نہ ہونا اور اسلوب میں متانت اور شکوہ کی غیر موجودگی نے ان کی رزمیائی حیثیت کو نقصان پہنچایا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں میر انیس کے مرثیوں کی رزمیائی حیثیت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	
خان، ذکاءاللہ	قیامِ پاکستان کے ابتدائی مسائل اور غزل	۱۷۱ تا ۱۸۱	۱۹۴۷ء میں وجود میں آنے والے نئے ملک پاکستان کو بہت سے مسائل اور مشکلات درپیش تھیں جن میں تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت، لاکھوں بے گناہ لوگوں کے قتل وغارت کا المیہ، آئینی وسیاسی بحران، سیاسی بالغ النظر قیادت کا فقدان، گروہی تنازعات اور محلاتی سازشیں شامل ہیں۔ جن کا واضح عکس قیامِ پاکستان کے بعد ادبی منظر نامہ میں عام طور پر اور اردو غزل کے اشعار میں خاص طور پر نظر آتا ہے۔ اس مقالے میں اس دور کے غزل گو شاعروں کی غزلوں سے مثالیں دے کر ان مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے۔	قیامِ پاکستان، ہجرت، فسادات، سیاسی بحران، غزل، اثرات، ۱۹۴۷ء، ذکاءاللہ خان
شاہ، سید عطاءاللہ	غلام محمد قاصر کی شاعری میں وجوّدیت کے عناصر	۱۲ تا ۲۳	مقالہ نگار کے خیال میں وجودیت ایک مرض ہے جو انسان کو مختلف قسم کے احساسات کا شکار کر دیتا ہے۔ کاملّیت، انقلابیت، ابہامیت، لایعنیت، عدمیت، بے دلی، لاتعلقی، بے گھری، بے دری، تنہائی، بے وفائی، خود غرضی، بے حسی، خود تحقیری، خود آزاری، ایذا دہی اور ایذا پسندی جیسے موضوعات وجودیت کا عنوان بنتے ہیں۔ اس فلسفے کو مغربی دنیا میں بہت فروغ حاصل ہوا۔ مقالے میں نہ صرف وجودیت کے فلسفیانہ مباحث چھیڑے گئے ہیں۔ بلکہ ان فلسفیوں کے نام بھی گنوائے گئے ہیں جو اس فلسفہ کا پرچار کرتے رہے ہیں۔ اس تحریک کا اثر شعوری یا لاشعوری طور پر اردو شاعروں پر بھی پڑا۔ جن میں غلام محمد قاصر کا نام بھی اہم ہے۔ مقالہ نگار نے ان کی شاعری میں لایعنیت، انسان کی بے توقیری، بے حسی اور کرب جیسے عناصر کی موجودگی کی نشان دہی کی ہے جو ان کے خیال میں ان کے ہاں وجودیت کی موجودگی پر دلالت کرتی ہیں۔	وجودیت، مغربی فلاسفر، ابہامیت، عدمیت، بے دلی، تنہائی، غلام محمد قاصر، غزل، سید عطاءاللہ شاہ
شاہین، روبینہ / عبدالمتین	مشتاق احمد یوسفی کے مزاحیہ نسوانی کرداروں کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	۷۸ تا ۹۶	مشتاق احمد یوسفی کے ہاں جہاں دیگر کردار اپنے پورے آب وتاب کے ساتھ جلوہ دکھا رہے ہیں وہاں اُن کے ہاں کچھ نسوانی کردار بھی موجود ہیں، جو ان کے مردانہ کرداروں سے کسی بھی صورت کم اہم نہیں، اُن کے نسوانی کرداروں میں مِس آنسہ سمنتا فرزوق، مسزِ شوارز، مسزِ جم، مِس راٹھور، مِس ریمنرڈن، بیوہ میم، تمیزن، مِس مارجری بالڈ اور میڈم روبینہ شاہین کے کردار مرکزی اور بہت اہم ہیں۔ اس مقالے میں مشتاق احمد یوسفی کے اِن مرکزی	مشتاق احمد یوسفی، کردار نگاری، نسوانی کردار، مِس راٹھور، مسزِ جم، مِس مارجری بالڈ، روبینہ شاہین، عبدالمتین

			نسوانی کرداروں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	
ضیاء، انٹل	علامہ اقبال کے اہم تصورات اور افکار	۱۸۲ تا ۱۹۰	علامہ اقبال کی شاعری میں بڑا تنوع ہے ان کے ہمہ گیر افکار ہمارے جذبات اور ذہن دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ ان کی شاعری کائنات کے حقائق پر مبنی ہے اور ہم پر کائنات کے رازوں کے در وا کرتی ہوئی درجہ بدرجہ آگے بڑھتی ہے۔ ان کی شاعری اپنے عہد کی روایت سے انحراف کرتی ہوئی ایک نئے ڈھنگ کو اپناتی ہے اور پھر مطالعہ ذات اور مطالعہ کائنات کے بعد عرفانِ الٰہی کے درجے پر پہنچ کر خودی کے راز کو آشکار کرتی ہے۔ ان کی شاعری میں موجود فطرت نگاری، نظریہ خودی، نظریہ حسن، تصور حیات و ممات، عورت، مردِ مومن جیسے فکری عناصر کا تجزیہ اس مقالے کا موضوع ہے۔	علامہ اقبال، خودی، مردِ مومن، مطالعۂ کائنات، مطالعۂ ذات، عرفانِ الٰہی، انٹل ضیاء
عباس، محمد	ناصر کاظمی کی شاعری میں "رات" کا تصور	۷۰ تا ۷۷	"رات" کا لفظ ناصر کے ہاں جس کثرت سے اور جن مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے وہ قابلِ توجہ ہے۔ ناصر کی ذاتی زندگی اور دوست احباب کی معلومات کے حوالے سے بات کی جائے تو "رات" سے ان کی دلچسپی کے کئی پہلو نظر آتے ہیں۔ ناصر کاظمی پر احمد عقیل روبی کا لکھا ہوا خاکہ بھی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ناصر کاظمی کو رات کے ساتھ خاص ذہنی مناسبت تھی۔ ناصر کاظمی خود اپنی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں کہ میری شاعری میں رات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ ان کے خیال میں رات تخلیق کی علامت ہے۔ اس استعارے کے ساتھ ناصر کی دلچسپی کی وجوہات کئی ایک اور بھی ہیں جن میں ان کے ماضی، ماحول اور شخصیت نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ناصر کاظمی کی شاعری میں ان کے اشعار کے حوالے دے کر رات کی معنویت اجاگر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ احمد عقیل روبی کے متعلقہ خاکے اور ناصر کاظمی کے اپنے بیانات کی روشنی میں اس استعارے کے ساتھ ناصر کی ذہنی مناسبت کے حوالے سے دلائل دیے گئے ہیں۔	رات، استعارہ، ناصر کاظمی، اردو نظم، تخلیق کی علامت، احمد عقیل روبی، محمد عباس
عبدالخالق	فنِ مکتوب نگاری کی تاریخ و ارتقا	۱۴۵ تا ۱۵۴	مکتوب نگاری کی روایت کافی قدیم زمانے سے ہے۔ کاغذ کی ایجاد سے قبل بھی مکتوب نگاری کے آثار ملتے ہیں۔ لوگ پتھر، تانبے، موم اور لکڑی پر اپنا پیغام لکھ کر بھیجتے تھے۔ غلام حیدر کے خیال میں اس قسم کے خطوط کی ابتداء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی کوئی ڈھائی ہزار سال پہلے ہو چکی تھی۔ زیرِ نظر مقالے میں خطوط نگاری کی روایت کا عالمی سطح پر جائزہ لیا گیا ہے جس کے لیے کئی ایک تاریخی اور قرآنی حوالے زیرِ بحث آئے ہیں۔ پرانے زمانے میں خطوط کی ترسیل کے طریق کار اور اس سے ہوتے ہوئے جدید دور تک اس کے ارتقا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خط کے معانی و مفہوم کے ساتھ ساتھ اردو میں	مکتوب نگاری، عربی ادب، اسلامی تاریخ، اردو مکتوب نگاری، غلام حیدر، عبدالخالق

			خطوط نگاری کی روایت غالب تاابو لکلام آزاد پر سر سری نظر دوڑائی گئ ہے۔	
علی، سلمان/ خان، محمد اسرار	فراز کی شاعری میں پس نوآبادیات کے خلاف مزاحمت	۱۹۱ تا ۲۰۴	فراز کی شاعری میں دوسرے مختلف مزاحمتی عناصر کے ساتھ ساتھ ایک حوالہ پس نوآبادیات کے خلاف مزاحمت کا ہے۔ نوآبادیاتی نظام سے مراد ایک ایسا نظامِ حکومت ہے جس میں طاقتور اقوام کمزور اقوام کے ممالک پر قبضہ کر کے انھیں غلام بناتی ہیں اور ان سے اپنے مفادات کا حصول ممکن بناتی ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں نوآبادیات اور نوآبادیاتی نظام کی تعریف اور پچھلی صدی میں نوآبادیات کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئ ہے۔ فراز کے ہاں نوآبادیاتی نظام کے خلاف بغاوت ان کی مزاحمتی شاعری کی ایک کڑی ہے۔ آزادی کے بعد بھی یہ نوآبادیاتی قوتیں اس نئے ملک میں ریشہ دوانیوں کا جال پھیلاتی رہی ہیں۔ ''تیل کے سوداگر''، ''بیروت''، ''سلامتی کونسل''، ''سفید حویلی'' وغیرہ جیسی نظموں کی روشنی میں نوآبادیاتی اور پس نوآبادیاتی نظام کے خلاف ان کے غم وغصے اور مزاحمت کے رنگوں پر روشنی ڈالی گئ ہے۔	احمد فراز، مزاحمتی شاعری، نوآبادیات، پس نوآبادیات، بیروت، سلامتی کونسل، سفید حویلی، سلمان علی، محمد اسرار خان
قائل، عمر قیاز خان	شہزاد احمد کی اِنشائیہ نگاری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۵۵ تا ۱۷۰	اِنشائیہ نسبتاً نئی صنفِ نثر ہے اِس لیے ذہنوں میں اِس کا مفہوم واضح نہیں ہے۔ اِنشائیہ ایک شخصی، مختصر اور بے ساختہ صنفِ نثر ہے، جس میں مصنف کی ذات سب سے اہم ہوتی ہے۔ اِنشائیے میں مضمون جیسی طوالت و سنجیدگی سے ہٹ کر ہلکے پھلکے انداز میں اِظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ انشائیہ میں انشائیہ نگار اپنے ذاتی تجربات اور انفرادی احساسات پیش کرتا ہے۔ اِس میں ادیب کی ذات اور شخصیت پوری طرح نمایاں ہوتی ہے۔ گویا اِنشائیہ میں داخلی رنگ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں نہ صرف انشائیہ کے فن پر بات کی گئ ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ شہزاد احمد کے مختلف مطبوعہ انشائیوں گھوڑا اور میں، ایک انجانا دن، ایک درخت اور آہٹ کا فنی و فکری تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔	انشائیہ نگاری، شہزاد احمد، گھوڑا اور میں، ایک انجانا دن، ایک درخت، آہٹ، عمر قیاز خان قائل
قاضی، فرحانہ	داغ دہلوی... روایت سے استعمار دشمنی کے نقطۂ آغاز تک	۲۰۵ تا ۲۲۲	داغ کی غزل میں اگرچہ عشق و عاشقی کے مروجہ کلاسیکی موضوعات کی بھرمار ہے لیکن اس دور کے ایک حساس فرد کی طرح انھوں نے بھی اپنے عہد کے نازک حالات کو محسوس کیا ہے اور اسے پیش کرنے کی بھی جرأت کی ہے۔ اس عہد کے حالات کے متعلق ان کا جرأت مندانہ اظہار نہ صرف ان کے شہر آشوب میں موجود ہے بلکہ ان کی غزل میں بھی نظر آتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کے تصورِ عشق کا احاطہ بھی کیا گیا ہے اور اس میں انگریز استعمار مخالفت کے حوالوں کو ڈھونڈنے کی بھی کوشش کی گئ ہے۔ اس کے علاوہ ان کی غزل میں ان اشعار کی طرف بھی اشارے کیے گئے ہیں جہاں پر انگریزی استعمار کے خلاف واضح انداز میں غم و غصہ کا اظہار ہوتا ہے۔	داغ دہلوی، اردو غزل، انگریز استعمار، روایتی موضوعات، استعمار دشمنی، تصورِ عشق، تصورِ عاشق، فرحانہ قاضی

قرنی، محمد اویس	صبح ہوتی ہے...... ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۱۷ تا ۱۳۲	کرشن چندر کے بارے میں سبھی ناقدین اس بات پر متفق ہیں کہ اردو کی پہلی رپورتاژ ان کے قلم سے نکلی۔ اسی تسلسل میں دیکھا جائے تو اردو کی دوسری باقاعدہ رپورتاژ لکھنے کا اعزاز بھی کرشن چندر ہی کو حاصل ہے۔ انھوں نے ''صبح ہوتی ہے'' کے عنوان سے دسمبر ۱۹۴۹ء میں منعقد کی گئی جنوبی ہند کے ترقی پسند ادیبوں اور شاعروں کی کانفرنس کی مکمل تفصیلات اور مقاصد کو اپنے مخصوص اسلوب میں قلم بند کیا۔ یہ رپورتاژ کرشن چندر کے افسانوں جیسا ذائقہ رکھتی ہے۔ اس رپورتاژ میں کرشن چندر کا طنزیہ انداز جا بجا اپنی جھلک دکھاتا ہے۔ وہ اپنے عہد کی سیاست کو نشانہ بناتے ہیں اور کانگریسی رہنماؤں کی خبر لیتے ہیں۔ کیرلا کے عوام کی سماجی جدوجہد اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے میں کرشن چندر کی آواز بھی شامل ہے۔ جو ''صبح ہوتی ہے'' کی صورت میں ہم تک پہنچتی ہے۔ زیرِ نظر مقالہ اس رپورتاژ کا مفصل تنقیدی محاکمہ ہے۔	رپورتاژ، ترقی پسند تحریک، کرشن چندر، ۱۹۴۹ء، کانگرس، کیرلا، صبح ہوتی ہے، محمد اویس قرنی
محمود، شوکت	مشتاق احمد یوسفی کا اُسلوبِ مزاح (شامِ شعرِ یاراں کے آئینے میں)	۱۳۳ تا ۱۴۴	''شامِ شعرِ یاراں'' مشتاق احمد یوسفی کا تازہ مجموعہ ہے۔ جو اردو کی مزاحیہ نثر میں یقیناً ایک اہم اضافہ ہے۔ اس میں ان کے پچھلے چار مجموعوں کی طرح مزاح کا ایک رچا ہوا شعور دیکھنے کو ملتا ہے۔ جس میں وہ مزاح کے اب تک کے مستعمل حربوں کے ماہرانہ استعمال پر پوری طرح قادر نظر آتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں مشتاق احمد یوسفی کے اس تازہ مجموعے کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ مزاح کے فن، مشتاق احمد یوسفی کی شخصیت اور طنز و مزاح کے درمیان فرق پر بھی بات کی گئی ہے اور مزاح کے پانچ حربوں کی روشنی میں یوسفی کے مزاح کا تجزیہ کیا گیا ہے۔	مشتاق احمد یوسفی، مزاحیہ اردو نثر، شامِ شعرِ یاراں، مزاح کے حربے، رعایتِ لفظی، تجنیس، پھبتی، لطیفے، ضلع جگت، پیروڈی، شوکت محمود

دریافت: ۱۳ (۲۰۱۴ء)

مدیران: روبینہ شہناز، عابد سیال، شعبہ اُردو؛ نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ازہر، محمد نوید	یونانی فلسفہ میں سریت کے عناصر	۹۵ تا ۱۰۷	یونانی فلسفے میں سریت کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ یونان میں مابعد الطبیعیاتی تفکر کا آغاز مادیت سے ہوا۔ طالیس ملطی نے پہلی مرتبہ مبدا کائنات پر غور و خوض کرنے کا آغاز کیا۔ یونانی فلسفیوں کے مادہ پرست گروہ کے نزدیک کائنات، سالماتِ مادی کے امتزاج سے خود بخود پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا کوئی خالق نہیں۔ فیثا غورث، سقراط، افلاطون اور ارسطو کے ہاں خدا کا تصور موجود ہے۔ سقراط توحید کے قریب قریب معلوم ہوتا ہے لیکن افلاطون وہ پہلا مفکر ہے جس نے عالم مثال کا ایسا تصور پیش کیا جو اسلامی نقطۂ نظر سے بھی درست ہے۔ فلاطینوس افلاطون کی پیروی میں نظریہ صدور کا قائل ہے۔ جس کی رو سے کائنات حقیقت مطلقہ سے صادر ہوتی ہے۔ یونانی مابعد الطبیعات کا ایک اہم کارنامہ اخلاقیاتی اور انسانیاتی تفکر کی داغ بیل ڈالنا ہے۔ اس مقالے میں یونانی فلسفے میں سریت کے عناصر کے حوالے سے تحقیق کی گئی ہے۔	یونانی فلسفہ، سریت، مابعد الطبیعیات، افلاطون، سقراط، محمد نوید ازہر
آصف، محمد شفیق/ شفیع، محمد افتخار	اُردو نثر کے دو آزاد: اسلوبیاتی مطالعہ	۱۵۱ تا ۱۵۷	محمد حسین آزاد اور مولانا ابوالکلام آزاد اُردو نثر اور اسلوب کے حوالے سے دو نمائندہ صاحب اسلوب مصنفین ہیں۔ دونوں کا اسلوب تحریر مقاصد اور نصب العین کے لحاظ سے قدرے تضاد کے باوجود داخلی لحاظ سے ایک ہی طرح کی فضا میں آنکھ کھولتا ہے۔ دونوں کے اسلوب تحریر، میں وہ چاشنی ہے جس نے ان کی نثر کو شاعری کے روپ میں ڈھال کر حسن کا مرقع بنا دیا۔ دونوں کا تعلق چونکہ ایک ہی وقت سے ہے اس لیے دونوں کا اسلوب تحریر خالص رنگ کے قریب ہے۔ دونوں مصنفین کی تحریروں کے پردہ ہائے مجاز میں ان کی شخصیت جلوہ گر ہے۔ اس مقالے میں ان دونوں شخصیات کی نثر کے حوالے سے کی گئیں خدمات کو اُجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	محمد حسین آزاد، ابو الکلام آزاد، اردو نثر، اسلوبیاتی مطالعہ، محمد شفیق آصف، محمد افتخار شفیع
انجم، الطاف	اُردو میں تھیوری کا مستقبل	۷۱ تا ۷۹	اُردو میں تھیوری کا مستقبل اُردو کی نظریاتی تنقید کی تاریخ کے مغرب آمیز وجود سے مشروط ہے۔ بنیادی طور پر اُردو تنقید میں تھیوری سازی کا عمل سرسید تحریک کے زیر اثر شروع ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے رجحانات سامنے آئے اور اُردو ادب اور تنقید میں تھیوری سازی کے نئے طریقے متعارف ہوئے۔ چونکہ اُردو تنقید میں تھیوری سازی کا عمل سرسید تحریک کے زیر اثر شروع ہوا تو اس سلسلے میں مولانا الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی، محمد	تھیوری، سرسید تحریک، اردو ادب، اردو تنقید مغربی کلامیے، الطاف انجم

			حسین آزاد اور امداد امام اثر نے اسے اُردو میں بطور صنف رائج کرانے میں شعوری اور غیر شعوری طور پر اپنی بساط بھر کوشش کی۔ جب ان ادیبوں نے تنقید کے میدان میں اُتر کر لوح و قلم سنبھالے تو سامنے "مغربی کلامیے" اپنی تمام تر چکاچوند کے ساتھ موجود تھے۔ یہ نوآبادیاتی دور تھا۔ اُردو میں نئے تنقیدی تصورات کی نمود کا لامتناہی سلسلہ باضابطہ طور پر جدیدیت کے ساتھ ہی شروع ہوا۔ اس مقالے میں اُردو میں تھیوری کے مستقبل کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔	
انجم، وسیم	علامہ اقبال کا فلسفہ مابعد الطبیعیات	۸۹ تا ۹۴	علامہ اقبال بیسویں صدی کے ایک بہت بڑے شاعر مانے جاتے ہیں۔ آپ اپنے دور کے ایک اچھے شاعر، مفکر اور اس کے ساتھ ساتھ بلند پائے کے سیاستدان بھی رہے ہیں۔ آپ نے انڈیا کے مسلمانوں میں آزادی کی اہمیت کو اُجاگر کرنے میں ایک نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ کی شاعری کو دُنیا کی کئی دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنی شاعری اور نثر میں مابعد الطبیعیاتی عناصر اور روایات کو بھی موضوع بنایا ہے اور کھل کر اس پر آپ نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ مابعد الطبیعیات فلسفہ کا ایک حصہ ہے۔ یہ حقیقت کو معلوم کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس مقالے میں فلسفہ مابعد الطبیعیات کو اقبال کے الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	مابعد الطبیعیاتی عناصر، علامہ محمد اقبال، فلسفہ مابعد الطبیعیات، وسیم انجم
ترابی، نثار	سقوط ڈھاکہ کا سیاسی پس منظر اور غزل میں اس کا تخلیقی وفور	۱۵۸ تا ۱۶۵	غزل کی صنف کو اُردو ادب میں ایک بہت بلند مقام حاصل ہے۔ پاکستان کی قومی تاریخ میں سقوطِ ڈھاکہ کا سانحہ ایک ایسے کا پیش کار ہے جس نے جذبۂ حب الوطنی سے سرشار ہر پاکستانی کو دُکھ میں مبتلا کر دیا تھا۔ پاکستان کی قومی تاریخ میں سقوط ڈھاکہ کا واقعہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو پیش آیا۔ اس روز وطن عزیز کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اس کا مشرقی حصہ ہم سے الگ ہو گیا۔ اس طرح سب سے بڑی مسلم ریاست کو تقسیم کے عمل سے دوچار ہونا پڑا۔ ان حالات میں جہاں دوسری اصناف سُخن میں طبع آزمائی کی گئی وہیں غزل کے حوالے سے بھی اس پر بہت کام ہوا۔ گویا سقوط مشرقی پاکستان کے قومی سانحے پر بہت سی غزلیں لکھی گئیں۔ ان غزلوں میں جن تفصیلات اور جزئیات سے واقعاتی شہادتوں کو شعری اظہار میں مجسم کیا گیا ہے اُس نے اس شعری تذکرے کو ایک جیتے جاگتے شعری کردار میں ڈھال دیا ہے۔ اس مقالے کا مقصد قومی تاریخ کے اُس افسوسناک واقعے کو غزل کی صنف نے کس طرح پیش کیا اس اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔	۱۹۷۱ء، اردو غزل، سقوطِ ڈھاکہ، ناصر کاظمی، نثار ترابی
حمید اللہ / مظہر،	منظر نگاری اور	۱۳۱	منظر نگاری عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی جائے نظر، آنکھ، چہرہ، صورت	منظر نگاری، اردو

نعیم	ناول	تا ۱۴۰	اور حدِ نظر کے ہیں۔ منظر نگاری ناول کا بنیادی حصہ ہے۔ اس کی مدد سے کرداروں کی فطرت، سیرت، جذبات اور احساسات کے مختلف گوشوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ اس سے قدرتی مناظر کی ایسی تصویر تیار ہوتی ہے جو افرادِ قصہ کے وقتی جذبات سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوتی ہے۔ منظر نگاری کی مختلف صورتیں ہیں۔ اردو ناول میں مختلف مقامات پر اس سے کام لیا گیا ہے۔ منظر نگاری سے ناول کے کئی فائدے مقصود ہوتے ہیں جیسا کہ پس منظر بنانا، کرداروں کے جذبات کی عکاسی کرنا، تاریخ کی عکاسی کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ناول میں زندگی کے مختلف تجربات اور مناظر ہوتے ہیں۔ واقعات کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ پلاٹ، کردار، مکالمہ، منظر نگاری اور فلسفہ ءزندگی کی جھلک ہوتی ہے۔ اس مقالے میں بنیادی طور پر ناول نگاری کے سلسلے میں منظر نگاری کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔	ناول، منظر کشی، تخیلاتی منظر نگاری، رزمیہ مناظر، حمیداللہ، نعیم مظہر
خالد، محمد سلیم	ایک قدیم فارسی فرہنگ" فرہنگ لسان الشعرا" میں مستعمل اُردو الفاظ کا مطالعہ	۲۸ تا ۴۰	"لسان الشعرا" برعظیم کی قدیم ترین فارسی فرہنگوں میں سے ایک ہے جو سلطان فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت (۷۵۲ھ۔۷۹۰ھ) کے دوران معرض تحریر میں آئی۔ فرہنگ کے مولف کے حالات زندگی مجہول و نامعلوم ہیں حتیٰ کہ اس کا اپنا نام و مقام بھی پردہ اخفا میں ہے۔ فرہنگ کے آغاز میں مختصر سا مقدمہ ہے جس کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ فرہنگ لسان الشعرا پروفیسر نذیر احمد (علی گڑھ) کی ترتیب و تصحیح سے دہلی (انڈیا) سے ۱۹۹۵ء میں طباعت پذیر ہوئی۔ زیر تبصرہ فرہنگ کا نسخہ انڈیا سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس فرہنگ میں شامل صرف اہم الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے اور ان کے معانی و مطالب کی وضاحت و صراحت کے لیے متداول اور مروج اردو فرہنگوں سے مدد لی گئی ہے۔ مزید برآں اکثر و بیشتر الفاظ کی تشریح و توضیح کے زُمرے میں دیگر قدیم فارسی فرہنگوں سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ "فرہنگ لسان الشعراء" میں مستعمل اُردو الفاظ کے مطالعے سے بحث کرتا ہے۔	فرہنگ لسان الشعراء، فارسی فرہنگ، اردو الفاظ، علی گڑھ، نذیر احمد، محمد سلیم خالد
خان، جاوید/ شہناز، روبینہ	کشمیر میں اُردو تحقیق: ایک جائزہ	۴۱ تا ۴۶	ریاست جموں و کشمیر اپنی فطری خوبصورتی کی وجہ سے ہر خاص و عام میں مشہور ہے۔ اس کی علمی روایات بھی اتنی ہی مستحکم اور شان دار ہیں جتنا کہ اس کا حسن رعنائی اور دلکشی نیز یہ علمی روایات اتنی ہی قدیم اور وسیع ہیں جتنی اس کی تاریخ اپنے اندر وسعت لیے ہوئے ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کی تاریخ میں سنسکرت وہ پہلی زبان ہے جس میں علمی و ادبی سرمائے کے ساتھ ساتھ تحقیق کا بھی آغاز ہوا۔ کشمیر کی تاریخ کا سب سے اہم دور مسلم دور ہے۔ مسلمانوں نے تقریباً پانچ سو سال تک خطہ کشمیر پر حکومت کی۔ مسلم عہد حکومت میں جس زبان کو خطہ	جموں و کشمیر، کشمیر میں اردو، ایران صغیر، فارسی زبان، جاوید خان، روبینہ شہناز

			کشمیر میں عروج و کمال حاصل رہا وہ فارسی تھی۔ فارسی زبان نے تھوڑے ہی عرصے میں کشمیر پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان اثرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر "ایران صغیر" کہلایا اور جلد ہی کشمیر میں فارسی علم و ادب کے بڑے بڑے ستون ایستادہ ہوئے۔ اس تحقیقی مقالے کا مقصد کشمیر میں قدیم علمی روایات اور تحقیقی کام کو منظر عام پر لانا ہے۔	
خورشید، عابد / نواز، شاہد	محاسن شعری کا تلمیح سے انسلاک (بحوالہ راشد)	۱۷۵ تا ۱۸۱	ن۔م۔ راشد اُردو ادب کی تاریخ میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری نے دُنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ راشد کی شاعری کا مطالعہ متنیت کے حرکی اور حسی جواز کا متقاضی ہے۔ اُن کے ہاں تلمیح کا حربہ بہت توانا ہے وہ رجحانات کو تلاشنے کے لیے اور نئے خیالات، نئے تصورات کو قبول کرنے کے لیے تلمیح کو بھی تجربے کی آنچ پر قلب ماہیت کے ذائقے سے آشنا کر سکتے ہیں۔ راشد کے ہاں تلمیح ایک نئی زندگی پاتی ہے کیونکہ وہ اُسے روایت کی دُنیا سے اُٹھا کر تجربے کی چیز بنا دیتے ہیں۔ راشد نے نظم کو اُس کے اعلیٰ معیار تک پہنچایا انھوں نے خارج کو باطن کی آنکھ سے دیکھنے کی سعی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شعری تلازمات اور استعاروں میں ایک انوکھا پن جھلکتا ہے۔ اس مقالے کا مقصد ن۔م راشد کے محاسن شعری کے تلمیح سے انسلاک کو تنقیدی نقطۂ نظر سے بیان کرنا ہے۔	ن۔م۔ راشد، جدید اردو نظم، متنیت، تلمیح، عابد خورشید، شاہد نواز
رحمان، محمد	رشید احمد صدیقی کے تنقیدی رُجحانات	۱۰۸ تا ۱۱۹	رشید احمد صدیقی کی بنیادی حیثیت مزاح نگار کی ہے۔ طنز، نکتہ سنجی اور قول محال کا استعمال مزاحیہ نقوش کی تکمیل و تعمیر میں ان کے بڑے مہذب اور موثر حربے ہیں وہ بلاشبہ ادب کے باذوق قاری ہیں۔ انھوں نے ادبی تنقید کو بھی اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ رشید صدیقی کا بطور نقاد کوئی واضح مقام ہو یا نہ ہو لیکن اپنی زکاوت طبع کی وجہ سے کسی فن پارے کے بارے میں ان کی رائے چونکا دینے والی ہوتی ہے اور ان کی انفرادیت کی غماز بھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے شعر و ادب کا طرح داری اور سرشاری سے جائزہ لے کر اپنی ایک نئی روایت قائم کر لی ہے۔ اپنے اسلوب اور لب و لہجے کی کھنک کی وجہ سے ان کی اُردو تنقید حیات آفرین اقدار کی حامل ہے اور بہترین اسلوب کا نمونہ بھی کیونکہ ان کی رائے ماہرانہ ہوتی ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے رشید احمد صدیقی کے تنقیدی رجحانات کو اُن کے تنقیدی کاموں کی روشنی میں اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔	رشید احمد صدیقی، نکتہ سنجی، تنقید نگاری، مزاح نگاری، محمد رحمان
طیب، طاہر عباس / امجد، رشید	قرۃ العین حیدر کا اسلوب (''آگ	۱۲۰ تا	قرۃ العین حیدر اردو ناول نگاری میں اہم مقام رکھتی ہیں۔ ''آگ کا دریا'' ان کا مقبول ناول ہے۔ یہ ناول زبان و اسلوب کی عملی فنی تکنیک کے طور پر سامنے	قرۃ العین حیدر، آگ کا دریا، اردو

	کا دریا" کے حوالے سے)	۱۳۰	آیا۔ اس ناول کے اسلوب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ فنی اور معنوی اعتبار سے اسلوب کا یہ تجربہ ناول کو معنی خیز اور اثر انگیز بناتا ہے۔	ناول، ناول کا اسلوب، طاہر عباس طیب، رشید امجد
عالم، شیبا	"چلتا مسافر": آج کے تناظر میں	۱۴۱ تا ۱۵۰	"چلتا مسافر" الطاف فاطمہ کا ناول ہے جو کہ ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آیا اور اس ناول کا موضوع ایسا ہے جو انسانی آشوب میں دردناک تاریخی حوالوں کو لیے ہوئے ہے۔ جبکہ یہ ناول قیام پاکستان سے پہلے کی تاریخ سے اپنا آغاز کرتا ہے۔ "چلتا مسافر" میں پاکستان بننے کے بعد بنگال میں ۱۹۷۱ء تک کے حالات میں جو تبدیلی آئی ان کا براہِ راست تجزیہ تو نہیں ملتا، مگر سیاسی اور سماجی حالات میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں وہ پس منظر میں اپنی پوری شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں بہار سے ہجرت کر کے مشرقی پاکستان آنے والے خاندانوں کو بنگال کی زمین کے بیٹوں نے مختلف تہذیب و زبان کے باعث قبول نہ کیا اور انھیں مسلسل اجنبی کی طرح رہنے پر مجبور ہونا پڑا۔ نہ وہ بنگالی زبان اپنا سکے نہ بنگالیوں نے ان کی زبان سمجھنے کی کوشش کی بلکہ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کے ختم ہونے کے بعد وہ اس خلا میں معلق ہیں کہ نہ تو پیچھے جا سکتے ہیں اور نہ موجودہ پاکستان انھیں اپنانے کے لیے تیار ہے۔ اس مقالے کا مقصد "چلتا مسافر" کو آج کے تناظر میں پیش کرنا ہے۔	چلتا مسافر، انسانی آشوب، بنگال، مشرقی پاکستان، ۱۹۷۱ء، شیبا عالم
فیاض، ایم۔ خالد	ڈاکٹر خلیق انجم کا تدوینی طریقہ کار (خطوطِ غالب کے حوالے سے)	۴۷ تا ۵۸	آج کے دور میں متنی تنقید ایک بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے کیونکہ اس کا اصل مقصد حتی الامکان متن کو اصل روپ میں دوبارہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اصل روپ سے مراد وہ روپ ہے جو متن کا مصنف اپنی تحریر کو دینا چاہتا تھا۔ یعنی اگر متنی نقاد کو مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ملا ہے تو اسے متنی نقاد من و عن شائع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے مصنف سے کچھ الفاظ چھوٹ گئے ہوں یا کچھ الفاظ دو بارہ لکھ دیے ہوں یا اس قسم کی کوئی اور غلطی ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں متنی نقاد کا فرض ہے کہ متن کو ان غلطیوں سے پاک کرے۔ اُردو ادب کی تاریخ میں غالب کے خطوط کو تاریخی حوالے سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ غالب کے خطوط کی ترتیب و تدوین یقیناً ایک بہت بڑا اور صبر آزما کام تھا جس سے خلیق انجم بلاشبہ نہایت خوبی سے عہدہ بر آ ہوئے ہیں۔ آپ نے متنی تنقید اور نئی تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے ممکنہ حد تک غالب کے تمام خطوط کو یک جا کیا اور انھیں پانچ جلدوں میں ترتیب دیا۔ اس تحقیقی مقالے کا مقصد متنی تنقید کے حوالے سے خلیق انجم کے اس کام کو اُجاگر کرنا ہے۔	متنی تنقید، خلیق انجم، خطوط غالب، تدوین، اردوے معلیٰ، عودِ ہندی، ایم۔ خالد فیاض

قادری، شبیر احمد	اُردو تذکروں میں ذکرِ نظیر	۹ تا ۱۵	نظیر اکبر آبادی اُردو شاعری کی تاریخ میں ایک منفرد حیثیت کے مالک تھے۔ آپ روایت پسند بالکل نہیں تھے۔ آپ نے اشیا و مظاہر کائنات کو نئے انداز سے دیکھنے دکھانے کی طرح ڈالی اور بہت سی نظر انداز کی گئی اشیا کو جھاڑ پھونک کر اس انداز سے دیکھا کہ انھیں خود بھی رشک آنے لگا۔ آپ نے اپنی شاعری میں سب سے زیادہ ذخیرہ الفاظ سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ نظیر اکبر آبادی نے خیالی گھوڑے نہیں دوڑائے بلکہ زندگی کی بنیادی حقیقتوں کو سامنے رکھا اور انھیں عوامی رنگ میں زیب قرطاس کیا۔ نظیر کا سب سے بڑا کارنامہ ٹھوس زندگی کی طرف توجہ تھی۔ اب تک اُردو شاعری تصور و خیالات پر مشتمل تھی۔ زندگی کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کا کسی ایک کلیات میں مطالعہ مقصود ہو تو وہ بلاشبہ "کُلیات نظیر" ہی ہے۔ نظیر کی شاعری اُن کی اپنی شخصیت اور اپنے اشغال و افعال کا عکس ہے۔ یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کلام نظیر جیسی مثال پوری اُردو شاعری میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد ہی اُردو تذکروں میں ذکرِ نظیر کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔	نظیر اکبر آبادی، تذکروں، ذکر نظیر، ابواللیث صدیقی، کلیاتِ نظیر، شبیر احمد قادری
گیلانی، مقبول حسین	حالی کے کلام میں اسلامی تعلیمات	۱۶۶ تا ۱۷۴	الطاف حسین حالی (۱۹۱۴-۱۸۳۷) اپنے دور کے ایک عظیم اُردو شاعر اور ان تھک محنت کرنے والے مصنف ہیں۔ آپ علی گڑھ تحریک میں بھی ایک اہم ستون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے اُردو نثر اور نظم کو ایک واضح مقصد اور لائحہ عمل سے متعارف کروایا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی کو وطن کی محبت اور مسلمانوں سے محبت کرنے والے شاعر کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو جگانے کا فرض احسن طریقے سے نبھایا ہے۔ اس مقالے کا مقصد حالی کے کلام کو اسلامی تعلیمات کے حوالے سے بیان کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قوم اور قوم پرستی کے حوالے سے شاعری میں جو خدمات حالی نے پیش کی ہیں اُن کو سامنے لانا ہے۔	الطاف حسین حالی، اردو شاعری، اسلامی تعلیمات، علی گڑھ تحریک، مقبول حسین گیلانی
محمود الحسن / انجم، شفیق	فنِ تاریخ نویسی اور اُردو ادب کی چند اہم تاریخیں	۵۹ تا ۷۰	تاریخ کا علم بہت پرانا علم ہے۔ آدمی اور تاریخ کا تعلق بہت گہرا ہے۔ آج تاریخ تمام علوم کی اساس ہونے کی دعویدار ہے کیونکہ دُنیا میں رونما ہونے والا ہر واقعہ خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبے سے ہو حقیقت میں تاریخ ہے۔ دُنیا میں پیش آنے والے واقعات کو تاریخ نے ایک ترتیب کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ان حالات واقعات میں ربط نہ ہوتا تو ہم بلاشبہ سابقہ انسانوں کے حالات سے آگاہ نہ ہوتے۔ اس مقالے میں تاریخ نویسی کا فن، اہمیت، ارتقائی دور اور تاریخ سے متعلق تحقیق کو کام کا حصہ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُردو ادب میں جن اہم شخصیات نے گراں قدر خدمات سر انجام دیں اور جنھوں نے	تاریخ نویسی، انور سدید، جمیل جالبی، محمود الحسن، شفیق انجم

			تاریخ کو زندہ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔اُن کی خدمات کو بھی سراہا گیا ہے۔ان شخصیات میں سلیم اختر،انور سدید، حامد حسین، تبسم کاشمیری اور جمیل جالبی کا نام سرفہرست ہے۔	
نذیر، صائمہ	۷۰ کی دہائی کی پاکستانی غزل: فکری جہات	۱۸۲ تا ۲۰۲	برصغیر پاک وہند کی تقسیم کے بعد آج تک پاکستان سیاسی اور معاشی لحاظ سے بہت سے مسائل کا شکار ہے۔سقوطِ ڈھاکہ ۱۹۷۱ء میں ایک بہت بڑے المیے کے طور پر ہمارے سامنے آیا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو لرزا کر رکھ دیا۔ مسلمان جو پہلے ہی سیاسی اور معاشی لحاظ سے مستحکم نہیں تھے اس واقعے نے انھیں مزید کمزور بنادیا۔اس واقعے نے مسلمانوں کے اندر جذبہ حب الوطنی پیدا کیا۔ان حالات میں شاعروں نے جس صنف سخن کو استعمال کرتے ہوئے اپنے جذبات واحساسات کو لوگوں کے سامنے پیش کیا وہ صنف غزل کی ہے۔اس دور میں اُردو غزل بہت سے نئے موضوعات کے اظہار کا باعث بھی بنی۔یہ مقالہ ۷۰ کی دہائی کی پاکستانی غزل اور اس کی فکری جہات سے متعلق ایک چھوٹی سی کوشش ہے۔	۱۹۷۰ء، برصغیر پاک وہند، سقوطِ ڈھاکہ، حُب الوطنی، پاکستانی غزل، صائمہ نذیر
نورین، فاخرہ	ڈرامے کے ترجمے کی مشکلات	۸۰ تا ۸۸	ڈراما ادب کی ایک ایسی صنف ہے جو دوسری افسانوی اصناف سے مختلف ہے۔ ڈرامائی متن کے حوالے سے بہت سے مسائل درپیش آسکتے ہیں۔اس میں سب سے پہلا مسئلہ جو درپیش ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ترجمہ لفظی (Literal) یعنی مصنف سے مکمل وفاداری کے ساتھ کیا جائے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ڈراما کسی افسانوی متن کی طرح محض مصنف کا احیا نہیں ہے۔ڈرامے کا تعلق حاضرین کے ساتھ ہونا ترجمے کی حکمت عملی کے تعین میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ڈرامے کا ترجمہ بھی افسانوی ادب کے ترجمے کی طرح آسان نہیں بلکہ اس سے بھی مشکل ہے کیونکہ مکالموں پر ہی اس کی کامیابی کا دارومدار ہوتا ہے اور ان کا ترجمہ مناسب طور پر نہ ہو سکنے سے ڈراما اور ڈراما نگار دونوں ہی قارئین اور ناظرین سے اوجھل رہتے ہیں۔ڈراما محض منظوم ہونے کی بنا پر شاعری کی صنف نہیں قرار دیا جاسکتا۔اس کا کہانی پن اور اس کے اندر موجود کہانی کا عنصر اس کو افسانوی ادب کا حصہ قرار دیتا ہے۔ لٰہذا زیر نظر مضمون میں ڈرامے کے ترجمے پر بحث افسانوی ادب کے ذیل میں کی گئی ہے۔	ڈراما، ترجمہ نگاری، افسانوی ادب، لفظی ترجمہ، فاخرہ نورین
یاسر، خالد اقبال	امن کا طالب: اسد اللہ غالب	۱۶ تا ۲۷	فطری طور پر ایک عام انسان جنگ وجدل، دہشت گردی اور زبانی کلامی لڑائی کو بھی ناپسند کرتا ہے۔غالب ایک نہایت مہذب انسان تھا اور ہمیشہ دوسروں کے دُکھ درد میں شریک رہتا تھا۔وہ طبعاً صلح پسند، آرام طلب اور آرام پہنچانے والا	غالب، جنگ وجدل، امن پسندی، خطوطِ

			(Pacifier) تھا۔ وہ جنگ وجدل سے تو کیا بحث ومباحثے سے بھی دور بھاگتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس سے کوئی ناراض نہ ہو۔ وہ عافیت چاہتا تھا مگر بزدل ہرگز نہ تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو لے کر وہ بہت پریشان تھا۔ اُس نے اپنے خطوط میں بار بار اپنے دوستوں کو باور کروایا ہے کہ وہ مجاہدین کی دلی پر یورش کے دوران شک وشبے کی فضا اور انگریزوں کی فتح کے بعد مسلمانوں کے قتل عام، غارت گری عبرت ناک سزاؤں اور املاک کی بربادیوں اور ہولناکیوں میں بھی ہراس، خوف یا ہول کا شکار نہیں ہوا۔ غالب نے ان خون آشام حالات کا مقابلہ مردانہ وار کیا۔ اپنے پُرزے اُڑنے کا تماشا خود دیکھنے کا حوصلہ غالب جیسے شخص میں ہی ہو سکتا تھا۔ ہتھیار اُٹھانا اس کا منصب نہ تھا۔ یہاں پر یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں غالب اول وآخر ایک مہذب اور صلح کل انسان تھا۔	غالب، ۱۸۵۷ء، جنگِ آزادی، خالد اقبال یاسر

دریافت: ۱۴(۲۰۱۵ء)

مدیران: روبینہ شہناز، عابد سیال، شعبہ اُردو؛ نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسلم، فوزیہ	"غیر علامتی کہانی" میں علامتی کہانیاں	۱۹۵ تا ۲۰۲	اُردو ادب کی پوری تاریخ میں ستر کی دہائی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی نے اُردو افسانے کا نیا رُخ متعین کیا اور اسی عشرے میں اُردو افسانے کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں افسانے کے لیے علامتی، تمثیلی، وضاحتی اور تجریدی طریقہ ہائے کار استعمال کیے گئے۔ یہ دہائی سیاسی انتشار اور خلفشار کا شکار رہی ہے۔ ۱۹۵۸ء میں ملک میں پہلا مارشل لا نافذ ہوا اور تحریر و تقریر پر پابندیاں عائد کر دی گئیں تو قدرتی طور پر ادب کو بھی ایک نئے پیرایۂ اظہار کی ضرورت محسوس ہوئی۔ "غیر علامتی کہانی" میں پورے ادبی حسن کے ساتھ عہد آمریت کی مادی اور ذہنی جبر سے پیدا ہونے والی خارجی اور داخلی کیفیات کو پیش کرتے ہوئے قومی، سماجی اور انفرادی آزادی کی اُمنگوں کو تخلیقی انداز میں اُبھارا گیا ہے۔ ان کہانیوں میں الجھی ہوئی نفسیات کی ترجمانی بھی ملتی ہے اور بدلتے ہوئے انسانی مزاج کی تلخی بھی۔ تکنیک کے نئے پہلو بھی ملتے ہیں اور روایت سے بغاوت کی مثالیں بھی۔ اس حوالے سے اس مقالے میں "احمد جاوید" کے افسانوں کی کتاب "غیر علامتی کہانی" کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔	اُردو افسانہ، غیر علامتی کہانی، آمریت، مارشل لا، احمد جاوید، علامتی افسانہ، فوزیہ اسلم
اصغر، محمد/ تنظیم الفردوس	نئی شاعری، ایک تحریک	۱۴۰ تا ۱۵۲	نئی شاعری دراصل روایت پرستی کے خلاف ایک سنجیدہ ردعمل ہے۔ جو پوری قوت سے اُبھر کر زندگی کے مروجہ معنی میں انقلاب پیدا کر چکا ہے اور اپنی جدت کی وجہ سے سکون قلبی، راحت اور تخیل کی نئی فضا تخلیق کر رہا ہے جس سے لوگ قبل ازیں ناآشنا تھے۔ میر، غالب، اقبال نئی شاعری کے معیار پر پورے اُترتے ہیں۔ ہر دور میں جدید کا مطلب کرب و شعور کی بدولت نئی پر اثر تخلیق ہے جسے قدیم سے ہٹ کر اگلے مرحلے کی طرف سفر کا آغاز کہا جا سکتا ہے۔ یوں ہر قدیم کا اگلا مرحلہ جدید ہے اور جدیدیت ایک رجحان کا نام ہے جو قدامت سے بیزاری ہے جبکہ نئی شاعری قدیم سے ہٹ کر جدیدیت کی پیروی ہے جس میں تخیل اور ہیئت دونوں میں کسی ایک کی تبدیلی از حد ضروری ہے۔ چنانچہ نئی شاعری صرف آزاد نظم کا نام نہیں بلکہ یہ ایک تحریک ہے جس نے فکر و فن کو متاثر کیا ہے۔	روایت پرستی، جدیدیت، نئی شاعری، محمد اصغر، تنظیم الفردوس
اعوان، محمد سفیر/ اعوان، الیاس	"راکھ" "نئے سماج اور فکری عدم توازن	۲۰۳ تا	یہ مقالہ بنیادی طور پر "کوسموپولیٹن ازم" سے متعلق ہے۔ یہ ایک ایسا سیاسی عالم گیر نظریہ ہے جو سب سے پہلے عالمی سماج میں رہنے والے انسانوں کے	کوسموپولیٹن ازم۔ راکھ۔

بابر	کاقضیہ	۲۱۰	برتتے ہوئے سیاسی نظام میں اشتراک کے پہلو تلاش کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ دیگر سماجی اظہاریوں میں تنظیمی اور اخلاقی سطح پر اس اشتراکی پہلو کو اہم گردانتا ہے۔اس حوالے سے مستنصر حسین تارڑ کے ناول "راکھ" میں مابعد تقسیم کا سموپولیٹن سماج یعنی نئے سماج کی دریافت اور فکری عدم توازن کے بارے میں متن کے پس پردہ اور کہیں کہیں واضح بحث کی گئی ہے۔قیام پاکستان کے فوری بعد سماج کو جس نظریاتی راہ نمائی اور عملیت کی ضرورت تھی اور اس کی غیر موجودگی نے سماج کو شناخت کے جس بحران سے دوچار کیا اُس نے سماجی اکائیوں کو لخت لخت کر دیا جبکہ مغرب کو اسی شناخت کے بحران کے تجربے نے دو بیانیوں جیسے کہ "روشن خیالی" اور "دہشت گردی کے خلاف جنگ" نے متحد کر دیا۔"راکھ" ایک ایسا ناول ہے جس نے پاکستانی معاشرے کی نظریاتی بنیادوں کی ایک نئے سرے سے تعمیر کی ہے۔	مستنصر حسین تارڑ، روشن خیالی، محمد سفیر اعوان، الیاس بابر اعوان
انجم، محمد وسیم	اقبال کی اُردو غزل	۸۵ تا ۹۴	علامہ اقبال کا شمار بیسویں صدی کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔آپ ایک شاعر اور مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم سیاسی لیڈر بھی تھے۔آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں میں آزادی کی اہمیت کو اُجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اقبال کی شاعری دُنیا کی دوسری زبانوں میں بھی ترجمہ کی گئی۔آپ نے اپنی سوچ کو شاعری کی مختلف اصناف میں پیش کیا۔آپ کا شمار اُردو کے اچھے غزل گو شعرا میں ہوتا ہے۔اقبال ایک اچھے فلسفی اور صاحب پیغام شاعر ہیں۔آپ کی شاعری سیاسی، معاشرتی، بین الاقوامی مسائل اور حیات و کائنات کے گہرے مسائل کا بیان ہے۔حضرت اقبال نے نئی نئی تراکیب وضع کیں۔غزل کے روایتی اور متعدد بار استعمال شدہ الفاظ مثلاً محمل، لیلیٰ، لالہ، شوق، بلبل، پروانہ، اور حسن و عشق کو آپ نے اپنی خلاقی کے زور سے طرح طرح کے معنی پہنا کر ان میں نئی روح پھونک دی۔غزل کی روایتی زبان کو غزل ہی میں اس طرح استعمال کرنا کہ ایک لفظ مختلف انداز میں زیور معانی سے آراستہ معلوم ہو اقبال کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔اُردو غزلوں میں اقبال کی سوچ اور فن کو اس مقالے میں پیش کیا گیا ہے۔	بیسویں صدی کی شاعری، علامہ اقبال، مفکر، غزل گو، اقبال کی اُردو غزل، فلسفی، محمد وسیم انجم
بابر، نورینہ تحریم	اسلحے کی منطق سے بے زاری اور "اُلجھی راہیں": تحقیق و توضیح	۱۸۴ تا ۱۹۴	رشید اختر ندوی کا نام تاریخی ناول نگاری کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے۔آپ نے پہلے پہل رومانوی ناول لکھنے کا آغاز کیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنا رخ تاریخی ناول کی طرف کر لیا۔آپ نے مسلمانوں کی تاریخ کے حوالے سے بہت سے ناول لکھے۔آپ کا آخری ناول "اُلجھی راہیں" ایک رومانوی ناول تھا۔آپ کو بذات خود رومانوی ناول لکھنے کا شوق تھا اس لیے آپ	رشید اختر ندوی، رومانوی ناول، اُلجھی راہیں، ناول نگاری، تاریخی ناول، نورینہ

			نے اپنی زندگی کا آخری ناول بھی رومانوی ہی لکھا۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے رشید اختر ندوی کے متعلق یہ بات دلائل سے ثابت کی ہے کہ آپ بنیادی طور پر رومانوی ناول نگار تھے اور جب تک آپ کے متعلق بات کی جائے گی تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ کی رومانوی ناول نگاری پر بات نہ کی جائے۔	تحریم بابر
بیات، علی	ادیب الممالک فراہانی اور مولانا حالی: ایک تقابل	۹ تا ۲۵	انیسویں صدی کا درمیانی دور ایران اور ہندوستان کی تاریخ میں بہت اہمیت کا حامل رہا ہے کیونکہ اس دور میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی حوالے سے بہت بڑی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ سلطنت مغلیہ کا خاتمہ اور انگریزوں کی حکمرانی اور کاجری خاندان کی غلط پالیسیوں نے ایران کو تباہی کے دوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا۔اس صورت حال میں برطانیہ اور روس نے ایران کو تباہ کر کے رکھ دیا اور پھر قوم فرقوں اور قبیلوں میں بٹ کر رہ گئی۔ان نامساعد حالات میں کچھ پڑھے لکھے لوگ سامنے آئے اور انھوں نے سیاسی قیادت کو سنبھالا اور ان غریب لوگوں کی نہ صرف مدد کی بلکہ ان پر ہونے والے ظلم و جبر کے خلاف آواز بھی اُٹھائی۔ان میں ادیب الممالک فراہانی جن کا تعلق ایران سے تھا اور مولانا الطاف حسین حالی جن کا تعلق ہندوستان سے تھا انھوں نے اپنی کوششوں اور تحریروں کے ذریعے لوگوں کو حالات سے مقابلہ کرنا سکھایا اس مقالے میں حالی کی "مسدس" اور ادیب الممالک کی "مسمط" کی اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔	ایران، سلطنت مغلیہ کا خاتمہ، مسمط، مسدس، مولانا الطاف حسین حالی، ادیب الممالک فراہانی، علی بیات
تبسم، عبدالواجد	فراق اور ہندی تہذیب	۱۳۲ تا ۱۳۹	فراق گورکھ پوری کا شمار بیسویں صدی کے اہم غزل گوؤں میں ہوتا ہے۔انھوں نے اُردو غزل کو کلاسیکی روایت اور نئے فکری عناصر سے روشناس کروایا۔انھوں نے ابتدا ہی میں ہندی، اُردو اور انگریزی شعرا کے اثرات قبول کیے۔ان کی ذہنی تربیت میں ہندو کلچر کی روایات کا عمل دخل زیادہ ہے۔انھوں نے ہندی تہذیب اور ادب کے محض چند عناصر کو قبول نہیں کیا بلکہ ساری ہندوستانی تہذیب سے ان کا رشتہ استوار نظر آتا ہے مگر اس کے باوجود وہ ہندو مسلم روایت سے انحراف نہیں کرتے بلکہ ان کے ہاں ہم آہنگی کی فضا نظر آتی ہے۔فراق کی شاعری میں ہندی اور اسلامی تہذیب کی آمیزش بہت خوبصورتی سے نظر آتی ہے۔یہ مقالہ اس خوبصورت آمیزش کو فراق کی غزلوں میں ممکنہ حد تک منظر عام پر لانے کی ایک کاوش ہے۔	فراق گورکھ پوری۔ہندی۔ کلاسیکی روایت۔ ہندوستانی تہذیب۔ہندی اور اسلامی تہذیب، عبدالواجد تبسم
حسین، جابر	بلتی اور اُردو زبان: صوتی، املائی اور معنوی اشتراکات	۷۰ تا ۷۶	بلتی زبان پاکستان کے شمالی حصے گلگت بلتستان میں بولی جانے والی ایک زبان ہے۔ بظاہر بلتستان کے نام کی ہی مناسبت سے یہاں بولی جانے والی اس زبان کو "بلتی" کہا جاتا ہے۔ بلتستان چھ خوبصورت وادیوں پر مشتمل ہے جن میں سکردو، شگر، خپلو، کھرمنگ، روندو اور گلستری کی وادیاں شامل ہیں۔انیسویں صدی کے اوائل	بلتی زبان، بلتستان، اُردو زبان، لسانیات، جابر حسین

			سے لے کر بیسویں صدی کے اواخر میں فاٹا کے قیام تک اُردو شمالی پاکستان کی دفتری، سرکاری، عدالتی اور تدریسی زبان رہی ہے۔ بلتی زبان اُردو کے شانہ بشانہ چلتی آرہی ہے۔ لہٰذا دونوں کا ایک دوسرے سے لسانی اشتراک کوئی عجیب بات نہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں بولی جانے والی تمام علاقائی و مقامی زبانوں اور بولیوں کے تمام مشترک الفاظ، محاوروں، ضرب الامثال، تلمیحات، تشبیہات اور استعارات وغیرہ پر توجہ دے کر انھیں سامنے لایا جائے اور میڈیا کے ذریعے پھیلایا جائے نیز انھیں اُردو لغات کا حصہ بنایا جائے تاکہ پاکستانی اُردو اپنے نمو اور ترقی کے لیے اپنی ہی جڑوں اور اپنے ہی دیس سے توانائی حاصل کرنے کو اپنا شعار بنالے۔ اس مقالے کا مقصد بلتی اور اُردو زبان کا صوتی، املائی اور معنوی اشتراک واضح کرنا ہے۔	
رانا، ناصر	مکتوبات مولوی محمد سعید، ایم اسلم و میاں محمد شفیع (م ش) بنام سید نور محمد قادری	۹۵ تا ۱۰۹	چار شخصیات ایسی ہیں جنھوں نے اُردو علم و ادب کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان میں سید نور محمد قادری، مولوی محمد سعید، ایم اسلم، میاں محمد شفیع (م ش) شامل ہیں۔ سید نور محمد قادری صاحب کو ماہر اقبالیات، محقق، نقاد اور صاحب دل ہونے کا اعزاز حاصل رہا۔ مولوی محمد سعید صاحب روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر تھے۔ ایم اسلم صاحب نے سینکڑوں افسانے لکھے آپ کو "نقاش فطرت" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میاں محمد شفیع ایک بہت بڑے صحافی اور سیاست دان تھے۔ ان تینوں شخصیات نے سید نور محمد قادری صاحب کو خطوط لکھے اور اُن خطوط میں علامہ محمد اقبال کے بارے میں گفتگو غالب ہے۔ اس کے علاوہ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے اور ایم اسلم کی ذاتی زندگی اور اُن کے ناول "موت کے بعد" کی وجوہات کو بھی بیان کیا ہے۔ اس مقالے کا مقصد ان شخصیات کی علم و ادب کے حوالے سے کاوشوں کو سامنے لانا ہے اور اُن کے مکتوبات کو پیش کرنا ہے۔	نقاش فطرت، مولانا احمد رضا، موت کے بعد، ایم اسلم، میاں محمد شفیع، سید نور محمد قادری، ناصر رانا
شہناز، روبینہ	حلقہ ارباب ذوق اور ادب برائے ادب	۱۲۵ تا ۱۳۱	بیسویں صدی میں جن دو مفکرین کے افکار کے اثرات اُردو ادب پر نمایاں ہیں وہ فرائیڈ اور مارکس ہیں۔ بیسویں صدی کے آغاز پر ہی اُردو ادب میں حقیقت نگاری اور رومانویت، دونوں رویوں نے بیک وقت جنم لیا۔ بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا تو وہ مارکسی فکر جو اس سے پہلے انفرادی سطح پر مختلف لکھنے والوں کے ہاں موجود تھی اسے ایک اجتماعی سمت میسر آئی اور یہ ترقی پسند تحریک کی بنیاد قرار پائی۔ اس دور میں رومانویت پس منظر میں چلی گئی جو بنیادی طور پر انسان کی داخلی زندگی اور شخصی مسائل سے زیادہ سروکار	فرائڈ، مارکس، حلقہ ارباب ذوق، ترقی پسند تحریک، روبینہ شہناز

			رکھتی تھی۔ جب حلقہ ارباب ذوق کا پلیٹ فارم سامنے آیا تو اس نے پھر سے خارجی زندگی سے زیادہ انسان کے داخلی اور نفسیاتی معاملات سے دلچسپی کا اظہار کیا اور ادب کے فنی اور جمالیاتی پہلوؤں کو اولیت دی، اور حلقہ ارباب ذوق سے تعلق رکھنے والے زیادہ تر ادب برائے ادب کے قائل تھے۔ اس مقالے میں حلقہ ارباب ذوق کے اہم کرداروں اور ادبی کاوشوں کو ادب برائے ادب کے حوالے سے پیش کیا گیا ہے۔	
صفی، محمد سفیان	اقبال اور اجتہاد فی الاسلام	۷۷ تا ۸۴	اسلام میں اجتہاد کا موضوع اقبال کے نزدیک وہ اہم ترین موضوع ہے جس کے توسط سے اسلام میں حرکیت کے تصور کا اثبات ہوتا ہے اور وہ دیگر مذاہب عالم کی طرح جامد و ساقط قرار نہیں پاتا۔ مسئلہ اجتہاد کے حوالے سے مغربی مصنف نکولاس کے خیالات کو پڑھنے کے بعد اقبال نے سید سلیمان ندوی اور ابوالکلام آزاد سے استفسار کیا۔ آپ نے "اجتہاد فی الاسلام" کے موضوع پر انگریزی میں ایک خطبہ دیا جو دسمبر ۱۹۲۴ء میں حبیبیہ ہال لاہور میں سر عبدالقادر کی زیر صدارت منعقدہ ایک اجلاس میں پڑھا گیا۔ اسلامی معاشرے کو متحرک رکھنے میں اجتہاد نے ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی لیے اقبال نے اس موضوع کا عنوان انگریزی میں The Principle of Movement in Structure of Islam رکھا بعد میں اس کا اُردو ترجمہ سید نذیر نیازی نے "اسلام کی ترکیب میں حرکت کا اصول" کیا ہے اس مضمون میں اقبال نے خاص طور پر اجتہاد کے بانیوں کو اہمیت دی ہے جن میں ابن تیمیہ، ابن رشد اور غزالی شامل ہیں۔ اقبال کے نزدیک فقہا کی لفظی بحثوں اور باریکیوں کے خلاف سب سے موثر ترین باغیانہ آواز صوفیا کی تھی اور اس طرح آگے چل کر اجتہاد کے ذریعے مختلف مکاتب فکر شریعت کی تشریح اپنے اپنے انداز میں کرنے لگے۔ اشاعرہ اور معتزلہ کے مکاتب فکر بھی اپنے اپنے انداز میں علم الکلام کے ذریعے اپنی اپنی تشریحات پیش کرتے رہے۔ اس مقالے کا مقصد اقبال کی سوچ اور اُن کے الفاظ میں اجتہاد فی الاسلام کو پیش کرنا ہے۔	اجتہاد، اقبال، اجتہاد فی الاسلام، اسلام کی ترکیب میں حرکت کا اصول، ابن ارشد، امام غزالی، محمد سفیان صفی
کوثر، فردوس	ساٹھ کی دہائی کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری کا مطالعہ	۱۷۷ تا ۱۸۳	ساٹھ کی دہائی کا اُردو ادب اپنے دور کے حالات کا عکاس ہی نہیں بلکہ اس دور کی تاریخ بھی ہے۔ اس عہد کی طنزیہ و مزاحیہ شاعری نے اپنے دور کے سیاسی سماجی حالات و واقعات سے کوئی چشم پوشی نہ کی بلکہ اپنی قوت مشاہدہ و تجزیہ کو بھرپور طور پر استعمال میں لاتے ہوئے دور دور تک نظر آنے والی سیاسی و سماجی بے اعتدالیوں، کمزوریوں اور کجی کو نشانہ طنز و تضحیک بناتی رہی۔ ساٹھ کی دہائی میں مہنگائی نے عوام الناس کو نہایت ستایا۔ رشوت ستانی اور چور بازاری اس دور میں	مزاحیہ شاعری، ساٹھ کی دہائی کا ادب، سید ضامن جعفری، عینک فریبی، مسٹر دہلوی، فردوس

			بہت زیادہ تھی۔ یہ دہائی سیاسی حوالے سے گھٹن اور جنگ و جدل کی دہائی رہی۔ غرض ساٹھ کی دہائی میں جس قسم کے حالات تھے اور پھر اُن حالات کو دیکھتے ہوئے مزاح نگاروں نے جس بے ڈھنگے پن اور برائیوں کو نشانہ تضحیک بنایا، اس مقالے میں انھی پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے۔	کوثر
مراد، رخشندہ	اسلوب اور غیر افسانوی نثری اسلوب کے عناصر	۱۶۵ تا ۱۷۶	اسلوب کسی تحریر کی وہ ظاہری شکل ہے جو خاص ادبی صنف کی صورت میں وجود پزیر ہوتی ہے اور مصنف کے خیالات و جذبات و مشاہدات الفاظ کے ذریعے اس تحریر میں آشکار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلوب مصنف کی باطنی اور خارجی زندگی کا مزاج آشنا ہوتا ہے اور دنیائے اہل قلم میں انفرادیت کا باعث بھی۔ عمومی طور پر اس بات پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی کہ اسلوب اور تحریر کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اردو کے ناقدین کے یہاں اگرچہ "اسلوب" کا لفظ مروج معنوں میں نہیں لیا جاتا رہا تاہم طرزِ بیان، ڈھنگ، انداز بیان، روش، طریقہ ادا، پیرایۂ بیان، پیرایہ گفتار جیسے الفاظ اسی مقصد اور معنی کے لیے استعمال ہوتے آتے ہیں۔ جدید دور، جدید تقاضے، جدید الفاظ اور جدید اصطلاحات کا استعمال ہر دور کا آئین رہا ہے۔ اس مقالے کا مقصد اسلوب کیا ہے اور اسلوب کی کون کون سی اقسام اور خاص عناصر ہیں جن کا تعلق غیر افسانوی ادب سے ہے؟ جیسے سوالات کا جواب مہیا کرنا ہے۔	اسلوب، غیر افسانوی نثری اسلوب، اسلوب کے عناصر، رخشندہ مراد
مظہر، نعیم / یوسفزئی، عتیق الرحمٰن	خیبر پختون خوا میں اُردو نظم (آغاز تا قیامِ پاکستان)	۱۵۳ تا ۱۶۴	یہ مقالہ خیبر پختون خوا میں اُردو نظم کی ابتدا سے متعلق ایک مطالعہ ہے۔ اُردو نظم کا باقاعدہ آغاز تو خیبر پختون خوا میں بیسویں صدی میں ہوا اور اٹھارویں اور انیسویں صدی میں بھی اس پر کام ہوتا رہا ہے لیکن شعرا کی ایک آدھ نظم کے علاوہ کوئی چیز ہمیں دستیاب نہیں ہو سکی۔ انیسویں صدی کے اواخر میں جن نظم نگاروں کے احوال معلوم ہیں ان میں حاجی سرحدی، بیدل پشاوری، ریاضی سرحدی، مدبر پشاوری، برق گنجوی، سلطان فرخ اور نامی سرحدی قابل ذکر ہیں۔ بیسویں صدی میں نظم کی ابتدا امیر ولی اللہ، ملا رموزی، مسجدی شاہ خادم، رفعت بخاری، بشیر حیدر کنول، مولانا عبدالرحیم پوپلزئی، رسا بریلوی، عنایت بخاری اور برگ سرحدی نے کی اور ان جیسے کئی شعرا نے اس صنف کو آگے بڑھایا۔ یہ مقالہ تقسیم سے پہلے اُردو نظم خصوصاً خیبر پختون خوا کی نظم کے حوالے سے بحث کرتا ہے۔	خیبر پختون خوا، اردو نظم، سلطان امیر ولی اللہ، ملا رموزی، مسجدی شاہ خادم، نعیم مظہر، عتیق الرحمٰن یوسفزئی
ملک، محمد مقبول نثار / گوندل، محمد یار	میر علی اوسط رشک اور اصلاح زبان	۲۶ تا ۳۲	اصلاح زبان کی تحریک کے بانی کی حیثیت سے بالعموم شیخ ناسخ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے آپ کی کوئی کتاب تو منظر عام پر نہیں آئی لیکن ناسخ کے شاگردوں میں رشک کا نام شاعری کے حوالے سے ہی نہیں بلکہ اصلاح زبان	شیخ ناسخ، میر علی اوسط رشک، اصلاح زبان،

			کے حوالے سے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ میر علی اوسط رشک نے اُردو زبان کی ترقی کے لیے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے اپنی لغت "نفس اللغہ" میں اُردو زبان سے متعلق بہت سے مسائل مثلاً گرامر، الفاظ کی ادائیگی اور پھر ان مسائل کا حل بہت اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ "نفس اللغہ" نے زبان کے حوالے سے دو سطحوں پر کام کیا۔ لغت تو تھی ہی، رشک نے زبان کے بارے میں اپنی اصلاحات کے لیے بھی اس سے کام لیا۔ لفظ کے ماخذ، تلفظ کی تخصیص، تذکیر و تانیث اور املا کے مسائل و تنازعات کو حل کرنے میں بھی اس نے کردار ادا کیا۔ نیز لغت نویسی کے سلسلے میں اس نے آنے والے دور کے لیے ایک رُجحان وضع کیا۔ اس مقالے میں میر علی اوسط رشک کی اصلاح زبان کے حوالے سے کی گئی کاوشوں کو اُجاگر کیا گیا ہے۔	نفس اللغہ، محمد مقبول نثار ملک، محمد یار گوندل
نوازش، محمد خاور	"رسالہ قواعدِ اُردو"، مؤلفہ مرزا نثار علی بیگ و منشی فیض اللہ (اولین رسالہ برائے درجہ وار تعلیم و تدریس قواعد)	۳۳ تا ۳۹	تدریس زبان کی مبادیات میں سب سے اہم قواعد زبان کو گردانا جاتا ہے۔ قواعد زبان ہر سطح پر اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ایک طرف تو اس کی مدد سے طالب علم زبان کی پیچیدگیوں کو سمجھتے ہیں اور دوسری طرف قواعد کی مدد سے وہ زبان پر عبور حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر اُردو قواعد نگاری کے حوالے سے سب سے پہلی لکھی گئی قواعد پر بات کرنا لازمی ہے۔ "رسالہ قواعد اُردو" پہلا قواعد اُردو کا رسالہ ہے جو کہ تین حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصے میں درج مباحث مختلف درجوں کے طالب علموں کو سیکھنے اور جاننے کی صلاحیت کو سامنے رکھتے ہوئے ترتیب دیے گئے ہیں۔ "رسالہ قواعد اُردو" کے مولف مرزا نثار علی بیگ آگرہ کالج کے مدرس اول تھے اور اس کام میں اُن کی اعانت کرنے والے منشی فیض اللہ خان اُسی کالج میں مدرس دوم کے عہدے پر فرائض انجام دے رہے تھے۔ اس رسالے کی خاص بات یہ ہے کہ یہ طالب علموں کی نصابی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر تالیف کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے ہندوستان میں قواعد نویسی کے حوالے سے جو کام کیا ہے اُس پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔	اردو قواعد، رسالہ قواعد اردو، مرزا نثار علی بیگ، تدریس زبان، آگرہ کالج، منشی فیض اللہ خان، محمد خاور نوازش
نورین، فاخرہ	سوانح اور خاکے کا ترجمہ: فن اور مسائل	۱۱۰ تا ۱۲۴	ترجمے کے ذریعے نہ صرف لسانی مسائل کو ختم کیا جاتا ہے بلکہ تہذیبوں اور قوموں کے درمیان پیدا ہونے والے فاصلوں کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔ سوانح اور خاکہ دو ایسی اصناف ہیں جن کا تعلق غیر افسانوی نثر سے ہے۔ خاکہ اور سوانح کا ترجمہ بھی دیگر تراجم کی طرح مسائل سے خالی نہیں ہے۔ انگریزی سے اُردو میں ترجمے کے مسائل میں سب سے پہلا مسئلہ اس کی غیر جانبداری اور شفافیت کا ہوتا ہے۔ عموماً انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کرتے ہوئے مترجم نفسیاتی رعب	ترجمہ نگاری، سوانح خاکہ، غیر افسانوی نثر، سٹیفن ہاکنگ، فاخرہ نورین

			کا شکار ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ تہذیبی و تاریخی ہے۔ اس مقالے میں کچھ ناقص اور غلط طریقے سے ترجمہ کیے گئے اقتباسات کا بھی مطالعہ زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	
الیاس، شازیہ	دکنی دور کی اُردو زبان کا جائزہ	۴۰ تا ۶۹	دکنی اُردو کی شعری اور نثری روایت اُردو ادب میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس روایت نے اُردو شاعری میں اور نثر کے آغاز و ارتقا میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اُردو کے ماہرین لسانیات میں بہت سے اس بات پر متفق ہیں کہ اُردو زبان کا ابتدائی ڈھانچہ جنوبی ہندوستان میں تشکیل پایا اور پھر اس کا دائرہ کار وسیع ہوتا ہوا شمالی ہندوستان تک پہنچ گیا۔ اس لحاظ سے اُردو ادب کی قدیم روایات اگر ہمیں کسی علاقے سے ملتی ہیں تو وہ "دکن" ہی ہے۔ دکن کی دو اہم ریاستیں بیجاپور اور گول کنڈہ اُردو ادب کی ترویج اور فروغ میں پیش پیش رہیں۔ اس تحقیقی مقالے کا مقصد دکنی دور کی اُردو زبان اور ادب کا جائزہ لسانی حوالے سے لینا ہے۔	دکنی اُردو، ماہرین لسانیات، اُردو زبان، بیجاپور، گول کنڈہ، شازیہ الیاس

زبان وادب: ۹ (۲۰۱۱ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اشفاق، حمیرا	فیض احمد فیض اور فکشن کی تنقید	۹۵ تا ۱۱۰	برِ صغیر پاک و ہند کا معاشرہ صدیوں سے مختلف طبقات میں تقسیم ہے۔ فکشن میں پہلی بار ڈپٹی نذیر احمد نے طبقاتی تقسیم کی نشان دہی کی۔ اس کے بعد رتن ناتھ سرشار نے لکھنو کے معاشرے کی زوال پذیری کے اسباب میں سے اسے ایک شمار کیا۔ پریم چند نے بھی اپنی فکشن میں اس مسئلے کو خوب اجاگر کیا۔ اس مضمون میں فیض کی فکشن کی تنقید کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، جس میں انھوں نے فکشن کو مارکسی نقطۂ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی ہے۔	فکشن، ناول نگاری، افسانہ نگاری، تنقید نگاری، مارکسی تنقید، فیض احمد فیض، حمیرا اشفاق
ترابی، نثار	فیض اور تحریکِ آزادی فلسطین	۱۱۱ تا ۱۱۷	فلسطین اور اس کی تحریکِ آزادی پوری دنیا کے ادب کا ایک بڑا موضوع ہے۔ دنیا میں امن و سلامتی اور محبت کے پیغام کی جب بھی بات ہوتی ہے تو فیض ایک بنیادی حوالے کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں بھی فلسطین اور اس کی آزادی کے اشارے موجود ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اس پہلو کو مثالوں کی مدد سے اجاگر کیا گیا ہے۔	فلسطین، تحریکِ آزادی، تجزیاتی مطالعہ، فیض احمد فیض، نثار ترابی
حسین، مصدق	فیض احمد فیض کی نظریاتی و سماجی شاعری۔ایک جائزہ	۸۷ تا ۹۴	فیض احمد فیض کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جو گہرا سماجی شعور رکھتے ہیں۔ وہ سماج کی مختلف جہتوں سے آشنا تھے جس کا ثبوت ان کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری کے سماجی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔	شاعرانہ تعلی، سماجی شعور، فیض احمد فیض، مصدق حسین
سہیل، سید عامر	مجید امجد کی شاعری میں پیکر تراشی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۱۷ تا ۳۰	مجید امجد، ن م راشد، میرا جی، اختر الایمان اور فیض کی طرح بیسویں صدی کے نمایاں شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری ہمہ جہت اور متنوع موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس مضمون میں مجید امجد کی شاعری میں پیکر تراشی کا مطالعہ کیا گیا ہے اور ان کی شاعری سے مثالیں پیش کر کے ان کی پیکر تراشی کو واضح کیا گیا ہے۔	مجید امجد، اردو شاعری، پیکر تراشی، بیسویں صدی کے شعرا، میرا جی، فیض احمد فیض، سید عامر سہیل
شاہد، محمد اقبال/ اکبر، غلام	رضی شیرازی کی فارسی غزل (تعارف و تصحیح)	۷ تا ۱۶	نثار قطب رضی شیرازی پاکستان کے صوفی شعرا میں سے ہیں۔ آپ کا تعلق پیر جماعت علی شاہ کی خانقاہ سے ہے جو علی پور سیداں سیال کوٹ میں واقع ہے۔ آپ نے حمد، نعت اور غزل میں طبع آزمائی کی ہے۔ صوفیا کی شاعری کی تمام خصوصیات آپ کی شاعری میں موجود ہیں۔ اس مضمون میں آپ کی فارسی غزل کی خصوصیات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔	فارسی شاعری، برصغیر پاک و ہند، پاکستان میں فارسی ادب، نثار قطب، رضی شیرازی، محمد اقبال شاہد، غلام اکبر
شبیہ الحسن، سید	فیض احمد فیض کی	۷۱	فیض احمد کی شاعری نے عوام میں تیزی سے مقبولیت حاصل کی۔ اس کی وجہ ان	واقعہ کربلا، مرثیہ

	مرثیہ نگاری	تا ۸۶	کی شاعری کے متنوع موضوعات ہیں۔انھوں نے جہاں رومانوی شاعری تخلیق کی وہیں وہ اسلامی تاریخ سے بھی اپنا دامن نہ بچاسکے۔اسلامی تاریخ کا اہم ترین واقعہ کربلا ہے۔اس مضمون میں فیض کی اس شاعری کو موضوع بنایا گیا ہے جس میں واقعہ کربلا کا ذکر ملتا ہے۔	نگاری،اسلامی تاریخ،سید شبیہ الحسن
صمدانی، رئیس احمد	فیض احمد فیض۔ میرا پرنسپل	۶۲ تا ۷۰	اس مضمون میں فیض احمد فیض کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔فیض ایک اچھا ماہر تعلیم، منتظم اور شاعر تھا۔فیض نے حاجی عبداللہ ہارون کالج میں بطور پرنسپل آٹھ سال خدمات سرانجام دیں۔علاوہ ازیں انھوں نے کراچی میں رہائش کے دوران کئی ادبی انجمنوں،ادبی تقریبات اور سماجی تنظیموں کی سربراہی کے فرائض سرانجام دیے۔	فیض احمد فیض،ادبی انجمنیں،حاجی عبداللہ ہارون کالج، رئیس احمد صمدانی
ظفر، عمران	مطالعہ فیض کے مآخذ	۱۳۰ تا ۱۳۳	فیض کی پیدائش کی سوسالہ تقریبات پر متعدد کتب منظر عام پر آئیں۔ان میں سے ایک ''مطالعہ فیض کے مآخذ'' ہے جو ڈاکٹر طاہر تونسوی کے قلم کا شاہکار ہے۔اس مقالے میں ڈاکٹر طاہر تونسوی کی اسی کتاب پر تبصرہ کیا گیا ہے۔	ڈاکٹر طاہر تونسوی، فیض احمد فیض، فیض شناسی، عمران ظفر
عثمانی، محمد ہارون	فیض شناسی کے تین زاویے	۱۱۸ تا ۱۲۵	اردو میں فیض شناسی کی روایت نئی نہیں ہے۔انفرادی مضامین کے علاوہ متعدد رسائل فیض پر کئی نمبر چھاپ چکے ہیں۔فیض شناسوں کی کتب اس کے سوا ہیں۔اس مضمون میں ان کتب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے جو فیض صدی کے موقع پر شائع کی گئی ہیں۔	فیض شناسی، فیض صدی،ماہِ نو،افکار، قومی زبان، محمد ہارون عثمانی
فیض،احمد فیض/ رضوی، سجاد باقر	فن کار کا دائرہ وجود	۴۱ تا ۴۶	فیض احمد فیض کا شمار اردو کے نامور شعرا میں ہوتا ہے انھوں نے بیسویں صدی میں اردو غزل اور نظم میں کئی کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ ''فن کار کا دائرہ وجود'' فیض احمد فیض کا غیر مطبوعہ مضمون ہے جو انھوں نے ایفرو ایشیائی ادیبوں کے اجلاس میں صدارتی خطبے کے طور پر تحریر کیا تھا۔	ایفروایشیائی ادبی انجمن،فنکار کا دائرہ وجود، فیض احمد فیض، سجاد باقر رضوی
کلیم، صدیق	فیض کی شاعری۔ ایک تجزیہ	۴۷ تا ۶۱	فیض کی شاعری برصغیر کے رومانوی مزاج کی نہ صرف عکاس ہے بلکہ یورپ کی شاعرانہ روایت کی امین بھی ہے۔شعری زبان کا خوبصورت استعمال، معاشرے کی ناہمواریوں اور مجبور و مقہور طبقے کے مسائل کی عکاسی فیض کی شاعری کو انفرادیت بخشتی ہے۔اس مضمون میں ان کی شاعری کی متنوع جہتوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	فیض احمد فیض، طبقاتی تقسیم، رومانویت، ترقی پسند مصنفین، صدیق کلیم
نیازی، اورنگ زیب	مکاتیب ڈاکٹر وحید قریشی بنام ڈاکٹر سلیم اختر	۳۱ تا ۴۰	ادبی شخصیات کے خطوط کو اب ادب کی ایک صنف تسلیم کر لیا گیا ہے۔خطوط کسی بھی شخص کے سوچنے کے انداز اور اس کی شخصیت کی عکاسی کرتے ہیں۔اس مضمون میں ڈاکٹر وحید قریشی کے بارہ مطبوعہ خطوط بنام ڈاکٹر سلیم اختر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ان خطوط سے دونوں محققین کے مزاج، باہمی دوستی اور ادبی مشاغل کا اندازہ ہوتا ہے۔	خطوط نگاری، وحید قریشی، ڈاکٹر سلیم اختر، طاہر تونسوی، صحیفہ، اورنگ زیب نیازی

ہاشمی، طارق/شاہ، سید وقار	روداد: فیض احمد فیض انٹر نیشنل کانفرنس ۳،۴ نومبر ۲۰۱۱ء	۱۲۶ تا ۱۲۹	فیض احمد فیض کی پیدائش کے سو سال مکمل ہونے پر ۲۰۱۱ء میں پوری اردو دنیا میں ان کا جشن منایا گیا، جس میں سماجی اور تعلیمی اداروں نے بھر پور حصہ لیا۔ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد میں بھی ان کے جشنِ ولادت کے سلسلے میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کی رپورٹ یہاں درج کی گئی ہے۔	سو سالہ جشن ولادت، فیض احمد فیض، فیض احمد فیض انٹر نیشنل کانفرنس، طارق ہاشمی، سید وقار شاہ

زبان وادب: ۱۰(۲۰۱۲ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبہ اُردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، عدنان	ژاک دریدا کے تنقیدی نظریات: ایک جائزہ	۳۳۳ تا ۳۳۷	ژاک دریدا کا شمار فرانس کے ان فلسفیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے فلسفے کی دنیا کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے۔ دریدا کے ساخت شکنی کے تصور نے پوری فلسفیانہ روایت کو اپنی جگہ سے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس مضمون میں ان کے نظریات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	ژاک دریدا، ساخت شکنی، جدید تنقید، فلسفیانہ روایت، عدنان احمد
احمد، محبوب	''سمندر مجھے بلاتا ہے'' (رشید امجد) ایک تجزیاتی مطالعہ	۱۸۳ تا ۱۸۹	رشید امجد اردو افسانے کا ایک اہم نام ہے۔ ان کا شمار جدید افسانہ نگاروں کی اولین صف میں ہوتا ہے۔ وہ افسانہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے استاد، محقق اور نقاد بھی ہیں۔ اس مضمون میں ان کے افسانوی مجموعے ''سمندر مجھے بلاتا ہے'' کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	رشید امجد، جدید اردو افسانہ، تجزیاتی مطالعہ، سمندر مجھے بلاتا ہے، محبوب احمد
احمد، منیر	علامہ محمد اقبال کا سخن دلنواز	۴۲۱ تا ۴۲۵	علامہ اقبال اردو ادب کے نہ صرف معتبر شاعر ہیں بلکہ اچھے نثر نگار بھی ہیں۔ ان کے خیالات کا تجزیہ ان کی نثری تخلیقات سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ ان کے خطوط ان کی دانش، عقل اور عصری شعور کے آئینہ دار ہیں۔ اس مضمون میں ان کی اسی جہت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	خطوط نگاری، عصری شعور، دانشوری، علامہ اقبال، مکاتیبِ اقبال، منیر احمد
اختر، نسرین	اردو نظم میں علامت نگاری	۲۱۶ تا ۲۲۲	اردو نظم میں بیسویں صدی میں کئی تجربات ہوئے اور متعدد رجحانات سامنے آئے۔ ان میں سے ایک علامت نگاری کا رجحان بھی ہے۔ علامت نگاری کے اثرات زیادہ تر یورپ اور فرانس کے ادب کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ اس مضمون میں اس رجحان کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو نظم نگاری، علامت نگاری، ادبی تحریک، بیسویں صدی کی ادبی تاریخ، نسرین اختر
اشرف، شاہد	اردو شاعری میں سیاسی رجحانات اور ندیم کی غزل	۸۶ تا ۹۳	اردو شاعری میں سیاسی موضوعات کا سلسلہ ابتدا سے جاری ہے۔ ہر دور کے شعرا نے غزل جیسی صنف میں اپنے عہد کے سماجی و سیاسی شعور کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی کی غزل میں بھی سیاسی موضوعات موجود ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اشعار کی روشنی میں ان کی اس جہت کو نمایاں کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، سیاسی و سماجی موضوعات، احمد ندیم قاسمی، غزل میں سیاسی مضامین، شاہد اشرف
اقبال، طاہرہ	ہجریائی موسموں میں فصل افسانہ کی نمود	۹ تا ۲۳	اردو افسانے نے جب سے آنکھ کھولی ہے، اس نے کئی راہوں اور پگڈنڈیوں پر اسفار کیے ہیں۔ نئے سے نئے موضوعات کو اس میں برتا گیا ہے۔ متنوع موضوعات میں سے ایک ہجرت بھی ہے۔ اس مضمون میں ان افسانوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جو ہجرت کے موضوع پر تحریر کیے گئے ہیں۔	اردو افسانہ، ہجرت، بوبی ممتاز، انتظار حسین، اختر جمال، طاہرہ اقبال
امجد، زاہدہ مجید	انور مسعود کی قطعہ	۲۹۶	اردو میں قطعہ نگاری کی صنف خاصی اہمیت کی حامل ہے۔ انور مسعود اردو کے	قطعہ نگاری، انور

	نگاری	تا ۳۰۰	ایک اہم شاعر ہیں،انھوں نے اس صنفِ سخن کی ترویج وترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ان کی معروف کتاب ''قطعہ کلامی'' اس حوالے سے اہمیت کی حامل ہے۔اس مضمون میں ان کی اس کتاب کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	مسعود، اصنافِ ادب، قطعہ کلامی، زاہدہ مجید امجد
انوار، فوزیہ	پاکستان کے معروضی حالات میں فکرِ اقبال	۴۱۱ تا ۴۱۵	علامہ اقبال کا شمار ان دانش وروں میں ہوتا ہے جنھوں نے سماجی وسیاسی حالات کے سدھار کے حوالے سے اپنے نظریات پیش کیے۔ان کے نظریات آج کے دور میں بھی اتنے ہی معتبر ہیں جتنے آج سے سو سال پہلے تھے۔اس مضمون میں ان کے افکار کو عصری تناظر میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	علامہ اقبال، عصری تقاضے، خطباتِ اقبال، فکرِ اقبال، فوزیہ انوار
بانو، فضیلت	''جامِ جہاں نما'' (اردو کا پہلا اور فارسی کا دوسرا اخبار)	۵۹ تا ۷۰	اردو اور فارسی صحافت کا آغاز انیسویں صدی میں ہو گیا تھا۔''جامِ جہاں نما'' ''مراۃ الاخبار'' کے بعد کلکتہ سے شائع ہونے والا اردو کا پہلا اخبار خیال کیا جاتا ہے۔اس کی اشاعت کا آغاز ۱۸۲۲ میں ہوا۔اس مضمون میں اس اخبار کی اشاعتوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو اخبارات، صحافت، انیسویں صدی کے اخبارات، فضیلت بانو
بیگم، کاشفہ	لسانی عوامل میں ''ترسیلِ زبان'' کی اہمیت	۳۹۶ تا ۴۰۲	زبان کسی قوم کی تاریخ کو محفوظ کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔زبان ہی ایک ایسی شے ہے جو انسانوں کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے اور اس کے شعور کے اظہار میں اپنا کردار بھی ادا کرتی ہے۔اس مضمون میں زبان کے ابلاغ، زبان کی فطرت اور ترسیل ایسے مضوعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	ترسیلِ زبان، لسانیات، زبان کی فطرت، کاشفہ بیگم
تبسم، شکیلہ	اردو تنقید میں حالی کا مقام و مرتبہ	۴۰۳ تا ۴۰۸	مولانا الطاف حسین حالی کو اردو ادب کا پہلا نقاد تصور کیا جاتا ہے۔انھوں نے اپنے تنقیدی نظریات کو پہلی بار ''مقدمہ شعر و شاعری'' میں مربوط انداز میں پیش کیا۔اس مضمون میں حالی سے قبل اردو تنقید کے تناظر میں ان کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	مقدمہ شعر و شاعری، الطاف حسین حالی، تذکرہ نگاری، شکیلہ تبسم
تحسین، حنا	''نیند کی نوٹ بک'' کا خصوصی تجزیہ	۲۲۳ تا ۲۳۷	اردو غزل گوئی میں منصور آفاق ایک معتبر شاعر کے طور پر موجود ہیں۔ان کی شاعری میں انگریزی الفاظ کا استعمال کثرت سے ملتا ہے۔اس حوالے سے ان کی کتاب ''نیند کی نوٹ بک'' کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	منصور آفاق، اردو غزل گوئی، نیند کی نوٹ بک، حنا تحسین
تصدق، سمیرا	جدید اردو افسانے کے رجحانات میں علامت نگاری	۷۱ تا ۸۵	اردو افسانے کے رجحانات میں علامتی پیرایۂ اظہار کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔اس حوالے سے اردو افسانے کا دامن خاصا وسیع ہے۔خاص طور پر یہ رجحان جدید افسانے میں زیادہ موجود ہے۔اس مضمون میں جدید اردو افسانہ نگاروں کے افسانوں میں علامت نگاری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، علامت نگاری، تجریدیت، خالدہ حسین، رشید امجد، سمیرا تصدق
جھگڑ، غلام صفدر	شفیق الرحمٰن بحیثیت افسانہ نگار (کرنیں کے تناظر میں)	۱۷۷ تا ۱۸۲	شفیق الرحمٰن جدید افسانوی ادب میں منفرد پہچان کے حامل ہیں۔ان کے ہر افسانے میں جدیدیت اور رومانویت کی روح رواں رہتی ہے۔اس مضمون میں ان کے افسانوی مجموعے ''کرنیں'' کے تناظر میں ان کے افسانوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، رومانویت، شفیق الرحمان، کرنیں، غلام صفدر جھگڑا

حمید، محمد افضل	مجید امجد اور مارکسی فلسفہ	۴۹۱ تا ۴۹۷	مارکس کا شمار ان فلسفیوں میں ہوتا ہے جنھوں نے پوری دنیا کے تخلیقی دماغوں کو متاثر کیا۔ ان میں اردو شعرا بھی شامل ہیں۔ اقبال، فیض، ساحر، علی سردار جعفری کے علاوہ کئی نام اس طویل فہرست میں شامل ہیں جن میں سے ایک نام مجید امجد کا بھی ہے۔ اس مضمون میں مجید امجد کی شاعری میں مارکسی عناصر کو تلاش کیا گیا ہے۔	مجید امجد، نظم نگاری، مارکسی تنقید، اقبال، فیض، محمد افضل حمید
حنیف، ساجدہ	فکر اقبال کے مشرقی منابع	۴۴۴ تا ۴۵۱	کسی بھی شخصیت کی تعمیر میں اس کے داخلی اور خارجی حوالے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اقبال کی شخصیت کی تعمیر میں قرآن و سنت کا بنیادی کردار ہے۔ ابتدائی دنوں میں مولوی میر حسن نے ان میں اسلامی ذوق پیدا کیا جس کے نتیجے میں وہ تمام عمر اپنی فکری دانش اسی سے کشید کرتے رہے۔	شخصیت کی تعمیر، قرآن، سنت، مشرقی منابع، میر حسن، ساجدہ حنیف
خالد، محمد	سبیلِ بے دلیل، کلامِ اقبال اور قرآن	۴۳۵ تا ۴۴۳	اقبال نے مشرق اور مغرب دونوں سے فلسفیانہ دانش کشید کی ہے۔ ان کی فکر کا مرکز قرآن اور سنت ہے۔ ان کی شاعری اور خطبات اس بات کے آئینہ دار ہیں۔ اس مضمون میں ان کے خیالات کو قرآن کے حوالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	قرآن، سنت، خطباتِ اقبال، فلسفیانہ دانش، محمد خالد
خان، احسن علی	جعفر طاہر کی مذہبی شاعری	۳۳۸ تا ۳۴۷	اردو شاعری کی روایت کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تقریباً ہر شاعر نے مشاہیرِ اسلام کی شان میں طبع آزمائی کی ہے۔ اگر جعفر طاہر کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی شاعری میں بھی مذہبی اور اسلامی عناصر موجود ہیں۔ اس مضمون میں ان کی اس جہت کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، مذہبی عناصر، جعفر طاہر، مذہبی شاعری، احسن علی خان
خان، اظہر	سیرِ آفاق: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۳۲۶ تا ۳۳۲	محمد شفیع بلوچ کی کتاب "سیرِ آفاق" کشف و شہود کی کیفیات کے بیان کے حوالے سے ایک اہم کتاب ہے۔ یہ روحانی اور مذہبی بھی ہے اور تاریخی بھی۔ اس میں عالمِ غیب کے اسرار و رموز پر بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ اس مضمون میں ان کی اس کتاب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	محمد شفیع بلوچ، سیرِ آفاق، روحانی و مذہبی انکشافات، اظہر خان
رؤف، محمد	فکاہیات میر	۱۱۲ تا ۱۳۴	میر تقی میر اردو ادب کا ایک ایسا شاعر ہے جس کے بارے میں عام قاری یہی سمجھتا ہے کہ اس کے ہاں درد و غم کے موضوعات بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں مزاح اور شگفتگی کا رنگ بھی نمایاں ہے۔ اس مضمون میں میر کے ان اشعار کو پیش کیا گیا ہے جن میں مزاح اور شگفتگی کا عنصر نمایاں ہے۔	میر تقی میر، اردو شاعری، طنز و مزاح، شگفتگی، فکاہیاتِ میر، محمد رؤف
راز، محمد یٰسین	نعت کی تعریف اور تاریخ	۳۷۸ تا ۳۹۱	اردو میں نعت گوئی کا سفر خاصا طویل ہے۔ تقریباً تمام شعرا نے اس صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی کوشش کی ہے۔ اس مضمون میں اس صنفِ سخن کی حدود و قیود اور ابتدا سے موجودہ دور تک کی تاریخ کو موضوع بنایا گیا ہے۔	نعت نگاری، اردو شاعری، روایت، محمد یٰسین راز
رحانہ، محمود الحسن	ترکی زبان و ادب	۳۹۲	ناظم حکمت ترکی زبان و ادب کا ایک اہم نام ہے۔ انھوں نے شاعری اور نثر کے	ناظم حکمت، ترکی

	اور ناظم حکمت کے افکار: ایک مطالعہ	تا ۳۹۵	ذریعے ترک عوام کے جذبات کو اپنی تخلیقات کا حصہ بنایا۔اس مضمون میں ناظم حکمت کے افکار کو ان کی تخلیقات کے تناظر میں سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	زبان و ادب، افکار و نظریات، محمود الحسن رجانہ
رشید، عظمیٰ	اقبال اور دو قومی نظریہ	۴۱۶ تا ۴۲۰	اقبال اپنے دور کا اہم مفکر تھا۔اس نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا تصور پیش کیا۔الگ وطن کے تصور کی بنیاد دو قومی نظریہ پر رکھی گئی ہے۔اقبال کے دو قومی نظریہ کے حوالے سے اس مضمون میں اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔	دو قومی نظریہ، الگ وطن، ہندوستان کی تقسیم، عظمیٰ رشید
رفیق، حمیرا	تہذیب اور اس کے مباحث	۳۵۴ تا ۳۶۱	تہذیب صدیوں سے انسانوں کی زندگی کا حصہ رہی ہے۔اس کی تعریف مختلف علمائے مختلف انداز میں کی ہے۔ تہذیب ہی میں کسی قوم کی مذہبی اور ثقافتی اقدار موجود ہوتی ہیں جو اس کو خاص شناخت عطا کرتی ہیں۔اس مضمون میں تہذیب کی تعریف اور اس کے تشکیلی عناصر کا جائزہ لیا گیا ہے۔	تہذیب، کلچر، بنیادی مباحث، حمیرا رفیق
ریاض، میمونہ	ایک مصور: رحیم گل جنت کی تلاش میں	۱۴۴ تا ۱۵۱	اردو ناول میں رحیم گل نام خاصا معروف ہے۔انھوں نے اپنے ناول "جنت کی تلاش" سے شہرت حاصل کی۔وہ ناول نگاری کے علاوہ کالم نگاری اور مصوری سے بھی شغف رکھتے ہیں۔اس مضمون میں رحیم گل کے اسی ناول کے تناظر میں ان کے فن کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو ناول، کالم نگاری، مصوری، رحیم گل، میمونہ ریاض
زہرا، عصمت	مجید امجد کی نظم "امروز" کا فنی و فکری جائزہ	۴۹۸ تا ۵۰۶	مجید امجد کا شمار اردو نظم کے جدید شعرا میں ہوتا ہے انھوں نے اردو نظم کو نئے تجربات سے روشناس کیا۔ان کی خاص بات یہ ہے کہ وہ اچھوتے انداز اور دلکش پیرائے میں نئے خیالات کو پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔اس مضمون میں ان کی نظم "امروز" کا فکری و فنی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	امروز، جدید اردو نظم، فکری و فنی جائزہ، ہیئت اور اسلوب کے تجربات، عصمت زہرا
ساجد، افتخار احمد	"لیلیٰ کے خطوط" کا تنقیدی و تخلیقی جائزہ	۱۹۰ تا ۱۹۷	قاضی عبدالغفار کا نام اردو فکشن میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔رومانویت ان کی تحریروں کا خاص وصف ہے۔انھوں نے اپنی کتاب "لیلیٰ کے خطوط" سے اردو ادب کے قارئین میں شہرت حاصل کی۔اس مضمون میں ان کی اسی کتاب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	قاضی عبدالغفار، رومانویت، لیلیٰ کے خطوط، افتخار احمد ساجد
سبحانی، میمونہ	عبداللہ ملک: فیض کا ہمنوا	۴۶۳ تا ۴۷۶	فیض احمد فیض نے غریب عوام کے حقوق کے لیے عمر بھر جدوجہد کی۔ان کے ہم خیال ساتھیوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے ایک نام عبداللہ ملک کا ہے۔وہ ترقی پسند تحریک کا ایک اہم رکن ہونے کے ساتھ جانا مانا دانشور بھی تھا۔اس مضمون میں عبداللہ ملک کی شخصیت اور اس کی فکر کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	فیض احمد فیض، عبداللہ ملک، ترقی پسند نظریات، میمونہ سبحانی
سدرۃ المنتہیٰ	"خلیج" (خالد فتح	۱۹۸	"خلیج" خالد فتح محمد کا تحریر کردہ ناول ہے جس میں سقوطِ ڈھاکہ سے قبل پیش	خلیج، خالد فتح محمد،

	محمد) کے مرکزی کردار ''افضل'' کا فکری جائزہ	تا ۲۰۵	آنے والی صورتِ حال کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کا مرکزی کردار افضل ہے۔ کردار نگاری کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کردار کا فنی و فکری جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو ناول نگاری، کردار نگاری، سدرۃ المنتہیٰ
سعید، قدسیہ	اردو شاعری میں تذکرہ ملتان	۳۱۰ تا ۳۱۶	ملتان پاکستان کا قدیم شہر ہے۔ اس کا ذکر ''شاہنامہ فردوسی'' میں بھی موجود ہے۔ چونکہ اس کی شہرت تصوف کے حوالے سے بھی ہے اسی لیے اسے ''مدینۃ الاولیا'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اردو شاعری میں بھی اس کا تذکرہ متعدد شعرا نے کیا ہے۔ اس مضمون میں اردو شاعری میں ملتان کے ذکر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	ملتان، اردو شاعری، تذکرہ نگاری، قصیدہ نگاری، مدینۃ الاولیا، سعید قدسیہ
سیٹھی، عظمیٰ	''گلِ رعنا'' اور ''حریمِ ادب'' کے اداریے: تحقیقی مطالعہ	۳۵ تا ۵۸	اداریہ کسی بھی مجلے میں اشاعت پذیر ہونے والے مواد کا عکس پیش کرتا ہے۔ اداریے سے ہی اس مجلے کے مزاج کا تعین ہوتا ہے۔ اداریہ مدیر کے مزاج کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی موضوعات کا احاطہ بھی کرتا ہے۔ اس مضمون میں دو معتبر جرائد ''گلِ رعنا'' اور ''حریمِ ادب'' کے اداریوں کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	اداریہ نویسی، اردو جرائد، ادبی صحافت، گلِ رعنا، عظمیٰ سیٹھی
شاہ، محمد امین	ظفر اقبال بحیثیت غزل گو	۲۴۹ تا ۲۶۲	ظفر اقبال کا تخلیقی سفر گزشتہ نصف صدی پر محیط ہے۔ ان کی غزل متنوع موضوعات کی حامل ہے۔ اس میں شگفتگی بھی ہے اور قدرتِ بیان بھی ہے۔ اس مضمون میں ان کی غزل گوئی کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو غزل گوئی، شگفتہ بیانی، محمد ظفر اقبال، جدید اردو غزل، محمد امین شاہ
ظفر، عمران	تحریف نگاری اور اس کے بنیادی مباحث	۹۴ تا ۱۰۴	اردو ادب میں مزاح کی روایت ابتدا سے ہی وجود میں آ گئی تھی۔ اردو ادب میں مزاح کے اولین نمونے آغاز سے ہی دریافت کیے جا سکتے ہیں۔ مزاح پیدا کرنے کے لیے متعدد تکنیکوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تحریف نگاری ہے۔ اس مضمون میں اس تکنیک کے بنیادی مباحث پر بحث کی گئی ہے۔	طنز و مزاح، اردو ادب، تحریف نگاری، پیروڈی، عمران ظفر
عابد، فرح	فیصل آباد کی علمی و ادبی روایت	۳۴۸ تا ۳۵۳	فیصل آباد پاکستان کا مانچسٹر کہلاتا ہے۔ اس کی علمی و ادبی روایت کا جائزہ لیا جائے تو اردو ادب کے کئی بڑے نام سامنے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ادبی رسائل نے بھی اس روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ اس مضمون میں فیصل آباد کی تاریخ، ادبی شخصیات، ادبی اخبارات اور رسائل کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔	فیصل آباد، تاریخی تناظر، علمی و ادبی روایت، لائل پور اخبار، فرح عابد
عادل، عابد حسین	برِ صغیر کے محکوم مسلمان اور علامہ اقبال	۴۵۲ تا ۴۶۰	لگن اور محنت کسی بھی کام کی تکمیل کے لیے لازمی ہیں۔ اقبال کی زندگی اور ان کا کام اس کے عکاس ہیں۔ وہ برِ صغیر کے مسلمانوں کو معاشی و سماجی تباہی سے دور رکھنا چاہتے تھے۔ اس حوالے سے انھوں نے خاصا کام کیا۔ ان کی شاعری اور نثر میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اسی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔	برِ صغیر، معاشی و سماجی محرومی، سیاسی محکومی، گول میز کانفرنس، عابد حسین عادل
عباس، ظہیر	فیض احمد فیض:	۴۷۷	فیض احمد فیض کی شاعری میں جہاں اپنے عہد کا عصری شعور ملتا ہے وہاں رومانوی	فیض احمد فیض،

	رومان اور سیاست کا امتزاج	تا ۴۸۲	عناصر بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ انھوں نے رومان اور انقلاب کے امتزاج سے اپنی شاعری کا خمیر اٹھایا ہے۔ اس مضمون میں ان کی اس جہت کا احاطہ کیا گیا ہے۔	رومانویت، انقلاب، سیاست، ظہیر عباس
عصمت اللہ	''شہرِ آب'' پر ایک نظر	۳۷۲ تا ۳۷۷	مرزا معین تابش اردو غزل گو شاعر ہیں۔ ''شہرِ آب'' ان کا دوسرا شعری مجموعہ ہے۔ جس میں حمد، نعت اور غزلیات کے علاوہ قطعات بھی شامل ہیں۔ اس مضمون میں ان کے اس شعری مجموعے کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	مرزا معین تابش، اردو غزل گوئی، ''شہرِ آب''، عصمت اللہ
علی، لقمان	اردو پر سرائیکی اثرات	۲۸۹ تا ۲۹۵	سندھ اور ملتان پر مسلمانوں کی حکومت خاصی پرانی ہے۔ جب مسلمانوں کی حکومت نے دہلی تک رسائی حاصل کی تو ملتان اور شمالی ہند میں تعلقات آگے بڑھے۔ اس دوران میں سرائیکی زبان نے شمالی ہندوستان کی کئی زبانوں پر اثرات مرتب کیے۔ اردو نے بھی سرائیکی زبان سے اپنا دامن وسیع کیا۔	مسلمان حکومت، شمالی ہندوستان، اردو و سرائیکی زبان، لسانی اثرات، لقمان علی
علی، مجاہد	بارہ ماسہ: تعارف اور اجزائے ترکیبی	۲۸۱ تا ۲۸۸	بارہ ماسہ ہندوستان کی قدیم اصناف میں سے ایک ہے۔ یہ عاشق اور محبوب کی جدائی کی المناک کہانیوں کا بیان پیش کرتی ہے۔ ہندی ادب کی اس صنف میں عورت کی جانب سے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں اس صنفِ سخن کا تعارف اور اجزائے ترکیبی بیان کیے گئے ہیں۔	بارہ ماسہ، ہندوستانی ادب، اجزائے ترکیبی، اصناف ادب، مجاہد علی
عنبر، ثوبیہ	فیض کی شاعری میں ''مقتل'' کا استعارہ	۴۸۳ تا ۴۸۸	فیض کی شاعری میں استعاروں اور علامتوں کا استعمال بڑی مہارت اور چابک دستی سے کیا گیا ہے۔ انھوں نے پرانے الفاظ کو نئے معنی عطا کیے ہیں۔ ان میں سے ایک استعارہ ''مقتل'' کا ہے جس کو ان کی اردو شاعری کے تناظر میں سامنے لایا گیا ہے۔	استعاراتی انداز، علامت، تراکیب، مقتل بطور استعارہ، ثوبیہ عنبر
فاروق، میمونہ	ایڈورڈ سعید اور دفاع مشرق	۱۵۷ تا ۱۶۴	شرق شناسی میں ایڈورڈ سعید کا نام قابلِ توجہ ہے۔ انھوں نے جہاں فلسطینیوں کی حمایت میں آواز بلند کی وہیں انھوں علمی کارنامے بھی سرانجام دیے۔ اس مضمون میں ان کے علمی وادبی کارناموں اور مشرق شناسی کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔	ایڈورڈ سعید، شرق شناسی، علم دوستی، مشرق شناسی، میمونہ فاروق
فرید، محمد	تحقیق کی اہمیت اور اس کے بنیادی لوازم	۱۳۵ تا ۱۴۳	تحقیق اور تنقید ادب کی بہتری اور ترقی کے لیے ناگزیر ہیں۔ یہ ارفع تخلیق کے لیے راہیں ہموار کرتی ہیں۔ اس مضمون میں تحقیق کی وضاحت اور اس کے لیے بنیادی لوازمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	تحقیق، بنیادی لوازم، کلاسیکی شعراء، مخطوطات، محمد فرید
قندیل، بازغہ	اجنبیانا	۱۰۵ تا ۱۱۱	روسی ہیئت پسندی بیسویں صدی میں شروع ہونے والی اہم تحریکوں میں سے ایک ہے۔ اس میں وکٹر شکلووسکی کے اجنبیانے کے نظریے کو خاصی اہمیت حاصل ہے۔ اس مضمون میں وکٹر شکلووسکی کے اس تصور کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	روسی ہیئت پسندی، ادبی تحریکیں، اجنبیانا، روسی ادب، بازغہ قندیل

کوثر، روبینہ	اردو ناول کے مختلف رجحانات	۳۰۱ تا ۳۰۹	اردو ناول کی تاریخ اردو ادب میں اتنی پرانی نہیں جتنی دیگر اصناف کی ہے۔ مختصر عرصے میں اس میں کئی تجربات سامنے آئے ہیں۔ اس مضمون میں عہد بہ عہد رجحانات کا متعدد ناولوں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو ناول، ادبی تحریکیں، ناول کے ادوار، روبینہ کوثر
گل، فرح	اردو افسانے میں نسوانی کرداروں کا جائزہ	۲۰۶ تا ۲۱۵	اردو افسانے کا سفر لگ بھگ ایک سو سال پہلے شروع ہوا۔ ایک صدی میں اس میں مختلف لکھنے والوں نے کئی تجربات کیے۔ کردار نگاری کے حوالے سے بھی کئی رجحانات سامنے آئے۔ اس مضمون میں اردو افسانے میں نسوانی کرداروں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، کردار نگاری، تانیثیت، خارستان و گلستان، فرح گل
گل، وسیم عباس	مشکلاتِ راشد	۱۶۵ تا ۱۷۶	ن۔ م۔ راشد کا شمار اردو ادب کے معروف نظم نگاروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے آزاد نظم میں کئی تجربات کیے۔ اس حوالے سے اردو نظم کی خوش قسمتی ہے کہ اسے راشد جیسا شاعر میسر آیا۔ اس مضمون میں راشد کی نظم کے متنوع پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔	ن۔ م۔ راشد، اردو نظم نگاری، ماورا، آزاد نظم، جدید اردو نظم، وسیم عباس گل
گلناز	قومی، ثقافتی دستاویزات (پنجاب آرکائیوز کے تناظر میں)	۳۱۷ تا ۳۲۵	قومی اور ثقافتی دستاویزات پنجاب آرکائیو میں محفوظ ہیں۔ پروفیسر ایچ۔ ایل۔ او۔ گیرٹ اس کے بانیوں میں سے ہیں۔ اس میں اردو، انگریزی اور فارسی کی دستاویزات کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں ان دستاویزات کا جائزہ لیا گیا ہے جن میں ثقافتی اور تہذیبی عناصر کا پتا چلتا ہے۔	ثقافت، تہذیب، قومیت، پنجاب آرکائیوز، گلناز
لطیف، راشدہ	''کیا تم پورا چاند نہ دیکھو گے'' کا فنی و فکری جائزہ (پہلے دو ابواب کے تناظر میں)	۳۶۲ تا ۳۷۱	فہمیدہ ریاض کا نام اردو ادب میں عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ انھوں نے جہاں ناول نگاری میں نام پیدا کیا وہاں نظم نگاری میں بھی وہ کسی معتبر شاعر سے کم نہیں۔ اس مضمون میں ان کی نظم ''کیا تم پورا چاند نہ دیکھو گے'' کا فکری و فنی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	فہمیدہ ریاض، ناول نگاری، نظم نگاری، کیا تم پورا چاند نہ دیکھو گے، راشدہ لطیف
مبارک، میمونہ	علامہ محمد اقبال اور پان اسلام ازم	۴۲۶ تا ۴۳۴	اقبال ہر اس تحریک کے حامی تھے جس میں مسلمانوں کے اتحاد اور یگانگت کی بات کی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جمال الدین افغانی کی تحریک پان اسلام ازم سے متاثر تھے۔ اس مضمون میں ان کی تحریروں کے اقتباسات کی روشنی میں ان کے پان اسلام ازم کے نظریے کو ثابت کیا گیا ہے۔	پان اسلام ازم، علامہ اقبال، اتحاد و یگانگت، میمونہ مبارک
مرتضیٰ، غلام	''قربتِ مرگ میں محبت'' (تانیثی شعور کی روشنی میں ایک جائزہ)	۲۶۳ تا ۲۸۰	اردو ادب میں مختلف اصنافِ نثر موجود ہیں۔ ان میں بڑی اصناف افسانہ اور ناول ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ نے جہاں اردو سفر نامے کو فروغ دیا وہاں انھوں نے اردو کو عمدہ ناولوں سے بھی سرفراز کیا۔ ان کا ناول ''قربتِ مرگ میں محبت'' اردو ادب کا ایک اہم ناول ہے۔ اس مضمون میں ان کے اس ناول کا تانیثی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو ناول نگاری، مستنصر حسین تارڑ، تانیثیت، اردو سفر نامہ، غلام مرتضیٰ
ملک، شازیہ مجید	اردو زبان کے	۲۳۸	اردو زبان کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نے کئی	اردو زبان، عہد بہ

	مختلف نام	تا ۲۴۸	نام بدلے۔اس مضمون میں اردو کے عہد بہ عہد ناموں کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت وضرورت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔	عہد نام، لینگوا فرانکا، شازیہ مجید ملک
منیر، عنبرین	اردو ادب میں نسائی نظم (ایک سرسری جائزہ)	۲۴ تا ۳۴	اردو نظم کا دامن اتنا وسیع ہے کہ نظم نگاروں نے تقریباً تمام موضوعات پر نظمیں تحریر کی ہیں۔ متعدد موضوعات میں سے ایک عورت کا شعورِ ذات بھی ہے۔اس مضمون میں ان نظموں کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جن میں نسائی رجحان موجود ہے۔	اردو نظم، تانیثیت، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض، عنبرین منیر
نورین، آسیہ	ادبی تاریخ نویسی	۱۵۲ تا ۱۵۶	ادب کی تاریخ تحریر کرنا ایک ذمہ دارانہ عمل ہے۔یہ عام تاریخ نویسی سے مختلف عمل ہے۔اس میں نہ صرف ادبی مقام کا تعین کرنا لازم ہوتا ہے بلکہ تاریخ نویسی کے اصولوں کو مدِ نظر رکھنا بھی از حد ضروری ہے۔اس مضمون میں ادبی تاریخ نویسی کے اصول وضوابط کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	تاریخ نویسی، سلیم اختر، وہاب اشرفی، آبِ حیات، آسیہ نورین

زبان وادب: ۱۱ (۲۰۱۲ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

احمد، سعید / غوث، غلام	حافظ محمود شیرانی کا طرزِ تحقیق	۱۶۰ تا ۱۶۵	حافظ محمود شیرانی اردو تحقیق میں ایک معتبر نام ہے جس نے اردو تحقیق میں ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ ان کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ وہ نہ صرف مشرقی علوم سے آشنا تھے بلکہ مغربی علوم سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے۔ اس مضمون میں ان کے طرزِ تحقیق کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	حافظ محمود شیرانی، اردو تحقیق، مشرقی علوم، مغربی علوم، سعید احمد، غلام غوث
احمر، نسیم عباس	ڈاکٹر سلیم اختر کی افسانے کی نظری تنقید	۴۰ تا ۵۰	ڈاکٹر سلیم اختر کا نام اردو تنقید میں بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ انھوں نے افسانے کی تنقید پر بڑا وقیع کام کیا ہے۔ اس حوالے سے ان کی کتابیں ''افسانہ حقیقت سے علامت تک'' اور ''افسانہ اور افسانہ نگار'' انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس مضمون میں ان کی افسانوی تنقید کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	ڈاکٹر سلیم اختر، افسانوی تنقید، نفسیاتی تنقید، اردو رسائل، نسیم عباس احمر
اعوان، محمد آصف	ولیم جیمز کا تصورِ بقائے دوام اور اقبال: تحقیقی جائزہ	۹۶ تا ۱۰۱	ولیم جیمز امریکی فلسفی تھا۔ اس مضمون میں ولیم جیمز کا تصور بقائے دوام زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس کا یہ تصور اقبال کے افکار سے مماثلت رکھتا ہے، مضمون میں جیمز اور اقبال کے افکار کا تقابل اور تجزیہ مثالوں کی مدد سے کیا گیا ہے۔	ولیم جیمز، اقبال، امریکی فلسفہ، محمد آصف اعوان
اکبر، غلام	''گلستانِ سعدی'' کے پاکستانی زبانوں میں تراجم	۱۷۵ تا ۱۷۹	ترجمہ نگاری ایک مشکل فن ہے۔ اس کے ذریعے ایک مخصوص ملک، جغرافیائی علاقے اور ایک خاص قوم کی تخلیقات اور علوم و فنون مجموعی انسانیت کی ملکیت بن سکتے ہیں۔ شیخ سعدی کی ''گلستانِ سعدی'' کے پاکستان کی متعدد زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ اس مضمون میں ان تراجم کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	ترجمہ نگاری، تہذیب و ثقافت، علاقائی زبانیں، گلستانِ سعدی، شیخ سعدی، غلام اکبر
انجم، محمد وسیم	علامہ اقبال اور حدیثِ نبوی ﷺ	۶ تا ۱۳	قرآن کے بعد حدیث اسلامی شریعت میں بنیادی ماخذ ہے۔ علامہ اقبال نے حدیث کے گہرے مطالعے اور اس کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ انھوں نے متعدد احادیث کو اپنی شاعری اور خطبات کا حصہ بنایا ہے۔ اس مضمون میں اقبال کی فکر کو سمجھنے کے لیے احادیث کے مطالعے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	قرآن، حدیث، فکر اقبال، علامہ اقبال، محمد وسیم انجم
اویسی، محمد ارشد	فیض کا تصورِ حسن و جمال	۱۰۲ تا ۱۰۷	فیض احمد فیض کا شمار ان شاعروں میں ہوتا ہے جنھوں نے خارجی شاعری کے ساتھ ساتھ داخلی شاعری کو موضوع بنایا۔ محبت فیض کا آفاقی تجربہ ہے۔ محبت ان کی شاعری کو منفرد انداز عطا کرتی ہے۔ اس مضمون میں فیض احمد فیض کے تصورِ حسن جمال کو ان کی شاعری کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔	فیض احمد فیض، داخلی کیفیات، خارجی کیفیات، محمد ارشد اویسی
آبادی، اخلاق حیدر	''سندیس راسک'' کا تجزیاتی مطالعہ	۱۶۶ تا	''سندیس راسک'' راجستھان کی دھرتی سے ملنے والی نظمیہ شاعری پر مبنی قابل قدر دریافت ہے۔ اس کا تخلیق کار سنسکرت زبان کا معروف شاعر ''اودھ	سندیس راسک، سنسکرت شاعری،

		۱۷۴	وان'' ہے، جو عربی میں عبدالرحمان بنتا ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد نے اسے از سرِ نو مرتب کیا ہے۔ اس مضمون میں ''سندیس راسک'' کی کہانی کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔	تدوین، اودھ وان، انوار احمد، اخلاق حیدر آبادی
روشن آرا، شمیم	حقیقت کے فسانے: بانو کے افسانے	۲۶ تا ۳۹	بانو قدسیہ اردو فکشن کا ایک اہم نام ہیں۔ انھوں نے جہاں اردو ناول کو فروغ بخشا وہاں انھوں نے اردو افسانے میں بھی اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ وہ اردو افسانے کی تخلیق کار ہی نہیں بلکہ فکری اور تہذیبی افکار سے ایک منفرد دانش ور بھی ہیں۔ اس مضمون میں ان کے افسانوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	بانو قدسیہ، افسانہ نگاری، ناول نگاری، اردو ادب، شمیم روشن آرا
بلوچ، اصغر علی	رومانوی نظریہ سازی......روسو کے افکار کی روشنی میں	۱۵۳ تا ۱۵۹	یورپ کے روشن خیالی کے عہد میں روسو ایک اہم مفکر کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس کے ہاں رومانوی عناصر موجود ہیں جس پر بعد میں آنے والے رومانویوں نے اپنے خیالات کی بنیادیں استوار کیں۔ اس مضمون میں رومانوی نظریہ سازی میں روسو کے افکار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	روسو، رومانویت، فکر و نظر، روشن خیالی، اصغر علی بلوچ
تونسوی، طاہر	تنقیداتِ میر کا تجزیاتی تناظر	۲۰۰ تا ۲۱۸	میر تقی میر اردو ادب کا عہد ساز شاعر ہے۔ ناقدین نے اپنے اپنے انداز میں اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ اس حوالے سے میر تقی میر کو عصری تناظر میں اولیت حاصل ہے۔ اس مضمون میں میر تقی میر پر تحریر کی گئی تنقیدی کتب کا تعارف و تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	میر تقی میر، اردو تنقید، عصری تقاضے، میر شناسی، طاہر تونسوی
ثمینہ، بشریٰ	شخصیت نگاری کی جہتیں	۶۱ تا ۷۷	اردو ادب میں غیر افسانوی ادب کا بڑا حصہ خاکہ نگاری یا شخصیت نگاری پر مشتمل ہے۔ شخصیت نگاری کی کئی جہتیں ہیں جس کا انحصار ممدوح کی شخصیت پر ہوتا ہے۔ ایک اچھا اور عمدہ خاکہ تحریر کرنے کے لیے کیا کیا مدِ نظر رکھا جائے، اس کو اس مضمون میں مختلف ناقدین کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔	خاکہ نگاری، اردو ادب، شخصیت نگاری، بشریٰ ثمینہ
حسین، سید صفدر	مستشرقین کی کتب میں سرائیکی نثری نمونے	۱۸۰ تا ۱۸۹	سرائیکی زبان کو انگریز مستشرقین اور محققین نے ہمیشہ اس خطے کی ایک بڑی زبان کے طور پر اہمیت دی ہے۔ ان مغربی دانش وروں نے لوک ادب، لوک کہانیوں اور سرائیکی لغات کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ اس مضمون میں انگریز مستشرقین کی کتب میں ان سرائیکی کتب کا کھوج لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔	مستشرقین، سرائیکی کتب، سرائیکی لغات، نثری نمونے، سید صفدر حسین
سرفراز، رابعہ	سعادت حسن منٹو کے افسانوں میں بچوں کے کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ	۱۴۳ تا ۱۵۲	اردو افسانے کا ایک اہم نام سعادت حسن منٹو ہے جس نے اس صنفِ سخن کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال کیا۔ ان کے افسانے متنوع موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ منٹو جہاں اردو افسانے کے دیگر فنی لوازمات کو خوبصورتی سے استعمال کرتا ہے، وہاں وہ کردار نگاری میں مہارت رکھتا ہے۔ اس مضمون میں منٹو کے افسانوں میں بچوں کے کرداروں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو افسانہ، سعادت حسن منٹو، کردار نگاری، رابعہ سرفراز
عثمان، محمد ارشد	سیتاپور کی ثقافت کا	۲۲۶	سیتاپور (اترپردیش کے دارالخلافہ) لکھنو کے وسط میں واقع ہے۔ یہ قدیم دور	سیتاپور، علما و فضلا،

	ایک اہم مؤرخ: نادم سیتاپوری	تا ۲۳۸	سے ہی علوم وفنون کا مرکز رہا ہے۔ نادم سیتاپوری کا تعلق بھی اسی شہر سے ہے۔ نادم سیتاپوری نے اس شہر سے تعلق رکھنے والے علما و فضلا اور اہلِ فن کو اپنے مضامین اور کتب میں متعارف کروایا ہے۔ اس مضمون میں ان کے اسی پہلو کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	اہلِ فن، تجزیاتی مطالعہ، اترپردیش، محمد ارشد عثمان
قادر، محمد ہارون/ تابیتا، پریا	تصوف مختلف مذاہب اور اقوام کے آئینے میں	۱۴ تا ۲۵	اس مضمون میں تصوف کو مختلف مشرقی و مغربی علما، اُردو انسائیکلوپیڈیا اور لغات کی مدد سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مضمون میں تصوف کی مختلف مذاہب میں مختصر تاریخ اور برِ صغیر میں تصوف کے مختلف صوفی مکتب ہائے فکر کو بیان کیا گیا ہے نیز اسلام کی اشاعت میں صوفیاے کرام کے کردار پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔	تصوف، تاریخ، برصغیر، صوفیا کرام، انسائیکلوپیڈیا، محمد ہارون قادر، پریا بیتا
قادری، شبیر احمد	ڈاکٹر سلیم اختر...... بحیثیت نقاد (ڈاکٹر جلیل اشرف کی تحقیقی جمالیات کی آئینہ دار)	۲۱۹ تا ۲۲۵	ڈاکٹر سلیم اختر کا نام اردو ادب میں بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ انھوں نے تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کا خاص حوالہ نفسیاتی تنقید ہے۔ اس مضمون میں ان کی تنقیدی جہات پر ڈاکٹر جلیل اشرف کی تنقیدی بصیرت کے تناظر میں روشنی ڈالی گئی ہے۔	اردو تنقید، ڈاکٹر سلیم اختر، جلیل اشرف، نفسیاتی تنقید، بشیر احمد قادری
کلو، پروین	پریم چند کی افسانہ نگاری کی نئی قدریں	۱۲۹ تا ۱۴۲	اردو افسانے کا سفر ایک صدی پر محیط ہے۔ پریم چند کا شمار ان افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جو اردو افسانے کے ابتدائی سفر میں شریک رہے۔ پریم نے افسانے میں سماجی اور معاشرتی حقیقت نگاری کو فروغ دیا۔ اس مضمون میں پریم چند کے افسانوی موضوعات اور سماجی اقدار کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو افسانہ، پریم چند، سماجی اقدار، سماجی حقیقت نگاری، پروین کلو
کوثر، ریحانہ	بیگم نذر سجاد حیدر یلدرم (حیات، حالات اور معاشرتی تصورات)	۷۸ تا ۹۵	بیگم نذر سجاد حیدر اپنے عہد کی نام ور اور منجھی ہوئی لکھاری تھیں۔ اپنی ابتدائی عمر میں ہی انھوں نے اردو اخبارات ورسائل میں لکھنا شروع کر دیا تھا۔ ان کے گھر کے علمی وادبی ماحول نے ان کی وہ تربیت کی کہ سکول سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کرنے کے باوجود بھی ان کے علمی قد کاٹھ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس مضمون میں ان کی فکر، ان کی ادبی زندگی اور ان کے تعلیمی اور سماجی خیالات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	بیگم نذر سجاد، اردو ناول، ادبی ماحول، سجاد حیدر یلدرم، ریحانہ کوثر
لطیف، واصف	آفاقیت اور پنجابی کلاسیکی شاعری	۱۹۰ تا ۱۹۹	عظیم ادب کی یہ خاص پہچان ہے کہ اس میں آفاقیت کا عنصر موجود ہوتا ہے۔ آفاقیت زمان و مکان کی حدود کو پار کرتے ہوئے نئے ادوار میں بھی ادب کی تازگی کو برقرار رکھتی ہے۔ پنجابی کلاسیکی شاعری میں بھی آفاقیت پائی جاتی ہے۔ موضوعاتی سطح پر پنجابی شاعری پوری دنیا کے انسانوں کو متاثر کرنے کا ملکہ رکھتی ہے۔ اس مضمون میں پنجابی شاعری کے آفاقی عنصر پر بحث کی گئی ہے۔	آفاقیت، مقامیت، پنجابی شاعری، زمان و مکان، واصف لطیف
ندیم، ثمینہ	غالب کے اردو	۵۱	غالب اردو کے عظیم شاعر ہیں ان کی شاعری بلند خیالی اور مخصوص اندازو	غالب، شاعرانہ

	کلام کی ترتیب: حقائق و معروضات	تا ۶۰	اسلوب کی وجہ سے مقبول ہے۔ وہ اپنے عہد میں عوام کی بے توجہی کا شکار رہے ہیں۔ ان کے عہد سے لے کر دور حاضر تک ان کے کلام کی تدوین کا سلسلہ جاری وساری ہے۔ اس مضمون میں ان کے کلام کی تدوین کو موضوع بنایا گیا ہے۔	تعلی، تدوین، تحقیق، کلام غالب کی تدوین، ثمینہ ندیم
ہاشمی، طارق محمود	اردو غزل کے ظفریاب تجربات	۱۰۸ تا ۱۲۸	اردو غزل کی تاریخ خاصی طویل ہے اس میں کئی ایسے شعرا پیدا ہوئے جنھوں نے اس صنفِ سخن کو نئی اور جدید جہتوں سے آشنا کیا۔ ان میں سے ایک معتبر نام ظفر اقبال کا بھی ہے جنھوں نے اردو غزل میں نئے تجربات کو رواج دیا۔ اس مضمون میں ان کے ان ہی تجربات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	لسانی تشکیلات، ظفر اقبال، جدید تجربات، اردو غزل، طارق محمود ہاشمی

زبان وادب: ۱۲(۲۰۱۳ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اقبال، طاہرہ	سقوطِ بنگال کا المیہ اور مشرقی پاکستان کے مہاجر افسانہ نگار	۱۲۹ تا ۱۶۲	پاکستان ۱۹۷۱ء میں دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ یہ ایک قومی المیہ تھا جس نے پاکستان کے تخلیقی دماغوں کو متاثر کیا اور ادب میں ان موضوعات کو پیش کیا جانے لگا۔ اس مضمون میں ان افسانہ نگاروں کی تخلیقات کا جائزہ لیا گیا ہے جنھوں نے پاکستان ہجرت کر لی تھی۔	سقوطِ ڈھاکہ، مہاجر افسانہ نگار، تجزیاتی مطالعے، ۱۹۷۱ء، طاہرہ اقبال
امجد، رشید	ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانے	۷ تا ۱۱	ڈاکٹر سلیم اختر اردو ادب کا معروف نام ہے۔ انھوں نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی اور ہر صنف میں انفرادیت برقرار رکھی۔ افسانہ نگاری میں بھی وہ خاص مقام رکھتے ہیں۔ اس مضمون میں ان کے افسانوں کا تنقیدی و تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو افسانہ نگاری، ڈاکٹر سلیم اختر، تنقیدی جائزہ، رشید امجد
انجم، محمد وسیم/ بھٹہ، الطاف حسین	جوش ملیح آبادی کا شعری ارتقا	۱۲ تا ۲۲	جوش ملیح آبادی کا شمار بیسویں صدی کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے شاعری میں نئے رجحانات متعارف کروائے۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں جدید شعرا میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں ان کے شعری سفر کا احاطہ کیا گیا ہے۔	جوش ملیح آبادی، اردو شعری روایت، محمد وسیم انجم، الطاف حسین بھٹہ
بلوچ، اصغر علی	علی سردار جعفری کی نظموں کی اخلاقی جہت	۱۸۵ تا ۱۹۱	علی سردار جعفری ترقی پسند شاعری کا ایک اہم نام ہے۔ اس نے متعدد ایسی نظمیں تخلیق کیں جن میں مساوات اور انصاف کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر اخلاقی جہات کی تبلیغ بھی ان کی شاعری میں موجود ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری میں اخلاقی جہات کو موضوع بنایا گیا ہے۔	علی سردار جعفری، ترقی پسند شاعری، اصغر علی بلوچ
ترابی، نثار	اردو غزل: صوفیانہ رویوں کے آئینے میں	۳۵ تا ۵۷	اردو غزل کا دامن خاصا وسیع ہے، اس میں تقریباً ہر طرح کے موضوعات کو پیش کیا گیا ہے۔ ان موضوعات میں سے ایک نمایاں موضوع تصوف ہے۔ تصوف کے موضوعات کو صوفی شعرا نے فروغ بخشا۔ اس مضمون میں صوفیانہ رویوں کے تناظر میں اردو غزل کا جائزہ لیا گیا ہے۔	اردو غزل، تصوف، صوفیانہ عناصر، نثار ترابی
شاہد الدین/ ضمیر، ثمرہ	ڈراما بحیثیت صنف ''نظم'' ہے؟	۱۶۳ تا ۱۸۴	ڈراما اگرچہ کر کے دکھانے کا عمل ہے لیکن ادب کی ایک صنف تصور کیا جاتا ہے۔ ارسطو نے اس کے اسلوب، موضوع اور تکنیک پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں۔ ڈراما ارسطو کے دور میں شاعری کا حصہ تھا لیکن دورِ حاضر میں یہ نثری	صنفِ سخن، اسلوب، ارسطو، ڈراما نگاری، شاہد

			صنف میں شامل کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں ڈراما کا بطور نظم جائزہ لیا گیا ہے۔	الدین، ثمرہ ضمیر
شہزادی، عمرانہ / خان، افتخار احمد	شعرا آنحضورؐ کے سایۂ عاطفت میں	۸۰ تا ۹۲	عرب تہذیب میں شاعری ایک اہم جزو کے طور پر اپنا رنگ دکھاتی رہی ہے۔ اسلام کے بعد اس میں تبدیلی رونما ہوئی۔ خاص طور پر آنحضور ﷺ کی تعریف و توصیف میں شعرا نے طبع آزمائی کی۔ اس مضمون میں نعت گو شعرا کی شاعری کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	تہذیب و تمدن، نعت گو شعرا، تنقیدی مطالعہ، عمرانہ شہزادی، افتخار احمد خان
عابدی، سیدہ عنبر فاطمہ	مصطفیٰ زیدی کی شاعری میں رثائی عناصر: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ	۲۰۵ تا ۲۲۸	اردو شاعری میں مصطفیٰ زیدی کا نام خاصا معروف ہے۔ انھوں نے اردو غزل گوئی کو فروغ بخشا اور متعدد موضوعات کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ ان کا ایک اہم موضوع واقعہ کربلا بھی ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری میں مرثیے کے عناصر کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	مرثیہ نگاری، اردو شاعری، مصطفیٰ زیدی، سیدہ عنبر فاطمہ عابدی
فیاض، محمد	کربلائی استعاروں کا شاعر: محسن نقوی	۲۹۹ تا ۲۳۸	محسن نقوی نے جدید اردو شاعری کو نئے سے نئے موضوعات سے روشناس کروایا۔ ان کی شاعری میں واقعہ کربلا کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری میں کربلا کے استعاروں کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	محسن نقوی، اردو شاعری، تجزیاتی مطالعہ، کربلائی استعارہ، محمد فیاض
مغلانی، حمید الفت	سرائیکی زبان: تاریخ کے آئینے میں	۱۹۲ تا ۲۰۴	سرائیکی زبان اس خطے کی قدیم ترین زبان ہے۔ یہ پاکستان کے تقریباً تمام حصوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اس کا ذخیرۂ الفاظ اردو اور دیگر مقامی زبانوں میں مشترک ہے۔ اس مضمون میں اسی زبان کی تاریخ کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	سرائیکی زبان، تاریخی تناظر، ذخیرۂ الفاظ، حمید الفت مغلانی
ندیم، ایوب	نئی نظم: قیامِ پاکستان کے بعد	۲۳ تا ۳۴	قیامِ پاکستان نے جہاں اردو کی دیگر اصناف کو متاثر کیا وہاں نظم نے بھی اس واقعے سے اثر قبول کیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد تین اہم رجحانات اردو نظم میں نمایاں ہوئے: فسادات کا ردِ عمل، ہجرت کے مسائل اور خوابوں کی شکست و ریخت۔ اس مضمون میں انھی رجحانات کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	نئی نظم، قیامِ پاکستان، جدید شعرا، ایوب ندیم
ندیم، ثمینہ	غالب کی متفرق اردو منظومات: تحقیق و تجزیہ	۱۱۲ تا ۱۲۸	غالب اردو اور فارسی کا معتبر شاعر تھا۔ اگرچہ اسے اردو شاعری پر فخر نہیں تھا لیکن اسے دوام بخشنے میں اردو شاعری کا ہی کردار ہے۔ اردو میں اس کی شہرت غزل گو شاعر کی ہے۔ اس مضمون میں غزل گوئی کے علاوہ غالب کی دیگر اصنافِ سخن میں کی گئی کاوشوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	اردو شاعری، غزل گوئی، غالب شناسی، ثمینہ ندیم
ندیم، خالد	شبلی، اقبال اور عطیہ فیضی	۹۳ تا ۱۱۱	علامہ اقبال اور شبلی نعمانی اردو ادب کے اہم نام ہیں۔ دونوں شخصیات نے اردو کے فروغ میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ عطیہ فیضی ان دونوں میں ایک مشترک قدر کے طور پر موجود ہیں۔ عطیہ فیضی کے خطوط کی اشاعت سے	عطیہ فیضی، خطوط نگاری، علامہ اقبال، شبلی

			ادبی حلقوں میں نئی بحثیں ابھر کر سامنے آئیں۔اس مضمون میں ان شخصیات کے نفسیاتی پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے۔	نعمانی، خالد ندیم
ہاشمی، طارق	یورپ اور امریکہ میں اردو شاعری کا منظر نامہ	۵۸ تا ۷۹	یورپی ممالک میں اردو بولنے والوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔وہ ہمہ وقت اس کوشش میں مگن رہتے ہیں کہ اپنی مادری زبان کو فروغ ملے۔اس حوالے سے تخلیقی سطح پر بھی کوشش کی جاتی ہے۔ان کے احساسات وجذبات پاکستانی شعرا سے بہت مختلف ہیں۔اس مضمون میں یورپ اور امریکہ میں اردو شاعری کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	یورپی ممالک، اردو شاعری، امریکہ میں اردو شاعری، طارق ہاشمی

زبان وادب: ۱۳(۲۰۱۳ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اصغر، عاصمہ	غالب کا جمالیاتی آہنگ (نفسیات کے آئینے میں)	۱۰۲ تا ۱۱۶	غالب تاریخ رقم کرنے والے شاعر تھے۔ان کی شاعری کو بلند معیار تک پہنچانے والی تمام صفات ان کی ژرف نگاہی اور وسیع مطالعہ کی غماز ہیں۔ان کی شاعری کا سفر ان کی اندرونی کیفیات یا خلا کا ایسا سفر ہے جو ان کی منزل کے بجائے نیم شعور یا تحت الشعور کی بلندی تک پہنچتا ہے۔ان کے مطابق وہ خود اپنی ذات کے ساتھ متنازعہ ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے وہ جس طرزِ بیان کا انتخاب کرتے ہیں وہ ان کی زبان و بیان کے اظہار کے لیے عمدہ ترین ٹھہرتی ہے۔غالب ہند مغل جمالیات کی زندہ مثال ہیں۔غالب کی تہذیبی جمالیات نے نہ صرف اس کی شخصیت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ ایسی بلند نگاہی بھی عطا کی ہے جو انھیں دیگر شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔	جمالیات، نفسیات، غالب، مغل جمالیات، عاصمہ اصغر
افروز، شمع	پاکستانی کلچر کے مباحث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ	۱۱۷ تا ۱۲۵	تہذیب وثقافت کسی بھی قوم وملت کی شناخت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ پاکستانی ادب پر ہماری ثقافت کی گہری چھاپ ہے۔اس حوالے سے بہت سے بنیادی موضوعات گفتگو کا باعث بنے ہیں۔اس مضمون میں ایسے ہی موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔	کلچر، پاکستانی کلچر، فن تعمیر، موہن جوداڑو، شمع افروز
خان، ذیشان احمد	علمِ زبان اور جدید تقاضے	۱۴۱ تا ۱۴۶	اگرچہ روم اور یونان میں زبان پر بہت عرصے سے کام ہو رہا ہے لیکن اس نے بطور مضمون بیسویں صدی میں تیزی سے ترقی کی۔دورِ حاضر میں یہ ایک روایتی مضمون نہیں رہا بلکہ اس نے معاشرتی اور معاشی استعمال کے پیشِ نظر سائنسی مضمون کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔اس سے ترقی پذیر زبانوں کو پیشہ ورانہ میدانوں میں آگے بڑھنے کا موقع ملا ہے۔لسانیات میں زبان کے قواعد بطور مضمون نے موجودہ دنیا میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔یہ زبانوں کے باہمی ربط مثلاً انگلش اور اردو کا ربط وغیرہ کے حوالے سے بھی مطالعے کا میدان مہیا کرتا ہے۔اس سے زبان بذاتِ خود مضمون کی حیثیت تسلیم کروا رہی ہے۔	زبان، لسانیات، روم، یونان، بیسویں صدی اور لسانیات، ذیشان احمد خان
رباب، عظمت	اردو تدوین متن اور دبستانِ دہلی	۳۱ تا ۴۹	دبستانِ دہلی نے اردو تدوینِ متن کی آبیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔بہت سے قدیم وجدید متون کی تدوین دہلی کے مدونین کے ہاتھوں ہوئی۔ڈاکٹر خلیق انجم اور دیگر بہت سے مدونین نے شاعری، تذکروں اور نثر کے متون کی تدوین کی۔ ان مدونین نے تحقیق وتدوین کا بہت بلند معیار قائم کیا اور تدوینی مراحل کے دوران تنقیدِ متن کی وضاحت کی۔اس مضمون میں دبستانِ دہلی کے مدونین اور	دبستانِ دہلی، تدوین، تدوینِ متن، ڈاکٹر خلیق انجم، عظمت رباب

			ان کے اہم کارناموں کا بیان موجود ہے۔	
کلو، پروین	ترقی پسند تحریک اور فیض احمد فیض کی شاعری	۱۸ تا ۳۰	مارکس کے فلسفے کے زیرِ اثر دنیا بھر میں ترقی پسند ادبی تحریک نے جنم لیا۔ اس کے اثرات سے ہندو بھی دور نہ رہے جبکہ انجمن ترقی پسند مصنفین بھی اسی کے اثرات کا ثمر تھی۔ جب فیض احمد فیض کو تعلیمات مارکس کے بارے میں معلوم ہوا تو ان کے سامنے زندگی کا ایک اور باب درخشاں ہوا۔ وہ غمِ دوراں کے سامنے غمِ جاناں بھول گئے اور اسی سبب شاعری کر کے اپنا نام بنانے میں کامیاب ہو پائے۔ اس کے تحت تخلیق ہونے والے ادب میں زندگی کو مادیت پسندی اور معاشی معاملات کے گرد گردش کرتے ہوئے دکھایا گیا۔ انھوں نے روایات کے خلاف انقلاب کی راہ بھی ہموار کی۔ فیض نے معاشرتی مظالم کی جانب توجہ دلائی اور قومیت کے بجائے بین الاقوامیت کو ترجیح دی۔ در حقیقت ترقی پسند تحریک زندگی کی سچائیوں پر مبنی تھی۔ فیض کا مقصد اور منزلِ مقصود بھی یہی تھی۔	فیض احمد فیض، ترقی پسند تحریک، مارکس، انجمن ترقی پسند مصنفین، پروین کلو
کمال، محمد اشرف	اردو میں ہائیکو کا ارتقائی سفر	۷ تا ۱۷	ہائیکو جاپان کی صنفِ نظم ہے۔ جاپان کے بعد اس کا دائرہ کار بہت سے ممالک اور زبانوں تک جا پھیلا۔ اپنی جاذبیت اور غنائیت کے پیشِ نظر یہ اردو میں بھی جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کی بنیاد تین مصرعوں پر ہوتی ہے۔ ہائیکو کا تعلق شادمانی اور فطرت سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ رومانیت سے بھی اس کا تعلق گہرا ہے۔ اردو میں بہت سے شعرا اپنے خیالات کے اظہار کے لیے اس کا سہارا لیتے دکھائی دے رہے ہیں۔	ہائیکو، جاپان، نظم، مثلث، وزیر آغا، محمد اشرف کمال
مبارک، میمونہ	یاسمین حبیب کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ	۱۵۹ تا ۱۸۱	یاسمین حبیب برطانیہ میں رہنے والی ایک اردو شاعرہ ہیں۔ "آسیب سے پرچھائیں تک"، "تنکوں کا دوپٹہ" اور "کاجلوں کی لکیر" ان کی غزل کی کتب ہیں۔ انھوں نے اپنی شاعری میں کلاسیکی علامات کو استعمال کرتے ہوئے عصری حیثیت کو پیش کیا ہے۔	یاسمین حبیب، رعایت لفظی، میمونہ مبارک
مصطفیٰ، اسد	برطانیہ میں ہونے والی اردو شاعری کے چند انفرادی پہلو	۷۰ تا ۱۰۱	ہندو پاک سے بہت سے شعرائے کرام یورپ جا چکے ہیں۔ گو کہ یہ ہجرت معاشی مسائل کے سبب واقع ہوئی لیکن اس سے اردو شاعری میں ایک نئے کلچر کا اضافہ ہوا اور برطانیہ میں اردو شاعری کی روایت کا احیا ہوا ہے۔	برطانیہ، شاعری، یورپ، برطانیہ میں اردو شاعری، اسد مصطفیٰ
مقبول، طاہرہ	ڈاکٹر سلیم اختر بحیثیت علامتی افسانہ نگار	۱۸۲ تا ۱۹۸	ڈاکٹر سلیم اختر ہمہ صفت اردو ادیب ہیں، وہ نقاد، تاریخ دان اور افسانہ نگار ہیں۔ انھوں نے افسانوں کو علامتی انداز میں لکھا ہے۔ وہ جدید آدمی کی مشکلات کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور اسے مابعد الطبیعیاتی انداز میں پیش کرتے ہیں۔	سلیم اختر، علامتی افسانہ، اردو افسانہ، طاہرہ مقبول

ملک، عبدالعزیز	انتظار حسین: ہمہ جہت ادبی شخصیت	۱۴۱ تا ۱۵۸	انتظار حسین ایک ہمہ صفت معروف ادیب ہیں۔ وہ ناول نگار، افسانہ نگار، کالم نگار، سفر نامہ نگار، سوانح نگار، ڈراما نگار، تنقید نگار اور مترجم ہیں۔ نقاد انھیں فلاسفر، مصلح اور صوفی وغیرہ بھی کہتے ہیں لیکن وہ اپنی پہچان فکشن کو ہی گردانتے ہیں۔ اس مقالے میں ان کے ادبی ذوق اور تحاریر کے مقصد کو موضوع بنایا گیا ہے۔	انتظار حسین، کہانی، افسانہ نگار، ناول نگار، عبدالعزیز ملک
ندیم، ثمینہ	غالب کے اردو قصائد۔ تحقیق و تجزیہ	۵۰ تا ۶۹	چونکہ غالب اپنی شاعری بالخصوص غزلیات کے حوالے سے اردو کا اہم ترین نام ہے۔ اسی لیے ان کی دیگر اصنافِ نظم کی جانب بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ بہت ہی کم لوگوں نے ان کے اردو قصائد کی جانب توجہ دی ہے۔ ان کے قصائد کی تعداد محدود ہے اور مختلف دوانین میں کم کم ہی ملتے ہیں۔ ان قصائد کی تعداد اور اشعار کے علاوہ ترتیب کے حوالے سے بھی یہ مختلف دوانین میں مختلف صورتِ حال اختیار کر جاتے ہیں۔ یہ قصائد اپنی ردیف اور ہیئت وغیرہ کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ درکار تھا جسے ڈاکٹر ثمینہ نے اپنے مضمون میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔	غالب، قصائد، اردو قصائد، اصنافِ نظم، ثمینہ ندیم
نگار، شہلا	بیسویں صدی کی پنجابی شاعری کے بدلتے ہوئے رجحانات	۱۲۶ تا ۱۴۰	پنجابی شاعری میں کلچر کی روایت اور تصوف کی بہتات موجود ہے۔ بیسویں صدی کے پنجابی شعرائے کرام اپنی نظموں میں عصرِ حاضر کے مسائل کو بڑی خوبی کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ ان شعرا نے اپنے بیان کے اظہار کے لیے نئی تشبیہات اور استعاروں کا استعمال کیا ہے۔	پنجابی شاعری، بدلتے رجحانات، کلچر، تصوف، شہلا نگار

زبان وادب: ۱۴(۲۰۱۴ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، سعید	مجید امجد کا سائنسی شعور	۱۶۴ تا ۱۸۱	مجید امجد بیسویں صدی کی شاعری کا اہم شاعر تصور کیا جاتا ہے۔ فنی اعتبار سے ہیئتوں کا حیرت انگیز تنوع اور فکری اعتبار سے مجید امجد کا کائناتی شعور ان کو دیگر شعرا سے ممیز کرتا ہے۔ اس کی شاعری جمالیاتی اور سائنسی شعور کی غمازی کرتی ہے۔ مجید امجد کی شعری کائنات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی سائنس کی مختلف شاخوں سے خاص دلچسپی تھی۔ اس مضمون میں ان کے سائنسی شعور کو شعری تناظر میں سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	مجید امجد، جدید شاعری، جمالیاتی شعور، کائناتی شعور، سعید احمد
اسلام، صبا/ عباس، ہمایوں	تفسیرِ رؤفی میں فارسیت اور مقامی زبانوں کا امتزاج	۸۳ تا ۹۵	شاہ رؤف معروف صوفی بزرگ، عمدہ شاعر اور مفسرِ قرآن ہیں۔ آپ نے کمال ریاضت سے تفسیرِ رؤفی قلم بند کی جو زبان وادب کی تاریخ میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ یہ تفسیر کلاسیکی عربی، فارسی اور اردو کا خوبصورت امتزاج ہے۔ یہ پہلی مکمل تفسیر بھی ہے۔ اس مضمون میں فارسی زبان کے اردو ادب پر اثرات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مذکورہ تفسیر میں اردو زبان میں فارسی کی پیوند کاری عمدہ انداز میں کی گئی ہے اور فارسی تراکیب اور الفاظ کو اردو نثر میں کھپایا گیا ہے۔ جس کا اظہار صبا اسلام اور ڈاکٹر ہمایوں عباس نے اس مضمون میں کیا ہے۔	شاہ رؤف، تفسیر رؤفی، تفسیر نگاری، صبا اسلام، ہمایوں عباس
اشرف، شاہد	مجید امجد کا سیاسی شعور	۱۸۲ تا ۱۸۹	مجید امجد کی شاعری اپنے ہم عصر شعرا سے کئی حوالوں سے منفرد اور ممتاز ہے۔ موضوعات کے تنوع نے انھیں اعتبار بخشا ہے۔ وہ شعری آہنگ سے قطع نظر خاص قرینے سے اظہار کرتے ہیں۔ ان کا سیاسی انداز تعمیم کی بجائے تخصیص کا حامل ہے۔ وہ زندگی کی الجھنوں اور مصائب کو سیاسی ناہمواری کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔ وہ سرمایہ دارانہ نظام کی قباحتوں سے دل گرفتہ ہیں اور اسے انسانی المیہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ ان کا سیاسی شعور ان کی شاعری میں منعکس ہوتا دکھائی دیتا ہے جس کا اس مضمون میں احاطہ کیا گیا ہے۔ مضمون نگار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ انھیں خارجی سطح پر ہونے والے سیاسی تغیرات کو مخصوص انداز میں شعری تخلیقات کا حصہ بنانے کا ہنر آتا ہے۔	مجید امجد، سیاسی شعور، جدید شاعری، شاہد اشرف
اصغر، جمیل	مسعود حسین خاں کی لسانی خدمات	۲۰ تا ۲۸	مسعود حسین خان اردو لسانیات میں ایک قابل قدر نام ہے۔ ان کی تحریریں اردو لسانیات کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں جیسے نحویات، مارفیمیات، صوتیات، اسلوبیات، تدوین اور زبان کے ابتدائی ارتقا وغیرہ جو ان کی گہری علمی	مسعود حسین خاں، اردو لسانیات، اردو

			بصیرت کی غمازی کرتی ہیں۔ان کی تحریریں سائنسی تجزیوں اور دلیل پر مبنی ہوتی ہیں۔انھوں نے نہ صرف حافظ محمود شیرانی کے نظریے سے اختلاف کیا بلکہ اردو میں اسلوبیات کو متعارف کروانے میں اولین کوشش کی۔اس مضمون میں مسعود حسین خان کے کام کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	زبان کی ابتدا، اسلوبیات، جمیل اصغر
اعوان، سبینہ اویس	احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں انسان دوستی کا تصور	۶۵ تا ۷۷	احمد ندیم قاسمی ترقی پسند ادبا کا قابل قدر نمائندہ ہے۔ان کی متعدد ادبی جہتیں ہیں جن میں غزل گوئی، نظم نگاری، افسانہ نگاری، تنقید، صحافت، مضمون نگاری اور کالم نگاری نمایاں ہیں۔ان کی شاعری انسانی جذبات سے تخلیقی وابستگی کی حامل ہے۔اس مضمون میں احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں انسان دوستی کے تصور کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ان کی شاعری بنیادی طور انسان کے مسائل کو حل کرنے پر زور دیتی ہے۔احمد ندیم قاسمی کا کام گہرے مشاہدے، وسیع تر انسانی جذبے، شاعرانہ زبان اور فرد کے معاشرے کے ساتھ تعلق کی عکاسی کرتا ہے۔انھوں نے مزدور اور غریب کے حق میں آواز بلند کی ہے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو شاعری، انسان دوستی، ترقی پسند ادب، سبینہ اویس اعوان
انوار، فوزیہ/ قادری، شبیر احمد	نور احمد میرٹھی کی ادبی خدمات	۱۲۸ تا ۱۳۶	نور احمد میرٹھی نمایاں شاعر اور ادیب ہیں۔انھوں نے اردو کا دامن کئی شاہکار کتب سے مالا مال کیا۔ان کا نمایاں کام کراچی کے شعرا کی تاریخ اور ان کا اردو کے فروغ میں حصہ کے حوالے سے "اذکارِ افکار" ہے۔اس طرح انھوں نے پاکستان کے سب سے بڑے شہر کی ادبی تاریخ کو محفوظ بنادیا ہے۔ان کے شاعرانہ مجموعے "نورِ سخن"، "چشمِ شوق" اور "کشتِ مناقب" ان کی شعری بصیرت کی عکاسی کرتی ہیں۔انھوں نے کراچی کے ساتھ ساتھ اپنے آبائی شہر میرٹھ کے شعرا پر بھی اچھا خاصا کام کیا ہے۔جن میں "تذکرہ شعرائے میرٹھ"، "مشاہیر میرٹھ" اور "شخصیاتِ میرٹھ" شامل ہیں۔اس مضمون میں ان کی ادبی اور دانش ورانہ خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	نور احمد میرٹھی، اذکارِ افکار، نورِ سخن، چشمۂ شوق، کشتی مناقب، تذکرہ شعرائے میرٹھ، فوزیہ انوار، شبیر احمد قادری
بزمی، محمد نعیم	مجید امجد کا تصور فن---آزاد نظم اور امیجری کے تناظر میں	۱۴۵ تا ۱۵۳	مجید امجد اردو شاعری کا ایک نمایاں نام ہے۔اقبال کے بعد انھوں نے اردو شاعری کے اسالیب پر اَن مٹ اثرات مرتب کیے۔انھوں نے اردو نظم کی ساختیاتی تکنیکوں میں کئی تجربات کیے اور اس کی ساخت کو نئے پہلوؤں سے آشنا کیا۔امیجری ان کی شاعری کا منفرد پہلو ہے۔ان کی شاعری ہماری شہری اور دیہاتی زندگی کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔کنواں، امروز، قبلا خان، ہری بھری فصلو اور طلوعِ فرض ان کی زرخیز تخلیقی صلاحیتوں کی عکاس ہیں۔	آزاد نظم، جدید شاعری، امیجری، کنواں، ہری بھری فصلو، محمد نعیم بزمی
حسین، شفقت/ اعوان، محمد آصف	ایڈورڈ سعید بحیثیت شرق شناس	۱۰۶ تا	ایڈورڈ سعید موجودہ عہد میں سب سے زیادہ اثر انگیز لکھاری ہے جس نے مغرب میں مشرق کا دفاع کیا ہے۔ایڈورڈ سعید نے شرق شناسی کے تمام	ایڈورڈ سعید، شرق شناسی،

		۱۱۲	پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ اس کے ہاں شرق شناسی کی تاریخ، ارتقا، مشرقی عوام پر ہونے والے اثرات کے ساتھ موجودہ دور میں ہونے والی شرق شناسی پر بھی بحث کی ہے۔ اس نے یورپی سامراجیت میں مستشرقین کے ان پہلوؤں کو بیان کیا ہے جو نظروں سے اوجھل تھے۔ ایڈورڈ سعید کے نزدیک مستشرقین نے نو آبادیات کے دوران میں اپنی سامراجی حکومتوں کے لیے لازوال کردار ادا کیا۔ اس مضمون میں ایڈورڈ سعید کی خدمات شرق شناسی کی روایت میں ان کی کتاب Orientalism کے تناظر میں ان کے مقام کا تعین کیا گیا ہے۔	مستشرقین، نوآبادیات، شفقت حسین، محمد آصف اعوان
حمید، فرزانہ/ کلو، پروین	جہاتِ غزل	۱۳۷ تا ۱۴۲	غزل اپنی مخالفتوں کے باوجود آج بھی اردو ادب میں زندہ ہے۔ یہ صنفِ ادب پچھلے چار سو سال سے اپنی شہرت اور اہمیت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہ وہ صنف ادب ہے جس نے مشرق کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ بیسویں صدی میں شعرا نے اس میں خاصے تجربات کیے۔ غزل کا دامن نئے موضوعات، اسالیب، لفظیات اور نت نئی تشبیہات کے لیے ہمیشہ کشادہ رہا ہے۔ غزل میں ہونے والے لسانی تجربات اور عہد بہ عہد تبدیلیوں کو اس مضمون میں زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ ان تمام تجربات کے باوجود غزل نے اپنی ہیئت برقرار رکھی جو اس کی خاص پہچان ہے۔	اردو غزل، جہاتِ غزل، ہیئت، فرزانہ حمید، پروین کلو
خان، ذیشان احمد	منظر نگاری: ایک زبان	۷۸ تا ۸۲	ناول ادب میں سب سے زیادہ معروف صنف ہے۔ طویل بیانیہ کی یہ کہانی کرداروں، پلاٹ، کہانی اور مخصوص فضا کی حامل ہوتی ہے۔ زبان کرداروں اور پلاٹ پر مخصوص اثرات مرتب کرتی ہے۔ Tess of the D" Urbervilles ٹامس ہارڈی کے شاہکار ناولوں میں سے ایک ہے۔ کرداروں سے ہٹ کر اس ناول میں زبان کو بڑی خوش اسلوبی سے برتا گیا ہے۔ بیانیہ اور فطرت کی منظر نگاری کو بڑی احتیاط اور مہارت سے قاری کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ ٹامس ہارڈی کے مذکورہ ناول کی سیٹنگ، بیانیہ، واقعات کی تفصیل بڑی اہم اور دلکش ہیں۔ مضمون میں ہارڈی کے ناول میں منظر نگاری کی خصوصیات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔	منظر نگاری، ناول، ٹامس ہارڈی، Tess of the D" Urbervilles ذیشان احمد خان،
سرفراز، رابعہ	اردو سفر ناموں میں ہندوستان کے تہذیبی و ثقافتی عناصر: ایک مطالعہ	۳۸ تا ۵۰	ہندوستان کی اپنے جغرافیے اور ثقافت کے اعتبار سے خاصی اہمیت ہے۔ دریاؤں، پہاڑوں، صحراؤں اور زرخیز زمینوں کی اس دھرتی کا وسیع تاریخی پس منظر ہے جس نے ہر دور کے لوگوں کو اپنی طرف ملتفت کیا ہے۔ برصغیر کے لکھاریوں نے خوبصورت، رنگین اور پُر جمال لفظی تصویریں اپنے سفر ناموں میں پیش کی ہیں۔ ہندوستان سے متعلقہ سفر نامے معلومات، تفریح اور لطف کشید کرنے کا وسیع ذریعہ ہیں۔ ان کے مطالعے سے ہم طرزِ زندگی، رویوں،	اردو سفر نامہ، تہذیب و ثقافت، ہندوستان، دید و باز دید، جرنیلی سڑک، سات

			کھانے پینے کے انداز، تاریخی ورثے اور متعدد دیگر ہندوستانی اشیا اور ہندوستانی لوگوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس مضمون میں ایسے سفر ناموں کا مطالعہ کیا گیا ہے جن میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت کی جھلکیاں موجود ہیں۔	دن، دلی دوراست، رابعہ سرفراز
شاہ، سلیم تقی	اردو اصطلاحات کے تراجم--- مسائل اور امکانات	۷ تا ۱۳	اصطلاح الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جو علم کے متعلقہ میدان میں استعاراتی معنی دیتا ہے۔ اصطلاح اپنے لغوی معنی میں استعمال نہیں ہوتی۔ زبان کی ترقی کے لیے اصطلاحات کا ہونا ضروری امر ہے۔ جب دو تہذیبیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آتی ہیں تو لسانیاتی اتحاد ایک فطری مظہر ٹھہرتا ہے۔ لسانیاتی ساخت بعض اوقات اصطلاحات کے ترجمے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ وہاں درست خیال کے ابلاغ کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ابلاغ کو مدِ نظر رکھ کر گھڑی گئی اصطلاح بآسانی ترجمہ کی جا سکتی ہے۔ اس مضمون میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اصطلاح کو زبان کے لسانیاتی شعور سے ہم آہنگ ہونا چاہیے۔	اردو اصطلاحات، ترجمے کے مسائل، جامعہ عثمانیہ کا دارالترجمہ، دارالمصنفین اعظم گڑھ، سلیم تقی شاہ
شفیع، محمد افتخار	مجید امجد اور پاک و ہند محاربے: ایک مطالعہ	۱۵۴ تا ۱۶۳	دنیا کی تقریباً ہر زبان میں جذبۂ حب الوطنی ایمان کا جزو تصور کی جاتی ہے۔ شاعروں نے ہمیشہ عسکری عروج و زوال کی داستانیں رقم کی ہیں۔ اردو زبان کی تاریخ زندگی کے اس پہلو سے تہی دامن نہیں ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد اب تک دو بڑی جنگیں لڑی جا چکی ہیں۔ اس دوران میں پاکستانی شعرا نے دشمن کے ناپاک عزائم کی شاعری میں مذمت کی ہے۔ مجید امجد اردو کا ایک ایسا شاعر ہے جس کے ہاں حساسیت کا جذبہ خاص طور پر نمایاں ہے۔ اس کو قدرت نے لطیف تخلیقی شعور سے نوازا ہے، اس کی ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگوں کے تناظر میں لکھی گئی شاعری خاص اہمیت کی حامل ہے۔ ان کا یہ کارنامہ ان کے منفرد پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ مضمون مجید امجد کی شاعری کے رزمیہ عناصر کے بے لاگ تجزیے پر مشتمل ہے۔	مجید امجد، جدید نظم، رزمیہ شاعری، ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء، محمد افتخار شفیع
شیرانی، مظہر محمود/ ہاشمی، طارق	تبصرۂ کتب	۱۹۰ تا ۱۹۴	اس مقالے میں ڈاکٹر محمد ہارون عثمانی کی کتاب "اردو زبان و ادب کے فروغ میں مجلہ "مخزن" لاہور کا کردار" جو الوقار پبلی کیشنز لاہور سے چھپی ہے، پر ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی کا تبصرہ اور اسم یعقوب کی کتاب "تنقید کی شعریات" جو یورب اکادمی، اسلام آباد سے چھپی ہے، پر ڈاکٹر طارق ہاشمی کا تبصرہ شامل ہے۔	تبصرۂ کتب، مخزن، محمد ہارون عثمانی، طارق ہاشمی، مظہر محمود شیرانی
صبا، حنا	اردو شاعری پر ٹیگور کے اثرات	۵۱ تا ۶۴	ٹیگور دنیائے ادب کا معتبر نام ہے جس کی تحریروں نے اردو شاعری پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ رومانوی شاعری کے میدان میں ٹیگور کے اثرات کو تلاشا جا سکتا ہے۔ جذبات نگاری، نغمگی، عمدہ تخیل اور مجموعی رومانوی فضا لے کر ہیئت	اردو شاعری، ٹیگور، رومانویت،

			کے تجربات تک ٹیگور کا اثر موجود ہے۔اردو کے نام ور شعرا جیسے اختر شیرانی، عظمت اللہ خان، حفیظ جالندھری، افسر میرٹھی اور احسان دانش وغیرہ نے ان سے اثر قبول کیا۔ان کے شاہ کار ''گیتانجلی'' نے اردو شعرا پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔یہ مضمون اردو شاعری پر ٹیگور کے اثرات کو منظرِ عام پر لاتا ہے۔	گیتانجلی، حناصبا
صدیقی، سہیل احمد	فہیم وزیرک ڈاکٹر فہیم احمد اعظمی	۱۴ تا ۱۹	ڈاکٹر فہیم اعظمی اردو زبان کے عظیم لکھاری اور نقاد ہیں۔ان کی جدید تنقید کے فروغ کے ضمن میں خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔انھوں نے اپنا رسالہ ''صریر'' جدید تنقید کے مباحث کے جاری کیا۔اس مضمون میں ان کی زندگی کے متنوع پہلوؤں، ادبی خدمات اور تنقیدی نقطۂ نظر کو زیرِ بحث لایا گیا ہے، جو ان کے خیالات کی تفہیم میں معاون ثابت ہوگا۔	فہیم اعظمی، اردو تنقید، صریر، سہیل احمد صدیقی
گوندل، محمد یار	فیض کی غالب سے شاعرانہ مماثلتیں	۲۹ تا ۳۷	غالب ایک ایسا نابغہ ہے جس نے اردو شاعری کو عظمت کی بلندیوں تک پہنچادیا۔غالب کے بعد متعدد شعرا ان کی شاعری کی ہنت سے متاثر ہوئے۔کئی نام ور شعرا نے غالب کے خیالات اور ڈکشن کے خزائن سے تخلیقی سطح پر استفادہ کیا۔فیض احمد فیض کا شمار بھی ان شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے غالب سے فیض حاصل کیا۔وہ غالب سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کتب کے نام غالب کے اشعار سے لیے گئے ہیں۔ندرتِ خیال، جدت اور انسانیت سے محبت غالب کی شاعری کی بنیادی خصوصیات ہیں۔فیض احمد فیض اور غالب اس حوالے سے ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔یہ مضمون غالب اور فیض کی انھی مماثلتوں کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔	فیض احمد فیض، مرزا غالب، اردو شاعری، شاعرانہ مماثلت، محمد یار گوندل
محمود، صدف	The Feminine Stereo types in Heer Waris Shah ہیر وارث شاہ میں تانیثیت کا سٹیریوٹائپ تصور	۳ تا ۱۳ (حصہ انگریزی)	پاکستانی معاشرے کی پدرسری تعمیر نے اپنے معاشرے کی عورت کو ثانوی حیثیت دی ہے۔عورت سے وفا اور محبت کی توقع کی جاتی ہے۔ادب میں عورت کی حیثیت کو مختلف انداز میں پیش کیا جاتا رہا ہے۔ہیر وارث شاہ میں بھی عورت کا وہی روایتی تصور پیش کیا گیا۔مقالہ نگار نے اس مقالے میں تانیثیت کے روایتی حوالوں سے ہیر وارث شاہ کا جائزہ لیا ہے۔	Feminism, Heer, Waris Shah, Sadaf Mehmood
مرسل، سید محمود/ اعوان، محمد آصف	سقوطِ ڈھاکہ کے تناظر میں اردو شاعری کا مطالعہ	۹۶ تا ۱۰۵	سقوطِ ڈھاکہ نے قوم کے شعرا کو احساسِ شکست اور ندامت سے دوچار کیا جس کا اظہار انھوں نے اپنی تخلیقات میں جابجا کیا ہے۔اس مضمون میں مصنف نے متنوع موضوعات جن میں اپنوں کی بے وفائی، موقع پرستیاں، جارح دشمن کی مذمت، پاکستانیوں پر ظلم و ستم کی داستانیں اور خود احتسابی وغیرہ شامل ہیں، کا احاطہ کیا ہے۔	سقوطِ ڈھاکہ، اردو شاعری، ۱۹۷۱ء، سید محمود مرسل، محمد آصف اعوان

نقوی، صدف/ بلوچ، اصغر علی	جھنگ کی ثقافت اردو شاعری کے آئینے میں	۱۱۳ تا ۱۲۷	جھنگ اپنی ثقافت، زرخیز روایات، عمدہ ورثے اور رومانوی داستانوں کی وجہ سے خاصا معروف ہے۔ جھنگ کی ثقافتی اور رومانوی اقدار اردو شاعری میں منعکس ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ جھنگ کی سرزمین راوی اور چناب کے دوآبے پر مشتمل ہے جو پیار، محبت اور خلوص کا استعارہ بن کر سامنے آتی ہے۔ پنجابی تہذیب و ثقافت کے دل فریب نمونے بھی جھنگ کو دیگر اضلاع سے ممیز کرتے ہیں۔ جھنگ کی شعری روایت کا آغاز دامودر داس دمودر سے ہوتا ہے جو تاحال جاری وساری ہے۔ سوہنی کی وفاداری اور ہیر کا المیہ اس خطے کی شاعری کو ذرخیز بنائے ہوئے ہے۔ اسی دھرتی سے وارث شاہ نے ہیر رانجھا کی داستان رقم کرکے ابدیت حاصل کی۔ اسی طرح اردو شاعری میں بھی جھنگ کی ثقافت کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے جس کو اس مضمون میں سامنے لانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	اردو شاعری، تہذیب و ثقافت، جھنگ، ہیر رانجھا، وارث شاہ، مجید امجد، شیر افضل جعفری، صدف نقوی، اصغر علی بلوچ

زبان وادب: ۱۵(۲۰۱۴ء)

مدیر: شبیر احمد قادری، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احسن، عزیز	اردو زبان اور نعتیہ ادب	۱۳ تا ۳۱	اردو زبان کے آغاز سے ہی نعتیہ شاعری کی ابتدا ہو گئی تھی۔ مختلف اصناف میں نعت لکھنے کی روایت تیزی کے ساتھ مقبول ہوئی ہے۔ فخر الدین نظامی بیدری کی مثنوی 'کدم راؤپدم راؤ' سے کر آج کے عہد تک نعتیہ ادب متنوع اصناف میں تخلیق ہو رہا ہے۔ ادب کی عامیانہ سطح سے لے کر ادب عالیہ کی ارفع سطح تک شعرا نعت تخلیق کر رہے ہیں۔ اس میں مسلم شعرا کے ساتھ ساتھ غیر مسلم شعرا کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ مختلف زبانیں اور مختلف عقائد کے حامل لوگ نعت سے والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے حضرت محمد ﷺ سے جذبہ احترام کو لازم سمجھتے ہیں۔ اس مضمون میں نعتیہ ادب کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	نعتیہ ادب، اصنافِ سخن، پیغمبرِ اسلام کدم راؤپدم راؤ، عزیز احسن
اصغر، جمیل	مجید امجد کی نثر نگاری	۶۲ تا ۶۸	مجید امجد جدید اردو ادب کا ایک اہم شاعر ہے۔ اس نے منفرد انداز میں اپنی پہچان بنائی ہے۔ بہت سے نقاد انھیں جدید اردو شاعر کے طور پر متعارف کرواتے ہیں۔ وہ ایک عمدہ نثر نگار بھی ہیں جس کی طرف قارئین اور ناقدین کی نظر کم ہی گئی ہے۔ بطور نثر نگار مجید امجد نے دیباچے، فلیپ، تبصرے، نظموں کے تجزیے اور تنقیدی مضامین قلم بند کیے۔ ان کی نثر واضح، قطعی اور جامع ہے۔ ان کی نثر میں اختصار، وضاحت، جامعیت اور سادگی ایسی اسلوبیاتی خصوصیات موجود ہیں۔ ان کا نثری اسلوب ان کے شاعرانہ اسلوب کی عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے۔	مجید امجد، نثر نگاری، اسلوب، اصنافِ ادب، جمیل اصغر
آصف، محمد	حالی کا ادبی و تہذیبی رویہ (مابعد نو آبادیاتی سیاق میں حالی کی عصری تخلیقی معنویت)	۱۵۱ تا ۱۶۷	اس مضمون میں مصنف نے نو آبادیات کے تناظر میں حالی کے ادبی اور تہذیبی رویے کا تجزیہ کیا ہے اور حالی کے ہمارے عہد میں بامعنی ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔ حالی نے اسلام اور مغربی تہذیب کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ مغربی تہذیب سے متاثر نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اس خواص کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ حالی تہذیب، جدت، شرافت اور بردباری کا درس دیتے ہیں۔ ان خصائص کے باوجود وہ مغرب سے استفادہ کر کے ان کے نو آبادیاتی نظام کے خلاف اپنی روایات اور اسلامی اقدار کی روشنی میں آواز بلند کرنے کا درس دیتے ہیں۔ آج کے عہد میں ہمیں اپنی پہچان کی ضرورت ہے، سو ہمیں حالی کی ضرورت ہے۔	نو آبادیات، مغربی تہذیب، ہم آہنگی، مغرب، عصرِ حاضر، الطاف حسین حالی، محمد آصف

اعجاز، سمیرا	منیر نیازی کا ایک نایاب افسانہ اور ادھورا ناول	۶۹ تا ۸۴	منیر نیازی جدید شاعری کا ایک اہم نام ہے۔ وہ اپنے کرشماتی انداز اور منفرد ڈکشن جو کلاسیکی اور جدید کا امتزاج ہے، سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس مضمون میں ان کی نثر نگاری کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کی نثر پر ان کی شاعری کا شائبہ ہوتا ہے۔ افسانہ جو انھوں نے اپنے ادبی سفر کے آغاز میں تحریر کیا تھا ان کو ایک اچھا فکشن نگار ظاہر کرتا ہے۔ اس کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اگر تسلسل سے فکشن لکھتے تو شاعر کی طرح ایک بڑے فکشن نگار بھی ہوتے۔	منیر نیازی، نثر نگار، فکشن، اصناف، کلاسیک، جدید شاعری، سمیرا اعجاز
اعظم، فائزہ / سرفراز، رابعہ	عبداللہ حسین کے ناول ''قید'' کے نسائی کردار	۱۹۷ تا ۲۰۶	عبداللہ حسین اردو ناول نگاروں میں ایک اہم نام ہے۔ وہ اپنے ناول '' اداس نسلیں'' کی وجہ سے معروف ہیں۔ اس کا ناول ''قید'' تانیثیت کی وجہ سے خاصا اہم ہے۔ عورت جو ہمیشہ معاشرے کے حاشیے پر رہی ہے، وہ اپنے حقوق کے بارے میں آواز بلند نہیں کر سکتی۔ قید کے نسوانی کردار بھی اسی طرز کی صورتِ حال کی عکاسی کرتے ہیں۔ عبداللہ حسین نسائی کرداروں کو خاص تناظر میں پیش کرتا ہے۔ رضیہ اس ناول کا بنیادی کردار ہے جو عبداللہ حسین کی زبان بولتی ہے۔ وہ اپنے حقوق کی جنگ لڑتی ہے۔ وہ فیروز شاہ سے شادی کرنے پر آمادہ نہیں لیکن اس کے ساتھ اپنے تعلقات بحال رکھتی ہے۔ وہ اپنی شناخت بحال رکھنا چاہتی ہے۔ اگرچہ یہ ناول روحانی راہ نماؤں کو بے نقاب کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ نسائی حقوق کی بات بھی اس ناول میں موجود ہے۔	عبداللہ حسین، ناول نگاری، تانیثیت، کردار نگاری، روحانیت، نسائی حقوق، اداس نسلیں، قید، فائزہ اعظم، رابعہ سرفراز
اویسی، محمد ارشد	خواجہ میر درد اور آئینۂ دل	۵۳ تا ۶۱	خواجہ میر درد ایک غیر معمولی شاعر اور صوفی منش انسان تھے۔ دہلوی تہذیب اور برِ صغیر پاک و ہند کی دانش ورانہ روایت کو ان پر فخر ہے۔ میر درد کی شاعری دل، آئینہ اور انعکاس ایسے الفاظ سے بھری پڑی ہے۔ دل کے استعارے کے ساتھ وہ اپنے عہد کی فینٹسی، حقیقت، سماجی اور سیاسی عوامل جوڑتے ہیں ۔ میر درد کی شاعری محض لفظوں کا کھیل نہیں ہے، بلکہ وہ ان کے داخلی احساسات اور جذبات کی عکاس ہے۔	تصوف، انعکاس، استعارہ، عاشقانہ رنگ، خواجہ میر درد، محمد ارشد اویسی
ترابی، نثار	غزل کے ظریفانہ رویے	۴۳ تا ۵۲	ہر دور کی ادبی تاریخ نے نئے نئے رجحانات کو متعارف کروایا ہے اور شعرا نے اپنے اپنے عہد میں ان حالات و واقعات کے تناظر میں اپنے خیالات کو شعری لباس پہنایا ہے۔ ان کا ذہن ایک بیدار مغز تخلیق کار کی طرح ہر عہد میں تاریخی جبر کو بے نقاب کرتا رہا ہے۔ معاشی زبوں حالی ہو یا سیاسی ابتری کا دور شعرا نے ہر دور میں دردمندانہ سوچ کی عکاسی کی ہے۔ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ ۱۹۵۰ء سے لے کر ۱۹۹۰ء تک غزل نے ظریفانہ رجحان کو اپنایا ہے جس کے ذریعے اجتماعی انحطاط اور ان تلخ حقائق کو جو سیاسی اور سماجی زندگی میں نفوذ کر چکے ہیں، نمایاں کیا ہے۔ مزاح نگاروں نے گہری چوٹوں کے ذریعے اس عہد کی	ظرافت، اجتماعی انحطاط، سماجی و معاشرتی زندگی، اردو غزل، نثار ترابی

			اخلاقی گراوٹ، بے ایمانی اور معاشرتی لوٹ مار کی تصویریں پیش کی ہیں۔	
رحمان، نسیمہ	لاہور اور مولانا حالی	۱۶۸ تا ۱۸۲	مولانا الطاف حسین حالی لاہور میں چار سال مقیم رہے۔ یہ وہ دور ہے جب ان کی ادبی اور علمی زندگی میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس دور میں انھوں نے نظم، تنقید اور تراجم کے میدان خاصا کام کیا۔ ان چیزوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، حالی کے اس عہد کا مطالعہ خاصا دلچسپ ہے۔ یہ مضمون حالی کے قیامِ لاہور کے دوران میں ان کی مذہبی، تعلیمی اور ادبی سرگرمیوں کو زیرِ بحث لاتا ہے۔	لاہور، تراجم، نیچرل شاعری، پنجاب بک ڈپو، انجمنِ پنجاب، نسیمہ رحمان
سبحانی، میمونہ	روزنامہ ''امروز'' کا پہلا شمارہ--- ایک جائزہ	۱۱۰ تا ۱۱۶	روزنامہ ''امروز'' کا پہلا شمارہ ۴مارچ ۱۹۴۸ کو پروگریسو پیپر لمیٹڈ کے تحت منظرِ عام پر آیا۔ اس نے اردو صحافت میں نئے رجحانات کو پروان چڑھایا۔ عام آدمی اور پسے ہوئے طبقے کے مسائل کو اجاگر کرنا اس کی پالیسی کا حصہ تھا۔ یہ اخبار جن حالات میں منظرِ عام پر آیا اس دور کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ اس مضمون میں ''امروز'' کی صحافتی دنیا میں خدمات کو موضوع بنایا گیا ہے۔	روزنامہ امروز، صحافت، طبقاتی تضاد، میمونہ سبحانی
سیال، عابد	حالی کا رنگِ جدید: امکانات کی دنیا	۱۳۵ تا ۱۴۴	حالی اردو غزل کا ایسا مجتہد ہے جس نے کلاسیکی طرزِ اظہار کی قربانی دے کر داخلی طور پر غزل کے ایسے امکانات ابھارے جن پر انیسویں صدی کے بعد کی غزل کا اسلوبیاتی ڈھانچہ استوار ہوا ہے۔ حالی کے ہاں سب سے پہلا اور اک تکرار کا ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے حالی کی اجتہادی روش پر بحث کی ہے۔	کلاسیکی، جدید، اجتہاد، اسلوبیاتی ڈھانچہ، الطاف حسین حالی، عابد سیال
شہزادی، عمرانہ/ خان، افتخار احمد	حالی کی شاعری پر عربی ادب کے اثرات	۱۸۳ تا ۱۹۶	حکومت کی تبدیلی اور خیالات کے انحطاط نے ادبی اشخاص کو بھول بھلیوں میں ڈال دیا۔ اس انحطاط پذیر دور میں سر سید احمد خان نے ''تہذیب الاخلاق'' رسالہ جاری کیا۔ انھوں نے اس دور کی علمی و ادبی شخصیات کو اس میں مضامین لکھنے کی دعوت دی۔ حالی بھی ان ادبا میں سے ایک تھا۔ حالی نے ابتدا میں قرآن کی تجوید سیکھی۔ انھوں ابراہیم حسین الانصاری، نذیر حسین دہلوی، فیض الحسن سہارن پوری اور نوازش علی سے علم حاصل کیا۔ حالی نے عربی ادب کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ انھوں نے عربی سے کئی ادب پاروں کا اردو میں ترجمہ کیا اور اپنی تخلیقات میں ان کا استعمال کیا، جس کے اثرات ان کی تحریروں میں تلاشے جا سکتے ہیں۔	عربی ادب، الطاف حسین حالی، علومِ اسلامیہ، فیض الحسن سہارن پوری، عمرانہ شہزادی، افتخار احمد خان
ضیاء الحسن/ علی، ذوالفقار	حالی اور نوجوان نسل	۱۴۵ تا ۱۵۰	مولانا الطاف حسین حالی کی زندگی نوجوان نسل کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ انھوں نے نوجوانوں کو علم کے حصول کے لیے آمادہ کیا۔ اگرچہ ان کی زندگی کی کئی جہات ہیں لیکن ان کا بڑا رجحان نوجوان نسل کی طرف ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ نوجوان ہی ہیں جن سے ہم اپنی امیدیں وابستہ کر سکتے ہیں۔ اقبال سے پہلے حالی ہی تھے جنھوں نے نوجوانوں کو محنت کا درس دیا۔ حالی کے خیال میں محنت روشن مستقبل کی ضمانت ہے۔	الطاف حسین حالی، نوجوان نسل، ضیاء الحسن، ذوالفقار علی

ظفر، نگہت ناہید	عرفان صدیقی کی غزل	۱۰۳ تا ۱۰۹	اردو میں ہر انداز کی ہر موضوع پر شاعری ہو رہی ہے۔اس میں کبھی تاریخ کے ابواب کھلتے ہیں تو کبھی زندگی کی تلخیاں دکھائی دیتی ہیں۔ایسے متعدد شعرا میں سے ایک شاعر عرفان صدیقی بھی ہے جس کی شاعری میں اس کے عہد کے رجحانات کو پوری طرح دیکھا جاسکتا ہے۔ عرفان صدیقی کی خاص بات کہ اس کی غزلوں میں عزاداری کا پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے۔اس کی غزل میں واقعہ کربلا ایک وسیع کینوس بن جاتا ہے۔اس کی شاعری میں کربلا کا استعارہ تاریخی اور مذہبی احساس کے طور پر آیا ہے۔اس مضمون میں مصنفہ نے ان کی غزل کے مذکورہ پہلو کو نمایاں کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔	غزل گوئی، عزاداری، استعارہ، واقعہ کربلا، عرفان صدیقی، نگہت ناہید ظفر
عامر، زاہد منیر	حالی کا قیامِ لاہور: ایک اور زاویہ	۱۱۷ تا ۱۳۴	حالی نے قیام لاہور کے دوران نہ صرف انجمن پنجاب کے تحت اردو فطری شاعری کو عام کیا بلکہ خود کو پنجاب بک ڈپو سے وابستہ کر کے تراجم کی صلاحیتوں کو بھی جلا بخشی۔اس نے اینچی سن کالج میں بھی آٹھ ماہ تک تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔لاہور کے علمی اور ثقافتی ماحول نے اس کے ادبی اور علمی ذوق کو مہمیز دی ہے۔یہ مضمون حالی کے لاہور میں قیام کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے۔	الطاف حسین حالی، نیچرل شاعری، تراجم، نظم گوئی، انجمن پنجاب، زاہد منیر عامر
عثمانی، داؤد	علامہ راشد الخیری کی تحریروں کا فنی مطالعہ	۵۸ تا ۲۰۱	علامہ راشد الخیری کا شمار اردو ادب کے ان ادبا میں ہوتا ہے جن کے اسلوبِ نگارش میں تحریر کرنا مشکل کام ہے۔اس مضمون میں ان کے متنوع اصناف ادب میں تحریروں کا جائزہ لیا گیا ہے کہ انھوں نے کس طرح اپنے دور کے قارئین کو بالعموم اور خواتین کو بالخصوص متاثر کیا۔وہ اپنے دور کے منفرد ادیب ہیں جنھوں نے خواتین کے احساسات و جذبات کو مختلف اصناف کے ذریعے نمایاں کیا۔ان کو مصورِ غم کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔اس مضمون میں ان کے اسلوب کا تجزیہ کیا گیا ہے جس کے تحت وہ اپنی تحریروں میں خاص طرز کا تاثر پیش کرتے ہیں۔	علامہ راشد الخیری، ناول نگار، افسانہ نگار، مضمون نگار، داؤد عثمانی
نوری، محمد فخر الحق	نثری نظم اور اکیسویں صدی کا شعری منظر نامہ	۶ تا ۱۲	نثری نظم نے اکیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے قبولِ عام کی سند حاصل کر لی ہے۔اس کے قبول ورد پر خاصی بحثیں بھی ہوئی ہیں۔کچھ نے اس کے حق میں دلائل دیے ہیں جبکہ بعض نے مخالفت میں۔ کئی مستند شعرا اور نئی نسل کے نوجوان شعرا اس میں مافی الضمیر بیان کر رہے ہیں۔اس ضمن کئی قابل قدر شعری نمونے دستیاب ہیں۔اس صنف ادب نے اکیسویں صدی کے آخر میں فن اور روایت کو ممزوج کیا ہے اور تاحال اس کام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔اس مضمون میں اکیسویں صدی کے شعری منظر نامے کے تحت نثری نظم کا جائزہ لیا گیا ہے۔	نثری نظم، معریٰ نظم، پابند نظم، شعری منظر نامہ، فکری وفنی رجحانات، اکیسویں صدی، محمد فخر الحق نوری

ہاشمی، منور	اقبال کا تصورِ فطرت	۳۲ تا ۴۲	کلاسیکی اردو شاعری میں فطرت پر لکھنا کسی خاص نظریے یا جذبے کا نتیجہ نہیں تھا۔ در حقیقت وہ فطرت کو واضح کرنے کا کام گھر بیٹھ کر کر رہے تھے۔ میر تقی میر اور دیگر کلاسیکی شعرا نے نہ تو گھر سے باہر نکل کر فطرت کو محسوس کیا اور نہ ہی گھر کے روزن سے باہر جھانکا کہ جہاں فطرت اپنے اظہار کے لیے ان کے لیے بانہیں پھیلائے موجود تھی۔ میر انیس نے فطرت کو مرثیے کی پنسل سے خاکہ لکیر کر پیش کیا۔ اقبال نے فطرت کو حقیقی معنوں میں اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ انھوں نے خود کو فطرت کے لیے وقف نہیں کیا بلکہ فطرت کے مناظر کو اپنی ذات میں جذب کر کے تخلیقی سطح پر پیش کیا۔ وہ جہاں فطرت پسند ہیں وہیں فطرت کی مخالفت کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ یہ مضمون اقبال کے فطرت پسند پہلوؤں کی پردہ کشائی کرتا ہے۔	اقبال، فطرت، شعری روایت، حسنِ فطرت، مظاہر اور مناظر، منور ہاشمی

زبان وادب: ۱۶ (۲۰۱۵ء)

مدیر: اصغر علی بلوچ، شعبۂ اُردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، ذوالفقار/ گوندل، محمد یار	رضا علی عابدی بطور نثر نگار	۶۶ تا ۸۵	رضا علی عابدی کا شمار عہدِ حاضر کے نمایاں ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کی شہرت کا خاص حوالہ ان کی سفر نامہ نگاری ہے جس میں ''جرنیلی سڑک''، ''شیر دریا'' اور ''ریل کہانی'' خاص طور پر نمایاں ہیں۔ وہ بی بی سی اردو میں طویل عرصے تک کام کرتے رہے جہاں انھوں نے اپنا تعلق تقریر و تحریر سے نہیں توڑا اور مسلسل کام میں مگن رہے۔ ان کی تحریریں تہذیب و ثقافت کی عکاس ہیں۔ ان کا مشاہدہ اور مطالعہ وسیع ہے جو ان کی نثری تحریروں کی خاص پہچان ہے۔ اس مضمون میں ان کی نثری تحریروں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے اور ان کی نمایاں خصوصیات کو سامنے لایا گیا ہے۔	رضا علی عابدی، اردو سفر نامہ، جرنیلی سڑک، شیر دریا، ریل کہانی، ذوالفقار احمد، محمد یار گوندل
احمد، نسیم عباس/ عباس، غلام	''مٹی کا دیا'': تجزیاتی مطالعہ	۱۲۴ تا ۱۳۶	ادب میں ذات کے اظہار کے متعدد قرینے ہیں جن میں مکاتیب، ڈائری یا روزنامچے اور سفر نامے نمایاں ہیں۔ اس سب میں معتبر حوالہ خود نوشت سوانح عمری کا ہے۔ ''مٹی کا دیا'' اردو ادب کے معتبر ادیب مرزا ادیب کی خود نوشت سوانح عمری ہے جو پہلی بار جولائی ۱۹۸۱ء میں منظرِ عام پر آئی۔ یہ خود نوشت ''یادوں کی بارات'' کی طرح دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ پیدائش سے ادھیڑ عمری تک کے واقعات پر مشتمل ہے جبکہ دوسرا حصہ دوست احباب کی یادداشتوں پر مبنی ہے۔ مضمون نگاروں نے مرزا ادیب کی آپ بیتی کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔	اردو آپ بیتی، مٹی کا دیا، مرزا ادیب، نسیم عباس احمر، غلام عباس
بلوچ، سہیل عباس	کلیم الدین احمد پر ایک نظر	۵۷ تا ۶۵	کلیم الدین احمد اردو ادب میں ایک نمایاں نام ہے۔ ان کا خاص حوالہ ان کی تنقید نگاری ہے۔ وہ اپنی پہلی ہی کتاب ''اردو شاعری پر ایک نظر'' سے جو ۱۹۴۱ء میں منظرِ عام پر آئی، معتبر ٹھہرائے گئے۔ وہ اردو کے ساتھ ساتھ دیگر کئی زبانوں میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ انگریزی، فرانسیسی، اطالوی، ہندی اور فارسی پر انھیں خاص عبور حاصل تھا۔ اس مضمون میں کلیم الدین احمد کی کتابوں کا تعارف شامل ہے اور اس کے علاوہ جو تنقیدی کتب کلیم الدین احمد پر تحریر کی گئی ہیں ان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔	کلیم الدین احمد، اردو تنقید، اردو شاعری پر ایک نظر، اردو تنقید پر ایک نظر، سہیل عباس بلوچ
خان، محمد ممتاز/ چانڈیو، جاوید حسان	پاکستانی زبانوں کے ادب پر داستان ''ہیر رانجھا'' کے اثرات	۲۰۱ تا ۲۱۱	پاکستان ایک کثیر لسانی خطہ ہے اس میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ پنجابی پاکستان کی چند بڑی زبانوں میں سے ایک زبان ہے جو وسیع تاریخی ورثے کی حامل ہے۔ اس زبان کے ابتدائی ادب کی بنیاد داستانوں پر مبنی ہے۔ ان داستانوں میں سے ایک	اردو لسانیات، پنجابی زبان، پاکستانی ادب،

	(مختلف اصناف سی حرفی، کافی، دوہڑہ وغیرہ کے حوالے سے)		''ہیر رانجھا'' بھی ہے۔اس داستان نے نہ صرف بعد میں پیدا ہونے والے پنجابی ادب کو متاثر کیا بلکہ اردو ادب پر بھی اس کے اثرات موجود ہیں۔اس مضمون میں انھی اثرات کا کھوج لگایا گیا ہے۔	ہیر رانجھا، محمد ممتاز خان، جاوید حسان چانڈیو
رفیق، محمد/ اعوان، محمد آصف	فضاا عظمی کی اردو غزل کا فکری و تجزیاتی جائزہ	۱۶۶ تا ۱۸۳	اردو غزل کی روایت کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب اردو زبان اپنے ارتقائی مراحل طے کر رہی تھی۔ابتدا میں یہ صنف صرف عشق و محبت کی واردات کے بیان تک محدود تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اتنی وسعت پیدا ہو گئی کہ زندگی کے تمام موضوعات اس کی اقلیم میں داخل ہو گئے۔ فضاا عظمی دورِ حاضر کے نمایاں غزل گو شعرا میں سے ایک ہیں۔اس مضمون میں ان کی غزل گوئی کا فکری و فنی تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔	اردو غزل، فضاا عظمی، جو دل پہ گزری ہے، آئینہ امروز و فردا، محمد رفیق، محمد آصف اعوان
شاہ، سلیم تقی	رام پور میں اردو تحریک مولانا امتیاز علی عرشی کے حوالے سے	۱۰۷ تا ۱۲۳	اترپردیش کا ضلع رام پور علم و ادب کے حوالے سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔اس ریاست نے برطانوی عہد میں اپنی خاص پہچان بنائی۔والیانِ رام پور کو علم و ادب سے خاص شغف تھا۔''تذکرۂ کاملانِ رام پور'' میں ۵۴۴ شخصیات کا ذکر ہے جنھوں نے مختلف شعبۂ علم میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ان افراد میں مولانا امتیاز علی عرشی کا نام خاص طور پر نمایاں ہے۔مولانا امتیاز علی عرشی کثیر الجہات ادیب تھے۔ان کی فکر کا دائرہ بہت وسیع تھا۔وہ بیک وقت محقق، غالب شناس، عربی لغت کے مزاج شناس، انتقادی اور تحقیقی مرتب اور مخطوطہ شناس تھے۔اس مضمون مین مضمون نگار نے ان کے مختلف پہلوؤں کو روشناس کروانے کے ساتھ ساتھ ان کے رام پور میں اردو تحریک کے حصے کو موضوع بنایا ہے۔	اترپردیش، رام پور، اردو تحریک، مولانا امتیاز علی عرشی، سلیم تقی شاہ
شاہ، صفدر	سرائیکی خاکہ نگاری میں طنز و مزاح	۲۱۲ تا ۲۱۸	پاکستان میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں ، سرائیکی ان میں سے ایک ہے۔ سرائیکی میں طنز و مزاح کی کئی صورتیں ہیں۔ سرائیکی خاکہ نگاری میں اس کے متعدد نمونے موجود ہیں۔اس مضمون میں مضمون نگاروں نے سرائیکی خاکہ نگاری میں طنز و مزاح کے عناصر کو تلاشنے کی کوشش کی ہے۔	سرائیکی ادب، سرائیکی خاکہ نگاری، طنز و مزاح، صفدر شاہ
شاہد، شوکت علی/ بلوچ، اصغر علی	اسلم انصاری کی نظموں کے فنی محاسن	۱۹۶ تا ۲۰۰	اسلم انصاری کا شمار اردو کے اہم نظم نگاروں میں ہوتا ہے۔انھیں متعدد زبانوں پر عبور حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں عربی اور فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ ہے۔ان کی نظمیں انسان کی داخلی واردات، نفسیاتی کیفیات، حب الوطنی اور سیاسی و سماجی موضوعات کا احاطہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔اس مضمون میں مضمون نگاروں نے ان کی نظموں کے فنی محاسن کو سامنے لانے کی کوشش کی ہے۔	اسلم انصاری، اردو نظم، شوکت علی شاہد، اصغر علی بلوچ

شہناز، روبینہ	امیر خسرو کا ہندوی کلام: ثقافتی اور تہذیبی عناصر	۲۴ تا ۳۰	امیر خسرو اپنے عہد کے فنونِ لطیفہ میں نہ صرف دسترس رکھتے تھے بلکہ انھیں کئی ایک فنون میں ایک مخترع اور موجد کا درجہ بھی حاصل ہے۔ خسرو نے فنونِ لطیفہ کے اظہارات میں ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو ہندوستان کے تہذیبی حوالوں کی اساس گردانے جاتے ہیں۔ ان تمام خصوصیات کے ساتھ ساتھ وہ نہ صرف برصغیر میں فارسی زبان کے بہترین شاعر مانے جاتے ہیں بلکہ ان کا ہندوی کلام بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس مضمون میں امیر خسرو کے ہندوی کلام میں ثقافتی و تہذیبی عناصر کو تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔	امیر خسرو، ہندوستانی تہذیب، ہندوی کلام، روبینہ شہناز
عثمانی، منور مقبول/ قادری، شبیر احمد	''اسلوب اور اسلوبیات'': ایک تنقیدی جائزہ	۱۸۴ تا ۱۹۵	''اسلوب اور اسلوبیات'' طارق سعید کی ایک معروف تنقیدی کتاب ہے جو پہلے ہندوستان اور پھر پاکستان سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب تقریباً ملک کی تمام یونی ورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مضمون نگاروں نے اس مضمون میں اس کتاب کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے اور اردو ادب کی چند اہم کتب میں اس کا شمار کیا ہے۔	اسلوب اور اسلوبیات، طارق سعید، اردو تنقید، منور مقبول عثمانی، شبیر احمد قادری
عقیل، معین الدین	اردو نعت نگاری پر ہندو عقائد کے اثرات	٦ تا ۲۳	اردو شاعری ہماری تاریخ و تہذیب اور ہماری ثقافتی روایات کا ایک نہایت پُرکشش اور مقبول ورثہ ہے۔ نعت اردو شاعری کی مقبول صنف ہے جس کا آغاز اردو زبان کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ جس طرح اردو پر مقامی تہذیب کے اثرات ہیں اسی طرح اردو نعت پر ہندی عقائد کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ہندوستان میں نعت لکھنے والوں نے سیرت و شمائل بیان کرتے ہوئے تلاش و تحقیق اور حقیقت بیانی سے زیادہ اپنے حسنِ ذوق اور زورِ بیان کا مظاہرہ کیا ہے جس کا کھوج مضمون نگار نے اس مضمون میں لگانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔	اردو نعت نگاری، ہندو عقائد، مذہبی شاعری، معین الدین عقیل
کلو، پروین	عزیز احمد کی ناول نگاری	۸٦ تا ۹۴	اردو فکشن میں عزیز احمد ایک نمایاں نام ہے۔ انھوں نے فکشن میں مشرقی و مغربی تہذیب کے تضاد کو بڑی خوبصورتی سے سمویا ہے۔ اس کے علاوہ انسانی نفسیات، طبقاتی تضادات، جنس نگاری اور صنفی تفاوت کے موضوعات کو بھی ان کی فکشن نگاری میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عزیز احمد کو زبان و بیان پر بھی قدرت حاصل ہے۔ ان کے تخلیق کردہ مکالمے فطری اور بے ساختہ ہوتے ہیں۔ اس مضمون میں ان کے ناولوں کے موضوعات پر بحث کی گئی ہے اور اسے مختلف ناقدین کی آرا کی روشنی میں پرکھا گیا ہے۔	عزیز احمد، اردو فکشن، اردو ناول، گریز، ہوس، آگ، ایسی بلندی ایسی پستی، پروین کلو
کلیانی، ممتاز/ قادر، فاران	نمائندہ اردو فکاہیہ کالم نگاروں کی اثر پذیری	۳۱ تا ۴۴	اردو صحافت میں مزاحیہ کالم نگاری کی روایت ۱۹۵۰ء کی دہائی تک آتے آتے مضبوط بنیادوں پر استوار ہو چکی تھی اور کئی نامور کالم نگار اس روایت کو توانا بنانے میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ مضمون نگاروں نے اردو فکاہیہ کالم نگاروں کی اثر پذیری کے حوالے سے سروے رپورٹ کا اہتمام کرنے کے بعد اس سے اخذ	اردو صحافت، فکاہیہ کالم نگاری، ممتاز کلیانی، فاران

			کردہ نتائج کو مضمون کی شکل میں مرتب کیا ہے جو اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے۔	قادر
مشتاق، عبدالقادر/ سلیم، انعم	فیصل آباد کی مزاحمتی شاعری	۱۰۱ تا ۱۰۶	فیصل آباد کی سرزمین علم وادب کے حوالے سے خاصی زرخیز ہے۔اس سرزمین نے اردو ادب میں کئی نام ور شخصیات کو پیدا کیا۔اس دھرتی نے نہ صرف مارشل لا کے دور کو سیاسی طور پر قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ شاعروں اور ادیبوں نے مارشل لا کے خلاف خوب لکھا۔اس مضمون میں ان شاعروں کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے جنھوں نے فیصل آباد میں رہتے ہوئے ماورائے قانون دور میں مزاحمتی شاعری کو پروان چڑھایا۔	فیصل آباد، مارشل لا، مزاحمتی شاعری، عبدالقادر مشتاق، انعم سلیم
مشتاق، ماجد	جیلانی کامران کی شاعری کا فنی و فکری مطالعہ	۱۵۳ تا ۱۶۵	جیلانی کامران جدید اردو شاعری کا ایک اہم نام ہے جس نے آج کے عہد میں شاعری کو نئی جہتوں سے آشنا کیا۔پہلی کتاب ''استانزے'' سے جو ۱۹۵۹ء میں چھپ کر سامنے آئی، لے کر ''مزید نظمیں'' (۲۰۰۱ء) تک ان کی شاعری کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔اس مضمون میں مضمون نگار نے ان کی شاعری کا فکری و فنی تجزیہ پیش کیا ہے اور ان کی شاعری کے متعدد موضوعات سے متعارف کروایا ہے۔	جیلانی کامران، استانزے، مزید نظمیں، ماجد مشتاق
مظہر، نعیم	اقبال کا تصور مرگ	۹۵ تا ۱۰۰	بیسویں صدی کی اردو شاعری میں اقبال ایک بڑا نام ہے۔اقبال کی شاعری نے بعد میں آنے والے تقریباً تمام شعرا کو متاثر کیا۔یوں انھیں جدید شاعری کا پیش رو کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔اقبال نے جب مسلمان قوم کی حالت دیکھی تو ان کی زبوں حالی کی بہت سی وجوہات میں سے ایک موت کا خوف بھی تھا جس سے پوری قوم ڈری ہوئی تھی۔اقبال کے خیال میں یہ ڈر جس قوم کو لگ جائے تو وہ قوم غیرت اور آزادی کی موت پر بے عزتی اور غلامی کو ترجیح دیتی ہے۔اس مضمون میں مضمون نگار نے اقبال کی شاعری میں موت کے تصور کو تلاش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ان کے اس تصور کی وضاحت میں شعری مثالوں سے کام لیا گیا ہے لیکن خطبات سے استفادہ نہیں کیا گیا۔	علامہ اقبال، اردو شاعری، تصور مرگ، نعیم مظہر
ناز، عصمت	چوتھی صدی ہجری میں مسلمانوں کی علمی و ادبی حالت	۴۵ تا ۵۶	چوتھی صدی ہجری میں مسلمانوں نے ہر میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے اور دنیا کے لیے قابل تقلید ٹھہرے لیکن جیسے جیسے وہ مرکز سے دور ہوتے چلے گئے اور انھوں نے انتشار پسندی اور دین سے دوری کو اپنا شعار بنالیا ویسے ویسے وہ زبوں حالی کا شکار ہوتے چلے گئے۔حیرت انگیز بات ہے کہ تنزلی کے اس دور میں بھی ان کے ہاں علم وادب کے میدان سرسبز رہے۔اس مضمون میں مضمون نگار نے چوتھی صدی ہجری میں ہونے والی علمی وادبی ترقی کا جائزہ پیش کیا ہے۔	چوتھی صدی ہجری، ابن مقفع، سیف الدولہ، ابن حجاج، ابن سکرۃ، عصمت ناز
نسیم، گلشن/احمد، سعید	''روشنی کی رفتار''۔ ایک سائنسی افسانہ	۲۱۹ تا	قرۃ العین حیدر اردو فکشن کے صفِ اول کے ادیبوں میں شمار ہوتی ہیں۔انھوں نے جہاں ناول نگاری میں اپنا نام کمایا وہاں اردو افسانے میں بھی اپنی تخلیقی صلاحیتوں	قرۃ العین حیدر، اردو

		۲۲۳	کالوہامنوایا۔ان کے موضوعات کادائرہ بہت وسیع ہے۔زندگی کے حقائق،موت، تاریخ، تہذیب، خوف، تنہائی، ماضی کی بازیافت ،انسانیت سے محبت اور وقت کی تلخیاں قرۃالعین حیدر کے خاص موضوعات ہیں۔"روشنی کی رفتار" ان کا ایک اہم افسانہ ہے جس میں سائنسی تصورات کومہارت سے برتا گیا ہے۔اس مضمون میں مضمون نگارنے سائنس کے تناظر میں اس افسانے کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔	ناول،سائنسی افسانہ، سائنس فکشن، روشنی کی رفتار، گلشن نسیم،سعید احمد
نوازش، محمد خاور	"اردو سائیکلوپیڈیا": ہندوستان سے متعلق اردو میں اولین انسائیکلوپیڈیا (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)	۱۳۷ تا ۱۵۲	انسائیکلوپیڈیاسے مراد ایسی کتاب ہے جس میں کسی خاص فن، علاقے یا پھر جملہ علوم وفنون اور علاقوں سے متعلق معلومات درج کی جاتی ہیں۔اس حوالے سے دیکھا جائے توانسائیکلوپیڈیا کی ترتیب وتالیف کی روایت بہت قدیم ہے جس کا آغاز پہلی صدی عیسوی سے ہو گیا تھااور آج کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی آمد کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری ہے۔اس مضمون میں مضمون نگارنے ہندوستان سے متعلق اردو کے اولیں انسائیکلوپیڈیا "اردو سائیکلوپیڈیا" کومتعارف کروایا ہے جس کے مؤلف پنڈت راج نرائن ارمان دہلوی ہیں۔یہ انسائیکلوپیڈیا پہلی بار ۱۹۱۵ء میں لاہور سے شائع ہوا تھا۔	اردو سائیکلوپیڈیا، پنڈت راج نرائن ارمان دہلوی،انسائیکلو پیڈیا، محمد خاور نوازش

زبان وادب: ۱۷(۲۰۱۵ء)

مدیر: اصغر علی بلوچ، شعبہ اُردو؛ گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
اسلم، ثوبیہ	''ایک سورج میرا بھی'': افضل احسن رندھاوا کا اردو غزلوں کا مجموعہ	۱۲۸ تا ۱۳۷	پنجابی اور اردو کے معروف شاعر افضل احسن رندھاوا پر فیصل آباد کی دھرتی کو فخر ہے۔ انھوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ افسانہ، ڈراما، ناول اور تراجم میں بھی اپنے فن کا لوہا منوایا ہے۔ ''ایک سورج میرا بھی'' میں انھوں نے سورج کو امید کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ انھوں نے حیرت انگیز طور پر معنی سے بھرپور شاعری کی اور جمالیات کو متاثر نہیں ہونے دیا۔ اس مضمون میں ان کے اردو شعری مجموعے کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔	افضل احسن رندھاوا، ایک سورج میرا بھی، اردو غزل، ثوبیہ اسلم
اسلم، فوزیہ	احمد جاوید کے افسانوں کا اسلوبیاتی مطالعہ	۱۰۲ تا ۱۱۵	کسی بھی فن کار کا اسلوب اسے اپنے عہد کے دیگر تخلیق کاروں سے ممیز کرتا ہے۔ غیر معمولی اسلوب کا حامل ہونا ہر فن کار کا مقدر نہیں ہوتا۔ یہ دولت کسی کسی کو میسر آتی ہے۔ دیکھا جائے تو موضوع اور عنوان اسلوب میں گندھے ہوتے ہیں۔ موضوع اپنے اسلوب کا انتخاب خود کرتا ہے۔ اس مضمون میں احمد جاوید کے افسانوں کا اسلوبیاتی مطالعہ کیا گیا ہے اور ان کے اسلوب کے نمایاں عناصر کو مثالوں سے واضح کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	احمد جاوید، اردو افسانہ، اسلوب اور اسلوبیات، فوزیہ اسلم
اصغر، جمیل	مولانا ظفر علی خاں اور اقبال	۷۲ تا ۸۲	علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں نوآبادیاتی عہد کے دو نام ور ادیب تھے۔ ان کے خیالات میں بہت حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ علامہ اقبال نے مولانا ظفر علی خاں پر تخلیقی اور تخیلاتی سطح پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ دونوں کے اسلام، قرآن، توحید، محبتِ رسول ﷺ، قومی معاملات اور مغربی تہذیب کے حوالے سے احساسات ایک جیسے تھے۔ اس مضمون میں علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کے مابین مماثلت کو تلاش کیا گیا ہے۔	علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں، مذہبی شاعری، جمیل اصغر
اعجاز، سمیرا	شبلی کی تصنیف ''اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر'' کے منابع	۱۵۵ تا ۱۶۸	شبلی نعمانی شاعر، نقاد، سوانح نگار، مورخ، سفر نامہ نگار اور متکلم ہیں۔ ان کا تخلیقی سرمایہ خاصا وسیع ہے۔ ان کا تنقیدی طریقہ کار مبنی بر تحقیق ہوتا ہے۔ تحقیق میں مصادر و منابع محقق کے کام کو وقعت بخشتے ہیں۔ ان کا انحصار محقق کی تحقیقی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ اس مضمون میں شبلی کی تصنیف ''اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر'' کے منابع کو زیر بحث لایا گیا ہے جن کی مدد سے شبلی نے اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے سے پیدا کی جانے والی کئی غلط فہمیوں کو دور کیا ہے۔	علامہ شبلی نعمانی، اردو تحقیق، اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر، سمیرا اعجاز
اعوان، محمد آصف	برٹرنڈرسل کے مذہب پر اعتراضات	۳۷ تا	برٹرنڈرسل برطانوی فلسفی تھا۔ اس نے کئی متنوع موضوعات پر کتب تحریر کیں مثلاً سائنس، فلسفہ اور مذہب وغیرہ۔ وہ عقلیت پسند تھا۔ وہ اس بات پر قوی یقین	برٹرنڈرسل، علامہ اقبال،

	اور اقبال	۴۷	رکھتا تھا کہ منطق اور عقل ہر چیز کی بنیاد ہے۔اس کا خیال تھا کہ مذہب فینٹسی ہے۔مذہب عقلی بنیادوں پر موجود نہیں ہوتا۔لوگ خدا پر اس لیے یقین رکھتے ہیں کہ انھیں بچپن سے ایسا سکھایا جاتا ہے۔اس مضمون میں برٹرنڈ رسل اور اقبال کے خیالات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا ہے۔	عقلیت پسندی، محمد آصف اعوان
اقبال، طاہرہ	احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں دیہات نگاری	۴۸ تا ۵۵	اردو افسانے میں دیہات نگاری کی روایت خاصی پرانی اور مستحکم ہے۔پریم چند، بلونت سنگھ اور احمد ندیم قاسمی جیسے افسانہ نگاروں نے دیہات کے گوناگوں مسائل اور زاویوں کو اجاگر کیا۔احمد ندیم قاسمی نے اس روایت کو نہ صرف تسلسل عطا کیا بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا۔ قاسمی کے افسانوں میں دیہات اپنی پوری آب و تاب اور ہاؤ ہُو کے ساتھ دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔ جاگیر دار، کسان، عورتیں، مرد اور بچے اپنے مخصوص افعال اور کرداروں میں نظر آتے ہیں۔ قاسمی کے افسانوں میں دیہی لینڈ اسکیپ اپنے تمام حسن اور جزئیات کے ساتھ نظر آتا ہے۔اس مضمون میں قاسمی کے افسانوں میں دیہات نگاری کے متنوع رنگوں کو بطریقِ احسن پیش کیا گیا ہے۔	احمد ندیم قاسمی، اردو افسانہ، دیہات نگاری، طاہرہ اقبال
بتول، ثمینہ	مغل عہد (۱۵۲۶ء۔۱۷۰۷ء) میں رائج مقامی اور غیر مقامی زبانوں کے ادب سے آگاہی	۱۱۶ تا ۱۲۷	برصغیر پاک وہند کی تاریخ میں ۱۵۲۶ء سے ۱۷۰۷ء تک کو مغل عہد کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔اس عہد میں مختلف مقامی زبانوں کے ساتھ ساتھ غیر مقامی زبانوں کے ادب نے بھی فروغ پایا۔ غیر مقامی زبانوں میں ترکی، عربی، فارسی جبکہ مقامی زبانوں میں سنسکرت، پنجابی، سندھی، پشتو اور اردو شامل ہیں۔اس مضمون میں درج بالا تمام زبانوں کے ادب سے متعارف کروانے کی کوشش کی گئی ہے۔	مغل عہد، مقامی ادب، غیر مقامی ادب، ثمینہ بتول
بھٹہ، محمد اقبال	علامہ اقبال کی شاعری کے پہلے خوش نویس: منشی فضل الٰہی مرغوب رقم	۵۶ تا ۶۱	بیسویں صدی میں لاہور اسلامی خطاطی کا مرکز تھا۔ پنجاب کے متعدد خطاطوں نے لاہور میں اس فن کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔اسی عہد میں اقبال نے ''شاعرِ مشرق'' کا خطاب حاصل کیا۔ وہ اپنی شاعری کو خطاطی میں ڈھالنے کے لیے کسی ماہر خطاط کے متلاشی تھے۔ آخر کار انھوں نے منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کو اس کام کے لیے منتخب کیا۔ بعد ازاں انھوں نے منشی عبد المجید پرویں رقم سے بھی یہ کام لیا تاہم اس مضمون میں منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کے خطاطی کے کام کو سامنے لانے کی کوشش کی گئی ہے۔	خطاطی، علامہ اقبال، منشی فضل الٰہی مرغوب رقم، منشی عبد الحمید پرویں رقم، محمد اقبال بھٹہ
سردار، یاسمین طاہر/اویسی، محمد ارشد	بانو قدسیہ کی افسانہ نگاری میں عورت (نمائندہ افسانوں کا مطالعہ)	۱۸۸ تا ۱۹۴	بانو قدسیہ کا شمار اردو کے اہم افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔انھوں نے اپنے افسانوں میں اپنے دور کی سیاسی سماجی صورتِ حال کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ عورتوں کے مسائل کو بھی خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔اس مضمون میں بانو قدسیہ کے افسانوں میں عورتوں کے مسائل اور ان کا تصورِ عورت دریافت کرنے کی سعی کی	بانو قدسیہ، اردو افسانہ، تصور عورت، یاسمین طاہر سردار، محمد

			گئی ہے۔	ارشد اویسی
شہزادی، عمرانہ	عربی اور اردو ضرب الامثال کا تقابلی جائزہ	۱۳۸ تا ۱۵۴	ضرب الامثال کا وجود زبان کے تہ دار استعمال کی غمازی کرتا ہے۔ عربی زبان میں اس کا استعمال خاصا پرانا ہے۔ قبل از اسلام دور میں بھی زبان کی اس خصوصیت کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس مضمون میں اردو اور عربی ضرب الامثال کا تقابلی جائزہ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	ضرب الامثال، اردو زبان، عربی زبان، عمرانہ شہزادی
عامر، زاہد منیر	بیسویں صدی میں مدیران جرائد کی طباعتی مشکلات (مولانا ظفر علی خان کے ایک نادر خط کی روشنی میں)	۶ تا ۱۶	مولانا ظفر علی خان اپنے عہد کے نام ور شاعر، سیاست دان اور منجھے ہوئے صحافی تھے۔ ان کو اردو صحافت میں بابائے اردو کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ان کی روزنامہ ''زمیندار'' کے مدیر کے حیثیت سے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جب انگریز حکومت نے ''زمیندار'' پر پابندی عائد کر دی تو انھوں نے ایک اور اخبار ''ستارۂ صبح'' کے نام سے جاری کیا۔ انھوں نے انگریز حکومت کے ستم، خندہ پیشانی سے برداشت کیے۔ اس مضمون میں ان مشکلات کو ان کے ایک نادر خط کی روشنی میں اجاگر کیا گیا ہے جو اس دور میں بیسویں صدی کے مدیرانِ جرائد کو درپیش تھیں۔	مولانا ظفر علی خان، اردو صحافت، زمیندار، ستارۂ صبح، زاہد منیر عامر
قندیل، بازغہ/ احمد، سعید	''خونِ جگر ہونے تک'': ایک مطالعہ	۱۹۵ تا ۲۰۴	فضل کریم فضلی بیسویں صدی کا ایک اہم شاعر اور ناول نگار تھا۔ اس کا ناول ''خونِ جگر ہونے تک'' اردو کے اہم ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ناول کا خوبصورت اسلوب، ماہرانہ طور پر پلاٹ کی بنت، دل کش پیکر تراشی اور ناقابل فراموش کردار اس ناول کو فضل کریم فضلی کا شاہکار بنا دیتے ہیں۔ مذکورہ ناول میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح انسان ایک درندے کے صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اس مضمون میں ان کے مذکورہ ناول کا موضوعاتی مطالعہ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔	اردو ناول نگاری، فضل کریم فضلی، خون جگر ہونے تک، بازغہ قندیل، سعید احمد
کلیم، طارق/ سہیل، سید عامر	جعفر زٹلی: اردو کا پہلا ظریف مزاحمتی شاعر	۱۷ تا ۳۶	جعفر زٹلی کا شمار ان شعرا میں کیا جاتا ہے جنھوں نے اردو زبان کے آغاز میں اردو شاعری کو فروغ دیا۔ جعفر اردو کا پہلا مزاحمتی شاعر تھا۔ اس نے اپنی شاعری میں اس مغل حکومت کے خلاف سیاسی اور سماجی مزاحمت کا کھل کر اظہار کیا جو اس دور میں طاقت کی علامت تھی۔ اس کی شاعری اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی حالات کو واضح طور پر بیان کرتی ہے۔ جعفر زٹلی اپنے شاعرانہ بیان میں واشگاف اور مبتذل ہے لیکن اس کی شاعری میں بوالہوسی کا عنصر مفقود ہے۔ اس مضمون میں جعفر زٹلی کی شاعری میں مزاحمتی عناصر کو مثالوں کے ذریعے سامنے لایا گیا ہے۔	مزاحمتی شاعری، جعفر زٹلی، ظریفانہ شاعری، طارق کلیم، سید عامر سہیل
گل، نوید احمد	غالب کی فارسی نعتیہ شاعری: ایک تحقیقی اور فنی مطالعہ	۲۰۵ تا ۲۱۶	غالب اردو اور فارسی کا ایک نام ور شاعر تھا۔ غالب شناسوں نے اس کی شاعری کے کئی پہلوؤں کو متعارف کروایا اور شہرتِ عام حاصل کی۔ غالب کی شاعری کا ایک اور اہم پہلو اس کی فارسی نعتیہ شاعری ہے جس کی جانب توجہ تاحال مبذول	مرزا غالب، نعت نگاری، فارسی شاعری،

			نہیں کروائی گئی۔ان کی فارسی شاعری میں ۵۱۲ ایسے اشعار موجود ہیں جن میں نعتیہ رنگ موجود ہے۔اس مضمون میں غالب کی فارسی نعتیہ شاعری کو متعارف کروانے کا جتن کیا گیا ہے۔	نوید احمد گل
محسن، نعیم/ مشتاق، عبدالقادر	مارشل لا: قانون سازی اور شعر و شاعری	۶۲ تا ۷۱	جنرل ضیاء الحق نے منتخب اسمبلی کا خاتمہ کر کے پاکستان میں مارشل لا نافذ کیا۔اس نے ان تمام سیاسی کارروائیوں کو روک دیا جو ان دنوں پاکستان کی سیاسی پارٹیاں روا رکھے ہوئے تھیں۔۱۹۸۵ء میں اس نے غیر جماعتی انتخاب کرانے کا فیصلہ کیا۔کہا جاتا ہے کہ اس انتخاب کے نتیجے میں نئی آنے والی قیادت صلاحیتوں سے محروم تھی۔اس مضمون میں مجلس قانون ساز میں قانون سازی کے دوران میں استعمال ہونے والی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔	مجلسِ قانون ساز، مارشل لا، جنرل ضیاء الحق، نعیم محسن، عبدالقادر مشتاق
مشتاق، عبدالقادر/ محسن، نعیم	اقبال اختر کی سماجی، سیاسی اور ادبی خدمات	۹۶ تا ۱۰۱	اقبال اختر فیصل آباد کے ادبی، سیاسی اور سماجی منظر نامے میں ایک معتبر نام ہے۔انھوں نے فیصل آباد کی سیاست میں نئے رجحانات کو متعارف کرایا۔انھوں نے سماج میں ادبی اور سماجی خدمات کے توسط سے انقلابی رویوں کو پروان چڑھایا۔اس مضمون میں اقبال اختر کی علمی، ادبی اور سماجی خدمات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور اس کے لیے ثانوی اور بنیادی منابع سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔	اقبال اختر، مزاحمتی شاعری، عبدالقادر مشتاق، نعیم محسن
ملک، عبدالعزیز	''جنگل والا صاحب'': ایک فکری تجزیہ	۱۶۹ تا ۱۸۷	بیپسی سدھوا کا شمار برصغیر کے نامور انگریزی ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔وہ آج کل امریکہ میں رہائش پذیر ہیں لیکن اپنے آپ کو پاکستانی، پنجابی اور پارسی کہلانا پسند کرتی ہیں۔''Crow Eater'' ان کا پہلا انگریزی ناول ہے جس کا محمد عمر میمن نے ''جنگل والا صاحب'' کے عنوان سے اردو ترجمہ کیا ہے۔اس ناول میں پاکستان میں موجود پارسی اقلیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔اس ناول کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے فکشن میں پارسیوں کو موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا۔یہ وہ پہلا ناول ہے جس میں اس اقلیت کو مرکزِ بحث بنایا گیا ہے۔اس مضمون میں اس ناول کا فکری تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔	بیپسی سدھوا، Crow Eater، جنگل والا صاحب، انگریزی ناول، عبدالعزیز ملک
نقوی، روزینہ انجم/ اکبر، غلام	علامہ اقبال کے مذہبی رجحانات	۸۳ تا ۹۵	اقبال شاعرِ اسلام کے طور پر جانے جاتے ہیں۔اقبال محض ایک شخص نہیں بلکہ ایک ایسی شخصیت ہیں جو گوناگوں صفات سے متصف ہیں۔اقبال کی تعمیرِ شخصیت میں مذہبی ماحول نے اہم کردار ادا کیا۔ ان کے اساتذہ، ان کے والدین اور دیگر عوامل نے ان کو ایک عظیم فلسفی اور شاعر بنا دیا۔اقبال کے مذہبی رجحانات ان کی شاعری، خطبات اور خطوط میں دیکھے جا سکتے ہیں۔اس مضمون میں اقبال کے مذہبی رجحانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔یہ رجحانات ان کی بیشتر تحریروں میں موجود ہیں۔	علامہ اقبال، اردو شاعری، مذہبی رجحانات، روزینہ انجم نقوی، غلام اکبر

معیار:۱۱(۲۰۱۴ء)

مدیر: عزیزابن الحسن، شعبہ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

کلیدی الفاظ	ملخص	صفحات نمبر	عنوان	مقالہ نگار
مسلمانوں کی ادبی روایت، مسلمان فلاسفہ، مسلم حکما، عزیز ابن الحسن	اس مقالے میں مقالہ نگار نے مسلمانوں کی ادبی روایت کے اہم اور مرکزی مسئلے یا موضوع کی تلاش کی کوشش کی ہے۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ مسلم حکما کے نزدیک شاعری ایک تخیلی بیان ہے جو محاکات / نقل کے ذریعے حقائق اور کلیات کو گرفت میں لاتی ہے۔ یعنی بہترین شاعری وہ ہے جو حقیقت کی کامل نقل ہو۔ مسلمانوں کی ادبی روایت کا اصل سروکار تصور حقیقت سے ہے اور اس کے ذیل میں نفسِ انسانی کی حقیقت اور اس کے مختلف قویٰ، نفس، روح اور متخیّلہ سے بھی ادب کا تعلق رہا ہے۔ اس مقالے میں مسلمان فلاسفہ کے انھی تصورات ادب کو زیر بحث لایا گیا ہے۔	۸۱ تا ۹۲	ادب: مسلمان فلاسفہ کی نظر میں	ابن الحسن، عزیز
Postcolonial Marxism, Resistance Literature, Novel, Tishnagi, Rasheed Naqvi, Munawar Iqbal Ahmad, Muhammad Sheraz Dasti	اس مقالے میں مقالہ نگاروں نے مابعد نوآبادیات اور مارکس ازم میں موجود اشتراکات کے حوالے سے چند مغربی ناقدین کے افکار کا جائزہ لیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دراصل ایک ہی زاویۂ نظر کے حامل نظریات ہیں۔ ناول ''تشنگی'' کے تجزیے میں ان دو ادبی نظریات کی مطابقت کے فریم ورک کو منطبق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مصنفین کا خیال ہے کہ ردِ نوآبادیات اور مارکسی مزاحمت دونوں اس ناول میں ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔	۵ تا ۱۴ (حصہ انگریزی)	Postcolonial Marxism and Resistance Literature: A Study of Tishnagi (مابعد نوآبادیاتی مارکس ازم اور مزاحمتی ادب: ناول تشنگی کا مطالعہ)	احمد، منور اقبال / دستی، محمد شیراز
علامہ اقبال، مکتوب نگاری، مہاراجہ سرکشن پرشاد، آصف اعوان	اقبال کے مکتوب الیہ افراد کی تعداد کافی ہے۔ زیر نظر مضمون میں محقق نے اقبال کے ایک مکتوب الیہ مہاراجہ سرکشن پرشاد کا تعارف دیا ہے۔ یہ خطوط پہلے شائع ہو چکے ہیں لیکن اس مقالے میں ان خطوط میں زیر بحث آنے والے چند اہم علمی و ادبی سوالات موجود ہیں نیز مقالہ نگار نے مکتوب نگار اور مکتوب الیہ کے علمی و ادبی مراسم کا بخوبی احاطہ کیا ہے۔	۲۷۳ تا ۲۷۸	اقبال کے ایک مکتوب الیہ- مہاراجہ سرکشن پرشاد	اعوان، آصف
احمد ندیم قاسمی، نعتیہ شاعری، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم،	اردو ادب کے نام ور شعرا نے حمد اور نعت میں طبع آزمائی کی ہے۔ احمد ندیم قاسمی نے بھی نعت لکھ کر نبی آخر الزماںؐ سے اپنی محبت کا اظہار ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں احمد ندیم قاسمی کے اردو نعتیہ مجموعہ "جمال" کے حوالے سے اُن کے تصورات اور عقیدت کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شاعر نے شستہ انداز	۲۳۳ تا ۲۴۴	احمد ندیم قاسمی کی نعتیہ شاعری: چند جہتیں	اعوان، سبینہ، اویس

			اور عام فہم الفاظ میں جہاں اپنا مدعا بیان کیا ہے وہیں نبی پاکؐ سے مدد کی درخواست بھی کی ہے۔اس مضمون میں احمد ندیم قاسمی کی چند نعتیہ جہتوں کی تفہیم کی کوشش کی گئی ہے۔	سبینہ اویس اعوان
اکبر، فاخرہ	تجزیہ بر مقدمہَ فرہنگِ آصفیہ	۲۴۵ تا ۲۵۲	اُردو لغات میں "فرہنگِ آصفیہ" ممتاز اہمیت کی حامل فرہنگ ہے۔اس مقالے میں محقق نے اس فرہنگ کے مقدمے پر بحث کی ہے۔یہ مقدمہ اُردو زبان کے آغاز وارتقااور زبان کے جغرافیائی اور سیاسی پس منظر کو بھی بیان کرتا ہے۔ محقق نے اس سارے پس منظر کو بخوبی کھنگالا ہے اور مقدمے کے تمام پہلوؤں کا بہ اسناد احاطہ کیا ہے۔	لغت نویسی، فرہنگِ آصفیہ، مقدمہ، فرہنگ، فاخرہ اکبر
پاریکھ، رؤف	اردو، فارسی اور عربی کہاوتوں کی شعری اسناد (جو اردو لغت بورڈ کی لغت میں درج نہیں)	۹ تا ۳۰	ڈاکٹر رؤف پاریکھ کا شمار اُردو کے نام ور اور درجہ استناد پر فائز اساتذہ میں ہوتا ہے۔اس مقالے میں انھوں نے کہاوت اور محاورے کے فرق کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ اُردو، فارسی اور عربی کہاوتوں کے اس ذخیرے کی نشان دہی بھی کی ہے جو تہذیبی حافظے سے فراموش ہوتی جا رہی تھیں۔	کہاوت، محاورہ، اردو لغت بورڈ، اردو لغت تاریخی اصول پر، فارسی کہاوتیں، رؤف پاریکھ
پتافی، شکیل	خواجہ فریدؒ کی پسندیدہ بحر	۱۹۳ تا ۲۰۶	خواجہ فریدؒ نے ویسے تو کئی زبانوں میں شعر کہے لیکن انھیں جو شہرت سرائیکی شاعری سے حاصل ہوئی ہے وہ کسی اور سرائیکی شاعر کے حصے میں نہیں آئی۔ خواجہ فریدؒ کی لفظی کاری گری سے منسلک ایک ایسا عروضی نظام بھی ہے جس کی وجہ سے ان کی شاعری میں ترنم، تدبر اور ردھم پایا جاتا ہے۔زیر نظر مضمون میں مصنف نے خواجہ فریدؒ کے عروضی نظام میں موجود ان کی پسندیدہ بحر اور اس کے استعمال کا احاطہ کیا ہے۔	خواجہ فرید، سرائیکی شاعری، عروضی نظام، بحر، شکیل پتافی
جسٹن، پنکی	اردو اور پنجابی صوتیات کا تقابلی مطالعہ: چند خصوصیات و امتیازات	۲۵۳ تا ۲۶۴	اس مقالے میں صوتیات کی صرف ان چند خصوصیات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے جو اردو اور پنجابی زبان کی صوتیات میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مصنفہ کے خیال میں پنجابی صوتیات ہر اعتبار سے اردو صوتیات سے مختلف ہے لیکن ہمارے ہاں اس طرف کوئی خاص توجّہ نہیں دی گئی اور اسے زیادہ تر اردو صوتیات کا حصہ ہی سمجھا گیا ہے۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے اُردو اور پنجابی صوتیات کا ایک نئے زاویے سے تجزیہ کیا ہے۔	لسانیات، اردو صوتیات، پنجابی صوتیات، مصوتہ، مصمتہ، پنکی جسٹن
چوہان، حافظ صفوان محمد	اردو شاعری کی رسومیات، سبک پاکستانی اور محاسنِ کلامِ خواجہ	۱۵۳ تا ۱۹۲	اِس مضمون میں اردو شاعری سے متعلق کچھ رسمی باتوں کے بعد پہلا حصہ فن اور اُس کی کچھ جہات کا مطالعہ ہے، دوسرا اور تیسرا حصہ موازنہ ہے اور چوتھا حصہ خواجہ محمد زکریا کے مجموعہ کلام کے بارے میں عمومی رائے کے حوالے سے ہے۔مقالہ نگار نے نہایت عمیق نظری سے خواجہ محمد زکریا کی شاعری کے محاسن کو اجاگر کیا ہے۔	شاعری خواجہ محمد زکریا، آشوب، حافظ صفوان محمد چوہان

Historiography, Partition Trauma, Intercultural Nationalism Relitious reciprocity, Mazhar Hayat, Saira Akhtar, Bushra Khanum	تقسیم ہند اُردو ادب کے ساتھ ساتھ انگریزی ادب کا بھی موضوع بنی ہے اور اس تقسیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والے انسانی سانحات نے ہر دو ادب کو متاثر کیا ہے۔ مذکورہ مقالہ میں مقالہ نگاروں نے برصغیر کے دو اہم ناول نگاروں جن کا تعلق اقلیتوں سے ہے، کے ناولوں کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔ ان دونوں ناولوں کا موضوع تقسیم اور اس سے پیدا ہونے والے سانحات سے ہے۔ مقالہ نگاروں نے یہ دیکھنے کی کوشش کی ہے کہ ان ناولوں میں ناول نگاروں نے اس سانحہ کو کس حد تک غیر جانبدار ہو کر دیکھنے کی سعی کی ہے۔	۲۷ تا ۴۰ (حصہ انگریزی)	Historiographic Study of Partition Trauma in Bapsi Sidhwa's Cracking India and Khushuwant Signh's Train to Pakistan: A Comprative Study (بپسی سدھوا کے ناول Cracking India اور خشونت سنگھ کے ناول Train to Pakistan میں تقسیم کے وقت رونما ہونے والے سانحات کے صدموں کا تاریخی جائزہ: ایک تقابلی مطالعہ)	حیات، مظہر/ اختر، سائرہ/ خانم، بشریٰ
سرئیلزم، ادب اور مصوری، ادبی تحریک، بیسویں صدی، محمد اسرار خان	سرئیلزم بیسوی صدی میں ادب اور مصوری کی معروف وہمہ گیر تحریک تھیجس کے لیے اُردو میں ورائے واقعیت، ماورائے حقیقت یاماوراواقعیت جیسی اصطلاحات مستعمل ہیں۔ سرئیلزم ظاہری اور عقلی حدبندی سے پرے حقائق کی تلاش کا سفر ہے۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے اس ہمہ گیر فکری تحریک کے آغاز اور سماجی پس منظر کا بخوبی احاطہ کیا ہے اور اس تحریک کے رد عمل میں پیدا ہونے والے فکری ماخذات کو بھی پرکھنے کی کوشش کی ہے۔	۲۹۵ تا ۳۰۶ (حصہ انگریزی)	سرئیلزم کیا ہے؟	خان، محمد اسرار
Folklore, Heer, Post Modernism Video Song, Kheriyan Day Naal, Malik Haq Nawaz Danish , Munawar Iqbal Ahmad	پنجابی ادب میں ہیر رانجھا کی داستان کو مختلف صوفی شعرا نے موضوع بنایا۔ اس مقالے میں نئے بننے والے وڈیو گانے "میں نئیں جانا کھیڑیاں دے نال" میں ہیر کے کردار کی مختلف سطحوں کا مابعد جدید نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ اور مقالہ نگار نے اس گانے کے بصری مواد کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور یہ بتایا کہ اس گانے میں ہیر کی جو تصویر کشی کی گئی ہے وہ صوفی شعرا کی شاعری میں پیش کی جانے والی ہیر سے یکسر مختلف ہے۔	۴۹ تا ۵۴ (حصہ انگریزی)	Heer in Popular Imagination: A Comparative Analysis of the Historical and the Modern Media Image of Heer (ہیر کے کردار کا مابعد جدید مطالعہ)	دانش، ملک حق نواز/ احمد، منور اقبال

رحمٰن، منیبہ / اعوان، محمد سفیر	Traces of Clash-of-Civilizations Thesis in Selected Pakistani and American Post-9/11 Short Stories (منتخب پاکستانی اور امریکی مابعد ۹/۱۱ افسانوں میں تہذیبوں کے تصادم کے نظریے کی نمائندگی)	۱۵ تا ۲۶ (حصہ انگریزی)	اس مقالے میں مصنفین نے ۹/۱۱ کے بعد کے پاکستانی اور امریکی منتخب افسانوں کا جائزہ لیا ہے۔ مزید اس امر کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ہنٹنگٹن کا نظریہ "تہذیبوں کا تصادم" کس حد تک پاکستانی اور امریکی افسانہ نگاروں کی فکر کو متاثر کر پایا ہے اور انھوں نے اپنے تخلیقی ادب میں اس نظریے کے اثرات کو کتنا قبول کیا ہے یا رد عمل کا اظہار کیا ہے۔	Pakistan, America, Post 9/11, Short Stories, Huntington, Muneeba Rehman, Muhammad Safeer Awan
سلہری، افتخار احمد	پنجابی لوک ادب میں مغل بادشاہ اکبر اعظم کا کردار	۲۰۷ تا ۲۱۴	اس مقالے میں مقالہ نگار نے پنجابی لوک ادب میں اکبر اعظم کے کردار کا جائزہ لیا ہے۔ اکبر کے بارے میں ہندوستان کی مقامی زبانوں میں لوک گیت اور لوک کہانیاں وغیرہ موجود ہیں جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پنجابی لوک ادب میں بھی اس کی انسان دوستی اور شہنشاہیت دونوں رنگ ملتے ہیں اور مقالہ نگار نے اکبر کے انھی پہلوؤں کو پنجابی لوک ادب میں دیکھنے کی سعی کی ہے۔	پنجابی لوک ادب، اکبر اعظم، شہنشاہیت، انسان دوستی، کردار نگاری، افتخار احمد سلہری
سلیم، محمد	Ajoka: An Alternative Theatre in Brechtian Tradition (اجوکا: بریخت کی روایت میں "متبادل" تھیٹر)	۴۱ تا ۴۸ (حصہ انگریزی)	بریخت نے مغربی تھیٹر میں سیاسی اور سماجی مزاحمت کی داغ بیل ڈالی۔ بریخت کے نظریات کے مماثل پاکستان میں اجوکا تھیٹر نے موضوعات کا چناؤ کیا۔ء کی دہائی میں طویل آمریت کے خلاف جہاں ادب کی دیگر اصناف میں مزاحمتی موضوعات در آئے وہیں تھیٹر میں اجوکا تھیٹر نے مزاحمت کی روایت کو اپنایا۔ مقالہ نگاروں نے اجوکا تھیٹر کے موضوعات کا بریخت کے نظریات کے ضمن میں جائزہ لینے کی کوشش کی۔	Brech, Political Theatre, Ajoka Theatre, Gestic Acting, Dialectical Theatre, Muhammad Saleem
سلیمان	نثار احمد فاروقی بحیثیت محقق	۲۶۵ تا ۲۷۲	نثار احمد فاروقی اُردو زبان و ادب کے ایک بسیار نویس محقق اور جنوبی ایشیا میں تصوف کے مستند عالم مانے جاتے ہیں۔ انھوں نے پچاس سے زائد کتب اور سات سو سے زیادہ تحقیقی مضامین لکھے ہیں۔ مقالہ نگار نے فاروقی صاحب کی مختلف ادبی جہات میں سے ان کی ایک جہت "محقق" کا احاطہ کیا ہے اور ان کے تحقیقی کارناموں کا تجزیہ کیا ہے۔	نثار احمد فاروقی، تحقیق، تصوف، محقق، سلیمان
سہیل، بلال	پریم چند کی ناول نگاری کا پس منظری اور فکری مطالعہ	۹۳ تا ۱۱۰	اس مقالے میں محقق نے اُردو ناول کے پس منظر سے بحث کرتے ہوئے پریم چند کی ناول نگاری کی مختلف فکری توجیہات کو موضوع بنایا ہے اور پریم چند کے ناولوں کا رومانوی اور حقیقت پسند نظریات کے ذیل میں بخوبی محاکمہ کیا ہے۔ مقالہ نگار اس پس منظر کو بھی زیر بحث لایا ہے جو پریم چند کی حقیقت نگاری کی	پریم چند، ناول نگاری، پس منظری مطالعہ، ترقی پسندیت، رومانویت، بلال

			وجہ بنتا ہے۔	سہیل
سہیل، سلیم	سہیل احمد خان کی داستان شناسی (داستانی نقاد اور ہمارا تہذیبی حافظ)	۲۹۱ تا ۲۹۴	اردو میں داستان شناسی کی روایت زیادہ مستحکم نہیں ہے۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے نامور داستان شناس سہیل احمد خان کی ادبی خدمات کا محاکمہ کیا ہے اور داستانی تنقید میں ان کے مقام و مرتبے کے تعین کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے منفرد اسلوب کا احاطہ بھی بخوبی کیا ہے۔	سہیل احمد خان، داستان شناسی، داستانی نقاد، تنقید، سلیم سہیل
ضمیر، ثمرہ	اُردو افسانے کا موضوعاتی ارتقا: تجزیاتی مطالعہ	۱۲۳ تا ۱۳۴	اردو ادب میں افسانہ مغرب سے آیا اور اب اس صنف کی عمر سو سال سے زائد ہو چکی ہے۔اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ ایسی نثری صنف ہے جس میں موضوع، خیال، جذبے، احساس اور تجربے کا اظہار بڑی کامیابی، خوبصورتی اور ہنر کاری سے کیا جا سکتا ہے۔اس مقالے میں مصنفہ نے اُردو افسانے کے بدلتے موضوعات اور ان کے تنوع سے بحث کی ہے اور اس امر کا جائزہ لیا ہے کہ کن سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل کے پیشِ نظر افسانے کے موضوعات بدلتے آئے ہیں۔	اردو افسانہ، موضوعاتی ارتقا، سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل، رومانویت، ترقی پسندیت، ثمرہ ضمیر
عباس، غلام	کیٹلر کی لغت و قواعد: موضوعاتی مطالعہ	۵۹ تا ۸۰	"معیار" کے شمارہ جون تا دسمبر ۲۰۱۲ء میں "کیٹلر کی لغت و قواعد۔۔۔ چند نئی دریافتیں" کے عنوان سے مصنف کا ایک مقالہ شائع ہو چکا ہے۔زیرِ نظر مقالہ گزشتہ مقالے کا دوسرا حصہ ہے۔اس مقالے میں کیٹلر کی مرتب کردہ لغت و قواعد کی اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔محقق کے خیال میں ایک ایسی تحریر کی ضرورت اب بھی موجود ہے جس میں ایسا مواد موجود ہو جس کی مدد سے زیرِ نظر کتاب اور اس کے مشمولات کا واضح نقشہ ذہن میں لایا جا سکے۔	جان جوشوا کٹیلر، لغت و قواعد، موضوعاتی مطالعہ، غلام عباس
عبدالسلام، ابرار	امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ فرہنگ: حمائل تاریخ	۳۱ تا ۵۸	امیر مینائی کو تاریخ گوئی سے خاص شغف تھا۔انھوں نے اپنی کئی تصانیف کے نام بھی تاریخی رکھے۔وہ ایک شاعر، نثّار، تذکرہ نگار، مکتوب نگار اور لغت نویس تھے۔ان کا ادبی کام مختلف اصنافِ نظم و نثر پر پھیلا ہوا ہے۔ان کی شخصیت کا ایک پہلو تاریخ گو شاعر کا بھی ہے جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔اس مقالے میں امیر مینائی کے انھی پہلوؤں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے اور مقالہ نگار نے "حمائل تاریخ" کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔	امیر مینائی، فرہنگ، حمائل تاریخ، تاریخ گوئی، ابرار عبدالسلام
علی، ذوالفقار/ حمید، محمد افضل	"نظر نامہ" میں یورپ کی معاشرت	۲۸۵ تا ۲۹۰	"عجائباتِ فرنگ" کے بعد محمود نظامی کے سفر نامہ "نظر نامہ" کو اردو سفر نامہ کی تاریخ میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے۔مقالہ نگاروں نے اس مقالے میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ محمود نظامی نے "نظر نامہ" میں یورپ کی معاشرت کے عمدہ مرقعے پیش کیے ہیں۔وہ بطور سفر نامہ نگار اردو کے بعض سفر نامہ نگاروں جیسی ممتاز شہرت تو حاصل نہ کر پائے لیکن اُن کا تحریر	سفر نامہ، نظر نامہ، محمود نظامی، یورپ کی معاشرت، ذوالفقار علی،

			کردہ سفر نامہ "نظر نامہ" اردو میں ایک خاص اور منفرد مقام کا حامل ضرور ہے۔	محمد افضل حمید
قریشی، محمد طاہر	اُردو ملی شاعری پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے اثرات	۲۱۵ تا ۲۳۲	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی برصغیر کی تاریخ کا ایک الم ناک باب ہے۔ ادب اپنے عہد کا عکاس ہوتا ہے۔ اس مقالے میں اسی سوال کا جواب تلاش کیا ہے۔ ۱۸۵۷ء میں لکھا جانے والا شعری ادب اس سماجی شعور کا حامل ہے جو اس وقت برصغیر کے لوگوں میں موجود تھا۔ مقالہ نگار نے ایسی بہت سی نظموں، غزلوں اور ان کے شعرا کا تعارف دیا ہے جو جنگ آزادی اور اس کی ناکامی کے آشوب کو ظاہر کرتا ہے۔	اردو ملی شاعری، جنگ آزادی، ۱۸۵۷، انجمن پنجاب، ملی تشخص، محمد طاہر قریشی
کاظمی، کامران عباس	معاصر اردو ناول اور عصریت	۱۱۱ تا ۱۲۲	کسی بھی عہد کا ادب اپنے تاریخی شعور کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے اور اپنے عصر کے سماجی اور عمرانی پس منظر میں جانچا جا سکتا ہے۔ عصریت مزاج تنقیدی نقطۂ نظر ناول کو اس کے تاریخی، سماجی اور تہذیبی شعور کے پس منظر میں رکھ کر دیکھتا ہے۔ عصریت مزاج تنقید کے ذریعے ہی ناول کے موضوعات اور اس کے نقطۂ نظر کو درست تناظر میں دیکھنا ممکن ہو سکتا ہے۔ محقق نے زیر نظر مضمون میں اکیسویں صدی کی ابتدا میں لکھے جانے والے ناولوں کا احاطہ عصریت مزاج تنقیدی نقطۂ نظر سے لینے کی کوشش کی ہے۔	اردو ناول، عصریت، عصریت مزاج تنقید، سماجی اور عمرانی پس منظر، کامران عباس کاظمی
مقدس، رابعہ	جدید اردو افسانہ میں واحد متکلم کی روایت	۱۳۵ تا ۱۴۰	کردار نگاری افسانے کا اہم جزو ہے۔ اُردو افسانے میں متنوع کرداروں کا جہان آباد ہے۔ زیر نظر مضمون میں مصنفہ نے جدید اردو افسانے میں واحد متکلم کرداروں کی نفسیاتی اور سماجی توجیہ تلاش کرنے کی سعی کی ہے۔ مصنفہ نے اس پہلو کا جائزہ بھی لیا ہے کہ کن حالات میں تخلیق کار واحد متکلم کرداروں کا سہارا لیتا ہے۔	اردو افسانہ، جدید افسانہ، واحد متکلم، کردار نگاری، رابعہ مقدس
ناز، ناہید	ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں علامات کا استعمال	۱۴۱ تا ۱۵۲	ڈاکٹر سلیم اختر کی شہرت بطور نقاد مسلم ہے لیکن بطور افسانہ نگار بھی تخلیقی ادب میں وہ ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ مقالہ نگار نے ان کے افسانوں کے علامتی اسلوب کا محاکمہ بخوبی کیا ہے اور ان کے افسانوں میں برتی جانے والی مختلف علامتوں کا نفسیاتی، سماجی پس منظر اور عصری آشوب کے ذیل میں احاطہ کیا ہے۔	ڈاکٹر سلیم اختر، اردو افسانہ، علامت نگاری، علامتی اسلوب، ناہید ناز
ناشاد، ارشد محمود	ڈاکٹر نجم الاسلام بنام نذر صابری	۲۷۹ تا ۲۸۴	ڈاکٹر نجم الاسلام اور نذر صابری دونوں اصحاب عہد قریب کی ممتاز علمی و ادبی شخصیات ہیں۔ اس مقالے میں ان دونوں احباب کے مابین مرقوم مکتوب کو جمع کیا گیا ہے اور محقق نے حواشی و تعلیقات کے ذریعے ان مکتوب کی علمی و تحقیقی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ یہ مکتوب چند نہایت اہم اور نادر کتب کی نشان دہی بھی کرتے ہیں اور محقق نے حواشی میں ان کتب کا تعارف بھی دیا ہے۔	ڈاکٹر نجم الاسلام، نذر صابری، مکتوب نگاری، غایۃ الامکان، قصہٗ مشائخ، ارشد محمود ناشاد

معیار:۱۲(۲۰۱۴ء)

مدیر: عزیزابن الحسن، شعبہ اُردو؛ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابن الحسن، عزیز	سخنِ سادہ کی دل فریبی	۲۵۱ تا ۲۵۴	غالب اردو کے مشہور شاعر اور نثر نگار ہیں۔ ان کے اُردو مکاتیب سے اردو دنیا آشنا ہے لیکن غالب کے فارسی خطوط اپنے اندر ایک جہان معنی رکھتے ہیں۔ غالب کے جن فارسی مکتوبات کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے ان مترجمین میں پرتوروہیلہ کا نام ممتاز ہے۔ غالب اور غمگین کے فارسی مکاتیب کا اردو ترجمہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جو مقتدرہ قومی زبان کی طرف سے "غالب اور غمگین کے فارسی مکتوبات" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ زیر نظر مقالہ اس کتاب پر ایک تنقیدی تبصرہ ہے۔	مرزا غالب، غمگین، مکتوب نگاری، فارسی مکتوبات، پرتوروہیلہ، عزیزابن الحسن
امتیاز، محمد	مکاتیبِ مالک رام بنام ڈاکٹر وحید قریشی	۹۳ تا ۱۱۴	اُردو میں مکتوب نگاری کی روایت اب خاصی مستحکم ہو چکی ہے۔ اس مقالے میں محقق نے اردو کے دو اہم محققین یعنی مالک رام اور ڈاکٹر وحید قریشی کے مابین مختلف موضوعات پر بذریعہ مراسلہ ہونے والے مکالمے کا احاطہ کیا ہے۔	مکتوب نگاری، محقق، مالک رام، ڈاکٹر وحید قریشی، محمد امتیاز
بخاری، صدف	منیر نیازی کی چند اہم نظمیں	۱۹۳ تا ۲۰۸	منیر نیازی کا شمار اردو کے اسلوب ساز شعرا میں ہوتا ہے۔ اس مقالے میں منیر نیازی کی چند اہم نظموں کا فکری جائزہ لیا گیا ہے اور ان فکری جہات تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو منیر نیازی کی نظم کو جدید حسیت کا موثر بیانیہ بناتی ہیں۔	جدید اردو شاعری، منیر نیازی، جدید حسیت، نظم نگاری، صدف بخاری
بخشی، عاصم	نطشے اور یونانی المیہ: ایک مطالعہ	۱۱۵ تا ۱۳۴	زیر نظر مضمون میں مضمون نگار نے فریڈرک نطشے کی کتاب ''المیے کی پیدائش'' (Birth of Tragedy) کا ایک مختصر سا تعارف دیا ہے۔ بنیادی مباحث پر روشنی ڈالنے سے پہلے ایک سہ جہاتی پس منظر میں بالترتیب قدیم یونانی تہذیب میں انسانی زندگی کے المیہ احساس، المیہ ادب کی مختصر تھیوری اور اس کتاب کے تناظر میں نطشے کا سوانحی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں کتاب کے بنیادی مباحث اس طرح پیش کیے گئے ہیں کہ کسی حد تک موضوعاتی ربط کی دریافت کے ذریعے ایک خاکہ سامنے آجائے۔ آخر میں عصر حاضر میں نطشے کے تصور المیہ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔	فریڈرک نطشے، المیے کی پیدائش یونانی المیہ، ارسطو، المیہ ادب، عاصم بخشی
بشیر، شاہد	Evolutionary Precuresors of Language	۳۵	زبان کو عمل میں لانے کے لیے ذہنی، نیورانی اور حیاتیاتی بنیادوں کی ضرورت	Language evolution, Ardipith-

ecus Ramidus, Language Readi-ness, Bipedal-ism, Descen-ded Larynx Shahid Bashir	ہوتی ہے۔ان بنیادوں کی تشکیل کے حوالے سے ایک نظریہ یہ ہے کہ اس کی موجودہ پیچیدہ صورت کو پہنچنے تک ارتقا کا ایک طویل دورانیہ صرف ہوا ہوگا۔ اس مقالے میں تقریباً ساڑھے چار ملین سال قبل کے ارڈی پیتھکس رمیڈس میں زبان کے بنیادی خدوخال کا مطالعہ کر کے یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بنی نوع انسان میں زبان کا ارتقا کب ممکن ہوا۔	تا ۴۸ (حصہ انگریزی)	in the Physiology of Ardipithecus Ramidus (فعلیاتِ ارڈی پتھیکس رمیڈس میں زبان کے ارتقائی خدوخال)	
مولانا الطاف حسین حالی، اخلاقی اور جمالیاتی شعور، مسلم تہذیب کا زوال، احمد جاوید	مضمون نگار کا شمار قدیم وجدید ادبیات کے منفرد ناقدین میں ہوتا ہے۔اس مقالے میں مضمون نگار نے حالی کے اخلاقی اور جمالیاتی شعور کا حالی کی عصری حسیت کی روشنی میں جائزہ لیا ہے۔ مضمون نگار کا خیال ہے کہ حالی برعظیم کی مسلم تہذیب میں زوال کی جو نشانیاں اور اسباب دیکھ رہے تھے اس کے بارے میں بھی ان کا ذہن بہت واضح تھا۔ان اسباب زوال کو دور کرنے کا جو نسخہ انھوں نے اپنی تحریروں میں تجویز کیا اس نسخے کی تاثیر سے ہماری ادبی ہی نہیں بلکہ تہذیبی اور تعلیمی روایت میں بھی بڑے بڑے اداروں، بڑے بڑے رجحانات اور اہم دبستانوں کا ظہور ہوا۔	۵۱ تا ۶۶	حالی کا اخلاقی اور جمالیاتی شعور کچھ ابتدائی باتیں	جاوید، احمد
Bioregio n-alism, Subaltern cultures, Planetarit y, Homoge n-isation, Neo-Libralis m, Mazhar Hayat, Munawar Iqbal Ahmad	فیض عوام، امن، ترقی اور خوش حالی کا شاعر تھا۔اسی لیے اس کے ہاں مادیت پرستی کے اس ایجنڈا کی تنقید کا پہلو نمایاں ہے جو پوری دنیا پر کاروبار کا یکساں نظام مسلط کرنا چاہتا ہے۔وہ ایک ایسے کلچر کا تصور دیتا ہے جو پس ماندہ معاشروں کی خوبیوں اور خصائص کا صفایا نہ کرے۔ عوامی روایات کا پاس رکھتے ہوئے فیض آبائی سرزمین، اس کے کھیت کھلیانوں اور مزدوروں کسانوں کی عظمت کے گن گاتا ہے۔اس مقالے میں فیض کی شاعری کا تجزیہ انھی خطوط پر کیا گیا ہے۔	۵ تا ۱۸ (حصہ انگریزی)	Bioregional Study of the Poetry of Faiz Ahmed Faiz (فیض احمد فیض کی شاعری کا سوانحی و علاقائی مطالعہ)	حیات، مظہر / احمد، منور اقبال
Sign, semiotics , Misrepre sentation, images, culture studies Malik Haq Nawaz Danish	اس مطالعے میں پنجابی فلموں میں پنجاب کی ثقافت کے خلاف احوال نمائندگی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ کئی ایک اشاریے زیر بحث لا کر یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان فلموں سے ناظرین کو پنجاب کی ثقافت کی حقیقت کے برعکس تصویر کشی دیکھنے کو ملتی ہے۔اس تجزیے کی خاطر پیرس (Pierce) کا ماڈل استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ایک کثیر الموضوعاتی مطالعہ ہے جس میں سیمیات، کلچر اسٹڈیز اور تنقید ادب سے استفادہ کیا گیا ہے۔	۱۹ تا ۳۴ (حصہ انگریزی)	A Semiotic Study of (Mis) Representation in Punjabi Cinema (پنجابی سینما میں (خلاف واقعہ) نمائندگی کا سیمیاتی مطالعہ)	دانش، ملک حق نواز

رحمان، نسیمہ	نوآبادیاتی عہد میں لاہور کا محکمۂ تعلیم اور نثری درسی کتب	۲۰۹ تا ۲۵۰	نوآبادیاتی عہد میں سرکاری ضرورتوں کے پیش نظر نوآبادیاتی حکمرانوں نے اردو زبان کو رائج کیا۔ اسے نہ صرف عدالتی زبان کی حیثیت حاصل ہوئی بلکہ بعض جگہوں پر تعلیمی نصاب کی زبان بھی اردو ہی قرار پائی۔ اس مقالہ میں لاہور کے محکمۂ تعلیم اور اس محکمے کی نثری درسی کتب کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح نوآبادیاتی حکمران اپنے مفادات کے حصول کے لیے نصابی ضرورتوں کی تشکیل کیا کرتے تھے۔	نوآبادیات، لاہور کا محکمۂ تعلیم، نثری درسی کتب، اردو زبان، تعلیمی نصاب، نسیمہ رحمان
سہیل، سلیم	طلسمانہ (Fantasy)، جدید رجحانات، موجودہ صورتحال اور مستقبل میں امکانات کا جائزہ	۱۶۱ تا ۱۸۰	زیر نظر مقالہ میں مقالہ نگار نے اس امر سے بحث کی ہے کہ جدید فکری تصورات مثلاً جدیدیت، ساختیات، رد تشکیل اور مابعد جدیدیت وغیرہ نے داستان اور فینٹسی وغیرہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ ان تصورات نے لکھاری کے تخیل کو زک پہنچائی ہے۔ مضمون نگار نے ان اسباب سے بحث کی ہے جن کی وجہ سے داستان جیسی صنف ادب تاریخ ادب سے گم ہو گئی ہے۔ نیز مقالہ نگار نے تخیل کی طاقت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے کہ اس کے بغیر ادب تو ایک طرف سائنس کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا۔	داستان، جدید رجحانات، جدیدیت، ساختیات، رد تشکیل، مابعد جدیدیت، سلیم سہیل
طلعت، مظہر علی	ترقی پسند نظریۂ ادب کے متوازی نظریات	۱۵۱ تا ۱۶۰	ادب اور معاشرے کے مابین کیا تعلق ہے؟ ادب کی سماجی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اور کیا ادب محض اپنے ماحول یا طبقے سے نمو پاتا ہے؟ ایسے بہت سے سوالات نظریاتی اور فکری سطح پر گزشتہ دو صدیوں میں سامنے آئے اور اپنے اپنے حلقۂ اثر کے ادیبوں کو متاثر کرتے رہے۔ مقالہ نگار نے اس مضمون میں ان دیگر ادبی تصورات کے اثرات اور اہمیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو ترقی پسند نظریہ ادب کے متوازی نمو پا رہے تھے اور ادب پر اثر انداز ہو رہے تھے۔	ترقی پسند، ادب، مارکسی نظریۂ ادب، روسی ہیئت پسند، شکلوفسکی، باختن، مظہر علی طلعت
ظہور، شفقت	رام پور اور مولانا امتیاز علی عرشی	۳۵ تا ۵۰	زیر نظر مقالے میں مقالہ نگار نے رام پور کے نوابوں کی علمی و ادبی سرپرستی کو موضوع بنایا ہے اور اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس علمی و ادبی ماحول نے مولانا امتیاز علی خان عرشی جیسا ایک کثیر الجہات ادیب جنم دیا۔ مضمون نگار نے مولانا کی علمی، ادبی اور تحقیقی خدمات کا تعین کیا ہے اور بتایا ہے کہ مولانا نامور محقق، غالب پر برعظیم کی سب سے بڑی سند، عربی لغت کے مزاج شناس، اہل زبان کے مانے ہوئے منشی، تفسیرات سلف کے نام ور عالم، انتقادی اور تحقیقی مرتب، مشرقی مخطوطات کے ماہر فہرست نگار اور قابل ذکر شاعر تھے۔	رام پور، مولانا امتیاز علی عرشی، محقق، ماہر غالب، مشرقی مخطوطات، شفقت ظہور
فاطمہ، صدف	جاوید منظر اور خواب سفر	۱۸۱ تا	جاوید منظر ۷۰ء کی دہائی میں ابھرنے والے نمائندہ شعرا کی صف میں شامل ہیں۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں جاوید منظر کے شعری مجموعے "خواب	جاوید منظر، شاعری، غزل، خواب سفر،

		١٩٢٢	سفر" کا فنی، اسلوبیاتی اور موضوعاتی جائزہ لیا ہے۔	صدف فاطمہ
منیر، طیب	''ارمغانِ آلام''، ایک نادر نجی بیاض	١٥ تا ٢٤	"ارمغانِ آلام" ڈاکٹر سید محمود کی نجی بیاض ہے، جو ١٩٤٤ء میں بزمانہ قید فرنگ احمد نگر جیل میں مرتب ہوئی، جس میں تقریباً نوے شعرا کا کلام درج ہے۔ اس مقالے میں محقق نے اس بیاض کی تاریخی اہمیت صراحت کے ساتھ پیش کی ہے نیز بیاض کے عکسی صفحات بھی دیے گئے ہیں۔	ڈاکٹر سید محمود، ارمغانِ آلام، نجی بیاض، احمد نگر، ١٩٤٤ء، طیب منیر
ندیم، خالد	شبلی شکنی کی روایت (پس منظر و پیش منظر)	٦٧ تا ٨٦	علامہ شبلی پر ندوۃ العلما اور اس کے پس منظر میں جو تنقید، تنقیص یا ہنگامہ آرائی ہوئی، وہ اَب تاریخ کا حصہ ہے۔ اسی طرح ادبی دنیا میں بھی ان پر کچھ کم کیچڑ نہیں اُچھالا گیا۔ زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے شبلی پر کی جانے والی تنقید اور تنقیص کا بنظر غائر جائزہ لیا ہے اور اس تنقید اور تنقیص کے درست یا غلط ہونے کا محاکمہ شواہد کے ساتھ کیا ہے۔	تنقید، علامہ شبلی نعمانی، شبلی شکنی کی روایت، ندوۃ العلما، خالد ندیم
نظامی، راجہ نور محمد	راولپنڈی کا ایک قدیم اردو اخبار چودھویں صدی اور اس کے مدیر قاضی سراج الدین احمد	٢٥ تا ٣٤	یکم مارچ ١٨٩٥ء کو قاضی سراج الدین احمد نے اپنی ادارت میں راولپنڈی سے ہفت روزہ ''چودھویں صدی'' کا آغاز کیا۔ مقالہ نگار نے اس مضمون میں اخبار اور اس کے مدیر کی سماجی و ادبی خصوصیت کا احاطہ کیا ہے بالخصوص یہ وضاحت کی ہے کہ ایسے واقعات جو مسلمانوں کی حق تلفی یا ان کی دل آزادی کا باعث ہوتے تھے اخبار ان کے خلاف نہایت جرأت مندی سے آواز بلند کرتا تھا۔	اردو اخبار، ہفت روزہ چودھویں صدی، قاضی سراج الدین احمد، راولپنڈی، راجہ نور محمد نظامی
نوشاہی، عارف	ترقیمہ نگاری کا ایک عمدہ نمونہ	٩ تا ١٤	ترقیمہ، قلمی کتاب کے اہم ترین اجزائے ترکیبی میں سے ایک ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں یہ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ترقیمہ کن کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے کہ نسخے کی وقعت میں اضافہ کر سکے؟ نیز ترقیمہ کے دو اہم عناصر ایک تاریخ کتابت اور دوسرا کاتب کا نام کے حوالے سے بعض عمدہ نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں۔	ترقیمہ، قلمی کتاب، تاریخ کتابت، کاتب، عارف نوشاہی
ہمدانی، جواد	شیخ آذری: دربار سے دریار تک	٨٧ تا ٩٢	شیخ آذری کا شمار فارسی ادب کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ بہمنی سلطنت کے زمانے میں شیخ نے ہندوستان کا سفر کیا اور شاہ نامہ کی طرز پر ''بہمن نامہ'' مثنوی لکھی جس میں بہمنی سلطنت کے بادشاہوں کا احوال لکھا۔ مقالہ نگار نے زیرِ نظر مقالے میں شیخ آذری کی سیر و سیاحت اور ادبی خدمات کا بھرپور محاکمہ کیا ہے۔	فارسی ادب، شیخ آذری، بہمن نامہ، بہمنی سلطنت، جواد ہمدانی
یعقوب، قاسم	تانیثی تھیوری اور اُردو نظم	١٣٥ تا ١٥٠	قاسم یعقوب کا شمار مابعد جدید تصورات کے اچھے پارکھوں میں ہوتا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں اُردو نظم کو تانیثی تھیوری کے اصولوں کی روشنی میں پرکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ مقالہ بالخصوص خواتین نظم نگاروں کی تخلیقات کا بخوبی احاطہ کرتا ہے۔	مابعد جدیدیت، اردو نظم، تانیثی تھیوری، خواتین نظم نگار، قاسم یعقوب

معیار:۱۳(۲۰۱۵ء)

مدیر: عزیزابن الحسن، شعبہ اُردو؛ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
ابن الحسن، عزیز	استعماری گٹھ جوڑ اور "فن برائے فن" والے ایک نقاد کی سماجی حسیت	۲۵۷ تا ۲۷۴	محمد حسن عسکری کا شمار اردو ادب کی نابغہ شخصیات میں ہوتا ہے۔ اس مقالے میں عسکری کے تنقیدی نظریات اور سماج سے ان کے تعلق پر بحث کی گئی ہے۔	محمد حسن عسکری، نقاد، فن برائے فن، استعماریت، ترقی پسند تحریک، عزیزابن الحسن
احمد، سلیم	شکست طلسم رومانیت یعنی گڈ بائی ٹو اختر شیرانی (ادبی مکالمہ مابین شبنم صدیقی اور سلیم احمد)	۱۸۱ تا ۱۹۸	اس مضمون میں ایک طویل مکالمہ پیش کیا جا رہا ہے جو شبنم صدیقی نے سلیم احمد کے ساتھ کیا ہے۔ اس کا موضوع رومانیت اور بطور خاص اختر شیرانی کی رومانیت ہے۔ اختر شیرانی کے مختلف شعری موضوعات اور ان کی رومانویت پسندی دونوں مکالمہ نگاروں کا خاص موضوع ہے۔	شبنم صدیقی، رومانیت، مکالمہ، اختر شیرانی، سلیم احمد
احمد، منور اقبال	Partition and the Making of Post Colonial Pakistan: A Study of Creative Response in English and Urdu (تقسیم اور مابعد نوآبادیاتی پاکستان کی تشکیل: انگریزی اور اردو میں تخلیقی نمائندگی کا مطالعہ)	۳۵ تا ۴۶ (حصہ انگریزی)	پاکستان کی آزادی کے وقت رونما ہونے والے دل خراش واقعات کو کئی ایک مصنفین نے افسانوی رنگ میں پیش کیا تاہم تقسیم کے دنوں میں ہونے والے فسادات اور اس کے بعد کی روح کو جھنجھوڑنے والی صورتِ حال کا احاطہ بیپسی سدھوا سے بہتر شاید ہی کسی نے کیا ہو۔ اس مقالے میں کچھ اردو ادب کی تخلیقات اور بیپسی سدھوا کے ناولوں، بالخصوص Ice Candy Man کا تجزیہ کر کے مقالہ نگار نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ تقسیم ہند اور اس کی سیاست مابعد نوآبادیاتی پاکستان کی تشکیل پر منتج ہوئی۔	Partition, Post Colonial, Historical fiction, Ice Candy Man, Munawar Iqbal Ahmad
ارشد، محمد	مکتوبات ڈاکٹر محمد حمید اللہ	۳۵ تا ۶۸	اس مقالے میں ممتاز عالم اور سیرت نگار ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا انتخاب شامل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے یہ خطوط مختلف علمی، ادبی اور اسلامی موضوعات کے حامل ہیں اور ان کے مکتوب الیاہن بھی زندگی کے مختلف شعبوں میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں۔	مکتوبات، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، اسلامی موضوعات، محمد ارشد
اعجاز، سمیرا	منیر نیازی کی کالم نگاری: تحقیق و تنقید	۲۷۵ تا ۲۹۰	منیر نیازی کی شہرت کا بنیادی حوالہ شاعری ہے لیکن ان کی نثری تحریریں بھی اپنی معنویت کا ایک دفینہ رکھتی ہیں۔ منیر نیازی ایک ہمہ جہت شخصیت تھے جنھوں نے ہر زاویے سے ادب کو مستفید کیا۔ نثر میں افسانہ،	منیر نیازی، نثر، کالم نگاری، نصرت، دھنک، روزنامہ

			خاکہ اور کالم ان کا وسیلۂ اظہار بنے۔ منیر نیازی نے کالم لکھنے کا آغاز اپنی دلچسپی سے زیادہ، معاشی ضرورت پوری کرنے کے تحت کیا تھا۔ مقالہ نگار نے زیرِ نظر مقالے میں منیر نیازی کے اخبارات میں لکھے گئے سیاسی، سماجی اور ادبی کالموں کا جائزہ لیا ہے۔	جنگ، سمیرا اعجاز
اعوان، محمد سفیر / اعوان، الیاس بابر	Post modern Novelistic Techniques in Khas o Khashak Zamanay (''خس و خاشاک زمانے'' میں مابعد جدیدیاتی تکنیک)	۵ تا ۲۰ (حصہ انگریزی)	اس مقالے میں مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''خس و خاشاک زمانے'' پر مغرب کی مابعد جدیدیاتی تکنیک کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ تارڑ نے اپنی ادبی زندگی کے دوسرے مرحلے میں ''راکھ'' اور ''خس و خاشاک زمانے'' جیسے ناول تخلیق کیے جن میں جدید ادبی ہیئت کا اثر نمایاں ہے۔ ان ناولوں میں تاریخی کردار بھی ہیں اور واقعات بھی۔ تاریخ کے تانے بانے جوڑ کر ریاست کے زوال کو اس مہارت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ مفلوک الحال قوم کی صحیح ترجمانی ہو گئی ہے۔ ''خس و خاشاک زمانے'' میں شناخت کی کثیر الجہتی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔	Post Modernism Narrative Techniques, Novelistic discourse, Khas-o-Khashak Zamanay, Muhammad Safeer Awan, Ilyas Baber Awan
بیگم، ارشاد	نذیر احمد کے ناولوں کے منحرف کردار: ایک جائزہ	۱۹۹ تا ۲۱۶	ناول زندگی کا ترجمان ہوتا ہے اور ایک ناول نگار کے پیشِ نظر زندگی کے تجربات، گرد و نواح کے حالات و واقعات اور سیاسی و سماجی منظر نامہ ہوتا ہے۔ اس مقالے میں نذیر احمد کے ان کرداروں کو موضوع بنایا گیا ہے جو مروج سیاسی و سماجی رواجات سے انحراف کرتے ہیں۔ مقالہ نگار نے اس سماجی ماحول کی نشان دہی کی ہے جس میں نذیر احمد کے یہ کردار زندگی کی مروج اقدار سے بغاوت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔	نذیر احمد، ناول نگاری، اکبری، کلیم، ابن الوقت، آزادی بیگم، ارشاد بیگم
حسین، احمد	عبداللہ حسین کا ناول اداس نسلیں ایک تجزیہ	۲۱۷ تا ۲۲۶	''اداس نسلیں'' اُردو کے مقبول ناولوں میں سے ہے۔ عبداللہ حسین کا یہ ناول ۱۹۶۳ء میں منظرِ عام پر آیا اور ابھی تک مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ناول تحریکِ آزادی کے تناظر میں لکھا گیا سماجی ناول ہے جس میں اس دور کے مزدوروں اور کسانوں کی اپنے حقوق کے لیے بیداری کو بھی سیاسی بیداری کے ساتھ ساتھ ضمناً شامل کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے اس ناول کے تخلیقی ماحول اور پس منظر کے تلاش کی سعی کی ہے۔	عبداللہ حسین، اردو ناول، اداس نسلیں، تحریک آزادی، احمد حسین
خان، شہریار	One Hundred Years of Dialectics: Macondo and The Dynamics of History (جدلیات کے سو سال: مکانڈو اور تاریخ کی حرکیات)	۴۷ تا ۵۴ (حصہ انگریزی)	مارکس نے انسانی معاشرے میں پیش رفت کو ''تاریخی مادیت'' کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ معاشرے تضادات کے داخلی عمل، جدلیات کے ذریعے ارتقا پذیر ہوتے ہیں۔ مارکیز کے ناول ''تنہائی کے سو سال'' کے گاؤں مکانڈو کو موجود انسانی معاشرے کا ایک نمونہ مان لیا جائے تو ان نظریات کی بہتر تشریح ممکن ہے۔ یہ گاؤں آغاز میں ایک چھوٹا سا غیر سیاسی معاشرہ ہے مگر پھر مادیت پرستی کی ایک ترقی یافتہ صورت دھار لیتا	Dialectics, Macondo, History, Marx Historical Materialism Capitalism, One hundred years of solitude, Shehar Yar Khan

			ہے۔اس مقالے میں مکانڈو کے ارتقا کا مارکس کے تصور تاریخ کی روشنی میں مطالعہ کیا گیا ہے۔	
سہیل، بلال	اُردو میں ترقی پسند تحریک: سماجی پس منظر اور معنوی مباحث	۱۴۷ تا ۱۶۶	اردو ادب میں ترقی پسند تحریک کا حصہ ہر اعتبار سے بہت زیادہ ہے۔اس تحریک نے مختلف فکری و موضوعاتی مباحث کو جنم دیا۔اس مقالہ میں مقالہ نگار نے نہ صرف اس پس منظر کی وضاحت کی ہے جو ترقی پسند تحریک کی پیدائش کا سبب بنا بلکہ تحریک کے مختلف فکری مباحث کا بھی احاطہ کیا ہے۔	اردو ادب، ترقی پسند تحریک، اقبال، انگارے، پریم چند، بلال سہیل
شہاب الدین، محمد	حالی کے سوانحی نظریات اور حیات سعدی	۱۱۹ تا ۱۳۴	خواجہ الطاف حسین حالیؔ اردو کے پہلے باقاعدہ سوانح نگار ہیں۔انھوں نے اردو تنقید کی طرح سوانح نگاری کی بھی بنیاد قائم کی اور اپنے سوانحی نظریات کے مطابق اردو میں سوانحی کتب تصنیف کیں۔زیرِ نظر مقالے میں مقالہ نگار نے حالی کے سوانح نگاری سے متعلق نظریات کا محاکمہ کرتے ہوئے ''حیات سعدی'' کا سعدی کی سوانح نگاری سے متعلق دیگر ماخذات سے تقابلی مطالعہ بھی کیا ہے۔	مولانا الطاف حسین حالی، سوانح نگاری، سوانحی نظریات، حیات سعدی، محمد شہاب الدین
شہزاد، طارق علی	مخطوطہ شناسی کے تقاضے: چند اہم مباحث	۸۷ تا ۹۴	مخطوطہ شناسی کی روایت جدید محققین نے قائم کی ہے۔اس مقالے میں مخطوطہ شناسی کے مختلف زاویوں کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ متن کی تحقیق اور اصلاح نیز زبان اور املا کے مسائل، تلفظ، تصحیح متن و دیگر مسائل کے مختلف اصول و ضوابط مقالے کا موضوع ہیں۔	مخطوطہ شناسی، تدوین متن، تصحیح متن، تحقیق متن، طارق علی شہزاد
عبدالسلام، ابرار	علامہ اقبال اور مہاراجہ کشن پرشاد شادؔ کی مراسلت (اقبال بنام شاد کے تناظر میں)	۹ تا ۳۴	اقبال کی زندگی میں ان کے بہت سے معاصرین نے ان کے خطوط جمع کرنے شروع کر دیے تھے۔غالب کی طرح اقبال کا بھی یہی خیال تھا کہ انھوں نے اپنے خطوط بے تکلفانہ تحریر کیے ہیں اس لیے ان کی اشاعت بہتر نہ ہوگی۔اقبال کی زندگی میں ان کے خطوط کا کوئی مجموعہ شائع نہ ہوا۔ وفات کے بعد اقبال کے متعدد مکتوب الیہان نے اقبال کے خطوط شائع کرنے کی خواہش کی۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے اقبال اور مہاراجہ کے مابین ہونے والی مراسلت کا جائزہ لیا ہے۔	مراسلت، علامہ اقبال، مہاراجا کشن پرشاد شاد، اقبال بنام شاد، ابرار عبدالسلام
قادری، شبیر احمد	تحقیق و تدوین میں تخریج کی اہمیت۔۔۔ مسائل اور امکانات	۹۵ تا ۱۰۴	متن میں کسی ادھوری آیتِ قرآنی، حدیث پاک کا ذکر ہو یا کسی شعر کی طرف اور بزرگوں کے اقوال کی طرف اشارہ ہو تو متعلقہ آیت یا حدیث کے مکمل مضمون یا مکمل شعر اور قول کی جانب توجہ مبذول کرانا اور اپنے مؤقف کو مدلل بنانے کا عمل تخریج کہلاتا ہے۔اس مقالے میں مقالہ نگار نے تخریج کی اہمیت اور ضرورت پر مدلل بحث کی ہے اور تحقیق و تدوین میں تخریج کے عمل کے مختلف اصول و ضوابط بیان کیے ہیں۔	تحقیق، تدوین، تخریج، تخریج کے مسائل، شبیر احمد قادری

کاظمی، سید کامران عباس	سقوط ڈھاکہ، نظریاتی عدم تشخص اور اُردو ناول	۲۲۷ تا ۲۴۴	سقوط ڈھاکہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ باب ہے۔ ادبیات اُردو کے مختلف شعبوں میں اس سانحے کو مختلف انداز سے برتا گیا ہے۔ اُردو ناول بھی اس سانحے کی سماجی، معاشی اور سیاسی عوامل کی نشان دہی کرتا ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں یہ وضاحت کی ہے کہ اردو ناول کا اختصاص ہے کہ اس میں اس سانحے کے رونما ہونے سے قبل نشان دہی کر دی گئی تھی۔ بعدازاں اس سانحے کی وجوہات اور عوامل بھی مختلف اوقات میں اردو ناول کا موضوع بنتے رہے ہیں۔	اردو ناول، سقوط ڈھاکہ، مشرقی پاکستان، سید کامران عباس کاظمی
کوثر، ریحانہ	کلیاتِ نظم حالی کی تدوین اور ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی	۱۶۷ تا ۱۸۰	افتخار احمد صدیقی کا نام تحقیق و تدوین ادب میں ممتاز اہمیت کا حامل ہے۔ اس مقالہ میں ''کلیاتِ نظم حالی'' کی تدوین کے دوران ڈاکٹر صاحب کو پیش آنے والی مختلف مشکلات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔	افتخار احمد صدیقی، مولانا حالی، کلیاتِ نظم حالی، تحقیق و تدوین، ریحانہ کوثر
محمود، صدف	'The Whole is Untrue': False Consciousness in Overcoat by Ghulam Abbas (''کل جھوٹ ہے'': غلام عباس کے افسانہ 'اوور کوٹ' میں شعورِ فریب)	۲۱ تا ۳۴ (حصہ انگریزی)	شعورِ فریب کے تصور نے کارل مارکس اور فریڈرچ اینجلز کے نظریات میں تشکیل پائی جس کے مطابق نچلی سطح کے افراد اپنی ذات کی نفی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس مقالے میں غلام عباس کے افسانہ ''اوور کوٹ'' میں شعورِ فریب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ نچلے طبقے کے نوجوان غیر مساوی سماجی حالات کو فطری عمل تصور کرتے ہیں اور اپنے مفاد کے خلاف زندگی گزار کر مثالی زندگی تک پہنچنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔	Flase Consciousness, Capitalism, Social Conditioning, Ideology Sadaf Mehmood
محمود، خالد	علی گڑھ تحریک: درست تعبیر کا مسئلہ	۱۳۵ تا ۱۴۶	علی گڑھ تحریک کے حق اور مخالفت میں ابھی تک بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ اس مقالہ میں مصنف نے ان حالات اور واقعات کی نشان دہی کی ہے جو نوآبادیاتی عہد کی دین تھے اور جن میں علی گڑھ تحریک کا آغاز ہوا۔ مصنف نے علی گڑھ تحریک کی مخالفت میں دیے گئے بعض بیانات کو استدلالی طریقے سے رد کیا ہے۔	علی گڑھ تحریک، ۱۸۵۷، سرسید احمد خاں، نوآبادیات، خالد محمود
معراج، ارشد	مشہور زمانہ ممنوعہ کتب: اجمالی جائزہ	۲۴۵ تا ۲۵۶	اس مقالے میں مقالہ نگار نے انسانی تاریخ میں مختلف افکار پر لگائی جانے والی پابندیوں کا اجمالی جائزہ لیا ہے۔ ان پابندیوں کا زیادہ شکار مختلف کتب رہی ہیں۔ حالانکہ ان میں بعض کتابیں ایسی بھی تھیں جو بنی نوع انسان کی تقدیر بدلنے کے کام آئیں لیکن اپنے اپنے دور میں وہ ممنوع قرار دی گئیں۔ مقالہ نگار نے کتابوں پر پابندی لگانے کی روایت کو آزادیٔ اظہار پر پابندی قرار دیا ہے۔	ممنوعہ کتب، ولیم ٹن ڈال، کوپرنیکس، گلیلیو، مکالمات، یولیسز، ارشد معراج
منیر، طیب	انتخاب زرّیں۔ راس مسعود (تعارف و تجزیہ)	۶۹ تا	اُردو میں تذکرہ نگاری کا فن خاصا قدیم ہے۔ مختلف شعرا کی شعری تخلیقات جمع کرنے کا شوق ہر عہد کے افراد کو رہا ہے۔ اس مقالے میں	انتخاب زریں، راس مسعود، تذکرہ

		٨٦	محقق نے سر سید احمد خان کے پوتے سر راس مسعود کے انتخاب شعری بعنوان ''انتخاب زریں'' کا محاکمہ کیا ہے اور ان کی شعر فہمی پر رائے دی ہے۔	نگاری، انتخابِ شعری، طیب منیر
ندیم، روش	اردو، ارتقائے اردو اور اسمائے اردو: ایک معروف نقطۂ نظر	٢٩١ تا ٣٠٦	ماہرینِ لسانیات دنیا میں بولی جانے والی زبانوں کو جغرافیائی، جینیاتی اور صرفی و نحوی گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اردو زبان کے آغاز سے متعلق مختلف نظریات موجود ہیں جیسے پنجاب میں اردو، دکن میں اردو، شمالی ہند یا دِلی میں اردو، گجرات میں اردو وغیرہ۔ اس مقالے میں مقالہ نگار نے مختلف ادوار میں اُردو کے بدلتے نام اور اردو زبان سے متعلق مختلف تصورات کا جائزہ لیا ہے۔	اردو زبان، ارتقائے اردو، اسمائے اردو، کھڑی بولی، لسانیات، روش ندیم
یٰسین، خضر	قرأتِ متن، اصول و مبادی	١٠٥ تا ١١٨	تدوین متن میں تدوینی محقق کے لیے قرأت متن کے مختلف زاویوں اور اصولوں سے آگاہی ضروری ہوتی ہے۔ زیر نظر مضمون میں مقالہ نگار نے متن کی قرأت کے اصول و مبادی پر بحث کی ہے۔ مضمون کے پہلے مرحلے میں مصنف اور قاری اور پھر اصول قرأت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں متن فی نفسہٖ کے وجودی اصول پر اہم مباحث کی نشان دہی کی گئی ہے۔	تدوین متن، قرأت متن، اصول قرأت، وجودی اصول، خضر یٰسین

معیار: ۱۴(۲۰۱۵ء)

مدیر: عزیز ابن الحسن، شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

مقالہ نگار	عنوان	صفحات نمبر	ملخص	کلیدی الفاظ
احمد، منور اقبال	Representation of Post-Nuclear Pakistan in Mohsin Hamid's Moth Smoke (محسن حامد کے ناول ''موتھ سموک'' میں بعد از ایٹمی پاکستان کی عکاسی)	5 تا 18 (حصہ انگریزی)	محسن حامد کا ناول (Moth Smoke) بعد از آزادی، بعد از استعماریت اور سوویت جنگ، سب سے اہم بعد از ایٹمی پاکستان کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ ناول سیاسی پالیسیوں، تاریخی واقعات اور جنگوں کے لاہور شہر کی زندگی پر اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ مزید یہ کہ کس طرح امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ محسن حامد نے اس چیز کو ایٹمی دھماکوں سے تشبیہ دی ہے جس کے بہت زیادہ نقصانات ہیں۔ اس مقالہ میں ڈاکٹر منور اقبال احمد نے مئی ۱۹۹۸ء میں پاکستان اور انڈیا کے ایٹمی دھماکوں پر لکھاری کا نقطۂ نظر پیش کیا ہے۔	Post-Nuclear Pakistan, Moth Smoke, Pakistani Fiction, Munawar Iqbal Ahmad
اختر، راحیلہ / حیات مظہر	The Poetics of Self in Iqbal and Tagore : A Comparative Study (اقبال اور ٹیگور کی شاعری میں ''خودی'' کا تصور: ایک تقابلی جائزہ)	19 تا 36 (حصہ انگریزی)	راحیلہ اختر اور مظہر حیات نے اقبال اور ٹیگور کے خودی کے تصور کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا ہے۔ ان دونوں شاعروں نے اپنے تئیں پوری کوشش کی ہے کہ کسی طرح برصغیر کے لوگوں کی غلط نمائندگی، جو کہ نوآبادیاتی نظام کے تحت کی گئی ہے، کو صحیح انداز سے پیش کیا جا سکے۔ یہ مقالہ دونوں شعرا کی نوآبادیاتی نظام کے خلاف مشترکہ مماثلتی جدوجہد کی خصوصیات اور ان کی موجودہ دور میں افادیت کو اجاگر کرتا ہے۔	Tagore, Neo-Imperialism, Self Identity, Raheela Akhtar, Mazhar Hayat
اکبر، فاخرہ	اقبال کے ایک ہم عصر۔۔امین حزیں	۱۲۱ تا ۱۳۴	اس مضمون میں مصنفہ نے اقبال کے ایک اہم ہم عصر امین حزیں کی زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اقبال اور امین حزیں دونوں کشمیری تھے اور دونوں کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ مضمون میں جابجا اقبال کے اشعار کو پیش کر کے مصنفہ نے اپنے بنیادی تھیسز کے لیے بنیادیں مہیا کی ہیں۔	علامہ اقبال، امین حزیں، محمد مسیح پال، نوائے سروش، گلہائے حیات، فاخرہ اکبر
امتیاز، محمد	سید سجاد حیدر یلدرم بطور شاعر	۱۷۵ تا ۱۸۴	سجاد حیدر یلدرم کا نام اردو ادب کے اہم رجحان رومانویت کے حوالے سے تاریخ ادب اردو میں پہچانا جاتا ہے۔ سجاد حیدر یلدرم کی نثر پر بہت سی تحریریں ملتی ہیں لیکن ان کی ادبی زندگی میں شاعری کا بھی ایک حصہ موجود ہے۔ زیر نظر مقالے میں مضمون نگار نے سجاد حیدر یلدرم کی شاعری کو موضوع بحث بناتے ہوئے یلدرم کی شاعری کے ورثے کو منظر عام پر لانے کی سعی کی ہے۔	سجاد حیدر یلدرم، مشتاق احمد زاہدی، مبارز الدین رفعت، شعر

				یلدرم، یلدرم کی شاعری، محمد امتیاز
بزمی، محمود الحسن	کلام سلطان باہو کا ایک منظوم اردو ترجمہ	۹۵ تا ۱۱۰	زیرِ نظر مقالے میں پنجابی کے کلاسیکی صوفی شاعر سلطان باہو کے کلام کے منظوم اردو ترجمے پر بحث کی ہے۔ یہ ترجمہ عبدالمجید بھٹی نے کیا ہے۔ صوفیا کے کلام کا ترجمہ اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ صوفیا کے پیغام کی اصل حقیقت ترجمہ میں منتقل ہو جائے۔ اس ترجمے کے اس طرح کے مسائل پر مقالہ نگار نے تفصیل سے گفتگو کی ہے۔	سلطان باہو، پنجابی صوفیانہ شاعری، عبدالمجید بھٹی، مسعود مفتی، شفیع عقیل، شریف کنجاہی، محمود الحسن بزمی
بصیرہ، عنبرین	محسناتِ شعر، کلام غالب میں	۱۴۳ تا ۱۷۴	پیش کردہ مضمون میں مقالہ نگار نے اردو کے معروف کلاسیکی شاعر اسداللہ خان غالب کی شاعری کے حسن اور مواد کی عظمت کو اپنے احاطہ تحریر میں لانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ مضمون نگار کی یہ کوشش غالبیات کے وسیع ورثے میں ایک نئی طرز کا اضافہ ہے۔	محسناتِ شعر، کلام غالب، کلاسیکی اردو شاعری، غالبیات، عنبرین بصیرہ
بی بی، رخسانہ	''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' اور ''غلام باغ'' میں کارفرما تاریخی تصورات کا تقابلی جائزہ	۲۸۹ تا ۳۰۸	مصنفہ نے اپنے اس مقالے میں شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' اور مرزا اطہر بیگ کے ناول ''غلام باغ'' میں اشتراکات اور موضوع کی ہم رنگی کو بیان کرتے ہوئے دونوں ناولوں کا پس نو آبادیاتی تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے۔	کئی چاند تھے سر آسماں، غلام باغ، مرزا اطہر بیگ، شمس الرحمٰن فاروقی، تاریخی تصورات، رخسانہ بی بی
خان، سہیل عباس	قاضی عبدالودود: وضاحتی کتابیات	۳۷ تا ۷۰	قاضی عبدالودود اردو کی تاریخ ادب میں ایک معروف محقق، مدون اور ممتاز ادیب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں مصنف نے قاضی عبدالودود کی زندگی، ان کی علمی و ادبی سرگرمیوں اور ان پر لکھی جانے والی کتب کی وضاحتی کتابیات مرتب کی ہے۔ مصنف نے یہ نقطۂ نظر پیش کیا ہے کہ قاضی عبدالودود ایک مختلف الجہت نابغے کی حیثیت رکھتے ہیں۔	قاضی عبدالودود، وضاحتی کتابیات، آگرہ اخبار، انجمن ترقی اردو، سہیل عباس خان
خان، شہریار	Art, Love and Time: A Comparative Study of Hassan Kozagar and ode on a	51 تا 64 (حصہ انگریزی)	ن۔م۔ راشد جدیدیت کی تحریک کے روحِ رواں کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کی نظم ''حسن کوزہ گر'' میں محبت اور فن کے درمیان اور فنکار اور تخلیق کے درمیان باہمی تعلق کو پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں شہریار خان نے ن۔م۔ راشد کی نظم ''حسن کوزہ گر'' اور Keats کی نظم "Ode to	Lacan, Psyo-analysis, Kant, Baumagarten, Time Theory,

	Grecian URN ("فن، عشق اور زمان" پر قاری کے تاثرات: "حسن کوزہ گر" اور "ایک یونانی کلش کا قصیدہ" کا تقابلی جائزہ)		"Grecian URNجو کہ دونوں مختلف زمان و مکاں میں لکھی گئی ہیں، کے درمیان متوازی مماثلتیں بیان کی ہیں۔ دونوں نظمیں محبت، ادب اور لافانیت کو مختلف انداز سے رجوع کرتی ہیں۔ اس مقالے کا نظریاتی فریم ورک Baumagartenاور Kant کے جمالیاتی نظریات، لامکاں کے Psychoanalysisاور ہنری برگساں کے وقت کے نظریات (Time Theory)کے مطابق عمل پیرا ہے۔	Bergson, Sheharyar Khan
رانا، غلام شبیر	ترجمہ نگاری: ادبیات میں زر نگاری اور سحر نگاری کی ایک درخشاں روایت	۱۷ تا ۹۴	اس مقالے میں مصنف نے ترجمہ نگاری کے موضوع پر لکھتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ ترجمہ نگاری کا مطلب ایک زبان سے دوسری زبان میں مواد کی صرف منتقلی نہیں ہے بلکہ ترجمہ نگاری دونوں زبانوں کے ایک دوسرے میں پیوست ہونے اور شرکت کرنے کا نام ہے۔ ترجمہ نگار نے جدید اور قدیم دونوں ادوار کے اہم ترین مترجمین کی خدمات کا بھی ذکر کیا ہے اور عالمی کلاسیک کے تراجم کی تاریخ کو بھی شامل مضمون کیا ہے۔	ترجمہ نگاری، زر نگاری، سحر نگاری، متاعِ فقیر، رحمٰن بابا، غلام شبیر رانا
رشید، صفدر	اقبال ادبی تنقید کے تناظر میں (خصوصی حوالہ: شمس الرحمٰن فاروقی)	۱۱۱ تا ۱۲۰	اقبال کا شمار ان شعرا میں ہوتا ہے جن پر بے پناہ لکھا گیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اقبال پر شمس الرحمٰن فاروقی جیسے معروف ادیب اور نقاد کی تنقیدی آرا پیش کی گئی ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے اقبال پر شرح وبسط سے بحث کرتے ہوئے اقبال کو ایک عظیم شاعر اور اردو ادب کا اہم ستون قرار دیا ہے۔	علامہ اقبال، شمس الرحمٰن فاروقی، اقبالیاتی تنقید، صفدر رشید
ریحان، فیصل/ ابن الحسن، عزیز	گل خان نصیر کی اردو شاعری	۱۸۵ تا ۱۹۷	گل خان نصیر بلوچستان کے اہم اور معروف ادیب اور شاعر تھے۔ انھوں نے براہوی، بلوچی اور اردو غرض بہت سی زبانوں میں ادب کو اعلیٰ شاعری کے نمونے دیے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں مقالہ نگار نے گل خان نصیر کی اردو شاعری کا احاطہ کیا ہے۔	گل خان نصیر، بلوچی شاعری، کارواں کے ساتھ، فیصل ریحان، عزیز ابن الحسن
سہیل، سلیم (محمد اقبال)	طلسمانہ (Fantasy) کیا ہے؟	۲۳۵ تا ۲۵۰	طلسمانہ یا (Fantasy) کا تعلق داستانوں سے اور فکشن کی اصناف سے وابستہ کیا جاتا ہے۔ طلسمانہ کو عموماً محیر العقول واقعات سمجھ کر اسے مثبت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مضمون نگار نے اس مقالے میں طلسمانہ کی اہمیت بیان کی ہے اور طلسمانہ کو اس انداز میں دیکھا ہے کہ طلسمانہ پن ادب کو تخلیقیت اور نئے خیالات سے نوازنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔	طلسمانہ، خواب اور حقیقت، اردو داستانیں، مافوق الفطرت اجزا، سلیم سہیل
سیال، عابد	مجید امجد کی غزل: سیاسی زاویہ	۱۹۸ تا ۲۰۴	مجید امجد کا نام اردو شاعری میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں مصنف نے مجید امجد کی شاعری پر بحث کرتے ہوئے مجید امجد کے شاعرانہ تجزیے پر فنکارانہ روشنی ڈالی ہے۔	مجید امجد، یہی دنیا، کلیات مجید امجد، عابد سیال
شاہ، عرفان	شان الحق حقی اور	۹	زیرِ نظر مقالہ میں مقالہ نگار نے اردو کے مشہور نثر نگار، شاعر اور لغت نگار شان	شان الحق حقی،

	ترقی اردو بورڈ کی لغت	تا ۳۶	الحق حقی کی علمی زندگی کا احاطہ کرتے ہوئے حقی صاحب کے ترقی اردو بورڈ میں لغت کے مرتب کرنے کے عمل کا جائزہ لیا ہے۔ یقیناً حقی صاحب کا اردو بورڈ میں علمی و ادبی کام ایک اہم باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ مقالہ نگار نے شان الحق حقی صاحب کے اس علمی کام پر روشنی ڈالی ہے۔	ترقی اردو بورڈ، اردو لغت، مولوی عبدالحق، کراچی، عرفان شاہ
شہزاد، طارق علی	عالمی رزمیہ ادب کے مماثلتی عناصر کا تقابلی جائزہ	۲۷۹ تا ۲۸۸	زیر نظر مقالے میں عالمی رزمیہ ادب کے مماثلتی عناصر کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ مضمون نگار نے اپنے اس مقالے میں دنیا کے عظیم کلاسیکی ادب میں موجود کلاسیکی رزمیوں داستانوں اور مذہبی متون کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔	عالمی رزمیہ، ہومر، پیراڈائز لاسٹ، رامائن، مہابھارت، طارق علی شہزاد
شہزادی، کومل	A Legacy of Folk-Brides: The Triadic-Dowry in Wedding in the Flood ایک نسوانی لوک روایت: "دورانِ سیلاب شادی میں دلھن کا سہ جزوی جہیز"	50 تا 37 (حصہ انگریزی)	شاعرانہ (Imagery) نقش کے ذریعے چیزوں کو بہت گہرے انداز میں سمجھا جا سکتا ہے۔ مقالہ نگار نے توفیق رفعت کی نظم "دوران سیلاب شادی میں دلھن کا سہ جزوی جہیز" میں پانچ مختلف عناصر مع اپنی ذات کو پانچ مشرقی عناصر زمین، ہوا، پانی، آگ اور پتھر سے ربط کیا ہے۔ کومل شہزادی نے جہیز کے تین عناصر کو پنجاب کی لوک روایت کی تین (Archery Pal) خواتین کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے بہترین انداز میں استعمال کیا ہے۔	Taufiq Rahat's Poetry, Folk Women, The Classic Elements Stylistic Narratology Komal Shahzadi
عباس، مظہر	شعور کی رو اور اردو ناول	۳۰۹ تا ۳۱۸	اردو ناول میں بہت سی تکنیکوں کا استعمال ناول کی ماہیت کا لازمی جزو بن چکا ہے۔ مصنف نے اس مضمون میں ناول نگاری کی ایک تکنیک "شعور کی رو" پر بحث کی ہے اور اس تکنیک کی بہت سے ادیبوں کے ناول میں فنکارانہ استعمال کو بحث کا موضوع بنایا ہے۔	شعور کی رو، آگے سمندر ہے، ولیم جیمز، قرۃ العین حیدر، اردو ناول، مظہر عباس
علیم، خرم	"آئینہ خانہ" کا تنقیدی جائزہ: مزاحمتی تناظر میں	۲۵۱ تا ۲۵۸	مضمون "آئینہ خانہ" کا تنقیدی جائزہ میں مصنف نے ترقی پسند ادیب اور شاعر اختر حسین جعفری کی شاعری کو موضوع بحث قرار دے کر ان کی شاعری پر تنقید اور ان کی شاعری کے حسن و قبح پر شاعرانہ نقطۂ نظر سے بحث کی ہے۔ اس میں جابجا ترقی پسندی کے بارے میں اہم تفاصیل بھی موجود ہیں۔	آئینہ خانہ، اختر حسین جعفری، اردو شاعری، خرم علیم
قریشی، بشریٰ	اقبال اور نیطشے میں فکری مماثلتیں۔ ایک تحقیقی مطالعہ	۱۳۵ تا ۱۴۲	اقبال کے فلسفے میں مرد مومن کا تصور ایک اہم بنیادی تصور ہے۔ انیسویں صدی کے مشہور جرمن فلسفی نیطشے نے بھی اپنی کتاب "پس زرتشت نے کہا" میں مافوق البشر کا تصور پیش کیا ہے۔ مصنفہ نے اقبال کے مرد مومن اور نیطشے کے مافوق البشر کے تصورات کے درمیان مماثلت اور اختلاف دونوں پر بحث	علامہ اقبال، نیطشے، فکری مماثلتیں، تصورِ مرد مومن،

			کی ہے اور اقبال کے تصور مرد مومن کے نیطشے کے تصور انسان سے مختلف ہونے کا نتیجہ نکالا ہے۔	مافوق البشر، بشریٰ قریشی
کاظمی، کامران عباس/ محمود، ارشد	ابتدائی ترقی پسند ناول اور عصریت	۲۵۹ تا ۲۷۸	زیرِ نظر مقالے میں اردو ناول کو "ادب برائے زندگی" کے نقطۂ نظر سے ہندوستان کی ناول کی تاریخ میں مشہور ترقی پسند ادیب سجاد ظہیر کے ناول "لندن کی ایک رات" اور عزیز احمد کے ناول "شکست" کا ادب کے عصری نقطۂ نظر سے تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔	ترقی پسند ناول، لندن کی ایک رات، کامران عباس کاظمی، ارشد محمود
ناز، ناہید	نذر سجاد کے ناولوں میں عورت: سماجی تہذیب کے تناظر میں (آہ مظلوماں اور حرماں نصیب کی روشنی میں)	۳۱۹ تا ۳۳۴	اس مضمون میں مصنفہ نے نذر سجاد حیدر کے ناولوں میں عورت کو تہذیبی تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ مصنفہ نے ناول کے کرداروں، ناولوں کا بیانیہ اور ناول کے تاریخی و تہذیبی تناظر کو بیان کرتے ہوئے نذر سجاد کے ناول کی خوبیوں کی عکاسی کی ہے۔	نذر سجاد حیدر، آہ مظلوماں، حرماں نصیب، انیسویں صدی، ناہید ناز
نبیل، نبیل احمد	عارف عبدالمتین کی اردو غزل کے ترقی پسندانہ عناصر	۲۰۵ تا ۲۲۰	ترقی پسند تحریک اردو ادب کی اہم تحریکوں میں شمار ہوتی ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں عارف عبدالمتین نے اردو ادب کی تاریخ میں ترقی پسند تحریک کے اہم ادیب عارف عبدالمتین کی اردو غزل میں ترقی پسندانہ عناصر پر روشنی ڈالی ہے۔	عارف عبدالمتین، اردو غزل، سفر کی عطا، امکانات، نبیل احمد نبیل
ہاشمی، طارق محمود/اقبال، محمد عدنان	جدید اردو نظم کی تین آوازیں اور فکر گوتم	۲۲۱ تا ۲۳۴	زیرِ نظر مقالہ میں مضمون نگار نے اردو ادب کے اہم شاعر ستیہ پال آنند، ڈاکٹر اسلم انصاری اور اشرف یوسفی جیسے جدید اردو شعرا کے کلام میں گوتم بدھ کے فلسفہ حزن و یاس کی بازیافت کی ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے اسلم انصاری کی معروف نظم "میرے عزیزو تمام دکھ ہے" کا تجزیہ بھی کیا ہے۔	جدید اردو نظم، فکر گوتم، ستیہ پال آنند، یسوع اسلم انصاری، اشرف یوسفی، طارق محمود ہاشمی، محمد عدنان اقبال

موضوعاتی اشاریہ

موضوعاتی اشاریہ

افسانوی ادب

ابتدائی ترقی پسند ناول اور عصریت:۳۵۳
احمد جاوید کے افسانوں کا اسلوبیاتی مطالعہ:۳۳۰
احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں دیہات نگاری:۳۳۱
ادبی جوڑوں میں ایک کم مذکور جوڑی: پریم چند اور شیورانی:۲۱۵
اردو افسانہ اور جرم کے سطحی تصورات:۱۶۲
اردو افسانہ، عالمی ادبی تحریکوں کے تناظر میں:۱۲۳
اردو افسانے کا موضوعاتی ارتقا (آغاز تا قیام پاکستان):۳۳۸
اردو افسانے کی دو نمائندہ انقلابی نسائی آوازیں (ڈاکٹر رشید جہاں اور زاہدہ حنا):۲۲۰
اردو افسانے کی جہت نمائیاں:۱۵۷
اردو افسانے کے مضحک کردار:۴۱
اردو افسانے میں مابعد الطبیعیاتی عناصر کے زبان وادب پر عمومی اثرات: ایک جائزہ:۱۹
اردو افسانے میں نسوانی کرداروں کا جائزہ:۳۰۲
اردو افسانہ: نئے تناظر کی تلاش میں:۱۱۳
اردو داستان اور اُس پر کی گئی تحقیق ایک تجزیہ:۳۸
اردو ڈرامے میں تانیثی عناصر: ۶۲
اردو کے دو حکمت آموز داستانوی قصّے:۲۷
اردو میں افسانہ نگاری: آغاز سے ۱۹۳۶ء تک:۱۴۸
اردو ناول کے مختلف رجحانات:۳۰۲
اردو ناول میں جنوبی پنجاب کی معاشرت کی عکاسی:۲۲۱
اردو ناول میں طبقاتی شعور:۲۲۶
ازیل سے عدیل تک:۳۴
اسد محمد خان کے افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ:۱۷۸
اسد محمد خان کے تکنیکی معاییر:۹۴
اسلامی و نفسیاتی رجحانات کا حامل "راجہ گدھ":۲۳۳
اسلحے کی منطق سے بے زاری اور "اُلجھی راہیں": تحقیق و توضیح:۲۸۶
افسانوی ادب میں خواتین قلم کاروں کا تاریخی اور تہذیبی شعور:۲۲
افسانوی ادب میں کردار نگاری کی اہمیت:۲۷۱
افسانہ: بحیثیتِ صنفِ ادب:۱۲۲
افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" ایک تجزیاتی مطالعہ:۲۳۹
افسانہ فن و تکنیک: مفہوم و بنیادی مباحث:۲۳۹
افسانے میں روحانیت اور مادیت کی کش مکش: قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کے خصوصی مطالعے کے ساتھ:۱۴۹
اکیسویں صدی کا نیا سیاسی وسماجی منظر نامہ اور "خس و خاشاک زمانے" میں اس کا اظہار:۲۰۶
اکیسویں صدی کے ناولوں میں سیاسی شعور:۱۷۰
الطاف فاطمہ کے افسانوں میں ماضی پسندی کے عناصر:۲۶۸
الف لیلیٰ کی جمالیات:۲۰۹
"امراؤ جان ادا"....ایک شاہ کار: ۱۵۹
انتظار حسین۔ عصری ناول نگار:۲۱۰
انتظار حسین اور اظہار کے مابعد جدید قرینے (Intizar Hussain and the Pre-Modern Modes of Expression):27
انتظار حسین کا علامتی افسانہ۔۔ عصر حاضر کے سرمایہ دارانہ نظام کا نوحہ:۹۶
انتظار حسین: ہمہ جہت ادبی شخصیت:۳۱۳
انٹرنیٹ، اردو افسانہ اور وکی پیڈیا: ۹۹، ۱۶۷
"اے غزالِ شب" میں سیاسی شعور:۱۸۰
ایک اشتراکی خواب کی تعبیر: عالمی سرمایہ دارانہ نظام میں تارڑ کے "اے غزالِ شب" کا کردار (Requiem of a (Socialist) Dream: Locating Tarar's Aiy Ghazal-i Shab in Global Capitalism):107
ایک علیگ کا تاریخی ناول:۲۱۸
ایک مصور: رحیم گل جنت کی تلاش میں ۲۹۹

ایملی حبیبی کے ناول سعید کی پُر اسرار زندگی کا تجزیاتی مطالعہ۔(انتظار حسین
کی ترجمہ نگاری کے تناظر میں):۲۴
آخر شب کے ہم سفر میں سیاسی و سماجی تاریخ:۳۸
آغا بابر کے افسانوں میں کردار نگاری:۵۴
آغا حشر کاشمیری کی ڈراما نگاری:۱۶۲
''آگ اور سائے'' کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ:۲۴۴
بانو قدسیہ کے افسانوں میں نفسیاتی عناصر:۳۸
بانو قدسیہ کی ناول نگاری کا تجزیاتی مطالعہ (بحوالہ تصورِ انسان):۱۷۱
بانو قدسیہ کی افسانہ نگاری میں عورت (نمائندہ افسانوں کا مطالعہ): ۳۳۱
بابدِ زیستن۔۔ایک اہم امریکی ناول کا ترجمہ:۸۳
بپسی سدھوا کے ناول Cracking India اور خشونت سنگھ کے ناول
Train to Pakistan میں تقسیم کے وقت رونما ہونے والے
سانحات کے صدموں کا تاریخی جائزہ: ایک تقابلی مطالعہ
Historiographic Study of Partition
(Trauma in Bapsi Sidhwa's Cracking India
and Khushuwant Signh's Train to
Comparative Study):336 Pakistan: A
بلوچستان کا مسئلہ اور اُردو افسانہ:۱۷۶
بلوچستان کے اردو ناولوں میں مقامی تہذیبی عوامل:۸۴
بلوچستان میں اُردو ناول متنوع رجحانات:۲۰۴
بیسویں صدی کی باغی مصنفہ:۲۱۵
بیگم نذر سجاد حیدر یلدرم (حیات، حالات اور معاشرتی تصورات):۳۰۶
''پاک ناموں والا پتھر'': ایک تجزیاتی مطالعہ:۵۳
پاکستانی اُردو افسانے میں 'ترکِ سکونت' کے تجربے کا اظہار:۲۱۴
پاکستانی اردو افسانے میں جلاوطنی کے تجربے کا اظہار:۳۱
پاکستانی پنجابی ناولاں وچ تقسیم ہند دی کہانی:۲۶
پاکستانی داستانوں میں معاشرت، سیاسی رویّوں اور رجحانات کی عکاسی:۱۵۶
پاکستانی عناصر کا تعین و تشخص بحوالہ ناول ''دروازہ کھلتا ہے'':۲۳۷
پاکستانیت: اشفاق احمد کے ڈراموں کے تناظر میں:۹۱
پُت پینڈو کی ۱۵ کہانیاں:۱۷۲
پریشر ککر: ایک سوانحی ناول:۵۹
پریم چند کی افسانہ نگاری کی نئی قدریں:۳۰۶
پریم چند کی ناول نگاری کا پس منظری اور فکری مطالعہ:۳۳۷
پریم چند کے ناولوں میں طبقاتی شعور:۲۱۳
پشتو زبان کی معروف لوک داستان: 'آدم خان دُرخانئ':۲۲۳
پنجابی لوک ادب میں مغل بادشاہ اکبر اعظم کا کردار:۳۳۷
''پندرہ اگست'' کی ہمہ جہت معنویت:۲۹
تاج الملوک کی کایا کلپ: نفسیاتی تعبیر:۴۶
تجریدیت اور اُردو ناول:۲۱۶
تدریسِ افسانہ: نیا تناظر:۱۷،۱۲۳
ترقی پسند افسانے میں نفسیاتی شعور (ہسٹیریا کے حوالے سے):۲۲۲
تقسیم اور فسادات کے بعد اردو افسانے کی فضا:۱۴۶
تقسیم اور مابعد نوآبادیاتی پاکستان کی تشکیل: انگریزی اور اردو میں تخلیقی
نمائندگی کا مطالعہ (Partition and the Making of
Post Colonial Pakistan: A Study of
Creative Response in English and
Urdu):344
تقسیم ہند کے بعد احمد ندیم قاسمی کے افسانوں میں سیاسی شعور کے
عناصر:۱۴۶
تکرار بطور تکنیکی حربہ (بحوالہ بیدی، منٹو قاسمی):۲۵۱
''جانگلوس'' کا کرداری مطالعہ:۱۸۶
جبران خلیل جبران کی افسانہ نگاری:۲۲۰
جدید اردو افسانہ میں واحد متکلم کی روایت:۳۳۹
جدید اردو افسانے کے رجحانات میں علامت نگاری:۲۹۷
جدید افسانے کے تناظر میں مستنصر حسین تارڑ کی افسانہ نگاری:۲۰۰
''جنگل والا صاحب'': ایک فکری تجزیہ:۳۳۳
جنوبی پنجاب کی خواتین افسانہ نگار:۲۱۷
چارلس ڈکنز کا فن۔۔تجزیاتی مطالعہ:۱۷۲
''چلتا مسافر'': آج کے تناظر میں:۲۸۱
چودھری محمد علی ردولوی کا ایک اہم افسانہ: ۱۹۹
حسن عسکری کے افسانوں کا نفسیاتی اور تکنیکی تجزیہ (جزیرے کے افسانوں
کی روشنی میں):۲۶۶

حسن عسکری کے افسانوں کا ہیئتی اور اسلوبیاتی جائزہ: ۲۳۴

حسن منظر کی واقعیت نگاری میں بنتِ حوّا کی تجسیم: ۲۷

حقیقت کے فسانے: بانو کے افسانے: ۳۰۵

''خس و خاشاک زمانے'' میں مابعد جدیدیاتی تکنیک (Post modern Novelistic Techniques in Khas o Khashak Zamanay):345

''خلیج'' (خالد فتح محمد) کے مرکزی کردار ''افضل'' کا فکری جائزہ: ۲۹۹

''خون جگر ہونے تک'': ایک مطالعہ: ۳۳۲

داستان ''افسانہ عشق'' اور مابعد الطبیعیات: ۳۳

داستان ''میرزا و صاحباں'' و داستان سرایان زبان فارسی آن (داستان ''میرزا و صاحباں'' اور اس کے فارسی داستان نویس): ۴۱

داستان یوسف از جواہر داس (منظوم قصہ یوسف علیہ السلام دا مسیحی قصہ گو): ۱۷۱

دیوار کے پیچھے۔ایک رجحان ساز ناول: ۲۰۵

ڈاکٹر سلیم اختر بحیثیت علامتی افسانہ نگار: ۳۱۲

ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں تانیثیت: ۲۴۶

ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں علامات کا استعمال: ۳۳۹

ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانوں میں معلم کے کردار کی پیشکش: ۲۲۳

ڈاکٹر سلیم اختر کے افسانے: ۳۰۸

ڈپٹی نذیر احمد کا ایک کمیاب اور نظر انداز شدہ ناول۔ ایامیٰ (تحقیقی و تنقیدی جائزہ): ۱۵۵

ڈپٹی نذیر احمد کے ناول اور ذات پات کا مسئلہ: ۱۱

ڈراما بحیثیت صنف ''نظم'' ہے؟: ۳۰۸

ڈراما زندگی کی تصویر و تفسیر۔ ایک تحقیقی مطالعہ: ۲۴۲

''راجہ گدھ'' جدیدیت کے تناظر میں: ۲۳۵

''راکھ'' نئے سماج اور فکری عدم توازن کا قضیہ: ۲۸۵

رشید جہاں ''انگارے'' والی: ۳۴

''روشنی کی رفتار'': ایک سائنسی افسانہ: ۳۲۸

سب رس: بنیادی مباحث کی روشنی میں: ۲۵۰

سعادت حسن منٹو کی انسان دوستی ان کے افسانوں کی روشنی میں: ۲۰۴

سعادت حسن منٹو کے افسانوں میں بچوں کے کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ: ۳۰۵

سقوطِ بنگال کا المیہ اور مشرقی پاکستان کے مہاجر افسانہ نگار: ۳۰۸

سقوط ڈھاکہ، نظریاتی عدم تشخص اور اُردو ناول: ۳۴۷

سماجی تبدیلی، معیشت اور انسانی اختیار: "شاہد رعنا" (۱۸۹۶ء) از سرفراز عزمی کا مطالعہ: ۶۴

''سمندر مجھے بلاتا ہے'' (رشید امجد) ایک تجزیاتی مطالعہ: ۲۹۶

سیّد امتیاز علی تاج کی ابتدائی ادبی زندگی کا ایک اہم ورق: ۳۴

شعور کی رو اور اردو ناول: ۳۵۲

شفیق الرحمٰن بحیثیت افسانہ نگار (''کرنیں'' کے تناظر میں): ۲۹۷

شمالی ہند میں داستان نویسی کا آغاز اور ''قصہ مہر افروز دلبر'': ۱۸۷

شہزاد: علی پور کے ایلی کا ایک کردار: تانیثی تناظر میں: ۱۹۴

شہناز شورو کے افسانوں میں نسائی احساس: ۱۴

شیکسپیئر کی تخلیقی دُنیا اور فرائیڈ کی نفسیاتی بصیرت: ۱۶۷

''صفر سے ایک تک'' اور جدید سائنسی ثقافت: ۲۶۲

عبداللہ حسین: تیسرے راستے کی تلاش (''اداس نسلیں'' کے بعد کے فکشن کے تناظر میں): ۱۵۵

عبداللہ حسین کا ناول اداس نسلیں ایک تجزیہ: ۳۴۵

عبداللہ حسین کے ناول ''قید'' کے نسائی کردار: ۳۲۱

عزیز احمد کی ناول نگاری: ۳۲۷

عزیز احمد کے افسانے: نوآبادیاتی ہندوستان میں اشراف کلچر کے عہد زوال کی داستان: ۲۰۸

علامہ راشد الخیری کی تحریروں کا فنی مطالعہ: ۳۲۳

علامہ راشد الخیری: محض مصورِ غم: ۱۸

عورت کا جہانِ باطن اور اُردو افسانہ: ۲۰۴

غلام باغ.... مرکزی کرداروں کے داخلی بحران: ۱۶۶

''غیر علامتی کہانی'' میں علامتی کہانیاں ۲۸۵

فارسی افسانوی ادب (ساسانی عہد میں افسانوی اساطیر پر اظہارِ خیال): ۳۷

فارسی ناول اور زویا پیرزاد: ۶۹

فکشن میں کردار نگاری کا فن: ۱۹۶

'' قربتِ مرگ میں محبت'' (تانیثی شعور کی روشنی میں ایک جائزہ): ۳۰۲

قرۃ العین حیدر پر کلامِ اقبال کے اثرات: ایک تجزیاتی مطالعہ: ۲۳۹
قرۃ العین حیدر کا اسلوب (''آگ کا دریا'' کے حوالے سے): ۲۸۹
''قصبہ کہانی'' میں ہم عصر سماج: ۲۰۱
قیامِ پاکستان: ردو قبول کا نثری منظر نامہ ۱۴۶
کپاس کا پھول: احمد ندیم قاسمی کی ایک کمزور کوشش: ۲۳۵
کرشن چندر کا تصورِ انسان: ۲۴۵
کرشن چندر کے ناولوں میں سیاسی مباحث: ۱۷۱
کرشن چندر۔۔ ہند میں پاکستان دوستی کی ایک کھری اور سچی مثال: ۲۵۲
''کل جھوٹ ہے'': غلام عباس کے افسانہ 'اوورکوٹ' میں شعورِ فریب ('The Whole is Untrue': False Consciousness in Overcoat by Ghulam Abbas):347
''کئی چاند تھے سرآسماں'' اور ''غلام باغ'' میں کارفرما تاریخی تصورات کا تقابلی جائزہ: ۳۵۰
''کئی چاند تھے سرآسماں'' مین کارفرما تاریخی تصورات: ۱۲
کئی چاند تھے سرِ آسماں: فکری جہات: ۲۷
گل گامش کی داستان: ۹۵
''لیلیٰ کے خطوط'' کا تنقیدی و تخلیقی جائزہ: ۲۹۹
مابعد نوآبادیاتی مارکس ازم اور مزاحمتی ادب: ناول ''تشنگی'' کا مطالعہ (Postcolonial Marxism and Resistance Literature: A Study of Tishnagi):334
مبین مرزا کے افسانوں میں شہری سندھ کی ثقافت: ۲۳
محسن حامد کے ناول ''موتھ سموک'' میں بعد از ایٹمی پاکستان کی عکاسی (Representation of Post nuclear Pakistan in Mohsin Hamid's "Moth Smoke"):349
محمدی بیگم کی علمی اور ادبی تصانیف کا تحقیقی جائزہ: ۲۳۹
مرآۃ العروس: نسوانی اختیار اور مردانہ اصلاح: ۸۸
مرد ناول نگاروں کی نظر میں مخصوص ناولوں کے نسائی کرداروں کا تجزیہ: ۲۳۷
مستشرقین کی کتب میں سرائیکی نثری نمونے: ۳۰۵
مسئلہ کشمیر پر مقبوضہ کشمیر میں اُردو افسانہ: ۲۰۲
مشاہدۂ حیات اور تفہیمِ کائنات کے باب میں کرشن چندر کے کرداروں کا مطالعہ: ۲۶۹
معاصر اردو ناول اور عصریت: ۳۳۹
معاصر افسانے میں احمد جاوید کے امتیازات: ۱۸۴
معنیٔ واحد اور معنیٔ اضافی کی کش مکش (نذیر احمد کے "توبۃ النصوح" کا مطالعہ): ۴۲
مغربی ناول میں ہیرو کا تصور: ۱۱۸
ممتاز شیریں کی ''اپنی نگریا'' تکنیکی اور ہیئتی تجربات کے تناظر میں: ۲۲۹
منتخب پاکستانی اور امریکی مابعد ۹/۱۱ افسانوں میں تہذیبوں کے تصادم کے نظریے کی نمائندگی (Traces of Clash-of-Civilizations Thesis in Selected Pakistani and American Post-9/11 Short Stories):337
منٹو پر مغرب کے نفسیاتی و تکنیکی اثرات: ۱۱
منٹو کا تصورِ فحاشی: ۲۰۰
منٹو کا فنی شعور: ۱۱
منٹو کے اخلاقی ضابطے: ۸۳
منٹو کے افسانوں میں کردار کی انفرادیت: ۱۸۲
منٹو کے افسانے ''ممد بھائی'' کا نفسیاتی تجزیہ: ۲۳۲
منٹو کے الجھاؤ (اس کے افسانوں میں): ۲۴۴
منٹو کے الجھاؤ، اس کے افسانوں میں: ۲۳۸
منٹو کے ہاں طبقات کی نمائندگی کا پس منظر: ۲۱۱
منظر نگاری اور ناول: ۲۷۸
منظر نگاری: ایک زبان: ۳۱۶
منیر نیازی کا ایک نایاب افسانہ اور ادھورا ناول: ۳۲۱
موت کا زندگی سے مکالمہ: بلراج مین را کا افسانہ: ۱۲۴
مولانا ظفر علی خان کی افسانوی نثر کا نایاب نمونہ: ۱۵
'میلہ گھومنی'۔ کتنی حقیقت، کتنی کہانی: ۲۷
نادار لوگ کے کرداروں کی سماجی تعبیر: ۸۸
ناول ''خوشیوں کا باغ''۔ ایک جائزہ: ۳۶
نثار عزیز بٹ کی ناول نگاری (مرکزی کرداروں کا وجودی بحران): ۱۶۰

نجیب محفوظ کی ناول نگاری:۲۱۴
نذر سجاد کے ناولوں میں عورت: سماجی تہذیب کے تناظر میں ("آہ مظلوماں" اور "حرماں نصیب" کی روشنی میں): ۳۵۳
نذیر احمد کے ناولوں کے منحرف کردار: ایک جائزہ:۳۴۵
نسیم حجازی کی ناول نگاری پر تنقید: تعصب یا حقیقت:۱۹۰
نسیم حجازی کے تاریخی ناول اور فنی تقاضوں کا تجزیہ:۲۰۲
نیر مسعود کا افسانہ "مسکن": تجزیاتی مطالعہ:۱۱۰
ہاجرہ مسرور۔اُردو افسانہ اور ادبی صحافت کا اہم کردار:۲۵۲
ہاجرہ مسرور کے افسانوں کی فکری جہات:۱۹۴
ہجریائی موسموں میں فصل افسانہ کی نمود:۲۹۶
"ہر فن مولا" کا تجزیاتی مطالعہ:۱۶۸

اقبالیات

اثباتِ وجودِ باری پر یورپی متکلمانہ دلائل اور اقبال کے اعتراضات:۲۱۳
اردو شاعری میں علامہ اقبالؒ کی اسلامی فکر کے اساسی نکات کا تحقیقی مطالعہ:۲۶۷
اسرارِ خودی: ردِ عمل کی لہریں: ۱۱۹
اقبال ادبی تنقید کے تناظر میں (خصوصی حوالہ: شمس الرحمٰن فاروقی):۳۵۱
اقبال: 'اسرارِ خودی' سے 'تاریخ تصوف' تک (ایک بازیافت):۱۶۵
اقبال اور چودھری محمد حسین (باہمی تعلقات مکاتیبِ اقبال کی روشنی میں):۱۹۴
اقبال اور دو قومی نظریہ:۲۹۹
اقبال اور اجتہاد فی الاسلام:۲۸۹
اقبال اور استعارہ کربلا:۱۸۲
اقبال اور ٹیگور کی شاعری میں "خودی" کا تصور: ایک ابتدائی جائزہ (The Poetics of self in Iqbal and Togore: A comparative Study):349
اقبال اور خودی:۱۲۴
اقبال اور متنبیؔ کا فکری نظام:۲۱۵
اقبال اور نطشے میں فکری مماثلتیں: ایک تحقیقی مطالعہ:۳۵۲
اقبال بنام منشی محمد الدین فوق (مطالعہ متون):۲۲
اقبال کا تصورِ تنہائی: نظم "تنہائی" کے پس منظر میں: ۱۱۸
اقبال کا تصورِ جہاد:۲۵۲
اقبال کا تصور خدا اور دعا:۳۳
اقبال کا تصورِ فطرت:۳۲۴
اقبال کا تصور مرگ:۳۲۸
اقبال کا فلسفۂ تمدن اور علم الاقتصاد کے باہمی روابط:۲۳۳
اقبال کا فلسفۂ جبر و قدر اور تقدیرِ الٰہی (مکاتیبِ اقبال کی روشنی میں):۲۰۵
اقبال کی اُردو غزل:۲۸۶
اقبال کی غزل: خصوصیات و امتیازات:۲۰۰
اقبال کی ایک مکتوب الیہا عطیہ فیضی:۱۸۵
اقبال کی لسانی بصیرت:۱۶۲
اقبال کی ملی شاعری اور نعت کا امتزاج:۱۴۵
اقبال کے ایک مکتوب الیہ۔ مہاراجہ سر کشن پرشاد:۳۳۴
اقبال کے ایک ہم عصر۔۔۔۔امین حزیں:۳۴۹
اقبال کے فلسفہ خودی کی ماہیت:۳۳
برٹرنڈرسل کے مذہب پر اعتراضات اور اقبال:۳۳۰
برصغیر کے محکوم مسلمان اور علامہ اقبال:۳۰۰
پاکستان کے معروضی حالات میں فکرِ اقبال:۲۹۷
پر امن بقائے باہمی اور اقبال:۸۶
پروفیسر ڈاکٹر ایوب صابر کی تحقیق ("علامہ اقبال پر اعتراضات کے حوالے سے" کا تحقیقی تجزیہ):۲۶۴
پنجابی میں اقبال شناسی:۳۲
تاثیر الادب العربي في الادب الاردوي محمد اقبال غوذجاً (عربی ادب کا اردو ادب پر اثر: علامہ محمد اقبال کے تناظر میں):۵۳
تحسین شعر اقبال در حیاتِ اقبال:۶۲
ٹیگور اور اقبال: تقابلی مطالعہ:۱۵۷
جگن ناتھ آزاد بطور اقبال شناس: ۹۹
"خطباتِ اقبال" مرتبہ سعید شیخ: تدوینی اطلاقی جائزہ:۱۷۵
رموزِ بےخودی میں علامہ اقبال کا فلسفۂ توحید:۶۹

سامراجیت اور ملوکیت پر اقبال کی تنقید: ایک تحقیقی مطالعہ:۲۴
سبیل بے دلیل، کلامِ اقبال اور قرآن:۲۹۸
سید عابد علی عابد اور جابر سید کی فکری مماثلت: مطالعہ کلام اقبال کے حوالے سے:۱۷
سیرِ افلاک: اقبال اور معری کی نظر میں (تنقیدی و تقابلی جائزہ):۱۹۹
شکوہ: صدی بھر کی تعبیرات:۲۰۹
عصرِ حاضر کے تعلیمی تقاضے اور اقبال:۵۸
علامہ اقبال اور ابن خلدون کا عمرانیاتی فلسفہ:۲۰۳
علامہ اقبال اور ترکی:۲۳۶
علامہ اقبال اور حدیثِ نبوی ﷺ:۳۰۴
علامہ اقبال اور عطیہ فیضی: باہمی روابط کے دو تاریخ ساز اثرات:۱۲۰
علامہ اقبال اور مہاراجہ کشن پرشاد شاد کی مراسلت (اقبال بنام شاد کے تناظر میں):۳۴۶
علامہ اقبال کا فارسی مجموعہ کلام ''پیامِ مشرق'':۲۳۱
علامہ اقبال کا فلسفہ مابعد الطبیعیات:۲۷۸
علامہ اقبال کی تین طویل نظموں کے مشترک موضوعات:۲۰
علامہ اقبال کی شاعری کے پہلے خوش نویس: منشی فضل الٰہی مرغوب رقم:۳۳۱
علامہ اقبال کی متروکہ نظم 'نالۂ یتیم' کا تجزیاتی مطالعہ:۲۰۹
علامہ اقبال کے اہم تصورات اور افکار:۲۷۴
علامہ اقبال کے مذہبی رجحانات:۳۳۳
علامہ محمد اقبال اور پان اسلام ازم:۳۰۲
علامہ محمد اقبال: جاودانی عظمت کے نقیب:۱۱۸
علامہ محمد اقبال کا سخن دلنواز:۲۹۶
فکرِ اقبال اور انسانی عزتِ نفس کی بازیابی:۱۵۶
فکرِ اقبال اور عصرِ حاضر کے تعلیمی تقاضے:۳۵
فکرِ اقبال کے مآخذ:۲۵۲
فکرِ اقبال کے مشرقی منابع:۲۹۸
فلسفیِ اقبال:۲۲۴
کلامِ اقبال میں تصورِ معیشت:۱۹۱
کلیاتِ باقیاتِ شعرِ اقبال اردو کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۳۸
گام بہ گام با فردوسی و اقبال (فردوسی اور اقبال کی تخلیقات میں اشتراکات کا مطالعہ):۶۷
معرکۂ اسرارِ خودی: ۱۱۹
فیض احمد فیض اور علامہ اقبال:۲۴۹
مکتوباتِ مشاہیر میں ذکرِ اقبال:۱۹۱
مولانا ظفر علی خاں اور اقبال:۳۳۰
ولیم جیمز کا تصورِ بقائے دوام اور اقبال: تحقیقی جائزہ:۳۰۴

تاریخِ ادب

أدب الأطفال الأردي و تطوره قبل إنشاء باكستان (اردو میں ادب اطفال اور اس کا ارتقا (قیامِ پاکستان سے پہلے)):۵۴
ادبی تاریخ نویسی:۳۰۳
ادبی تاریخ نویسی: بنیادی مباحث:۲۱۹
اردو ادب کی تاریخ: تدریس کے نئے تناظرات:۲۳۱
اردو ادب کی روایت میں تصورِ انسان:۱۷۶
اردو ادب کی زوال یافتہ اصناف:۱۸۸
اردو ادیبوں کا فطرت سے بدلتا ہوا تعلق: چار صدیوں کے تناظر میں:۱۱۹
اردو افسانے اور ناول کی تاریخ کا اجمالی جائزہ:۲۱۱
اردو زبان و ادب پر گارسیں دتاسی کے احسانات: اولین تاریخ ادب اردو:۱۱۱
اردو زبان و ادب میں عیسائی خواتین کا حصہ (قیامِ پاکستان تک):۲۳۳
اردو مکتوب نگاری۔۔۔ قیامِ پاکستان کے بعد:۹۳
اردو میں ترقی پسند تحریک: سماجی پس منظر اور معنوی مباحث:۳۴۶
اردو میں مکتوب نگاری کی روایت اور تحقیق میں اس کی اہمیت:۱۲۸
استشراقیت اور مغربی تعلیمی ادارے (Orientalism and Western academia):52
الگ وژن، جدا تاریخ (ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ''اردو ادب کی تاریخ''):۱۹۶
انجمن ترقی اردو پاکستان کی تحریک میں خواتین کا کردار:۲۲۸
انجمن ترقی اردو: شعبۂ خواتین کی خدمات (۱۹۵۲ء-۱۹۶۱ء):۱۵۱
انجمن ترقی اردو کا سیاسی، سماجی اور تاریخی پس منظر:۱۵۲

جدلیات کے سو سال: مکانڈو اور تاریخ کی حرکیات (One Hundred Years of Dialectics: Macondo and The Dynamics of History):345
حقیقت نگاری کے ابتدائی خدوخال:۱۶۲
حلقہ اربابِ ذوق اور ادب برائے ادب:۲۸۸
خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع کی اردو ادبی تنظیمیں:۲۴۲
خیبر پختون خوا میں اُردو ادب! تاریخی پہلو:۱۵۷
راجہ درگا پرساد مہر سندیلوی کی فارسی تاریخ نگاری:۶۵
رومانوی تحریک کے اردو ادب پر اثرات:۲۴۵
سرگودھا میں آپ بیتی کی روایت:۱۸۷
شرح احوال جلال اسیر و معرفی ''گلشن معانی'' مہتاب رای (''گلشن معانی'' جلال اسیر کے احوال پر مہتاب رائے کا تبصرہ):۵۸
علی گڑھ تحریک: درست تعبیر کا مسئلہ:۳۴۷
فطرت نگاری کی تحریک ۱۸۸۰ء- ۱۹۴۰ء: ۶۰
فنِ تاریخ نویسی اور اُردو ادب کی چند اہم تاریخیں:۲۸۲
فنِ مکتوب نگاری کی تاریخ وارتقا:۲۷۴
فورٹ ولیم کالج اور اُردو زبان:۲۲۳
فیصل آباد کی علمی و ادبی روایت:۳۰۰
فیلکس بوترس: حالاتِ زندگی، خدمات اور اردو ادب اور زبان میں اس کا حصہ (Felix Boutros-Life, Works and His Contribution to Urdu Language and Literature):108
کھوار ادب میں بقائے باہمی کا تصور، احساس اور اظہار ۱۹۴۷ء کے بعد:۲۳۲
کوہاٹ میں اردو نثر کا ارتقا:۲۳۲
مغل عہد (۱۵۲۶ء-۱۷۰۷ء) میں رائج مقامی اور غیر مقامی زبانوں کے ادب سے آگاہی:۳۳۱
مکتوب نگاری اور رسالہ نقوش کا کردار:۲۵۰
مکتوب نگاری کی روایت:۳۳
نثر فارسی در دورۂ سلاطین مملوک (مملوک سلاطین کے عہد میں فارسی نثر):۴۵
ہندی اردو تنازعہ میں انگریزی حکام، فورٹ ولیم کالج اور جان گلکرسٹ کا کیا رول تھا: ایک مضمون اور اس کے بارے میں ذہن میں اُٹھنے والے سوالات:۱۴

تحقیق و تدوین

اردو ادبی تحقیق، چند سوال اور تفہیمی زاویے:۲۰
اردو تحقیق کا ارتقائی سفر:۲۴۹
اردو تدوین متن اور دبستانِ دہلی:۳۱۱
اردو تدوین متن کی روایت میں دبستانِ دکن کا کردار:۱۳
اردو تدوینِ متن کی روایت میں دبستانِ علی گڑھ کا کردار:۱۶۱
اکیسویں صدی کے اردو ادب کی تدریس اور تلاش میں انٹرنیٹ کا کردار (Role of Internet in the Teaching and Exploring of Contemporary Pakistani Literature in 21st Century) :87
اہلِ بلوچستان کی جامعات میں اردو تحقیق:۱۵۱
بلوچستان میں اردو کی ادبی تحقیق کے مسائل:۱۳۹
تحقیق کی اہمیت اور اس کے بنیادی لوازم:۳۰۱
تحقیق میں تنقیدی تناظر:۲۹
تحقیق و تدوین میں تخریج کی اہمیت۔۔۔مسائل اور امکانات:۳۴۶
تحقیق و تنقیدِ متن کے تقاضے: ۹۸
تدوین مکاتیب: تقاضے اور اصول:۱۳۶
تذکرہ نکات الشعرا کی تدوین: چند تسامحات:۱۰۷
''ترتیب'' اور ''تدوین'' معانی، مفہوم اور لوازم:۲۶۱
ترقیمہ نگاری کا ایک عمدہ نمونہ:۳۴۳
جلیل قدوائی کی تحقیقی و تدوینی خدمات:۱۳۹
حافظ محمود شیرانی کا ایک غیر معروف و نادر علمی کارنامہ:۱۴۳
حافظ محمود شیرانی کا طرزِ تحقیق:۳۰۴
حافظ محمود شیرانی کی تحقیقی خدمات:۱۶
دبستانِ پٹنہ اور اردو تدوینِ متن کی روایت:۴۹
دکنی تحقیقات: نوعیت و معیار:۲۱۷
ڈاکٹر خلیق انجم کا تدوینی طریقہ کار (خطوط غالب کے حوالے سے):۲۸۱

ڈاکٹر ظہور احمد اعوان بحیثیت محقق:۲۵۶
رام پور اور مولانا امتیاز علی عرشی:۳۴۲
رام پور میں اردو تحریک مولانا امتیاز علی عرشی کے حوالے سے:۳۲۶
رشید حسن خاں کا علمی سرمایہ:۱٦۷
رشید حسن خاں کی تحقیقی خدمات:۸۵
رشید حسن خاں کی تدوینی خدمات کا جائزہ:۲۴
رشید حسن خاں کی غالب شناسی:۱٦۱
فنِ تدوین: ارتقا، ضرورت و اہمیت:۱۷
قاضی عبدالودود: وضاحتی کتابیات:۳۵۰
قدیم متون میں علامات و رموزِ تحریر کی قرأت کے مسائل:۱۵۵
قرأتِ متن، اصول و مبادی:۳۴۸
کشمیر میں اُردو تحقیق: ایک جائزہ:۲۷۹
کلاسیکی ادب کا ایک ممتاز محقق: افسر امروہوی:۱۵۲
کلیاتِ نظمِ حالی کی تدوین اور ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی:۳۴۷
متن کلیاتِ فرید مرتبہ شفقت تنویر مرزا: اُردو حصے کا جائزہ:۲۱۰
متن: تعریف، حدود و امکانات (تحقیقی جائزہ):۱۹۳
متنی تنقید (خلیق انجم) کے حوالے سے تنقیدِ متن کے مختلف مدارج
(تحقیقی جائزہ):۲۲٦
مخطوطات کی فہرست سازی کے اُصول و لوازم:۲۵۵
مخطوطہ شناسی کے تقاضے: چند اہم مباحث:۳۴٦
مخطوطہ شناسی میں حافظ محمود شیرانی کی اوّلیت:۵۷
مشفق خواجہ کے ادبی کالموں کی تحقیق میں اہمیت:۲۰۵
مقتضیاتِ تحقیق اور اُن سے اغماض کے نتائج:۳۷
مولانا الطاف حسین حالی کی محققانہ بصیرت:۱٦٦
نثار احمد فاروقی بحیثیت محقق:۳۳۷
وجہی کی تصانیف کی تدوین کا تجزیاتی مطالعہ: ۹۰

ترجمہ نگاری

ادبی ترجمہ کے مسائل۔ڈاکٹر عبدالحکیم حسان عمر کی آرا کا تجزیاتی
مطالعہ:۱٦۹
اردو اصطلاحات کے تراجم --- مسائل اور امکانات:۳۱۷
اردو غزل کے انگریزی تراجم: ۹۳
اردو میں طب یونانی کے تراجم کا اجمالی جائزہ:۲۵۷
اسلامی ادب کی اردو ترجمہ نگاری میں بلوچ اہلِ علم کی خدمت:۲۲۷
بائبل کے اردو تراجم کہانی سے حقیقت تک:۲۲۷
پاکستان میں غالبیات کے تراجم: ۱۸٦
تحدید أفضل طُرق ترجمۃ النصوص ودراسۃ فی ضوء أنماط الترجمۃ ومستویاتھا
(بہترین اسلوب ترجمہ کا تعین):٦۹
ترجمہ اور لسانیات: نئے مباحث:۲۰۵
ترجمہ: اہمیت اور ضرورت:۲۴۴
ترجمہ نگاری: ادبیات میں زر نگاری اور سحر نگاری کی ایک درخشاں
روایت:۳۵۱
خورخے لوئس بورخیس: فکشن کا فن:۱۲۲
ڈرامے کے ترجمے کی مشکلات:۲۸۳
رسول حمزہ کی نظموں کے تراجم: اصل ترجمہ نگار فیض احمد فیض:۱٦
سوانح اور خاکے کا ترجمہ: فن اور مسائل:۲۹۰
شاہنامہ فردوسی کے انگریزی تراجم: ایک جائزہ:۷۳
شرق و غرب کا افسانوی ادب: اردو میں ترجموں کی ایک منفرد مثال:۱۹۴
علامہ شبلی کا ایک ایرانی مداح و مترجم: ۱۰۴
فارسی سے اردو میں ترجمے کی روایت:۱٦
قرآنی تراجم کے اثرات اردو زبان و ادب پر:۱۴۳
کرنل مسعود اختر شیخ بطور مترجم:۱٦۱
کلام سلطان باہو کا ایک منظوم اردو ترجمہ:۳۵۰
''گلستانِ سعدی'' کے پاکستانی زبانوں میں تراجم:۳۰۴
مجید امجد کی شاعری کے انگریزی تراجم:۸۷
مصری کی ڈلی یا سفید چینی: ترجمہ نگاری اور اس کے آزار:۱۱۴
مغرب کے نفسیاتی افسانوں کے ابتدائی اُردو تراجم:۱۷۳
''من میلہ'' از ضمیر جعفری (سیف الملوک کا منظوم اُردو ترجمہ):۱۵۹
نامک کمال اور ناظم حکمت کے اردو تراجم:۳۹
نوآبادیاتی عہد میں مطبع نول کشور کے چند اُردو تراجم:۱۵٦

تنقید

اجنبیانا:۳۰۱
اختر حسین رائے پوری کی تنقید نگاری:۳۳۴
ادب، معاشرہ اور وحدتِ فکر: ۱۰۱
ادب میں المیہ اور مفکرین:۳۲
ادب یا تعمیری ادب؟(موجودہ سماج میں اثر پذیری کا سوال):۲۱۲
اردو تذکروں میں تحقیقی اشارات:۱۴۰
اردو تذکروں میں ذکر نظیر:۲۸۲
اردو تنقید اور اردو تنقید پر تحقیق کا جائزہ:۸۷
اردو تنقید میں تہذیب وثقافت۔۔ایک اجمالی جائزہ:۱۶۳
اردو تنقید میں تہذیبی مباحث:۲۰۰
اردو تنقید میں حالی کا مقام و مرتبہ:۲۹۷
اردو غزل کے حوالے سے سر سید کا حاسہ انتقاد:۲۰۰
اردو میں تھیوری کا مستقبل:۲۷۷
اردو ناول کی تنقید: ابتدائی نقوش:۲۱۷
استعماری گٹھ جوڑ اور 'فن برائے فن' والے ایک نقاد کی سماجی حسیت ۳۴۴
اسلامی ادب کے مباحث: اردو تنقید کے تناظر میں:۴۶
انتخاب زرّیں۔راس مسعود (تعارف و تجزیہ):۳۴۷
ایڈورڈ سعید اور دفاع مشرق:۳۰۱
ایڈورڈ سعید۔۔ایک مشرقی مغرب میں:۹۵
ایڈورڈ سعید بحیثیت شرق شناس:۳۱۵
پس جدیدیت: چند غور طلب سوالات:۲۰۵
ترقی پسند تنقید کے دو اہم معمار:۴۸
ترقی پسند نظریہ ادب کے متوازی نظریات:۳۴۲
تنقید اردو کا ایک نو دریافت حوالہ: ماہنامہ ''نفاذ اردو'' کراچی:۲۲۹
تنقیداتِ میر کا تجزیاتی تناظر:۳۰۵
توقیتِ شبلی:۱۱۴
جدید اُردو افسانے کے مباحث (شہزاد منظر کی تنقید کے حوالے سے):۳۶
جدیدیت پسند تنقید کا ادارہ جاتی انداز: معروضیت کا واہمہ:۲۱
جدیدیت: مباحث و مسائل کا تحقیقی تناظر:۱۴۸
حالی اور شبلی کے فکری اشتراکات: ۱۰۴
حالی اور مقدمہ شعر و شاعری: امتزاجیت کی اولین مثال (مابعد نوآبادیاتی تناظر میں):۲۵
حالی کا ادبی و تہذیبی رویہ (مابعد نوآبادیاتی سیاق میں حالی کی عصری تخلیقی معنویت):۳۲۰
حالی و شبلی کی تنقید اور عصری شعور: ۱۰۳
'دوجذبیت' کے تناظر میں شبلی کی تنقید کا تجزیہ:۱۰۴
ڈاکٹر سلیم اختر: بحیثیت نقاد (ڈاکٹر جلیل اشرف کی تحقیقی جمالیات کی آئینہ دار):۳۰۶
ڈاکٹر سلیم اختر کی افسانے کی نظری تنقید:۳۰۴
ڈاکٹر سلیم اختر کی نفسیاتی تنقید (پس منظر و پیش منظر):۲۰۸
ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید میں عصری شعور:۱۵۹
ڈاکٹر وزیر آغا اور جدید نظم کی پہچان:۲۲۸
ڈاکٹر وزیر آغا کا شعور فنونِ لطیفہ:۲۳۵
رد تشکیل میں افتراقی عناصر:۸۴
رشید احمد صدیقی کے تنقیدی رُجحانات:۲۸۰
رشید امجد کی تنقیدی نگاری: تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۱۹۹
رومانوی نظریہ سازی: روسو کے افکار کی روشنی میں:۳۰۵
ژاک دریدا کے تنقیدی نظریات: ایک جائزہ:۲۹۶
سبطِ حسن: 'مارکس اور مشرق':۲۲۲
سرئیلزم کیا ہے؟:۳۳۶
سہیل احمد خان۔۔۔علامتوں کے تعاقب میں:۱۶۰
سہیل احمد خان کی داستان شناسی (داستانی نقاد اور ہمارا تہذیبی حافظہ):۳۳۸
سید عبداللہ: شرق شناسِ برجستہ پاکستان (سید عبداللہ: پاکستان کے مستند ماہر مشرقیات):۶۲
شبلی شکنی کی روایت (پس منظر اور پیش منظر):۳۴۳
شبلی کی تصنیف ''اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر'' کے منابع:۳۳۰
''شبلی کی حیاتِ معاشقہ'': تحقیقی جائزہ:۶۱
شبلی نعمانی: کتابیات: ۱۰۲
شعور کی رو:۸۶
شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول افسانے کی تنقید کے اصول:۶۶

طلسمانہ (Fantasy)، جدید رجحانات، موجودہ صورتحال اور مستقبل میں امکانات کا جائزہ: ۳۴۲
طلسمانہ (Fantasy) کیا ہے؟: ۳۵۱
عابد صدیق کی تنقیدی خدمات: ۱۷۹
عالم گیریت کے زبان اور ادب پر اثرات: ۱۵۵
علی سردار جعفری کی تنقید: ۴۶
فتح محمد ملک بطور اقبال شناس: ۱۲
فنونِ لطیفہ میں متخیلہ کا تصور: ۲۰۶
فہیم وزیرک ڈاکٹر فہیم احمد اعظمی: ۳۱۸
فیض احمد فیض اور فکشن کی تنقید: ۲۹۳
'قصصِ ہند': تاریخیت اور نوتاریخیت: ۱۷۴
قمر رئیس کی نئی ترقی پسند افسانوی تنقید: ۴۴
کاغذ کے سپاہیوں سے لشکر بنانے والا: مابعد جدید دنیا میں: ۱۰۶
کلیم الدین احمد پر ایک نظر: ۳۲۵
مابعد جدیدیت، ترقی پسندی، نومارکسیت: ۲۲۴
ماہیتِ شاعری (تجزیاتی مطالعہ): ۲۶۷
مجید امجد شناسی میں ڈاکٹر وزیر آغا کا حصہ: ۲۷
مجید امجد کے نقاد (مجید امجد پر مطبوعہ تنقیدی کتب کا مطالعہ): ۸۰
محاکات اور مصوری میں امتیاز (امیجری کے تناظر میں): ۲۵۱
محمد علی صدیقی کی تنقید نگاری: ۲۳۸
مرقع اور محاکات میں امتیاز (امیجری کے تناظر میں): ۲۵۹
مظہر الاسلام کی "فوک لور کی پہلی کتاب" ایک مطالعہ: ۱۵
ممتاز حسین: مارکسزم سے روحانیت تک: ۱۹۸
میاں محمد بخش کا تنقیدی ویژن (Critical Vision of Mian Muhammad Bukhsh):45
نطشے اور یونانی المیہ: ایک مطالعہ: ۳۴۰
'نقوش' کا 'لاہور نمبر' تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۲۶
وزیر آغا کی تحسینِ مجید امجد: ۳۵
وزیر آغا کی تنقید (ساختیات اور سائنس کے حوالے سے): ۱۸۴
ہندوستان اور یورپ میں نوآبادیات کا تاریخی پس منظر: ۱۸
یونانی فلسفہ میں سریت کے عناصر: ۲۷۷

تہذیب و تاریخ

اجوکا: بریخت کی روایت میں "متبادل" تھیٹر (Ajoka: An Alternative Theatre in Brechtian Tradition):337
اردو ادب پر پنجابی ثقافت کے اثرات: ۲۶۹
اکبر کے نورتنوں کی علمی و ادبی خدمات: ۱۷۰
انقلابِ روس: سیاسی و ادبی تموج: ۹۲
انگریزی ادب میں مغربیت کا تناظر: جیمز ایل رائے فلے کر پر مشرقی ادب کے اثرات: ۱۴۷
ایران اور برصغیر کے درمیان بعد از اسلام روابط کی مختصر تاریخ: ۱۶۰
بدلدا ہویا پنجابی کلچر: لہندے پنجاب دے حوالے نال (بدلتا ہوا پنجابی کلچر: بحوالہ مغربی پنجاب): ۱۷
برصغیر پر مسلم ثقافتی اثرات: نوآبادیاتی تناظر: ۲۱۲
"پاکستانی ثقافت": اتفاق و اختلاف: ۱۲۰
پاکستان میں اردو تھیٹر کے فروغ کے لیے "الحمرا آرٹس کونسل" کا کردار: تاریخ، رجحان اور امکانات: ۱۱۷
پاکستان میں تہذیب کا ارتقا اور سبطِ حسن: ۲۱۶
پاکستانی کلچر کے مباحث کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۳۱۱
پنجاب میں نوآبادیاتی نظام کا فروغ اور حربے: ۱۷۶
پنجابی سینما میں (خلافِ واقعہ) نمائندگی کا سیمیاتی مطالعہ (A Semiotic Study of (Mis) Representation in Punjabi Cinema):341
تاریخِ دکن: ایک نادر تصنیف: ۲۵
تمدنِ دہلی کے مآخذ مطالعہ: ۱۷۰
تہذیب اور اس کے مباحث: ۲۹۹
تہذیبی تنوع: مسائل و امکانات: ۱۹
حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور مسلم نشاۃِ ثانیہ: ۱۷۷
ڈاکٹر جی-ڈبلیو-لائٹنر (لاہور آمد سے قبل اور لندن واپسی کے بعد): ۸۴
ڈاکٹر سلیم اختر اور تہذیب و ثقافت کے مباحث: ۹۰

"رسوم ہند" تحقیقی وتنقیدی تجزیہ ۹۴
رشید اختر ندوی کی تاریخ نگاری:۱۹۸
رنجیت سنگھ کا کشمیر پر قبضہ اور برطانیہ کا کردار (Ranjit Singh's Kashmir Extensionism and Role):53
سلسلہ "قصص ہند" (تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ): ۱۷۲
سیتاپور کی ثقافت کا ایک اہم مؤرخ: نادم سیتاپوری:۳۰۵
شبلی بطور مؤرخ:۱۰۲
شبلی: مشرقی ادب کا نمائندہ: ۱۰۲
صوفیانہ جہادی فکر: برطانوی سامراج اور پیر پاگارو صبغت اللہ شاہ ثانی:۱۷۳
کلاسیکی موسیقی کے پاکستانی گھرانے:۲۰۳
کلہوڑا عہد: تاریخ نویسی کا زریں دور:۱۴۱
لاہور عہد غزنوی میں (Lahore During the Ghaznavid Period):65
لاہور کا تھیئٹر: ۱۹۷۱ء سے ۲۰۱۳ء تک:۱۰۷
مقالاتِ شیرانی کی روشنی میں تاریخ مصوری:۱۶۵
نوآبادیاتی دور میں ادب کا فیمنیاتی پس منظر:۱۹۱
وحدت الوجود اور وجودیت:۳۵
"Self and Sovereignty" کا تحقیقی وتنقیدی عمومی جائزہ:۹۰

شاعری

احسان دانش کا حمدیہ ونعتیہ کلام:۵۴
احسان دانش کا غیر مطبوعہ شعری کلام:۲۰۹
احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں انسان دوستی کا تصور:۳۱۵
احمد ندیم قاسمی: محب وطن شاعر: ۹۱
احمد ندیم قاسمی کی نعتیہ شاعری: چند جہتیں:۳۳۴
احمد یار مرالوی در راہ فردوسی طوسی (احمد یار مرالوی اور ان کا شاہنامہ رنجیت سنگھ): ۵۴
ادا جعفری۔ایک رجحان ساز غزل گو:۲۶
ادا جعفری کی شاعری کے سماجی اثرات:۳۰
ادیب الممالک فراہانی اور مولانا حالی ایک تقابل:۲۸۷
اردو ادب میں نسائی نظم (ایک سرسری جائزہ):۳۰۳
اردو ادیبوں کا فطرت سے بدلتا ہوا تعلق: چار صدیوں کے تناظر میں:۱۱۹
اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کی لوک اصناف (اختلافات واشتراکات):۲۰۰
اردو زبان اور نعتیہ ادب:۳۲۰
اردو شاعرات کا مزاحمتی لحن (ابتدا سے ۱۹۴۷ء تک):۲۰
اردو شاعری پر ٹیگور کے اثرات:۳۱۷
اردو شاعری کی رسومیات، سبک پاکستانی اور محاسنِ کلامِ خواجہ:۳۳۵
اردو شاعری میں "اجنبیت" کی بدترین مثال: میراجی:۲۳۱
اردو شاعری میں تحسین میر کی روایت:۸۵
اردو شاعری میں تذکرہ ملتان:۳۰۰
اردو شاعری میں سیاسی رجحانات اور ندیم کی غزل:۲۹۶
اردو شاعری میں طنز ومزاح کی روایت (شمالی ہند تا اکبر الٰہ آبادی):۱۶۹
اردو شاعری میں طنز ومزاح— ماضی سے حال تک ۲۶۷
اردو غزل: صوفیانہ رویوں کے آئینے میں:۳۰۸
اردو غزل قیامِ پاکستان کے بعد (ایک جائزہ):۱۶۶
اردو غزل کے اسماے ضمیر:۱۵۸
اردو غزل کے ظفریاب تجربات:۳۰۷
اردو غزل میں انگریز سامراج کے خلاف مزاحمت کی مختلف صورتیں:۲۷۱
اردو غزل میں علامتی نظام اور پیکر تراشی:۲۶۵
اردو کا ابتدائی نظمیہ ڈراما:۱۶۳
اردو کا ایک فراموش شدہ شاعر: رنجور عظیم آبادی:۱۴۷
اردو کلیاتِ غالب (نسخۂ اشرف)۔ایک نئی جہت:۱۲۹
اردو کے چند اہم تضمین نگار:۸۷
اردو ملی شاعری پر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے اثرات:۳۳۹
اردو میں ہائیکو کا ارتقائی سفر:۳۱۲
اردو میں ہجو گوئی: مختصر جائزہ:۸۳
اردو نظم کا غیر وابستہ لحن اور تصوراتِ انسان:۱۱۵
اردو نظم میں علامت نگاری:۲۹۶
اردو نظم میں کشمیر، ۱۹۴۷ء تک:۱۴۶

اردو نعت نگاری پر ہندو عقائد کے اثرات:۳۲۷
ارمغانِ آلام،ایک نادر نجی بیاض:۳۴۳
اساطیر (Myth) کے مباحث اور ''رامائن'' میں اساطیری عناصر کا تحقیقی وتنقیدی مطالعہ:۲۶۴
استدلال واستناد منتقدان شبہ قارہ از دیوان حافظ شیرازی (برصغیر میں ''دیوان حافظ'' بطور تنقیدی استناد):۶۷
اسلم انصاری کی نظموں کے فنی محاسن:۳۲۶
اسلم فیضی کی غزل میں منظر نگاری کی مختلف جہتیں (بارش میں دستک کے خصوصی حوالے سے):۲۶۳
السید غلام علی آزاد البلکرامی وآثارہ العلمیۃ (غلام علی آزاد بلگرامی کے علمی آثار):۶۱
الشعر الأردی والأدب العربی بین التأثر والتأثیر (اردو و عربی شعر: تاثر و تاثیر):۶۷
الشیخ نقیب أحمد الدیروي شاعراً عربیاً (نقیب احمد الدیروی: ایک پاکستانی عربی شاعر):۵۶
''القصیدۃ المحمدیۃ'' لغلام محی الدین القصوری (غلام محی الدین قصوری کا عربی قصیدہ محمدیہ):۴۶
المفتی محمد شفیع: شاعراً عربیاً (مفتی محمد شفیع بطور عربی شاعر):۵۱
امیر خسرو کا ہندوی کلام: ثقافتی اور تہذیبی عناصر:۳۲۷
امیر مینائی کی فارسی شاعری: فکر عالی ہو تو مضمون نیا ملتا ہے:۱۱۲
انشاءاللہ خان انشا پر تحقیق: ایک مطالعہ:۱۵
انھی چلمنوں سے مجھے دیکھنا ہے (مجید امجد اور وقت کی چلمن):۸۵
انور مسعود کی قطعہ نگاری:۲۹۶
انیسویں صدی میں اردو مذہبی گیتوں کے ہندوستانی عیسائی شعرا:۱۴۲
اوڈیسی میں اساطیری عناصر کا تحقیقی وتوضیحی تجزیہ:۲۴۸
''ایک سورج میرا بھی'': افضل احسن رندھاوا کا اردو غزلوں کا مجموعہ:۳۳۰
ایک نسوانی لوک روایت: ''دورانِ سیلاب شادی میں دلھن کا سہ جزوی جہیز'' (A Legacy of Folk-Brides: The Triadic-Dowry in Wedding in the Flood):352
ایک نظر انداز کردہ شاعر کی میراث: جدید اردو تعبیر میں مجید امجد کی بحالی (The Legacy of the "Misfit" Poet: Repositioning Majid Amjad in the Modern Urdu Canon):122
آزاد انصاری: مقلد حالی:۱۹۵
آفاقیت اور کلاسیکی پنجابی شاعری:۳۰۶
''آئینہ خانہ'' کا تنقیدی جائزہ: مزاحمتی تناظر میں:۳۵۲
بابا فرید دا علامتی اظہار:۴۵
بارہ ماسہ: تعارف اور اجزائے ترکیبی:۳۰۱
''بالِ غالب'' غیر مطبوعہ (بلوچستان میں لکھی جانے والی پہلی شرح دیوانِ غالب اردو):۲۲
برطانیہ میں ہونے والی اردو شاعری کے چند انفرادی پہلو:۳۱۳
بشریٰ فرخ کی اردو شاعری پر پشتون ثقافت، روزمرہ اور محاورے کے اثرات کا تحقیقی جائزہ:۲۶۳
بلوچ شعرا کے دواوین:۱۷۷
بیسویں صدی کی پنجابی شاعری کے بدلتے ہوئے رجحانات:۳۱۲
بیسویں صدی میں جدید مرثیہ:۱۴۴
بین الثقافتی ہم آہنگی کی شاعری: توفیق رفعت کی 'ریفلیکشن' کا مطالعہ: (Poetics of Cross-cultural Assimilatio: A Study of Taufiq Rafat's 'Reflection'):116
پاکستانی زبانوں کے ادب پر داستان ''ہیر رانجھا'' کے اثرات (مختلف اصناف سی حرفی، کافی، دوہڑہ وغیرہ کے حوالے سے):۳۲۵
پاکستانی غزل میں صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس:۲۹
پروفیسر محمد طٰہٰ خان: ایک ادبی عہد ایک تحریک:۲۳۴
پروین شاکر کی شاعری کی نسائی اور سماجی جہتیں:۱۷۸
پروین شاکر کی شاعری میں نسائی جذبات کا اظہار: ۹۴
پری بدیع الجمال دا کردار:۵۸
پریشان جلوے: تحقیقی وتنقیدی جائزہ:۱۸۸
پنجابی نظم: تعارف و تجزیہ (بحوالہ مطبوعہ کتب ۲۰۱۳ء): ۵۸
تانیثی تھیوری اور اُردو نظم:۳۴۳
ترقی پسند تحریک اور فیض احمد فیض کی شاعری:۳۱۲

ترقی پسند شعرا کا زاویۂ فکر اور انسان: ۲۲۵
ترکیباتِ غالب۔۔ تحقیقی مطالعہ: ۹۸
تضمینِ شعر کے چند زاویے: ۵۰
تضمیناتِ فیض: تخلیقی صورت پذیری کا خلاقانہ اظہار: ۲۱۷
تفہیمِ میر کے چند پہلو: ۲۳۴
"تکملۃ التکملۃ": سندھ میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت کا آخری نمونہ: ۱۲۳
تین نابینا شاعر (ابوالعلاء معری، جرأت، ظہور احمد فاتح): ۱۹۶
جاوید منظر اور خواب سفر: ۳۴۲
جدید اردو شاعری کی علامتیں نئے تناظر میں: ۹۷
جدید اُردو شاعری میں تشکیک اور الحاد کا رُجحان: ایک مطالعہ: ۱۶۷
جدید اردو غزل میں اظہارِ ذات (ساقی فاروقی کے حوالے سے): ۱۹۳
جدید اردو غزل۔۔۔مزدور دوست شعری رویوں کے تناظر میں: ۹۲
جدید اُردو غزل: وجودیت کے تناظر میں: ۲۰۶
جدید اردو نظم کی تین آوازیں اور فکر گوتم: ۳۵۳
جدید ایرانی شاعرات: تعارفی جائزہ: ۴۸
جدید مرثیہ اور قائم رضا نسیم امروہوی: ۱۷۲
جعفر زٹلی: اردو کا پہلا ظریف مزاحمتی شاعر: ۳۳۲
جعفر طاہر کی مذہبی شاعری: ۲۹۸
جمیل الدین عالی کی قومی شاعری: ۱۸۱
جہاتِ غزل: ۳۱۶
جہانِ مجید امجد: ایک مطالعہ: ۷۹
جوش اور نذرل کی شاعری میں انقلابی شعور: ۱۷
جوش ملیح آبادی: غزل مخالف غزل گو: ۱۷۲
جوش ملیح آبادی کا شعری ارتقا: ۳۰۸
جیلانی کامران کی شاعری کا فنی و فکری مطالعہ: ۳۲۸
جھنگ کی ثقافت اردو شاعری کے آئینے میں: ۳۱۹
جھنگ میں اُردو غزل کی خواتین شاعرات: ۲۰۳
چند تراجم راشد کا بین المتونی مطالعہ۔امیجری کے تناظر میں: ۲۱
حاتم طائی کی شاعری کے اخلاقی پہلو: ۴۰
حافظ محمود شیرانی کا فارسی کلام: ۱۶۱
حالی اور نوجوان نسل: ۳۲۲
حالی کا اخلاقی اور جمالیاتی شعور کچھ ابتدائی باتیں: ۳۴۱
حالی کا رنگ جدید: امکانات کی دنیا: ۳۲۲
حالی کی شاعری پر عربی ادب کے اثرات: ۳۲۲
حالی کی غزل: جدید اردو غزل کا نقش اول: ۸۵
حالی کے کلام میں اسلامی تعلیمات: ۲۸۲
حالی و شبلی کی شاعری رجائیت کے آئینے میں: ۱۰۴
حسرت موہانی کی عشقیہ شاعری۔ایک مطالعہ: ۸۷
حضرت کعب بن مالکؓ۔۔۔ایک بلند پایہ شاعر: ۱۵۶
خواتین اہل قلم اور جدید سماجی حسیت: ۲۳۹
خواتین شعرا کا مزاحمتی رنگ: ۲۱۶
خواجہ غلام فرید کے صوفیانہ نظریات: ۴۹
خواجہ فرید کی اردو شاعری۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۱۷
خواجہ فریدؒ کی پسندیدہ بحر: ۳۳۵
خواجہ میر درد اور آئینہ دل: ۳۲۱
خواجہ میر درد کا صوفیانہ مسلک: ۱۹۳
خیال امروہوی کی غزل میں جنسیت: ۱۷۴
خیبر پختون خوا میں اُردو نظم (آغاز تا قیام پاکستان): ۲۹۰
خیرپور میں منعقد ہونے والے مشاعروں کا تذکرہ: ۳۲
داغؔ دہلوی... روایت سے استعمار دشمنی کے نقطۂ آغاز تک: ۲۷۵
دبستانِ دہلی کی شاعری (شہر آشوب) پر سیاست کے اثرات: ۲۵۳
"درد کی چھاؤں میرا گاؤں": اردو مجموعہ شاعری از ڈاکٹر اسلم رانا: ۶۳
دکنی کی ایک نایاب مثنوی "ظفر نامہ عشق": ۱۰۶
دواوین شاہ حاتم: ۹۱
دیوانِ غالب کے چند منتخب نسخوں کا تقابلی مطالعہ: ۶۱
ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی منتخب نظمیں۔۔ایک تنقیدی جائزہ: ۹۲
ذکر نعت در شعر ابوالبرکات منیر لاہوری (ابوالبرکات منیر لاہوری کی شاعری میں نعت): ۵۹
راشد کی شاعری میں کردار: ۲۰۹

رجحان ساز غزل گو بحوالہ تصورِ مرگ وحیات (فیض تا مجروح) : ۹۵
رسائل میں بچوں کے منظوم ادب کا اجمالی جائزہ: ۱۴۹
رضی شیرازی کی فارسی غزل (تعارف و تصحیح): ۲۹۳
روایتی اردو نظم میں نفسیاتی عناصر (تنقیدی و تحقیقی جائزہ): ۲۸
ریڈیو پاکستان کراچی کے مشاعرے: ۱۵۳
ز-خ- ش (زاہدہ خاتون شروانیہ) کی ملی شاعری میں نعتیہ عناصر: ۱۴۴
زندگیوں کے صحن میں کھلتے قبروں کے دروازے: مجید امجد کی نظم میں حزن کا مطالعہ: ۱۱۵
ساٹھ کی دہائی کی طنزیہ ومزاحیہ شاعری کا مطالعہ: ۲۸۷
سارا شگفتہ کی طویل نثری نظمیں: ۳۸
ساغر صدیقی تے سلطان باہو: ۷۰
سامراجی نظام کے استحصال کی کہانی کلامِ غالب کی زبانی۔ ایک تحقیق: ۲۳۱
ستر (۷۰) کی دہائی کی پاکستانی اُردو غزل: فکری جہات: ۲۸۳
سرائیکی زبان میں منظوم عشقیہ داستان ''ہیر رانجھا'' کے مؤلف تخلیق کار، ایک جائزہ: ۲۲۱
سرائیکی صوفی شعرا کا اُردو کلام۔ اُردو کی لسانی و ادبی تشکیل (ایک مطالعہ): ۲۰۲
سقوط ڈھاکہ کا سیاسی پس منظر اور غزل میں اس کا تخلیقی وفور: ۲۷۸
سقوطِ ڈھاکہ کے تناظر میں اردو شاعری کا مطالعہ: ۳۱۸
سلیم احمد، تیس سال بعد: ۱۱۱
سلیم احمد : ہماری تہذیبی شناخت کا ایک منفرد زاویہ: ۱۱
''سندیس راسک'' کا تجزیاتی مطالعہ: ۳۰۴
سہیل احمد خان کی شعری علامتیں: ۱۰۰
سید احمد شہید بریلوی کی تحریک جہاد کے اردو شاعری پر اثرات: ۲۵۵
سید سجاد حیدر یلدرم بطور شاعر: ۳۴۹
سیّدنا حسّان بن ثابتؓ مناقب و مرویات: ۱۶۹
سیدہ حنا کی ماہیا نگاری: ۱۳
شاہنامۂ اسلام کا فنی اور اسلوبیاتی مطالعہ: ۲۳۶
شاہنامۂ اسلام میں موجود فکری نظام۔۔ ایک مطالعہ: ۳۰
شاہنامۂ فردوسی کے انگریزی تراجم: ایک جائزہ: ۷۲
شبلی کی شاعری۔ ایک مطالعہ: ۱۰۳
شبنم شکیل کی شاعری میں نسائی شعور: ۲۱۵
شرحِ احوالِ زندگی میر محمد افضل ثابت الہ آبادی (میر محمد افضل ثابت: احوال و آثار): ۷۳
شرر نعمانی ایک انسان دوست اور انقلابی شاعر: ۲۶۶
شعرا آنحضورؐ کے سایۂ عاطفت میں: ۳۰۹
شکیب جلالی کی شاعری میں تمثیل نگاری: ۲۳
''شہرِ آب'' پر ایک نظر: ۳۰۱
شہر اندیشہ ھای شہریار (فارسی شاعر شہریار کے افکار): ۶۳
شہر فرید میں اردو غزل کی روایت: ۲۳
شہزاد احمد کی غزل میں تلاش و تشکیک: ۱۷۳
شہزادہ سیف الملوک دا کردار: ۷۰
شیخ آذری: دربار سے دریار تک: ۳۴۳
صحابیات کی شعر سے دلچسپی اور رثائی شاعری: ۱۴۲
صدر رنگ رموز کونین اور مو قلم مانی: مجید امجد کی عرفانی شاعری: ۷۷
صنفِ حمد: ایک تفہیمی جائزہ: ۱۶۹
صوبہ خیبر پختون خوا کی اردو غزل، تبدیل ہوتے ہوئے حالات کے تناظر میں: ۲۳۶
صور خیال در شعر خواجہ غلام فرید (خواجہ غلام فرید کی شاعری میں تمثیل نگاری): ۶۱
طغیانیِ رودِ موسی: اردو شاعری میں سانحات کے اظہار کی روایت کا ایک گم شدہ باب: ۱۱۶
طوالت اور طویل نظم: نئی پنجابی نظم کے سیاق میں: ۷۲
ظفر اقبال بحیثیت غزل گو: ۳۰۰
عارف عبدالمتین کی اردو غزل کے ترقی پسندانہ عناصر: ۳۵۳
عارف عبدالمتین کی طویل نظم "شہرِ بے سماعت" کا فکری و فنی مطالعہ: ۱۷۸
عالمی رزمیہ ادب کے مماثلتی عناصر کا تقابلی جائزہ: ۳۴۴
عبدالاحد آزاد: شاعرِ انسانیت: ۷۲
عرفان صدیقی کی غزل: ۳۱۳

عرفان صدیقی کی غزل: ایک مطالعہ: ۱۸۲
علم، خواہش اور فن (خورشید رضوی کی نعتیہ شاعری): ۳۶
علی سردار جعفری کی نظموں کی اخلاقی جہت: ۲۹۸
غالب کا جمالیاتی آہنگ (نفسیات کے آئینے میں): ۳۰۱
غالب کا مابعد الطبیعیاتی شعور: ۴۸
غالب کی اردو مثنویاں۔۔۔ تحقیقی جائزہ: ۱۰۰
غالب کی شاعری میں قاتل کے استعارے کا تحقیقی اور تخلیقی تناظر: ۲۶۱
غالب کی فارسی نعتیہ شاعری: ایک تحقیقی اور فنی مطالعہ: ۳۲۳
غالب کی متفرق اردو منظومات: تحقیق و تجزیہ ۲۹۹
غالب کے اردو قصائد۔ تحقیق و تجزیہ: ۳۰۳
غالب کے اردو کلام کی ترتیب: حقائق و معروضات: ۲۹۷
غزل کے ظریفانہ رویے: ۳۱۱
غلام محمد قاصر کی شاعری میں وجودیت کے عناصر: ۲۶۳
غلام محی الدین قصوری کا عربی قصیدہ محمدیہ: ۴۶
غنیمت کنجاہی: سبک ہندی فارسی کا ایک اہم شاعر: ۴۹ (Ghanimat Kunjahi A Leading Persian Poet of Sabk-i-Hindi)
فانی بدایونی کی شاعری: وجودیاتی یاسیت کی مظہر: ۳۱
فراز کی شاعری کا مزاحمتی رنگ: ۹۲
فراز کی شاعری میں پس نوآبادیات کے خلاف مزاحمت: ۲۶۵
فراق اور ہندی تہذیب: ۲۸۰
فراق گورکھپوری کا تصورِ عاشق: ۲۳۱
فضا اعظمی کی اردو غزل کا فکری و تجزیاتی جائزہ: ۳۱۷
فکاہیات میر: ۲۸۹
فنِ رزمیہ گوئی...... تحقیقی تجزیہ: ۲۴۷
فنِ رزمیہ گوئی کے تناظر میں میر انیس کے مرثیوں کی اہمیت: ۲۶۲
فن، عشق اور زمان پر قاری کے تاثرات: ''حسن کوزہ گر'' اور ''ایک یونانی کلش کا قصیدہ'' کا تقابلی جائزہ (Art, Love and Time: A comparative Study of Hassan Kozagar and Ode on a Grecian URN):350
فہمیدہ ریاض کی شاعری: عورت کے حیاتیاتی وجود کا مکمل اظہاریہ: 20۲
فیصل آباد کی مزاحمتی شاعری: 28۳
فیض احمد فیض: رومان اور سیاست کا امتزاج: 300
فیض احمد فیض کی شاعری کا سوانحی و علاقائی مطالعہ (Bioregional Study of the Poetry of Faiz Ahmed Faiz):341
فیض احمد فیض کی مرثیہ نگاری: ۲۹۳
فیض احمد فیض کی نظریاتی و سماجی شاعری۔ ایک جائزہ: ۲۹۳
فیض احمد فیض۔ میرا پرنسپل: ۲۹۴
فیض اور تحریکِ آزادی فلسطین: ۲۹۳
فیض شناسی کے تین زاویے: ۲۹۴
فیض کا تصورِ حسن و جمال: ۳۰۴
فیض کی شاعری۔ ایک تجزیہ: ۲۹۴
فیض کی شاعری میں ''مقتل'' کا استعارہ: ۳۰۱
فیض کی غالب سے شاعرانہ مماثلتیں: ۳۱۸
فیض کی نظم میں رومان و انقلاب کا سنگم (چند سوالات چند وضاحتیں): ۲۴۷
فیض کے اشاریے: فیض شناسی کی ایک اہم جہت: ۱۸۹
قصۂ اصحاب الفیل اور شعر عربی: ۲۳۰
قیام پاکستان کے ابتدائی مسائل اور غزل: ۲۷۳
قیام پاکستان کے بعد استاد قمر جلالوی کے اوراق کی بازیابی: ۱۹۵
کربلائی استعاروں کا شاعر: محسن نقوی: ۳۰۹
کسریٰ منہاس کی تاریخ گوئی: ۱۷۵
کلاسیکی چینی شاعری میں انسان دوستی: ۱۱۰
کلام حاتم کے صوفیانہ پہلو: ۴۴
کلام سودا میں الحاق: ۱۳۸
کلام غالب کے چند منتخب شارحین۔۔۔ ایک مطالعہ: ۱۴
کلام فیض اور سرائیکی شاعری میں مماثلت: ۱۹۷
کلیات سودا اور دیوان بیان میں شامل مشترک کلام کے انتساب کا قضیہ: (مع ترمیم و اضافہ): ۱۴۰
''کیا تم پورا چاند نہ دیکھو گے'' کا فنی و فکری جائزہ (پہلے دو ابواب کے تناظر میں): ۳۰۲

کیا فقط یادِ ہجرت تھی اداسی کا سبب؟ (مطالعہ ناصر: ''برگ نے'' اور ''دیوان'' کی روشنی میں):۲۰۱
گریزاں لمحوں سے برستا حسن:۱۸۹
گل خان نصیر کی اردو شاعری:۳۵۱
''گیتاں جلی'' کے موضوعات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۲۶۷
لاہور اور مولانا حالی:۳۲۲
مابعد جدید حسیت اور معاصر اردو نظم:۱۲۱
مارشل لا: قانون سازی اور شعر و شاعری:۳۳۳
''مت سہل ہمیں جانو''۔۔۔ مطالعہ میر کا ایک انداز:۲۶
مثنوی ایک تہذیبی، فکری و شعری موازنہ:۲۶۳
مثنوی جہان آشوب: اٹھارویں صدی میں ہندوستان کی سیاسی و سماجی حالت پر شاعرانہ نوحہ:۱۱۴
مثنوی گلزارِ نسیم۔ معرکہ شرر و چکبست کے پس منظر میں:۱۶۱
''مثنوی یوسف کشمیری'': ۴۲
مجید امجد: ایک کثیر الجہات شاعر:۲۸
مجید امجد اور پاک و ہند محاربے: ایک مطالعہ:۳۱۷
مجید امجد اور ساہیوال:۷۵
مجید امجد اور سہراب سپہری کی شاعری میں موت (تصاویر، تعابیر اور معانی) :۸۱
مجید امجد اور مارکسی فلسفہ:۲۹۸
مجید امجد اور ہم عصر نظم گو شعرا (ایک تمہید) :۸۱
مجید امجد پر اقبال کے اثرات:۸۰
مجید امجد کا تصور فن۔۔۔آزاد نظم اور امیجری کے تناظر میں:۳۱۵
مجید امجد کا تصورِ ہیئت، روایتی ہیئتیں اور ہیئتی تجربات:۷۹
مجید امجد کا سائنسی شعور:۳۱۴
مجید امجد کا سیاسی شعور:۳۱۴
مجید امجد کا طنزیہ و استہزائیہ اسلوب:۷۹
مجید امجد کا وجودی تصورِ بے گانگی:۷۱
مجید امجد کی اقلیم سخن۔۔۔ایک مطالعہ:۷۶
مجید امجد کی آخری دور کی نظموں میں عصری حسیت:۷۹
مجید امجد کی تراکیب کا مطالعہ:۷۷
مجید امجد کی شاعری میں پراکرت الاصل / سنسکرت الاصل الفاظ:۸۱
مجید امجد کی شاعری میں پیکر تراشی: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۲۹۳
مجید امجد کی شاعری میں سماجی حسیت:۱۱۳
مجید امجد کی شاعری میں عصری اور قومی شعور:۷۶
مجید امجد کی شاعری میں وقت بطور موضوع:۲۳۷
مجید امجد کی ''شبِ رفتہ'': تعارفی مطالعہ:۶۹
مجید امجد کی غزل گوئی:۷۸
مجید امجد کی غزل:۸۲
مجید امجد کی غزل۔ ایک تجزیہ:۸۱
مجید امجد کی غزل: سیاسی زاویہ:۳۵۱
مجید امجد کی نظم "امروز":۷۸
مجید امجد کی نظم ''امروز'' کا فنی و فکری جائزہ:۲۹۹
مجید امجد کی نظم "جلوس جہاں" کا تجزیہ: ۸۸
مجید امجد کی نظم "کنواں": ردِ تشکیلی مطالعہ:۸۲
مجید امجد کی نظم کی جمالیات (ثقافت و فطرت کے سیاق میں) :۸۲
مجید امجد کی نظم میں بچے کا تصور: نوعیت و معنویت:۷۹
مجید امجد کی نظم میں سیاسی شعور:۵۲
مجید امجد کی نظم میں نفسیاتی شعور:۸۱
مجید امجد کی نظموں کی اخلاقی جہات:۷۵
مجید امجد کی نظموں میں تصوراتِ زمان کا تدریجی ارتقا:۷۸
مجید امجد کے سوانحی حقائق:۷۵
مجید امجد۔ ایک مصور:۷۶
مجید امجد۔۔۔ تقریب شادی میں (چند نادر سہرے):۷۸
مجید امجد۔۔۔ رازدانِ غم زمان و زمین:۸۰
مجید امجد۔۔۔ شاعرِ حیات و کائنات:۷۶
مجید امجد: شاعری کے آخری دور کی معنویت:۸۰
مجید امجد۔۔ شخص، شخصیت اور شاعری:۷۷
محاسن شعری کا تلمیح سے انسلاک (بحوالہ راشد): ۲۸۰
محبت رسول ﷺ اور حفیظ تائب:۱۷۱

محسن نقوی کی مذہبی شاعری(حمد و نعت سے رثائی ادب تک):۲۰۷
محسناتِ شعر: کلام غالب میں:۳۵۰
محمد ادریس الکاندھلوی شاعراً عربیاً(محمد ادریس کاندھلوی بطور عربی شاعر): ۶۴
محمد حسین پروانہ: حیاتی تے شاعری:۵۲
مختار مسعود کا شعری شعور:۲۵۴
مرزا عظیم بیگ: احوال و آثار:۶۹
مرزا فصیحی ھروی شاعر یازدھم ہجری و شعراو(مرزا فصیحی ہروی: حیات و آثار):۷۰
مسدس: بنیادی مباحث:۱۸۲
مشکلاتِ راشد:۳۰۲
مصطفیٰ زیدی کی شاعری میں انسانی ارتقا کا سوال:۱۹
مصطفیٰ زیدی کی شاعری میں رثائی عناصر: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۳۰۹
مطالعہ فیض کے ماخذ:۲۹۴
معرفی "حلیۃ النبی ﷺ" از اعظم بہاولپوری(اعظم بہاولپوری کی "حلیۃ النبی" کا تعارف): ۴۴
معرفی و بررسی "کلیات فیضی" ("کلیات فیضی": تعارف و تجزیہ):۷۳
معرفی و تصحیح "دیوان خوشدل" ("دیوان خوشدل": تعارف و تصحیح متن):۵۰
معناو صورت در شطحیات بایزید بسطامی (شطحیات بایزید بسطامی: معنی و صورت):۵۹
مقبول عامر کی شاعری میں ترقی پسند عناصر:۲۴۳
ملازمت پیشہ عورت (ورکنگ وومن) کا تصور اور ہم عصر اردو نظم:۸۴
ملتان کا پہلا باقاعدہ نظریہ ساز، باشعور جدیدیت پسند شاعر: عرش صدیقی:۱۹۸
ملتان کے نمائندہ نظم گو شعرائے اُردو کے فکری و فنی ماخذات:۲۰۶
منیر نیازی کی چند اہم نظمیں:۳۴۰
منیر نیازی کی شاعری: چند جہات:۴۲
منیر نیازی کی غزل کا علامتی نظام:۱۱
موازنہ انیس و دبیر کا قضیہ: ۱۰۲
مولانا جوہر کی غزل سیاسی جد و جہد کے آئینے میں: ۴۱
مولانا محمد علی جوہر ایک مجاہد غزل گو:۲۵۵
مومن، اسلام اور ملت اسلامیہ:۱۶۳
مومن کی شاعری پر سید احمد بریلوی تحریک کے اثرات:۲۲۷
مہدی مجروح بطور شاعر:۲۰۴
میاں محمد بخش کا تنقیدی وژن (Critical Vision of Mian Muhammad Bakhsh):45
میر انیس کے سلاموں میں نسائی لب و لہجہ: ۹۷
میر کی عشقیہ شاعری کے چند پہلو:۱۹۸
میر کی غزلوں میں سراپا نگاری:۱۷۳
میراجی کی نظم (ولیم ایمپسن کے نظریۂ ابہام کی روشنی میں):۱۷۴
ن۔م۔راشد کا نظریہ فن:۱۵
ن۔م۔راشد کی طویل نظمیں:۲۵۸
ناصر کاظمی، شاعری اور رات کا استعارہ:۳۱
ناصر کاظمی کی شاعری میں "رات" کا تصور:۲۷۴
نثری نظم اور اکیسویں صدی کا شعری منظر نامہ:۳۲۳
"نثری نظم" ایک تجزیہ:۱۶۰
نسخہ ہائے کلیات نظیر: ایک غیر مطبوعہ مسدس سے متعلق چند معروضات:۱۳۸
نسیم لیہ کی مثنوی "دامنِ یوسف" اور "فرعون و کلیم" کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۱۵
نشاط کا نفسیاتی مفہوم۔کلام غالب کی روشنی میں: ۱۹۸
نعت کی تعریف اور تاریخ:۲۹۸
نعتیہ ادب کی تخلیق: تنقید اور تحقیق کے تلازمات:۱۴۲
"نغمۂ توحید" ملتان کے ایک ہندو شاعر ملک ہیمراج کا اردو، سرائیکی اور فارسی حمدیہ کلام پر مشتمل نایاب مجموعہ۔ تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۱۹
نگاہی بہ ہنر شعر فارسی(امام بخش صہبائی، تعارفی مطالعہ):۵۱
نوآبادیاتی دور کی دُعائیہ شاعری:۱۷۰
نور احمد میرٹھی کی ادبی خدمات:۳۱۵

نیمایوشیج: شخصیت و فن:۶۳
''نیند کی نوٹ بک'' کا خصوصی تجزیہ:۲۹۷
نئی شاعری، ایک تحریک:۲۸۵
نئی شاعری: ڈاکٹر انیس ناگی:۱۷۱
نئی نظم: قیامِ پاکستان کے بعد:۳۰۹
وارث شاہ: محاسن شعری:۱۹۵
وحیدالحسن ہاشمی کی غزل کا دینی آہنگ:۱۷۴
وصف ''قلم''، ''دوات'' و ''کاغذ'' رائے زادہ دونی چند کی تین بھولی بسری مثنویاں:۱۸
وقت۔۔۔ مکتب سے بھاگا ہوا وحشی (وزیر آغا کی نظموں میں تصور زماں و مکاں کا مطالعہ):۲۵
ہمارے مشہور قومی نغمے اور ان کے خالق:۲۵۳
ہندوؤں اور سکھوں کی نعتیہ شاعری: اسباب، محرکات و اثرات کا علمی اور تحقیقی جائزہ:۱۲
ہومر کی اوڈیسی کا تہذیبی مطالعہ:۲۴۲
ہیر کے کردار کا مابعد جدید مطالعہ (Heer in Popular Imagination: A Comparative Analysis of the Historical and the Modern Media Image of Heer):336
''ہیر'' وارث شاہ میں آفاقی سچائیاں:۱۷۵
''ہیر'' وارث شاہ میں تانیثیت کا اسٹیریوٹائپ تصویر (The Feminine Sterotypes in Heer Waris Shah):318
یاسمین حبیب کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ:۳۱۲
یورپ اور امریکہ کی اُردو غزل:۱۵۵
یورپ اور امریکہ میں اردو شاعری کا منظر نامہ:۳۱۰

غیر افسانوی نثر

ابن انشا کی انشاپردازی: ایک تجزیاتی مطالعہ:۵۲
ابواللیث صدیقی، اختر انصاری اکبر آبادی، اسلوب احمد انصاری کے خطوط ڈاکٹر وحید قریشی کے نام:۱۳۷
اٹھارویں صدی کا ایک نادر سفر نامہ رُوس و چین:۸۶
احمد ندیم قاسمی کی خاکہ نگاری:۱۸۵
اردو انشائیہ میں فطری نگاری:۱۹۹
اردو آپ بیتیوں میں واقعات اولیا، فقرا و مزارات: تحقیق و تنقید:۲۶۰
اردو خود نوشتیں: نوکر شاہی، سیاستدانوں اور ادیبوں کا سیاسی شعور (تضادات، تعصبات، حقائق کی پردہ پوشی یا بے باک اظہار):۲۱۱
اردو سفر ناموں میں ہندوستان کے تہذیبی و ثقافتی عناصر: ایک مطالعہ:۳۱۶
اردو سفر نامہ اور یورپی معاشرت:۱۹۰
اردو صحافت میں طنز و مزاح: چند مباحث:۴۷
اردو کا پہلا نفسیاتی خاکہ نگار:۲۶۸
اردو میں خطوط نگاری کی روایت اور محمد طفیل کی خطوط نگاری:۱۲۶
اردو میں سیرت نگاری کا ایک دلچسپ باب: رشید اختر ندوی کی تالیف ''محمد رسول اللہ'' سے ''محمد سرور دوعالمؐ'' تک۔ تحقیقی مطالعہ:۲۱۹
اُردو نثر کے دو آزاد: اسلوبیاتی مطالعہ:۲۷۷
اُردو نثر میں حبسیہ عناصر... ایک مطالعہ:۱۵۷
ازدواجی محبت کے نمائندہ چند خطوط کے مجموعے: ایک محاکمہ:۱۳۳
اسلوب و اندیشہ جامی (جامی کا اسلوب و فکر): ۵۵
القراءات القرآنیۃ فی أبواب البخاری (بخاری شریف میں مختلف قرآنی قرأت کا بیان):۵۳
امن کا طالب: اسداللہ غالب:۲۸۳
امیر اور تلامذۂ امیر کے روابط: مکتوباتِ امیر کی روشنی میں:۱۲۷
ایمیزون عطیہ داؤد ''آئینے کے سامنے'' ایک تحقیقی و تنقیدی تجزیہ:۱۳
''براہِ راست'' کا تنقیدی جائزہ:۲۵۰
برصغیر ایرانی سفر ناموں کے آئینے میں:۱۷۴
برصغیر میں ''بوستان سعدی'' کی اُردو اور فارسی شرحوں کا تاریخ وار تعارف و تجزیہ:۱۶۵
بیسویں صدی میں مدیرانِ جرائد کی طباعتی مشکلات (مولانا ظفر علی خان کے ایک نادر خط کی روشنی میں):۳۳۲
پروفیسر محمد عثمان کی نثر کا فکری مطالعہ:۲۰۷

''پیرس ۲۰۵ کلومیٹر'' کا فکری و فنی مطالعہ :۲۵۹
''تائید و تردید'' (مضامین) تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۵۸
تحریف نگاری اور اس کے بنیادی مباحث:۳۰۰
تحسین سروری اور ان کا جیل سے لکھا گیا ایک خط:۱۲۸
ترکی زبان و ادب اور ناظم حکمت کے افکار: ایک مطالعہ :۲۹۸
''تفسیر الدر المنثور فی التفسیر الماثور'' کے اردو ترجمہ کا علمی اور تنقیدی
مطالعہ :۲۲۷
تفسیر روفی میں فارسی اور مقامی زبانوں کا امتزاج:۳۱۴
تفسیر محمدیؒ: ادبی جہات:۲۱۰
جُستجو کیا ہے؟ تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۹۶،۳۵
جنوبی ایشیا میں اولین سفر نامہ انگلستان: ''تاریخ جدید'': ۱۱۰
حالی کے سوانحی نظریات اور حیات سعدی:۳۴۶
حدیث نبوی کی تفسیر قرآن میں اہمیت:۶۸
حکایات نگاری: فن اور ارتقا (فارسی ادب کے حوالے سے):۳۲
خاکہ نگاری کا فن: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ:۲۲۹
خلیل الرحمٰن اعظمی کے خطوط قاضی نذیر احمد کے نام:۱۳۱
'خندۂ سپاہ' کا سالار: کرنل محمد خان:۸۸
خواجہ حسن نظامی: ایک صاحبِ طرز نثار:۱۸۱
خیبر پختون خوا میں اُردو نثر کی ابتدا کا تحقیقی مطالعہ (ادبیات سرحد کی روشنی
میں):۱۷۰
''دل گداز'' میں شرر کی تبصرہ نگاری:۱۶۶
دنیائے اسلام میں طنز و مزاح کا تعارف اور تجزیہ۔ڈاکٹر وزیر آغا کا کارنامہ
خاص:۱۴
ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے خاکے ''نذیر سراپا تبسم'' کا تحقیقی و تنقیدی
جائزہ:۲۶۰
ڈاکٹر ظہور احمد اعوان کے نام مشاہیر ادب کے خطوط میں علمی و ادبی
مباحث:۲۳۴
ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں خطوط کے آئینے میں:۱۳۰
ڈاکٹر فرمان فتح پوری: کچھ باتیں، کچھ خط:۲۶۲
ڈاکٹر مختار الدین احمد اور ڈاکٹر نجم الاسلام کی باہمی مراسلت:۱۲۶
ڈاکٹر نجم الاسلام اور پروفیسر شفقت رضوی کی باہمی مراسلت:۱۳۲
ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر الیاس عشقی کی باہمی مراسلت:۱۳۲
ڈاکٹر نجم الاسلام اور ڈاکٹر رحیم بخش شاہین کی باہمی مراسلت:۱۲۸
ڈاکٹر نجم الاسلام بنام نذر صابری:۳۲۹
ڈاکٹر یونس بٹ کا انداز مزاح اور خندہ پیش آنیاں:۲۴۷
ذخیرۂ نقوش میں احمد ندیم قاسمی کے خطوط: تدوین و حواشی:۱۲۹
رسالہ 'شاہکار' کا سرسری جائزہ (مضمون نگاری کے حوالے سے):۱۶۳
رضا علی عابدی بطور نثر نگار:۳۲۵
رضا علی عابدی کے تجربات سفر:۶۵
رضا ہمدانی بطورِ خاکہ نگار:۲۴۱
روداد: فیض احمد فیض انٹرنیشنل کانفرنس ۳/۴ نومبر ۲۰۱۱ء:۲۹۴
رومانوی شگفتہ نگاری کا امام: شفیق الرحمٰن:۲۳۴
''ریاضِ رضوان'' اور ''گلدستۂ جنان'' گلستان سعدی کی دو اُردو شرحوں
کا تعارف اور تجزیاتی مطالعہ:۱۷۱
سائنسی وژن اور وجدانی منطق بحوالہ ذات اور قبائے صفات: عکسی مفتی کی
تلاش:۱۰۹
سخنِ سادہ کی دل فریبی:۳۴۰
سرائیکی خاکہ نگاری میں طنز و مزاح:۳۲۶
سفر نامے کے بنیادی مباحث:۲۶۸
سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے تصورِ ادبِ اسلامی اور خدمات کا مطالعہ:۲۵۳
سید ضمیر جعفری کے غیر مطبوعہ خطوط: تعارف اور حواشی:۱۷۹
سید غلام مصطفٰی دی تفسیر سورۂ یوسف مطبوعہ ۱۸۸۶ء (پنجابی تفسیری ادب
دی اک لازمی کڑی):۱۶۵
سید نور محمد قادری کے نام مولوی سعید، ایم اسلم اور میاں محمد شفیع (م ش)
کے مکتوبات:۱۳۱
سیرِ آفاق: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ:۲۹۸
''سیرِ ملک اودھ'' از یوسف خاں کمبل پوش:۱۲۲
''سیر ملک اودھ'': یوسف خان کمبل پوش کا دوسرا غیر مطبوعہ
سفر نامہ:۵۰
شاہ ہمدان اور اُن کی تصانیف: چند نئے حقائق:۱۷۷

شبلی نعمانی اور ظفر علی خان:۱۰۳
شخصیت نگاری کی جہتیں:۳۰۵
شرح احوال جلال اسیر و معرفی "گلشن معانی" مہتاب رای
("گلشن معانی" : جلال اسیر کے احوال پر مہتاب رائے کا تبصرہ):۵۸
شعریات انشائیہ: چند بنیادی مباحث:۱۷۷
شفیق الرحمان۔ایک رومانوی مزاح نگار:۲۵۹
شکست طلسم رومانیت یعنی گڈ بائی ٹو اختر شیرانی (ادبی مکالمہ مابین شبنم
صدیقی اور سلیم احمد):۳۴۴
شہزاد احمد کی انشائیہ نگاری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۷۵
شیخ عبدالقادر: مقدمات اور دیباچے:۲۳۸
"صبح ہوتی ہے"...... ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ:۲۷۶
صلیبیں مرے دریچے میں: تجزیاتی مطالعہ:۲۲۴
ضیاء الدین احمد برنی کے نام مشاہیر کے غیر مطبوعہ خطوط کا اہم ذخیرہ:۲۱۳
عجائبات فرنگ کے تشکیکی پہلو:۲۱۱
عبدالعزیز خالد کے دو غیر مطبوعہ خطوط:۱۳۲
عقیل روبی کے طویل خاکوں کا تقابلی مطالعہ:۲۶۰
علامہ قاری محمد طیب قاسمی کی علمی و ادبی خدمات پر ایک نظر:۱۵۰
غالب کی اُردو نثر کا سیاسی اور سماجی تجزیہ:۱۵۹
غالب کی امن پسندی: ان کے مکاتیب کی روشنی میں: ۲۲۱
فن کار کا دائرہ وجود:۲۹۴
فیض احمد فیض ایک نثر نگار:۲۴۳
قرۃ العین حیدر اور ان کا سفر نامہ "جہانِ دیگر":۳۶
قیصر تمکین اور ان کے چند خطوط:۱۳۵
"گلِ رعنا" اور "حریم ادب" کے اداریے: تحقیقی مطالعہ:۳۰۰
لاہور کی دفتری، انتظامی اور عدالتی اُردو نثر (انیسویں صدی کے نصف دوم
میں):۲۱۶
"لبیک"---ایک منفرد حج نامہ:۲۲
لمعات من التفسیر النبوی للقرآن الکریم (حدیث نبوی کی تفسیر قرآن میں
اہمیت):۶۸
ماہ نامہ "تہذیب" میں شامل ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کے ادبی
اداریے:۱۵۲
"مٹی کا دیا": تجزیاتی مطالعہ:۳۲۵
مجید امجد کی نثر نگاری:۳۲۰
مدیر 'مخزن' شیخ عبدالقادر بطور سفر نامہ نگار:۱۶۲
مستنصر حسین تارڑ کی سفر نامہ نگاری میں افسانوی عناصر:۹۸
مشتاق احمد یوسفی کا اُسلوبِ مزاح ("شامِ شعر یاراں" کے آئینے
میں):۲۷۶
مشتاق احمد یوسفی کے پٹھان کرداروں کا تجزیہ، خاکہ کی تکنیک کی روشنی
میں:۲۳۸
مشتاق احمد یوسفی کے غالب سے ذہنی روابط:۲۳۹
مشتاق احمد یوسفی کے مضحک کردار۔ایک مطالعہ:۲۶
مشتاق احمد یوسفی کے مزاحیہ نسوانی کرداروں کا تحقیقی و تنقیدی
جائزہ:۲۷۳
مشکور حسین یاد کی انشائیہ نگاری: ۲۱۴
مضامین منٹو کا اسلوب : تجزیاتی مطالعہ:۱۶
معرفی شروح بر کریمای سعدی در شبہ قارہ ("کریما" از سعدی پر
برصغیری شروح کا تعارف):۵۷
معنا و صورت در شطحیات بایزید بسطامی (شطحیات بایزید بسطامی: معنی
وصورت):۵۹
مقدمہٴ "کشف المحجوب" مأخذی ارزشمند در ہجویری شناسی (مقدمہٴ
"کشف المحجوب": ہجویری شناسی کا ایک اہم ماخذ):۵۶
مکاتیب: ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی بنام ڈاکٹر وحید قریشی:۱۳۵
مکاتیب ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی بام ڈاکٹر اسد فیض:۲۴۴
مکاتیب: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار بنام ڈاکٹر جمیل جالبی:۱۲۹
مکاتیب ڈاکٹر غلام مصطفٰی خان بنام ڈاکٹر وحید قریشی:۱۳۴
مکاتیب ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی بنام ڈاکٹر وحید قریشی:۱۲۷
مکاتیب: ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی بنام ڈاکٹر وحید قریشی:۲۹
مکاتیب: ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام ڈاکٹر وحید قریشی۱۳۵
مکاتیب ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام لطیف الزمان خان: ۱۳۳

مکاتیب: ڈاکٹر مختارالدین احمد بنام مشفق خواجہ ۱۳۶
مکاتیب: ڈاکٹر نبی بخش بلوچ بنام ڈاکٹر انعام الحق کوثر ۱۲۶
مکاتیب ڈاکٹر وحید قریشی بنام ڈاکٹر سلیم اختر: ۲۹۴
مکاتیب رشید حسن خان بنام محمد طفیل: ۱۲۸
مکاتیب سید سلیمان ندوی: ۱۱۲
مکاتیب سید محمد ابوالخیر کشفی بنام حافظ صفوان محمد چوہان: ۱۲۹
مکاتیب شکیل بدایونی بنام شکیل عادل زادہ: ۱۳۵
مکاتیب: علامہ عبدالعزیز خالد بنام عبدالعزیز ساحر ۱۳۱
مکاتیبِ مالک رام بنام ڈاکٹر وحید قریشی: ۳۴۰
مکاتیبِ مختار زمن: ۱۰۹
مکتوبات: احمد ندیم قاسمی بنام ارشاد شاکر اعوان ۱۳۲
مکتوبات: احمد ندیم قاسمی بنام خلیل آتش ۱۳۱
مکتوبات ڈاکٹر محمد حمید اللہ: ۳۴۴
مکتوبات: رام لعل بنام ڈاکٹر سلیم اختر ۱۳۳
مکتوبات: شہزاد منظر بنام ڈاکٹر سلیم اختر ۱۳۱
مکتوبات شیخ محدث دہلوی کی مذہبی اور معاشرتی اہمیت: ۱۳۷
مکتوبات: عزیز احمد بنام صمد شاہین ۱۳۰
مکتوبات: مشاہیر ادب بنام روشن نگینوی ۱۲۷
مکتوبات مولوی محمد سعید، ایم اسلم و میاں محمد شفیع (م ش) بنام سید نور محمد
قادری: ۲۸۸
ممتاز مفتی کے خاکے "پُراسرار" کی تکنیک کا مطالعہ: ۲۳۷
منتخب اردو تفاسیر میں سورۃ الفاتحہ کے مضامین کا تحقیقی و تقابلی
مطالعہ: ۲۴۳
منٹو کے خطوط بنام چچا سام: تجزیاتی مطالعہ: ۱۹۶
منیر نیازی کی کالم نگاری: تحقیق و تنقید: ۳۴۴
منیر نیازی کی کالم نگاری: ۲۰۳
مولانا احمد رضا خان کی تحریف حرفی اور طنز و مزاح: ۱۵۱
مولانا ظفر علی خان کی افسانوی نثر کا نایاب نمونہ: ۱۵
مولانا شبلی اور سید سلیمان ندوی کا اشتراکِ علمی: ۱۱۲
نادم سیتاپوری کی علمی و ادبی خدمات: ۱۵۳
نام دیو مالی اور مولوی عبدالحق: کرداری مماثلت اور منطقی
محدودات: ۲۳۳
نثر اور نثری اسالیب: ۱۶۶
نثر نویسان ایرانی و آسیای مرکزی در دورۂ بهمنیان (برصغیر کے عہد بہمنی
کے ایرانی و وسط ایشیائی نثر نویس): ۲۶
"نظر نامہ" میں یورپ کی معاشرت: ۳۳۸
"نعم المعیار" والمقیاس فی معرفۃ مراتب الناس: تحقیق و تخریج (شیخ علاء
الدین علی المتقی کا رسالہ "نعم المعیار"): ۵۹
نمائندہ اردو فکاہیہ کالم نگاروں کی اثر پذیری: ۳۲۷
نئی عالمی صورتِ حال میں اداریہ نویسی کے تقاضے: ۱۷۶
وزیر آغا کا انشائی اسلوب: ۱۱۶
ہمہ یاراں دوزخ: آپ بیتی یا رپورتاژ: ۱۲۱
ہندوستان میں لکھی جانے والی اولین فارسی خود نوشت: ۱۲۰
"یادوں کی برات": نفسیاتی تناظر میں: ۲۰

لسانیات

اٹھارہ سو ستاون سے قبل کی اردو شاعری میں یورپی زبانوں کے دخیل
الفاظ: ۱۱۷
اختر اورینوی کے لسانی نظریہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۲۴۱
اردو، ارتقائے اردو اور اسمائے اردو: ایک معروف نقطۂ نظر: ۳۴۸
اردو، فارسی اور عربی کہاوتوں کی شعری اسناد (جو اردو لغت بورڈ کی لغت
میں درج نہیں): ۳۳۵
"اردو سائیکلوپیڈیا": ہندوستان سے متعلق اردو میں اولین انسائیکلوپیڈیا
(تحقیقی و تنقیدی جائزہ): ۳۲۹
اردو اور پنجابی صوتیات کا تقابلی مطالعہ: چند خصوصیات و امتیازات: ۳۳۵
اردو ایک متوازی فرہنگ: ابوالفضل صدیقی کی غیر مطبوعہ ڈائری: ۱۳۹
اردو پر سرائیکی اثرات: ۳۰۱
اردو رسم الخط کے مسائل: ۲۷
اردو رسم الخط میں تبدیلی اور اصلاح کی تجاویز کا عہد بہ عہد جائزہ: ۲۱۴
اردو زبان کا فروغ: ماضی حال اور مستقبل: ۱۷۰

اردو زبان کے مختلف نام: ۳۰۲
اردو کی اولین گرامر کے خالق جان جوشوا کیٹلر کی لسانی خدمات: ۲۷۲
اردو کی ایک متوازی فرہنگ: ابوالفضل صدیقی کی غیر مطبوعہ ڈائری: ۱۳۹
اردو معنیات: لفظ و معنی کا رشتہ اور صوتی علامتیت: ۸۳
اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کی روایت: ۴۴
اردو میں لسانیات پر اوّلین رسالہ۔ 'تقویم اللسان' (تحقیق و تنقید): ۳۹
اردو ہندی کی وحدت: چند بنیادی نکات: ۱۵۳
"اسلوب اور اسلوبیات": ایک تنقیدی جائزہ: ۳۲۷
اسلوب اور غیر افسانوی نثری اسلوب کے عناصر: ۲۹۰
اسلوبیات۔ اسلوبِ تحریر کا لسانی مطالعہ: ۳۷
اصطلاحاتِ زبان اردو (The Urdu Language Reforms):26
الاشتقاق: أنواعه ومباحثه فی دراسات علماء شبه القارة (علم اشتقاق میں برصغیر کے علما کے مطالعات): ۴۳
اللغة العربية وتحديات العولمة (عربی زبان اور عالم گیریت کے چیلنجز): ۲۰
المبرد الأزدی واسهامه فی علوم البلاغة (مبرد ازدی اور ان کی علم بلاغت میں خدمات): ۴۲
امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ فرہنگ: "حمائل تاریخ": ۳۳۸
ایک قدیم فارسی فرہنگ "فرہنگ لسان الشعرا" میں مستعمل اُردو الفاظ کا مطالعہ: ۲۷۹
بلتی اور اردو زبان: صوتی، املائی اور معنوی اشتراکات: ۲۸۷
بنجمن شلز کی لسانی خدمات: ۲۵۶
بنگلہ دیش میں اردو کی موجودہ صورتِ حال: ۳۳
بھارت میں اردو: ایک ہندوستانی تناظر: ۱۰۸
پنجابی زبان۔ ایک لسانی جائزہ: ۲۶۱
پنجابی، اُردو پر انگریزی زبان کا بے جا غلبہ: ۱۶۳
تجزیہ بر مقدمہ فرہنگِ آصفیہ: ۳۳۵
تشکیل پاکستان میں اُردو کا حصہ: ۱۵۹
جان ٹی پلیٹس، اس کی اُردو بہ انگریزی لغت، اس کے پیش رو اور مقلد: ۲۰۲
خطۂ ستلج کی بولیوں اور زبانوں کے اردو سے لسانی روابط: ۱۱۷
خطۂ ملتان میں ہریانی کے خدوخال: عمرانی و لسانی مطالعہ: ۱۳۸
دراسة الأصوات العربية فی شبه القارة (برصغیر میں عربی صوتیات پر کام کا جائزہ): ۶۷
دکنی دور کی اُردو زبان کا جائزہ: ۲۹۲
دور اللغة العربية فی ارتقا الوعی الدینی (دینی بیداری میں عربی زبان کا کردار): ۵۰
ڈاکٹر وزیر آغا کے لسانی نظریے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ: ۲۴۸
"رسالہ قواعدِ اُردو"، مؤلفہ مرزا نثار علی بیگ و منشی فیض اللہ (اولین رسالہ برائے درجہ وار تعلیم و تدریس قواعد): ۲۹۱
روزمرّہ، محاورہ، مقولہ اور ضرب المثل و کہاوت: ۱۵۷
ریاست پونچھ میں اردو زبان: ۲۵
زبان اور بولی: ۶۵
زبان کا نام اور نوعیت: کیا اردو کے علاوہ کوئی اور نام مناسب ہوتا؟ (The Name and Nature of a Language: Would Urdu by any other Name Smell as Sweet?):121
سرائیکی زبان: تاریخ کے آئینے میں: ۳۰۹
سرائیکی زبان کے اوصاف و محاسن: ۲۷
شان الحق حقی اور ترقی اردو بورڈ کی لغت: ۳۵۱
شاہ عبدالقادر کے اردو ترجمہ قرآن کا لسانی مطالعہ: ۱۳
صعوبات تعليم اللغة العربية للناطقين بغيرها (عربی زبان کی تعلیم: مقامی تناظر میں): ۴۷
عربی اور اردو ضرب الامثال کا تقابلی جائزہ: ۳۳۲
عربی فارسی زبان و ادب کے علمی روابط: ۱۶۵
عروض پر تبصرے اور تاثرات (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے ساتھ ایک مراسلت) (Comments and Reflections on "Prosody" (A Correspondence with Encyclopaedia Britannica)):111

علمِ بدیع: تعارف اور چند تجاویز:۲۲۱

علمِ زبان اور جدید تقاضے:۳۱۱

فعلیات ارڈی پتھیکس رمیڈس میں زبان کے ارتقائی (فعلیاتِ خدوخال)
(Evolutionary Precuresors of Language in the Physiology of Ardipithecus Ramidus):340

فیلن کی اردو بہ انگریزی لغت: چند دلچسپ اندراجات واسناد:۱۹۳

قواعدِ زبان: ایک بیان اور رَدِ بیان:۲۸

کرنل ہنری یول کی لسانی خدمات:۲۶۴

کیٹلر کی لغت و قواعد: موضوعاتی مطالعہ:۳۳۸

لسانی عوامل میں ''ترسیلِ زبان'' کی اہمیت:۲۹۷

ما قبل نوآبادیاتی عہد میں زبانِ حکمرانی کی تشکیل، جان گل کرسٹ کا اہم لسانی منصوبہ:۲۰۸

مارفیم، مارفیمیات اور اردو میں مستعمل کچھ مارفیم:۲۱

مجید امجد کے دورِ آخر کی شاعری کا لسانی جائزہ:۵۷

مسعود حسین خان کی لسانی خدمات:۳۱۴

مشکلۃ المصطلح العربی بین Linguistics و Philology
(بحوالہ لسانیات عربی زبان میں اصطلاحات کے مسائل):۵۵

مغرب کے اُردو لغت نگار:۱۷۸

مولوی امام بخش صہبائی اور اردو قواعد نویسی:۲۲۹

میر علی اوسط رشک اور اصلاحِ زبان:۲۹۰

ہمسایہ زبانوں کے تناظر میں پشتو کے املائی نظام کا تقابلی جائزہ:۱۴۱

ہندی کا ماخذ: نظریات، حقائق اور تجزیہ:۲۲۴

یورپی تعقل و تخیل اور مشرقی ادب: چند ابتدائی معروضات:۱۸۳

متفرقات

ابلاغِ عامہ اور چھاپہ خانہ کا ابتدائی دور:۱۵۸

احمد زروق کی ''قواعد التصوف'': اُسلوب اور مآخذ (Ahmad Zaruq's Qawaid al-Taswwwuf: Style and Sources):195

ادب: مسلمان فلاسفہ کی نظر میں:۳۱۵

اردو آٹھویں جماعت کے لیے۔ایک جائزہ (خیبر پختونخواہ میں رائج نصاب کے حوالے سے):۲۰

اسلام سے قبل عربوں کے دوسری اقوام سے تجارتی تعلقات پر اُردو کی اولین تحریر:۲۱۰

اقبال اختر کی سماجی، سیاسی اور ادبی خدمات:۳۳۳

اکیسویں صدی کے اردو ادب کی تدریس اور تلاش میں انٹرنیٹ کا کردار
(Role of Internet in the Teaching and Exploring of Contemporary Pakistani Literature in 21st Century): 87

الاعلام الاسلامی وضوابطہ (اسلامی میڈیا اور اس کے اصول وضوابط):۴۷

المعوق والاہتمام بہ فی الشریعۃ الاسلامیۃ (معذوری کے متعلق اسلامی نقطۂ نگاہ): ۴۰

انیسویں صدی کے منتخب علمائے اہلِ سنت کی اردو خدمات: تحقیقی مطالعہ:۱۴۴

انیسویں صدی میں اردو صحافت کی ترویج میں مسیحی برادری کا حصہ:۱۰۷

اوائل بیسویں صدی کے ہندوستان میں نسائی شعور کا ارتقا: ماہنامہ عصمت کا کردار:۳۰

ایم اے اردو کے نصاب پر ایک نظر (خیبر پختون خوا کے جامعات کے تناظر میں):۲۳۶

بطور ثانوی زبان تدریس اردو کا جائزہ:۲۲۶

بی۔ایس۔اردو: نظام و نصاب:۲۴۸

پاکستان اور یورپ: ان کے مابین دانش ورانہ، ثقافتی اور سیاسی تعلقات
(Pakistan and Europe: Their Intellectual, Cultural and Political Relationship):117

پاکستان کی قومی تعلیمی پالیسیاں: تسلسلات و تغیرات:۲۴۳

پاکستان میں اُردو صحافت: تنقیدی و تحقیقی جائزہ:۱۶۴

پنجاب بک ڈپو:۱۵۶

تبصرۂ کتب:۳۱۷

تشکیل پاکستان میں اُردو کا حصہ:۱۵۹

تصوف: مختلف مذاہب اور اقوام کے آئینے میں:۳۰۶

ثانوی سطح پر تدریسِ اردو: خیبر پختون خوا ٹیکسٹ بک بورڈ کی درسی کتب کا تنقیدی جائزہ:۲۳۳
"جامِ جہاں نما" (اردو کا پہلا اور فارسی کا دوسرا اخبار):۲۹۷
جامعہ پشاور کا ایم فل اردو کا نصاب: علمی، تاثراتی اور مہارتی تجزیہ:۲۵۷
جنوبی پنجاب کے منتخب متنوع مدارس میں تدریسِ اُردو (ایک تحقیقی جائزہ):۲۱
چوتھی صدی ہجری میں مسلمانوں کی علمی وادبی حالت:۳۲۸
حالی کا قیامِ لاہور: ایک اور زاویہ:۳۲۳
خانوادہ گولڑہ شریف کی ادبی خدمات:۱۵۴
خیبر پختون خوا کے جنوبی اضلاع کے اُردو رسائل و جرائد/صحافت:۲۶۵
خیبر پختون خوا کے نجی کتب خانے:۲۶۸
دراسۃ تدبیر المنزل فی ضوء عیون الأخبار لابن قتیبۃ (ہوم اکنامکس پر ابن قتیبہ کی کتاب کا تعارفی مطالعہ):۶۳
ڈاکٹر سہیل بخاری کی تاریخ ولادت کا تعین:۴۱
ذخیرۂ سائمن ڈگبی: السنۂ شرقی کے اہم مخطوطات کی فہرست:۲۲۳
راولپنڈی کا ایک قدیم اردو اخبار چودھویں صدی اور اس کے مدیر قاضی سراج الدین احمد:۳۴۳
رجائیت: ادب کا آفاقی رجحان: ۹۹
روزنامہ "امروز" کا پہلا شمارہ--- ایک جائزہ۳۲۲
سائنس اور ادب کے باہمی روابط واشتراکات:۲۲۸
سلسلہ نوشاہیہ: تعارفی مطالعہ (Naushahi Order of Sufism):49
سندھ سے شائع ہونے والے بچوں کے اردو ادبی رسائل:۱۴۷
سندھ سے شائع ہونے والے خواتین کے اردو ادبی رسائل: محرکات اور رجحانات:۱۴۰
سندھ کی خانقاہوں میں قرآن فہمی کے اسالیب (تحقیقی و تنقیدی جائزہ):۱۴۳
شبلی، اقبال اور عطیہ فیضی:۳۰۹
عبداللہ ملک: فیض کا ہمنوا:۲۹۹
عطیہ فیضی کا خاندان:۱۴۹
علامت (Symbol):۲۴۵
عہد نبوی میں اعراب کے لیے خصوصی احکام:۵۷
غیر ملکی زبانوں کی تدریس میں تعلیمی کھیلوں کی اہمیت (The importance of marble games in teaching of foreign languages):196
قومی، ثقافتی دستاویزات (پنجاب آرکائیوز کے تناظر میں):۳۰۲
کامیاب ادارت کی ایک روشن مثال: مرزا ادیب:۱۹۴
مجلہ "فنون" کی تحقیقی جہت: ایک جائزہ:۱۹۳
مجلہ "نقوش" لاہور کا ترقی پسند دور:۲۲۲
مسلمان لڑکیوں کی تعلیم: ایک برطانوی مسلمان کے تجربات (Educating Muslim Girls: A British Muslim):12
مشہور زمانہ ممنوعہ کتب: اجمالی جائزہ:۳۴۷
مولانا شبلی نعمانی کی سیاسی بصیرت: ۱۰۳
مِنی تور ماہرین کے ہاں روایتی میٹریل کا استعمال (Traditional Materials Used by the Miniature Artists:An Introductory Study): 57
نوآبادیاتی عہد میں لاہور کا محکمۂ تعلیم اور نثری درسی کتب:۳۴۲
ہنوز دلّی دور است: ایک تاریخی حقیقت:۴۰

مصنف وار اشاریہ

مصنف وار اشاریہ

ابن الحسن عزیز: ۱۰۶، ۳۳۴، ۳۴۰، ۳۴۴، ۳۵۱

اثر، محمد علی: ۱۰۶

احسن، عزیز: ۱۴۲، ۳۲۰

احمد، امتیاز: ۱۶۹، ۲۱۳

احمد، انوار: ۱۹۴، ۲۲۴

احمد، جاوید: ۳۲۵

احمد، حسین: ۱۷۷

احمد، ذوالفقار: ۳۲۵

احمد، رفیق: ۲۱۳

احمد، سعید: ۳۱۴، ۳۰۴، ۳۳۲، ۳۲۸

احمد، سلیم: ۳۴۴

احمد، سہیل: ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۴۷، ۲۵۵، ۲۷۱

احمد، شعیب: ۴۸، ۶۹

احمد، شفیق: ۲۲۹

احمد، عدنان: ۲۹۶

احمد، فاروق: ۱۵۹

احمد، فیض الدین: ۱۰۷، ۱۱۶، ۱۳۸

احمد، محبوب: ۲۹۶

احمد، محمد سرفراز: ۱۲۶

احمد، محمود: ۱۶۹

احمد، منور اقبال: ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۹

احمد، منیر: ۲۹۶

احمد، نبیل: ۹۰

احمد، نسیم: ۱۳۸

احمر، نسیم عباس: ۳۰۴، ۳۲۵

اختر، ثروت: ۲۰

اختر، سائرہ: ۳۳۶

اختر، عمران: ۱۳۸، ۲۲۸

اختر، محمد سلیم: ۱۲۶

اختر، نسرین: ۲۹۶

اختر، راحیلہ: ۳۴۹

ارشد، راشد: ۱۶۹

ارشد، محمد: ۳۴۴

ارم، صائمہ: ۱۱، ۹۰، ۱۵۵، ۱۶۹

ازہر، محمد نوید: ۲۹، ۴۸، ۲۷۷

اسد، غلام شبیر: ۱۸۴

اسلام، صبا: ۳۱۴

اسلم، ثوبیہ: ۶۳، ۳۳۰

اسلم، فوزیہ: ۱۱، ۲۹، ۱۷۸، ۱۸۴، ۲۶۳، ۲۸۵، ۳۳۰

اسلم، ممتاز: ۶۶

اسماعیل، محمد سلیم: ۶۱

اشرف، شاہد: ۲۹۶، ۳۱۴

اشرف، ندیم عباس: ۷۵، ۹۰

اشفاق، انیس: ۱۰۲

اشفاق، حمیرا: ۲۰۸، ۲۹۳

اصغر، جمیل: ۳۱۴، ۳۲۰، ۳۳۰

اصغر، عاصمہ: ۱۹۳، ۲۰۸، ۳۱۱

اصغر، محمد: ۱۵۱، ۲۸۵

اطہر، محمد سلیمان: ۲۲۶

اظہار، اظہار اللہ: ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۴۱، ۲۴۷، ۲۶۳، ۲۷۱

اعجاز، سمیرا: ۱۱، ۱۷۰، ۳۲۱، ۳۳۰، ۳۴۴

اعظم، فائزہ: ۳۲۱

اعوان، الیاس بابر: ۲۸۵، ۳۴۵

اعوان، سبینہ اویس: ۳۱۵، ۳۳۴

اعوان، محمد آصف: ۱۷۰، ۱۸۵، ۲۱۳، ۳۰۴، ۳۱۵، ۳۱۸، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۴

اعوان، محمد سفیر: ۱۰۷، ۱۱۶، ۲۸۵، ۳۳۷، ۳۴۵
افتخار، ثمینہ: ۱۱۵۹
افروز، شمع: ۳۱۱
افشاں، زینت: ۲۰
اقبال، جاوید: ۵۸
اقبال، سید جاوید: ۱۲۶، ۱۲۷
اقبال، طاہرہ: ۲۰۲، ۲۹۶، ۳۰۸، ۳۳۱
اقبال، عمارہ: ۹۱
اقبال، محمد عدنان: ۳۵۳
اقبال، خالد: ۲۱۹
اکبر، غلام: ۷۵، ۲۹۳
اکبر، فاخرہ: ۳۳۵
الطاف اللہ: ۱۵۷
الطاف، قمر: ۲۳۱
الطاف، محمد: ۱۳۲
الماس، روبینہ: ۲۱۳، ۲۲۶
الیاس، شازیہ: ۲۹۲
امام، عالیہ: ۶۱، ۶۹، ۸۳، ۹۱
امانت، اسما: ۹۱
امتیاز، محمد: ۲۹، ۱۲۷، ۱۲۷، ۱۳۵، ۱۳۵، ۲۵۵، ۳۴۰، ۳۴۹، ۳۴۹
امجد، جنید: ۷۵
امجد، رشید: ۱۱، ۲۸۰، ۳۰۸
امجد، زاہدہ مجید: ۲۹۶
امین، خالد: ۱۱
امین، فرخندہ: ۱۷۰
انجم، الطاف: ۲۷۷
انجم، شفیق: ۲۰، ۱۵۵، ۲۸۲
انجم، قدیر: ۱۰۲
انجم، محمد وسیم: ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۷۸، ۲۸۶، ۳۰۴، ۳۰۸
انجم، شاہ: ۱۳۹
انجم، نائیلہ: ۱۷۰
انصاری، صائمہ ناز: ۱۴۶
انصاری، عبداللطیف: ۱۲۸
انصاری، عنبرین: ۴۸
انصاری، فیض رسول: ۱۶۵
انوار، فوزیہ: ۲۹۷، ۳۱۵
انوارالحق: ۲۶۳، ۲۷۱
انور، میاں محمد: ۱۵۶
اویسی، محمد ارشد: ۳۰۴، ۳۲۱، ۳۳۱
آبادی، اخلاق حیدر: ۳۰۴
آبی، ابرار: ۱۹۳
آسی، بابر نسیم: ۱۷۰
آصف، محمد شفیق: ۲۷۷
آصف، محمد: ۱۸۵، ۱۹۸، ۲۲۴، ۳۲۰
بابر، نورینہ تحریم: ۲۹، ۱۹۸، ۲۱۹، ۲۲۴، ۲۸۶
بانو، گلناز: ۱۷۰، ۲۵۶، ۲۶۴
بانو، نرگس: ۳۰
بانو، نسیم: ۶۱
بانو، فضیلت: ۲۲۶، ۲۹۷
بتول، ثمینہ: ۳۳۱
بتول، سائرہ: ۱۱۶، ۱۷۷، ۲۱۴
بتول، عابدہ: ۱۹۳
بٹ، فائزہ: ۶۵
بٹ، عبدالرحمٰن: ۱۵۹
بٹ، کرن داؤد: ۱۳۹، ۱۵۱
بخاری، بادشاہ منیر: ۲۰، ۳۰، ۲۲۷، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۶، ۲۳۶، ۲۴۱،
۲۴۲، ۲۴۸، ۲۴۸، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۶۴، ۲۷۲، ۲۷۲
بخاری، سید نصرت: ۱۲۸
بخاری، صدف: ۹۲، ۳۴۰
بخاری، طاہر رضا: ۴۰

بخاری، علمدار حسین: ۲۱
بخاری، سید صفدر حسین: ۲۰۲
بخشی، عاصم: ۳۴۰
برنی، عائشہ سعید: ۱۵۱
برنی، کلثوم طارق: ۵۷
بزمی، محمد نعیم: ۲۱، ۳۱۵
بزمی، محمود الحسن: ۱۵۹، ۱۶۵، ۱۷۱، ۳۵۰
بشیر، سعدیہ: ۸۳
بشیر، سمیرا: ۱۴۶
بشیر، شازیہ: ۶۱
بشیر، سونیا: ۲۳۲، ۲۳۷
بشیر، شاہد: ۳۴۰
بشیر، عقیلہ: ۳۱، ۱۹۸، ۲۱۴، ۲۲۱
بصر، اجمل خان: ۲۳۲، ۲۴۲، ۲۶۵
بصیرہ، عنبرین: ۵۰، ۷۲، ۷۹، ۸۸، ۹۸، ۳۵۰
بگر، اسٹیفن: ۱۲
بلوچ، اصغر علی: ۷۵، ۳۰۵، ۳۰۸، ۳۱۹، ۳۲۶
بلوچ، سعدیہ حسن: ۶۲، ۲۱۹
بلوچ، سہیل عباس: ۸۳، ۱۰۲، ۳۲۵
بلوچ، عبدالغفور: ۱۲
بلوچ، غلام قاسم مجاہد: ۱۷۷، ۲۲۷
بہار، سیدہ آمنہ: ۱۴۶
بی بی، تحسین: ۱۴۶، ۱۷۸
بی بی، رخسانہ: ۱۲، ۳۵۰
بی بی، نعیمہ: ۳۰
بیات، علی: ۲۸۸
بیگ، افتخار: ۳۱
بیگم، غنچہ: ۲۴۴، ۲۵۰، ۲۵۹، ۲۶۸
بیگم، کاشفہ: ۱۷۹، ۲۹۷
بیگم، ارشاد: ۱۸۶، ۳۴۵
بیگم، حشمت: ۲۲۷
بھٹہ، الطاف حسین: ۳۰۸
بھٹہ، محمد اقبال: ۳۳۱
بھٹو، جبین: ۱۴۲
بھٹی، محمد اسلم: ۴۴
بھٹی، محمد سلمان: ۱۰۷، ۱۱۷، ۱۵۹
بھٹی، مزمل: ۱۲، ۱۱۷، ۲۱۴
بھٹی، مقیت جاوید: ۶۹
پاریکھ، رؤف: ۲۱، ۷۵، ۸۳، ۱۱۷، ۱۲۸، ۱۳۵، ۱۹۳، ۲۰۲، ۳۳۵
پاشا، محمد عرفان احسن: ۱۵۵
پتافی، شکیل: ۱۸۶، ۳۳۵
پروین، زاہدہ: ۶۲
پروین، عذرا: ۳۱، ۲۰۲، ۲۱۴، ۲۱۴، ۲۲۰، ۲۲۰
پروین، فوزیہ: ۱۵۲
پروین، شہناز: ۱۹۳، ۲۲۰
تابیتا، پریا: ۳۰۶
تبسم، شکیلہ: ۲۹۷
تبسم، عبدالواجد: ۲۸۸
تبسم، فہمیدہ: ۱۸۷
تحسین، حنا: ۲۹۷
ترابی، نثار: ۷۶، ۹۲، ۱۰۲، ۲۶۵، ۲۷۸، ۲۹۳، ۳۰۸، ۳۲۱
ترین، روبینہ: ۱۲، ۱۶۵، ۲۰۶، ۲۰۶، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۲۴
تصدق، سمیرا: ۲۹۷
تقویم الحق: ۲۳۳
تمنا، یشب: ۳۱
تنظیم الفردوس: ۸۴، ۱۳۹، ۱۴۷، ۱۹۴، ۲۸۵
تنویر، فوزیہ: ۱۲
تونسوی، طاہر: ۳۰۵
ثاقب، شہاب الدین: ۱۲، ۳۲
ثاقب، محمد اقبال: ۵۷، ۶۹، ۱۶۰، ۱۶۵، ۱۷۱

ثقلین، محمد:۱۷۱
ثمینہ، بشریٰ:۳۰۵
جان، عنبرین تبسم شاکر:۵۲
جان، حکیم طاہر:۲۵۷
جان، نقیب:۲۴۴
جاوید، احمد:۳۴۱
جاوید، امجد:۷۰
جاوید، بابر:۲۰۳
جاوید، خالد:۱۹۴
جاوید، ساجد:۲۰۸
جاوید، سعدیہ:۱۷۱
جاوید، شہناز صبا:۲۳۷
جاوید، طارق:۱۱۷، ۲۱۴
جبیں، زبیدہ:۱۲۸
جبیں، واصفہ:۲۲۱
جسٹن، پنکی:۱۰۷، ۱۴۲، ۲۲۷، ۲۳۳، ۲۳۵
جعفری، جواز:۱۵۵، ۲۰۳
جعفری، سید علی اسلم:۳۲
جمال، نجیب: ۱۹۵، ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۶
جمشید، حنا:۲۱۵
جمیل، اُمید نجم الدین:۴۰
جمیل، عابدہ:۱۲۹
جنجوعہ، فوزیہ:۲۲۳
جہاں، فردوس:۱۴۰
جیلانی، سید انیس شاہ:۱۳۵
جھگڑ، غلام صفدر:۲۹۷
چانڈیو، جاوید حسان:۲۱۹، ۳۲۵
چٹھہ، آصف علی:۹۲
چشتی، محمد اشرف:۲۴۲
چغتائی، محمد اکرام:۴۹، ۸۴، ۱۰۸، ۱۱۷
چوہان، حافظ صفوان محمد:۱۲۹، ۳۳۵
حامد، محمد:۲۳۳، ۲۳۶، ۲۴۳، ۲۴۸، ۲۵۷
حبیب، طارق:۶۷
حُر، مختار:۲۰۳
حسن، مرتضیٰ:۱۸۷
حسن، ندیم:۲۶۶
حسین، احمد:۳۴۵
حسین، تنویر غلام:۷۰، ۱۲۹
حسین، جابر:۲۸۸
حسین، خادم:۴۴
حسین، سید صفدر:۳۰۵
حسین، شفقت:۳۱۵
حسین، شگفتہ:۱۳، ۱۹۴، ۲۱۵
حسین، مصدق:۲۹۳
حمید، آصف:۹۳
حمیداللہ:۲۷۸
حمید، شائستہ:۴۴، ۲۰۴
حمید، فرزانہ:۳۱۶
حمید، محمد افضل:۲۹۸، ۳۳۸
حمید، مدثر:۵۷
حنفی، محمد شمیم:۱۰۸
حنیف، ساجدہ:۲۹۸
حیات، مظہر:۳۳۶، ۳۴۱، ۳۴۹
حیدرآبادی، اخلاق:۳۰۴
حیدر، احمد نوید یاسر اذلان:۶۵
حیدر، سفیر: ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۶۶، ۱۷۱
حیدری، فیصل کمال:۹۳
خالد، عبدالکریم:۱۶۰
خالد، محمد سرفراز:۱۷۱
خالد، محمد:۲۹۸

خالد، محمد سلیم: ۱۳، ۲۷۹
خالد، مہناز: ۳۲
خالد، کنول: ۵۷، ۶۵
خان، عامر رؤف: ۲۳۳
خان، احسن علی: ۲۹۸
خان، اظہر: ۲۹۸
خان، الماس: ۱۶۶
خان، جاوید: ۲۷۹
خان، حسن محمد: ۱۳۰
خان، حنا: ۷۰، ۵۸
خان، ذیشان احمد: ۳۱۱، ۳۱۶
خان، سہیل ممتاز: ۹۴
خان، شائستہ حمید: ۱۲۰، ۱۶۶
خان، شہریار: ۳۴۵، ۳۵۰
خان، محمد حنیف: ۷۶
خان، محمد ساجد: ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۹۸، ۲۰۹، ۲۲۱
خان، محمد صاحب: ۲۴۹
خان، محمد وارث: ۲۴۳، ۲۴۹
خان، وحیدالرحمٰن: ۵۲، ۶۵
خان، افتخار احمد: ۳۰۹، ۳۲۲
خان، ذکاءاللہ: ۲۷۳
خان، سہیل عباس: ۳۵۰
خان، عارفہ صبیح: ۸۴
خان، عظمیٰ عزیز: ۶۴
خان، محمد اسرار: ۲۷۵، ۳۳۶
خان، محمد شفیع الدین: ۱۹۸
خان، محمد ممتاز: ۲۲۱، ۳۲۵
خاں، وحیدالظفر: ۱۱۸
خانم، بشریٰ: ۳۳۶
خانم، الماس: ۱۷۲
خاور، محمد امین: ۱۶۱، ۱۶۶
خٹک، جہانزیب شعور: ۲۵۸، ۲۶۶
خٹک، خالد محمود: ۲۲، ۸۴، ۲۰۴
خٹک، عرفان اللہ: ۲۶۷
خشک، یوسف: ۲۲، ۷۶
خلیل، محمد ابوذر: ۱۹۹، ۲۱۵
خلیل، سعدیہ: ۲۳۷
خورشید، جاوید احمد: ۱۴۳، ۱۴۷، ۲۸۰
خورشید، عابد: ۳۸، ۲۵۸
دانش، ذوالفقار علی: ۱۴۳
دانش، ملک حق نواز: ۳۳۶، ۳۴۱
داؤد، شہلا: ۱۳
دستی، محمد شیراز: ۳۳۴
راحت، نازیہ: ۲۰۲
راز، محمد یٰسین: ۲۹۸
راشد، احمد سعید: ۲۴۳، ۲۵۳، ۲۶۷
رانا، غلام شبیر: ۳۵۱
رانا، شمیم ظفر: ۱۹۹
رانا، ناصر: ۳۲، ۱۳۱، ۱۳۱، ۲۸۸
رانی، فوزیہ: ۲۰۴
راہی، محمد رضی: ۱۵۲
رباب، عظمت: ۱۳، ۴۹، ۱۶۱، ۳۱۱
ربانی، غلام: ۲۰۴، ۲۲۱
رجانہ، محمودالحسن: ۲۹۸
رحمان، محمد: ۲۸۰
رحمان، نسیمہ: ۹۴، ۱۵۶، ۱۶۶، ۱۷۲، ۲۱۶، ۳۲۲، ۳۴۲
رحمن، نبیلہ: ۶۶
رحمٰن، منیبہ: ۳۳۷
رزاق، نورین: ۱۴
رسول، حماد: ۲۱۶، ۲۲۲

رسول، غلام: ۲۰۵
رسول، فیض: ۱۶۱
رشید، عظمیٰ: ۲۹۹
رشید، صفدر: ۱۷۸، ۳۵۱
رضوی، سجاد باقر: ۱۳۴، ۱۴۰، ۱۴۷
رضوی، سید طارق حسین: ۱۷۲
رضوی، سیدہ مصباح: ۳۲۶
رفیق، محمد: ۳۳، ۱۸۸
رفیق الاسلام، محمد: ۵۲
رفیق، حمیرا: ۲۰۹
رفیق، روبینہ: ۶۲
رفیق، عائشہ: ۵۲
رمضان، محمد: ۲۰۹
روبی، نورین: ۶۲
روشن آرا، شمیم: ۱۵۶، ۳۰۵
رؤف، محمد: ۸۵، ۲۹۸
ریاض، عظمیٰ: ۱۷۲
ریاض، فرزانہ: ۱۷۲
ریاض، میمونہ: ۲۹۹
ریاض، راؤ رفعت: ۱۵۶
ریحان، فیصل: ۳۵۱
زاہد، ثمن: ۵۸، ۷۰
زاہد، عصمت اللہ: ۴۵، ۴۹، ۵۲، ۶۳، ۷۰
زرین، صائبہ: ۳۳
زکریا، خواجہ محمد: ۷۶
زہرا، عصمت: ۲۹۹
زیدی، شیراز: ۱۵۲
زیدی، سید عمار حیدر: ۲۱۵
ساجد، افتخار احمد: ۲۹۹
ساحر، عبدالعزیز: ۱۳۱، ۱۷۹
سبحان اللہ: ۲۵۹
سبحانی، میمونہ: ۱۷۹، ۲۹۹، ۳۲۲
سدرۃ المنتہیٰ: ۲۹۹
سدید، انور: ۱۳۱
سرا، محمد اکرم: ۷۱
سراج، بسمینہ: ۳۳، ۲۵۰
سردار، یاسمین طاہر: ۳۳۱
سرفراز، رابعہ: ۱۴، ۳۳، ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۲۱
سرفراز، عفت: ۹۴
سرور، محمد اویس: ۴۰
سرور، یاسمین: ۱۰۳، ۱۹۹
سرور، روبینہ: ۱۴۳
سرور، طاہرہ: ۱۶۱
سعید، سعادت: ۷۷، ۱۰۳، ۱۰۹، ۱۱۸، ۱۵۶
سعید، قدسیہ: ۳۰۰
سعید، محمد: ۸۵، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۶۱، ۱۶۷
سعید، احمد: ۱۰۹
سعید، ایس۔ایم: ۱۵۰
سعید، عائشہ: ۲۲۸، ۲۳۳
سفیان، محمد: ۲۲، ۳۳، ۱۹۴، ۲۶۷
سلطانہ، یاسمین: ۱۴۸
سلطانہ، عشرت: ۲۰۹
سلہری، افتخار احمد: ۳۳۷
سلیم، انیلہ: ۷۱
سلیم، عظمیٰ: ۲۰۵
سلیم، انعم: ۳۲۸
سلیم، عائشہ: ۱۶۲، ۱۷۳
سلیم، محمد: ۱۶۵، ۲۳۰، ۳۳۷
سلیمان: ۳۳۷
سنجرانی، خالد محمود: ۳۴، ۸۵، ۱۵۶، ۱۶۲، ۱۶۷، ۱۷۳

سندیلوی، رفیق:۱۱۸
سندھو، اقصیٰ نسیم:۲۲۲،۲۵۲
سنگھ، کرن:۲۳
سہیل، سلیم (محمد اقبال):۳۵۱
سہیل، سلیم:۹۵،۳۳۸،۳۴۲
سہیل، سید عامر:۷۷،۲۳۷،۲۹۳،۳۳۲
سہیل، بلال:۳۳۷،۳۴۶
سہیل، عامر:۲۰۵
سواتی، نیاز:۱۴۸
سوڈھر، زین العابدین:۱۴۲
سیال، صفدر سلیم:۷۷
سیال، عابد:۳۴،۱۱۰،۱۸۲،۲۰۰،۳۲۲،۳۵۱
سیٹھی، عظمیٰ:۹۵،۳۰۰
شاد، رحمت علی:۲۳
شاکر، امجد علی:۶۶
شاہ، سلیم تقی: ۳۱۷،۳۲۶
شاہ، سلیم اللہ:۴۱
شاہ، سید عطاء اللہ: ۲۴۳، ۲۵۰،۲۶۷،۲۷۳
شاہ، سید وقار:۲۹۵
شاہ، سید اشفاق حسین:۱۷۳
شاہ، شاہدہ دلاور:۲۳،۳۴
شاہ، صفدر:۳۲۶
شاہ، عرفان:۳۵۱
شاہ، محمد امین:۳۰۰
شاہد الدین:۳۰۸
شاہد، اقبال:۱۷۴،۲۹۳
شاہد، شوکت علی:۳۲۶
شاہد، ناہید:۴۵
شاہین، روبینہ:۲۳۴،۲۳۸،۲۳۸،۲۴۴،۲۵۰،۲۵۹،۲۶۸،۲۷۳
شائستہ، روبینہ:۱۷۳
شبیہ الحسن، سید:۲۹۳
شذرہ:۱۴۴
شفیع، محمد افتخار:۲۴،۷۸،۷۷،۲۷۷، ۳۱۷
شفیق، ظہیر احمد:۱۷
شمس الرحمان، غلام:۱۹۵
شمس، صائمہ:۶۶،۹۵
شہاب الدین:۲۴۴
شہاب الدین، محمد:۳۴۶
شہباز، محمد: ۳۵،۷۲،۷۸،۹۶
شہزاد، عارفہ:۷۸
شہزاد، نوید:۴۹،۵۸،۷۲
شہزاد، طارق علی:۳۴۶،۳۵۲
شہزادی، عمرانہ:۳۰۹،۳۲۲،۳۳۲
شہزادی، کومل:۳۵۲۲
شہناز روبینہ:۱۷۷،۱۸۸،۲۲۳،۲۶۸،۲۷۹،۲۸۸،۳۲۷
شیخ، حافظ عبدالغنی:۱۴۱،۱۴۲
شیخ، راشد:۱۳۶
شیراز:۲۴
شیرانی، مظہر محمود:۳۱۷
صابر، ایوب:۱۱۹
صابر، صوفیہ:۴۵،۶۶
صابر، محمد: ۱۸،۴۱،۵۰،۵۸
صبا، حنا:۱۵۷،۳۱۷
صدیقی، سلمیٰ:۹۶،۲۱۶
صدیقی، سہیل احمد:۳۱۸
صدیقی، صائمہ:۶۳
صدیقی، واصف اقبال:۱۹۵
صدیقی، وجیہہ الحسن:۱۵
صفی، محمد سفیان:۲۰۵،۲۵۱،۲۵۹،۲۸۹
صمدانی، رئیس احمد: ۲۹۴

ضمیر، ثمرہ:۳۰۸،۳۳۸
ضیاءالحسن:۵۳،۵۹،۷۸،۸۵،۱۱۰،۱۱۹،۲۰۰،۳۲۲
ضیاءالحق:۱۷۷
ضیاءالمصطفیٰ:۴۶
ضیاء، انتل:۲۷۴
ضیاء، مسعودالحسن:۱۱۹
طارق، عمارہ:۹۶
طارق، گلشن:۱۶۲
طاہر، سعدیہ:۱۴،۳۵،۲۲۸
طاہر، مرغوب حسین:۴۱
طاہرہ، انجم:۳۵
طاہرہ، قرۃالعین:۵۵،۱۸۰،۲۳۸
طلعت، مظہر علی:۳۴۲
طوقار، خلیل:۱۴
طیب، طاہر عباس:۲۴،۲۳۸
ظفر، ظفر احمد:۱۳۲
ظفر، ظفر حسین:۲۵
ظفر، عمران:۱۸۹،۲۹۴،۳۰۰
ظفر، نگہت ناہید:۹۷،۳۲۳
ظہور، شفقت:۳۴۲
عابد، فرح:۳۰۰
عابد، قاضی:۲۵،۱۷۴،۱۹۴،۲۰۹،۲۲۸،۲۳۸
عابد، قاضی عبدالرحمٰن:۱۳۸،۲۱۷،۲۲۲
عابد، محمد امجد:۱۰۳،۱۵۹
عابد، نذر:۱۳۲،۱۸۰،۲۵۴
عابد، نورین:۲۶۲
عابدی، ناصرہ:۱۹۵
عابدی، سیدہ عنبر فاطمہ:۹۷،۳۰۹
عادل، عابد حسین:۳۰۰
عادل، عبدالسلام:۱۳۲
عارف، نجیبہ:۳۰،۵۰،۸۶،۱۱۰،۱۲۲،۲۲۳
عارف، محمد:۲۲۱
عالم، شیبا:۲۰۵،۲۸۱
عالی، جلیل:۱۲۰
عامر، زاہد منیر:۱۵،۲۵،۳۶،۷۸،۸۶،۱۰۳،۱۸۹،۳۲۳،۳۳۲
عباد، صفیہ:۱۵
عباس، تہمینہ:۱۴۹
عباس، جرأت:۱۷۴
عباس، سہیل:۱۵،۱۸۱
عباس، سید ظفر:۱۴۴
عباس، ظہیر:۴۶،۳۰۰
عباس، غلام:۲۲۹،۳۲۵،۳۳۸
عباس، محمد: ۲۳۴،۲۳۸،۲۴۴،۲۶۰،۲۶۸،۲۷۴
عباس، مظفر:۱۹۳
عباس، مظہر:۳۶،۲۱۶،۳۵۲
عباس، وسیم:۲۰۶
عباس، ہمایوں:۳۱۴
عبدالخالق:۲۷۴
عبدالسلام، ابرار:۱۳۳،۳۳۸،۳۴۶
عبدالسمیع:۷۹
عبدالصبور:۵۳
عبدالقدیر، الحافظ:۵۳،۶۷
عبدالکریم:۱۵
عبدلکریم، قدسیہ:۱۵۳
عبدالمتین:۲۳۸،۲۷۳
عثمان، محمد ارشد:۱۵۳،۳۰۵
عثمان، محمد یامین:۱۲۰،۱۴۹
عثمانی، داؤد:۳۲۳
عثمانی، محمد ہارون:۷۹،۸۶،۱۳۳،۱۶۲،۲۹۴
عثمانی، منور مقبول:۳۲۷

عرفان اللہ: ۲۳۴
عرفان، مریم: ۲۰۹
عزیز، خواجہ زاہد: ۵۳، ۷۲
عزیز، خدیجہ: ۲۲۷
عصمت اللہ: ۳۰۱
عطا، عطا اللہ: ۹۸
عطا الرحمٰن: ۲۰۶
عظیم، فہد وقار: ۷۲
عقیل، معین الدین: ۲۵، ۱۱۱، ۱۲۰، ۱۳۶، ۳۲۷
علی، احتشام: ۷۹، ۱۲۱، ۱۷۴
علی، ارشاد: ۲۶
علی، جعفر: ۱۷۴
علی، چوہدری اظہر: ۱۹۵
علی، ذوالفقار: ۹۸، ۱۹۰، ۳۲۲، ۳۳۸
علی، سلمان: ۲۲۹، ۲۳۴، ۲۳۹، ۲۴۴، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۶۰، ۲۶۹، ۲۷۵
علی، صائمہ: ۵۹، ۱۲۱، ۱۵۷، ۱۶۷
علی، لقمان: ۳۰۱
علی، لیاقت: ۱۹۶، ۲۰۶، ۲۲۳
علی، مجاہد: ۳۰۱
علی، نوازش: ۷۹
علی، واجد: ۲۵۲
علی، افتخار: ۲۱۷
علی، جمشید: ۱۷۵
علی، رانی صابر: ۲۰۶، ۲۱۰
علی، ہما مشتاق: ۷۳
علیم، خرم: ۳۵۲
عنایت، کوثر (کوثر ایمن): ۱۴۹
عنبر، ثوبیہ: ۳۰۱
عنبرین، بصیرہ: ۵۰، ۷۲، ۷۹، ۸۷، ۹۸
عنبرین، شازیہ: ۱۳۳، ۲۰۰، ۲۱۳، ۲۲۳
غفور، رضیہ: ۱۶۲
غوث، غلام: ۳۰۴
غوری، محمد علی: ۵۰
فاروق، عمر: ۱۱۱
فاروق، میمونہ: ۳۰۱
فاروقی، شمس الرحمن: ۱۱۱، ۱۲۱
فاروقی، فضل حق: ۵۴
فاروقی، محمد حمزہ: ۱۱۲، ۱۱۲
فاروقی، مہر افشاں: ۱۲۲
فاطمہ، سید عنبر: ۲۰۷
فاطمہ، صدف: ۱۸۱، ۳۴۲
فتحی، فاطمہ تیموری: ۵۹
فراقی، تحسین: ۱۰۳، ۱۱۲
فرخی، آصف: ۱۱۳
فردوس، شگفتہ: ۹۹، ۱۰۴
فرید، سید محمد: ۴۵، ۵۹، ۶۶
فرید، محمد: ۷۳، ۳۰۱
فضل داد، شیراز: ۱۱۳
فیاض، ایم۔ خالد: ۳۶، ۴۵، ۸۷، ۱۲۲، ۱۹۶، ۲۸۱
فیاض، محمد: ۳۰۹
فیض، احمد فیض: ۲۹۴
فیضی، فیاض احمد: ۲۲۹
قادر، محمد ہارون: ۱۵۷، ۱۶۳، ۲۳۵، ۳۰۶
قادر، فاران: ۳۲۷
قادری، شبیر احمد: ۱۴۰، ۲۸۲، ۳۰۶، ۳۱۵، ۳۲۷، ۳۴۶
قاضی، فرحانہ: ۲۴۱، ۲۵۲، ۲۵۵، ۲۷۵
قاضی، راشدہ: ۱۹۶
قائل، عمر قیاز خان: ۲۳۴، ۲۴۵، ۲۷۵
قدیر، ریاض: ۸۰
قرنی، محمد اویس: ۲۳۵، ۲۳۹، ۲۴۵، ۲۵۲، ۲۶۰

قریشی، بشریٰ: ۱۵، ۱۸۲، ۳۵۲
قریشی، حیدر: ۱۶، ۲۶
قریشی، خادم حسین: ۱۳۷
قریشی، عبدالودود: ۱۹۰
قریشی، محمد طاہر: ۱۴۵، ۱۴۵، ۳۳۹
قندیل، بازغہ: ۳۰۱، ۳۳۲
کاشمیری، تبسم: ۸۰، ۲۰۹
کاظمی، سید کامران عباس: ۱۶، ۱۹۶، ۲۲۹، ۳۳۹، ۳۴۷، ۳۵۳
کاظمی، سیدہ فلیحہ زہرا: ۵۴، ۶۷، ۱۴۱
کامران، شاہد اقبال: ۲۲۴
کامران، محمد: ۸۷، ۹۹، ۱۶۷
کاؤسی نژاد، زیاد: ۱۶
کبیر، محمد الیاس: ۸۰، ۲۱۷
کرسٹ، رونلڈ: ۱۲۲
کشمیری، سلمیٰ اسلم: ۲۳۹
کلو، پروین: ۳۰۶، ۳۱۲، ۳۱۶، ۳۲۷
کلیانی، ممتاز: ۳۲۷
کلیم، صدیق: ۲۹۴
کلیم، طارق: ۲۰۵، ۳۳۲
کمال، محمد اشرف: ۱۶، ۲۶، ۳۷، ۲۰۳، ۲۲۲، ۲۴۵، ۲۵۲، ۲۶۱، ۳۱۲
کوثر، روبینہ: ۳۰۲
کوثر، ریحانہ: ۳۷، ۱۳۷، ۱۵۷، ۲۱۰، ۲۳۹، ۲۶۱، ۳۰۶، ۳۴۷
کوثر، فردوس: ۲۸۹
کوثر، یاسمین: ۸۰، ۹۹
کوثر، زرینہ: ۴۱
کوثر، شہناز: ۶۰
کوسکن، حسن: ۱۹۶
کیومرثی، محمد: ۱۶، ۳۷، ۱۲۳
گارشیا، ماریہ ازابیل ملدونادو: ۲۶
گل، فرح: ۳۰۲
گل، وسیم عباس: ۳۰۲
گل، نوید احمد: ۳۳۲
گلناز: ۳۰۲
گوندل، محمد یار: ۲۳۹، ۳۱۸، ۲۹۰، ۳۲۵
گوہر، صادق حسین: ۲۱۰
گیلانی، مقبول حسن: ۲۷، ۱۹۷، ۲۱۰، ۲۸۲
گیلانی، سمیرا: ۸۱
لطیف، راشدہ: ۳۰۲
لطیف، واصف: ۱۶۳، ۱۷۵، ۳۰۶
لغاری، مہرونہ: ۲۷، ۲۰۰
لقمان، قاری محمد: ۱۵۰
لیاقت، درخشاں: ۵۴
مبارک، میمونہ: ۳۰۲، ۳۱۲
مجاہد، رضوان احمد: ۱۷۵
مجی، جمیل اختر: ۲۷
مجید، رضیہ: ۱۶۳، ۱۷۵
محسن، نعیم: ۳۳۳، ۳۳۳
محمد، علی: ۱۹۱
محمد ارشد، عثمان: ۱۵۳
محمد، ولی: ۳۰، ۲۲۷، ۲۳۱، ۲۳۶، ۲۴۲، ۲۴۸، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۷۲
محمود الاسلام: ۲۷، ۱۸۲
محمود الاسلام، محمد: ۱۷
محمود الحسن: ۲۸۲
محمود، شوکت: ۲۷۶
محمود، صدف: ۳۱۸، ۳۴۷
محمود، طارق: ۲۱۷
محمود، ارشد: ۳۵۳
محمود، خالد: ۳۴۷
مختار، سمیرا: ۱۰۰
مراد، رخشندہ: ۱۸۲، ۲۹۰

مرتضیٰ، غلام: ۳۰۲
مرسل، سید محمود: ۳۱۸
مشتاق، ماجد: ۳۲۸
مشتاق، صباحت: ۱۲۳
مشتاق، صدف: ۱۷۶
مشتاق، صفیہ: ۱۶۳
مشتاق، عبدالقادر: ۳۲۸، ۳۳۳، ۳۳۳
مصطفیٰ، اسد: ۲۱۳
مظہر، نعیم: ۲۷۸، ۲۹۰، ۳۲۸
معراج، ارشد: ۳۴۷
مغلانی، حمید الفت: ۳۰۹
مقبول، طاہرہ: ۳۱۲
مقدس، رابعہ: ۲۰۰، ۳۳۹
ملک، خالق داد ۵۴
ملک، شازیہ مجید: ۳۰۲
ملک، عبدالعزیز: ۳۱۳، ۳۳۳
ملک، محمد امیر: ۱۷
ملک، فتح محمد: ۲۷
ملک، محمد مقبول نثار: ۲۹۰
منش، وفا یزدان: ۸۱
منور، سعدیہ: ۱۷۶
منیر، عنبرین: ۲۸، ۸۱، ۳۰۳
منیر، طیب: ۳۴۳، ۳۴۷
مہار، اجمل: ۲۰۲
میکن، سکندر حیات: ۳۸، ۸۷
میمن، محمد عمر: ۱۱۴، ۱۲۲
میو، عطاالرحمن: ۱۷
ناز، ناہید: ۱۱۴، ۲۴۶، ۳۳۹، ۳۵۳
ناز، ارم: ۲۳۵
ناز، اقلیمہ: ۳۸، ۳۶۸
ناز، زاہدہ: ۷۳
ناز، شہنیلا: ۲۱۱
ناز، عصمت: ۳۲۸
ناشاد، آرشد محمود: ۲۶۲، ۲۶۹، ۳۳۹
ناصر الدین: ۲۴۳، ۲۵۳، ۲۶۷
ناصر، محمد: ۱۸، ۵۵، ۶۳، ۷۳
نبیل، نبیل احمد: ۳۵۳
نجم الرشید: ۴۲، ۵۰، ۶۷
ندیم، ایوب: ۸۸، ۱۸۲، ۳۰۹
ندیم، ثمینہ: ۸۱، ۱۰۰، ۳۰۶، ۳۰۹، ۳۱۳
ندیم، خالد: ۳۸، ۱۹۱، ۳۰۹، ۳۴۳
ندیم، روش: ۱۸، ۱۹۱، ۲۱۱، ۳۴۸
ندیم، عبدالماجد: ۵۵، ۶۷، ۷۳
نذیر، صائمہ: ۲۸۳
نسرین، حفصہ: ۱۸
نسیم، آصفہ: ۱۹۸
نسیم، ثمینہ: ۲۲۴
نسیم، ثوبیہ: ۱۶۸
نسیم، گلشن: ۳۲۸
نصیر، لبنیٰ: ۲۱۱
نظامی، غلام معین الدین: ۵۶، ۶۳
نظامی، راجہ نور محمد: ۳۴۳
نعمان، محمد: ۲۳۰
نعیم، محمد: ۶۴، ۸۸، ۲۱۸
نعیم، سجاد: ۲۱۷
نعیم، سدرہ: ۵۱
نعیم، صفدر: ۱۶۳، ۲۰۰
نقوی، صدف: ۳۱۹
نقوی، روزینہ انجم: ۳۳۳
نقوی، ہلال: ۲۰۷

نگار، شہلا: ۳۱۳
نگہت، فریحہ: ۱۸
نواز، شاہد: ۳۸، ۸۸، ۲۰۱، ۲۱۱، ۲۸۰
نوازش، محمد خاور: ۲۸، ۳۹، ۱۵۳، ۱۶۵، ۲۰۱، ۲۱۲، ۲۲۴، ۳۲۹
نور، تہمینہ: ۸۱
نوری، محمد فخر الحق: ۲۸، ۸۱، ۳۲۳
نورین، آسیہ: ۳۰۳
نورین، فاخرہ: ۲۸۳، ۲۹۱
نوشاہی، عارف: ۱۱۴، ۱۲۳، ۳۴۳
نوشہ، محمد مغیث: ۵۲
نوید، عظمیٰ: ۱۳۹
نوید، گوہر رحمان: ۲۵۳
نیاز، شبنم: ۱۶۸
نیازی، اورنگ زیب: ۴۶، ۸۲، ۲۹۴
نیر، ناصر عباس: ۴۲، ۶۰، ۸۲، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۲۴، ۱۸۳، ۲۱۲، ۲۲۴
نیلم: ۲۵۳
ہاشمی، طارق: ۴۲، ۲۲۵، ۲۹۵، ۳۱۰، ۳۱۷
ہاشمی، طارق محمود: ۱۹، ۱۱۵، ۱۵۸، ۲۶۲، ۳۰۶، ۳۵۳
ہارون، ثنا: ۱۵۸، ۱۶۴، ۱۷۶
ہاشمی، منور: ۸۲، ۱۰۱، ۱۰۴، ۳۲۴
ہشام، السعید: ۱۳۲
ہما، عابدہ: ۱۲۷، ۱۳۴، ۱۴۰
ہمدانی، جواد: ۱۱۰، ۳۴۳
ہمدانی، حامد اشرف: ۴۲، ۴۷، ۵۱، ۵۶، ۶۰، ۶۴
ہمدانی، کفایت اللہ: ۶۸، ۷۴
واصف، واصف علی: ۱۲۴
وحید الرحمٰن: ۸۸
وزیر، نصر اللہ: ۱۴۱
یاسر، خالد اقبال: ۲۸۳
یاسمین، روبینہ: ۱۷۶
یٰسین، خضر: ۳۴۸
یٰسین، رانا غلام: ۱۵۴، ۲۰۷
یعقوب، قاسم: ۳۴۳
یوسف، صوفیہ: ۱۹، ۳۹، ۲۳۹
یوسفزئی، الطاف: ۲۵۴
یوسفزئی، عتیق الرحمٰن: ۲۹۰
یونس، حافظ محمد: ۶۱